ڈیڈیکیشن

مین اس قابل قدر و بیش بہا تصنیف کو بکمال ادب جناب محترمہ امینہ خاتون بیگم عباس طیب جی صاحبہ (سابق جج ہائی کورٹ) کے نام نامی و اسم گرامی پر معنون کرتا ہون جناب موصوفہ اعلےٰ تعلیم یافتہ و حامی تعلیم نسوان ہونے کے علاوہ میری مرحومہ مان کی نادیدہ محبہ و مونسہ بھی ہین - اور بیگم صاحبہ ہی کی قدردانیون و ہمت افزائی کا نتیجہ ہے کہ آج حصۂ سوم شوکت آرا بیگم ادبی دنیا کے سامنے پیش ہو رہا ہے - مین بکمال خلوص جناب بیگم عباس طیب جی صاحبہ کا فوٹو بھی باجازت حضرت ممدوحہ دلی شکریہ کے ساتھ چسپان کرتا ہون -

خاکسار

"محمد عبدالرؤف عباسی"

لکھنؤ - ۲۷ - نومبر سنہ ۱۹۲۴ء

کہہ رہی ہے کہ "ٹھہر" میر سست گام ہے اور اپنے اللہ کی مشیت سے آگے
سر عجز و نیاز جھکا"

زندگی کیا ہے موت کی تمہید ؛ موت کیا ہے نشار روحانی

شوکت آرا بیگم کی زندگی کے دو آخری پراگندہ بخشہ اوراق کو منضبط کرنے میں تاخیر و تعویق پیدا کرنے والی یہی پراگندہ خاطری تھی جس نے ایک زمانہ تک اسکی مہلت نہ دی کہ اس ادھورے کام کو تکمیل تک پہونچایا جاسکتا۔ بارے تقریب ۵ مدت کی کد و کاوش کے بعد یہ مہتم بالشان کام انجام کو پہونچا اور شوکت آرا بیگم کی زندگی کا آخری دور زیور طباعت سے آراستہ ہو کر نقادان فن و ماہران سخن کے سامنے آگیا۔

شوکت آرا بیگم کے ابتدائی دو حصص یعنی عہد طفولیت و شباب کے حالات کی اشاعت نے ادبی دنیا میں جیسی کچھ ہلچل پیدا کردی تھی وہ آج میرے پیش نظر ہے اور مجھے اسکا یقین اور یقین کامل ہے کہ یہ تیسرا حصہ بھی اپنی مقبولیت و ہردلعزیزی میں انشاءاللہ اس سے پیچھے نہ رہے گا۔ ابتدائی دور کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ آج جبکہ اسکی اشاعت کو چھ سات سال ہو چکے ہیں اور جب اسکی پہلی ایڈیشن کا کوئی نسخہ میرے پاس باقی نہیں ہے اسکی فرمائشات کا سلسلہ ملک کے ہر چہار طرف سے جاری ہے۔ مشکل سے کوئی دن ایسا ناغہ جاتا ہوگا کہ جب ایک نہ ایک فرمائش نہ موصول ہوتی ہو۔ یہی نہیں بلکہ صوبجات متحدہ اور پنجاب کی ٹکسٹ بک کمیٹیوں اور ممالک محروسہ سرکار عالی اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے سررشتہ تعلیمات نے لڑکیوں کے اصول و تعلیم کے لیے اسے بے انتہا مفید و ضروری قرار دیکر اسکی جلدیں بتعداد کثیر خریدی ہیں۔

شوکت آرا بیگم کے ابتدائی حصص کا پلاٹ جس خوبصورتی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا اسکا اس حصہ میں بھی پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ زبان مثل سابق



بسم اللہ الرحمن الرحیم



باب اوّل

شوکت آرا بیگم کا خاندان

ہر روز روز عید ہے ہر شب شب برات
سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کے

خوشی و مسرت فرحت و انبساط۔ راحت و آرام عیش و کامرانی سرور و شادمانی یہ وہ چیزیں ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے آدمی زمین آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے۔ جان خطرہ میں ڈالتا ہے کوشش بارآور ہوئی شجر محنت میں ثمرہ دل کو چین ملا۔ آنکھوں میں ٹھنڈک آ گئی۔ اور اگر خدا نخواستہ تقدیر کے آگے بس نہ چلا۔ چاروں طرف ناکامی ہی ناکامی نظر آئی تو الله دے اور بندہ لے حضرت انسان بے آگ۔ پانی جلتے ہیں بیموت مرتے ہیں اپنے پرائے کی نظروں میں خوار۔

زندگی سے بیزار۔ غرضکہ دنیا ایک عجیب تماشہ گاہ ہے جہان ہر لحظہ و ہر ساعت نت نئے سامان دلچسپی ہین۔ کوئی روتا ہے تو کوئی ہنستا ہے۔ کوئی پریشان و متفکر ہے تو کوئی خوش اور مطمئین۔ کہین غمی ہے تو کہین شادیانہ بج رہے ہین کیا خوب غالب نے کہا ہے ؎

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی ہی سہی

مگر واہ رے اطمینان و اقتدار تیرا کیا کہنا۔ اگر تو نہین تو کچھ نہین شان و شوکت سجاوٹ بناوٹ۔ نام و نمود طرح طرح کی ترقیان علمی ہون یا عملی سب تیرے ہی دامن دولت سے وابستہ ہین آدمی کو کیا نہین آتا اور کیا نہین کر سکتا مگر دل بھی تو ٹھکانے ہو اور اختیار بھی تو ہو۔ سکون خاطر انسان کو دیدیجے۔ اور مقتدر بنا دیجے۔ کبھی تو وہ نچلا بیٹھے گا نہین۔ گھر کو عشرت کدہ۔ شہر کو پرستان۔ باغ کو رشک ارم نہ بنا دے تو وہ ہی کا ہیکا۔ بی شوکت آرا بیگم نے تقدیر کے ہاتھون خوب خوب چکر گھنیان کھائین دو طفلی مین بیوہ بنین جنگل مین منگل منایا۔ سہاگ لٹا تو بڑے زور شور سے۔ کچھ دنون جوانی کا سکھ خوب دیکھا۔ ہے پیچھے پھر خزان کا عملہ دخلہ ہوا تو کچھ نہ پوچھئے ہجوم یاس نامرادی نے رنڈسالہ پہناویا۔ بنا بنایا گھر چشم زدن مین لٹ گیا مصیبتون کی کڑیان جھیلین گھر سے نکلین۔ شیطان کے چنگل مین پھنسین لیکن خوب بچین۔ پھر بیمار ہوئین۔ لب گور پہونچین زندگی سے مایوسی ہوئی۔ دماغ پھرا۔ عاقلہ سے سڑن بنین اسی تھوڑی سی عمر مین سبھی کچھ تو ہو گیا۔ اب سب پاپڑ بیل چکی ہین عیش و کامرانی کا دور دورہ ہے چشم بد دور بمبئی مین براج رہی ہین اپنا مال جیلین نوکر چاکر سبھی تو ہین۔ خدا پرستی بڑھتی جاتی ہے خیر خیرات بہت کرتی ہین کتنی سرائین اور خانقاہین بنوا ڈالین۔ کتنی نئی نئی بازارین اور منڈیان ان کے نام سے آباد ہین۔ بمبئی سا لق و دق شہر جس کی آبادی خدا جھوٹ نہ بلوائے تو بندرہ بیس لاکھ سے کم نہ ہوگی۔ وہان کون کسکو پوچھتا ہے ایک سے ایک امیر پڑا ہے۔ مگر سب گمنامی کے

سمندر مین غوطہ کھا رہے ہین۔ ہان ایک شوکت آرا بیگم ہین انکا نام بچہ بچہ جانتا ہے
جس سے چاہے پوچھ لیجیے۔ بہی شہرت ہو تو ایسی۔ نام اسکو کہتے ہین اور نمود اس کے
معنی ہین۔ ڈاکٹر مشتاق اپنے آزاد پیشہ مین خوب چمک رہے ہین۔ ملازمت تو جیسی جاتی
رہی تھی۔ اب فیس کا معاملہ ہے۔ مگر روپیہ چار دن طرف سے برستا ہے۔ شوکت آرا بیگم
سی سخی داتا خرچ کرنے والی جس کے تین تین لنگر خانہ کھلے ہوئے۔ مختلف زنانہ
اسکولون کے مصارف الگ۔ لیکن یہ نہین ہے کہ بی ناظمہ بیگم کبھی اس کی شکایت
کرین کہ آج روپیہ نہین ہے یا فلان چیز کی کمی ہے۔ ناظمہ اب شوکت آرا بیگم کی پاکباز
رفیق ہین خانہ داری کا انتظام انھین سے متعلق ہے۔ گھر مین سیاہ سفید کی مختار
یہی ہین۔ چار چار خادمائین اُن کے نیچے کام کرتی ہین۔ کوٹھی مین تین کمرہ ان کے علحدہ
ہین۔ داروغہ۔ خزانچی۔ مغلانی جو چاہیے اُن کو کہیے۔ دونون وقت بیگم کے ساتھ دسترخوان
پر کھانا کھاتی ہین۔ کوئی تنخواہ مقرر نہین۔ کپڑا لتہ بیگم ہی سے متعلق ہے جو چاہین خرچ
کر ڈالین۔ کوئی پوچھنے گچھنے والا نہین۔ لیکن کیا مجال ہے کہ ایک حبہ بھی بلا وجہ
حساب ہوئے صرف ہو جائے ان مصارف کثیر کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ
ڈاکٹر مشتاق بھاری بھر کم آدمی ہون گے۔ دس پانچ ہزار کے مالک یا صاحب جائداد۔
لیکن نہین محمود صاحب دربادشاہ حسن کے مشورہ سے بینک مین بھی روپیہ برابر جمع ہوتا رہتا ہے
جائداد بھی بہت کچھ پیدا کر لی گئی ہے خاص بمبئی مین متعدد کوٹھیان کرایہ پر چل رہی ہین
ضلع بارہ بنکی کی زمینداری مین معقول اضافہ ہوا ہے۔ خدا کی دین ہے۔ کون دم مار سکتا
ہے آن مالک بہر حال اوند بد لوند بدا دند کا معاملہ ہے چون وچرا کی گنجائش نہین۔ اطمینانی
زندگی کے مشغلہ شوکت آرا بیگم کو دن رات منہمک رکھتے ہین۔ ثریا ماشاء اللہ
دسوین سال مین ہے۔ بلا کی ذہین و سمجھدار۔ ماں کی بیٹی ہے یہ ننھی سی عمر دیکھیے
انگریزی خوب بولتی ہے فارسی و عربی کا بھی یہی حال ہے۔ اہل زبان عورتین شوکت

کی دربارداری کرتی ہین۔ اُنھین کی صحبت کا فیض ہے کہ نوید بانون مین ایسی ترقی ہوگئی ہے۔ تعلیم کا انتظام شوکت آرا بیگم نے نہایت معقول کیا ہے ایک وسیع قطعہ مین آبادی سے باہر دو کوٹھیان کچھ فاصلہ سے ایک احاطہ کے اندر نئی تعمیر ہوئی ہین بیچ مین ایک بڑے زنانہ اسکول کی عمارت ہے۔ مغربی سمت کی کوٹھی شوکت محل کے نام سے مشہور ہے اور مشرقی سمت کی عمارت احمد منزل کہلاتی ہے۔ جو احمد رضا خان صاحب نے بی سروری بیگم کے لئے اپنے صرف سے بنوائی ہے۔ دونون عمارتین نہایت وسیع و مرتفع ہین۔ زنانہ و مردانہ دونون مین بہت گنجائش ہے۔ نقشہ بالکل ایک ہی ہے۔ سر مو فرق نہین چارون طرف نہایت عمدہ ترشایہ کی پھلواری ہے۔ بڑے بڑے خوش قطع سبزہ کے چمن لہلہا رہے ہین۔ فوارے۔ حوض۔ نہرین۔ سبھی کچھ تو ہین۔ متعدد مالی ہر وقت کمربستہ بیل بوٹے درست کرتے پھرتے ہین۔ احمد منزل سے شوکت محل کو جانے کے لئے باہری راستہ تو ہئی ہے مگر اندرونی راستہ اسکول کے صحن سے ہے۔ یہی ہر وقت آباد رہتا ہے۔ کوئی نہ کوئی اس عمارت سے اُس عمارت مین ضرورت بے ضرورت جاتے ہوے ضرور نظر آئے گا۔ سروری خدا اجھوٹ نہ بلائے دن و رات مین بیسون چکر کرتی ہین۔ اسکول کے حدود مین قدم رکھا اور دز دیدہ نظرون سے ہر ہر چیز پر نظر پڑ گئی۔ پڑھنے اور پڑھانے والیون کے خیالات کا ہر وقت و ہر دم اندازہ کرتی رہتی ہے۔ ساٹھ ستر اونچے اونچے گھرانون کی لڑکیان اسی مدرسہ مین تعلیم پاتی ہین۔ بیس ایسی بھی ہین کہ جن کا قیام دارالاقامہ مین ہے۔ پندرہ خوش حال گھرانون کی ہین۔ پچاس پچاس روپیہ ماہوار اُن کے والدین کھانے۔ کپڑے۔ کتابون وغیرہ کے لئے دیتے ہین۔ اور پانچ بیچاریان غریب والدین کی بیٹیان ہین۔ لیکن شریف زادیان۔ ان سے کچھ نہین لیا جاتا۔ مگر ممکن نہین کہ اُنکا حال کسی کو معلوم ہو سکے۔ کھانے۔ کپڑے۔ کسی چیز مین کچھ فرق نہین

لباس اسکول کا ایک ہی ہے۔ ریشمی چوڑیدار پاجامہ سفید نیچی فراک دریا دامی رنگ کی اوڑھنیان۔ زیور کیسا چاندی کا تار تک کسی کی انگلی مین نہین۔ سات اُستانیان جنمین چار ینون سے اُتری ہوئی فرنگنین ہین اور تین ہندوستانی مدرسہ کے گھنٹون مین علمی تعلیم دیتی ہین۔ ایک حافظہ قرآن معلمہ جو کلام پاک پڑھاتی ہین۔ ایک عالمہ دینیات کی تعلیم کے لئے۔ ایک پارسن سوئی کا کام سکھانے کے لئے اور ایک رکابدار عورت جو ہر طرح کے کھانون کی ترکیبین لڑکیون کو بتلاتی اور سکھلاتی ہے علاوہ ان استانیون کے اسکول مین ملازم ہین پارسن کے سوا اور سب اتفاق سے بیوائین ہین۔ اسیوجہ سے سب استانیان مدرسہ کے کامون مین بہت دلچسپی لیتی ہین کھیل کود ہو یا کھانا پکانا اُس مین بھی انسر مطہ سنز برکٹ سے لیکر محمودہ خانم تک جو آٹھوین درجہ کو تعلیم دیتی ہین برابر موجود رہتی ہین اُس وقت اُستادی شاگردی کا برتاو نہین رہتا بلکہ بہناپے کی بے تکلفیان معلماؤن اور متعلماؤن مین دیکھی جاتی ہین ہنسی مذاق چلین ہوتی جاتی ہین۔ لیکن مذاق بھی ہے تو نہایت صاف ستھرا۔ مدرسہ کا نصاب تعلیم وہی ہے جو سرکاری اسکولون مین انٹرنس کلاس تک کا ہے پڑھائی قاعدہ کے ساتھ ہوتی ہے امتحانات بھی ہوتے رہتے ہین۔ تین برس مدرسہ کو قائم ہوئے ہو چکے ہین آٹھ دس لڑکیان انٹرنس پاس کرکے نکل چکی ہین۔ شوکت کا اصلی منشا یہ ہے کہ اس اسکول کی لڑکیان زباندانی کے لحاظ سے بہت بڑھی چڑھی رہین۔ بات چیت و گفتگو مین کہین اور کسی موقعہ پر بند نہ ہون معلومات مین تقریرون کے ذریعہ سے اضافہ کیا جائے۔ لہذا ٹینس اور بیڈمنٹن کھیلتے کے وقت شوکت و سروری ضرور موجود رہتی ہین۔ کبھی کھیل مین شریک ہو گئین اور کبھی دو چار لڑکیون کو ساتھ لے کر باغ کی سیر مین مصروف ہو گئین۔ باتون ہی باتون مین لڑکیون کو مختلف پھولون کی ماہیت بتلا دی۔ رنگ بو

کی تشریح کر دی۔ پھولون کے بڑے اور خوبصورت بنانے کا طریقہ عمدہ طور پر سمجھا دیا یہ تو روز کی تعلیم و تربیت کا رویہ تھا۔ مگر جمعرات کا دن شوکت یا سروری کے لکچر کے لئے مخصوص تھا۔ ایک جمعرات کو یہ اور دوسری کو وہ کسی نہ کسی مضمون پر ضرور تقریر کرتی تھین۔ ان لکچرون کی شہرت اچھے گھرانون مین اس قدر ہو گئی تھی کہ آٹھوین روز دو بجتے بجتے کا ڈیون اور تمتمون کا تانتا اسکول کے پھاٹک پر لگ جاتا تھا۔ کوئی معزز خاتون ایسی نہ ہوتی کہ جو خوشی کے ساتھ آٹھوین دن مدرسہ نہ آتی جمعہ کا دن اسلامی لحاظ سے تعطیل کا رکھا گیا تھا۔ اُس روز بڑے بڑے سامان ہوتے۔ مدرسہ کی لڑکیون کی جانب سے اپنی مان بہنون کی دعوت ہوتی۔ جن جن کھانون کی ترکیبین سات دن سیکھتین وہ آٹھوین دن خود پکا کر سب کو کھلاتین۔ شاباشیان بھی پاتین اور انعام بھی۔ جو کچھ اپنی جیب سے خرچ کرتین وہ اس طرح وصول ہو جاتا۔ ان تین برس مین مدرسہ کی ایسی شہرت ہوئی کہ داخلہ کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی۔ اور مجبور ہو کر افسر معلمہ کو یہ قاعدہ بنانا پڑا کہ جنوری یا جولائی سے پہلے کوئی لڑکی کسی درجہ مین داخل نہ کیجائیگی شوکت و سروری کے پاس بڑی بڑی سفارشین آتین۔ مگر درخواستون کی کثرت دیکھکر وہ بھی افسر معلمہ پر ٹال دیتین۔

مدرسہ کی جان بی قریشیہ بیگم تھین۔ ماشاء اللہ نہایت ذہین و سمجھدار مڈل سے نیچے درجہ مین پڑھتی تھی۔ مگر اردو۔ فارسی۔ انگریزی مین اپنا مقابل اسکول بھر مین نہ رکھتی تھی۔ گُن ڈھنگ کی۔ سینے پرونے کی۔ مان کی چہیتی باپ کی دُلاری سروری بیگم تو جان ہی دیتی تھین ہر وقت اس کا منہ دیکھتین کیا مجال تھی کہ اپنے بچون کے لئے کبھی کوئی چیز بادشاہ حسن لائین اور اس مین سب سے پہلے قریشیہ کا حصہ علحدہ کر کے اُسے بلا کر نہ دیدین۔ دارالاقامہ مین وہ بھی اور

لڑکیوں کے ساتھ کوٹھے پر رہتی تھی مگر جو کمرہ اُس کے لئے مخصوص تھا وہ احمد منزل
سے ملا ہوا تھا اور اس کا پورب رخ کا دروازہ سروری کی خواب گاہ میں کھلتا تھا
یہ بندی خدا کی رات میں دبے پاؤں کئی کئی مرتبہ آتی اور بھانجی کو دیکھ جاتی کبھی
کبھار ایسا بھی ہوا کہ وہ سوتی نہ ہوئی چپ چاپ اپنی مسہری پر پڑی بائی گئی
پھر بھلا کیسے ممکن تھا کہ خالہ جان تنہا چھوڑ دیتیں۔ لاکھ وہ ہاں ہاں کر رہی ہے
مگر یہ کسی کی سنتی ہیں۔ گود میں اُٹھا لیا اور ڈنکا بجاتی ہوئی اپنے کمرہ میں گھس گئیں
ابھی اُس کی بساط ہی کیا ہے ننھی سی جان نگوڑی اکیلی ڈال دی گئی ہے۔ یہ نامراد
شوکت کیا اُسے جینے تھوڑی دے گی۔ سہمی پڑی ہوئی تھی۔ میں اس وقت
نہ اُٹھا لاتی تو صبح کو اس کی جان سے دور معلوم نہیں کیا مقدر دکھاتا۔ پھر بیٹھکر
ٹسوے بہاتیں۔ اور ایک دن ہونا ہی ہے۔ موئی فرنگن بنی ہے۔ نڈر بنانا چاہتی
ہے اس ناغدنی سے کوئی پوچھے کہ تو کس دن اکیلی رہی تھی۔ جمال آرا بچی مرتے
مرتے مر گئیں ایک دن بھی اپنے سے الگ نہ سونے دیا۔ صبح ہونے دو۔ بی بی
صاحب کو ایسا راضی بناؤں گی کہ یاد کرینگی۔ مجھ سے یہ ظلم نہیں دیکھا جاتا۔
لاڈ بڑے۔ پیار بڑے۔ اوپر والے کہتے ہیں۔ اے ہے! ابا واری ہیں۔ اماں
نثار ہیں! صدقہ گئی ہیں ایسے ابا و اماں کے۔ آپ دونوں ٹانگیں پھیلائے
سوتے ہیں۔ اور اس کی خبر نہیں کہ بچی کس عالم میں ہے۔ اور کیا اُس کے دل پر گذر
رہی ہے۔ شامت کے مارے اگر بادشاہ حسن اس وقت جاگتے ہوئے اور وہ شوکت
کی طرفداری میں بول اُٹھے تو بس قیامت ہی آگئی۔ رات بھر کی آفت کہیں لینے
جاتا تھوڑی ہے۔ احمد منزل میں ایسے ہنگامہ اپنے آئے دن ہوا ہی کرتے تھے
سروری بیگم اگرچہ اب کئی بچوں کی ماں ہیں۔ عمر بھی تیس برس سے اونچی ہو چکی
ہے مگر مزاج کا عالم وہی ہے۔ البتہ شوکت اور اُن کے بچوں کے ساتھ محبت میں کمی

نہین بلکہ زیادتی ہی ہے۔ قریشیہ کو اپنے سے اس قدر بے تکلف کر لیا ہے کہ وہ خوب خالہ جان کو چٹکیون مین اڑاتی ہے ان کی صحبت مین مسخراپن اُس مین بھی آگیا ہے۔ ادب لحاظ سب کچھ کرتی ہے مگر موقعہ پڑجاتا ہے تو چوکتی بھی نہین ایک نہ ایک فقرہ چست ہی کر دیتی ہے۔ پسند آگیا تو دوڑ کر پیار کر لیا۔ بلائین لے لین۔ شوکت اس طریقہ کو پسند نہین کرتین۔ بند بند قریشیہ کو روکتی بھی ہین۔ لیکن سروری سے اُن کا بس نہین چلتا۔



باب (۲)

شوکت آرا و سروری بیگم

شوکت آرا۔ اے ہے سروری یہ کونسا طریقہ تم نے اختیار کیا ہے کہ پہر دن چڑھے تک پڑی سویا کرتی ہو۔ نہ نماز سے مطلب نہ روزہ سے کام۔ بندی خدا کی اب تو جوانی گئی۔ بڑھاپا آیا۔ کچھ عاقبت بھی سنوارو۔ یہ تمھاری بُری عادتیں بچے بھی اختیار کرینگے۔ (منھ پر پانی کا چھینٹا دے کر) لے اٹھو شاباش۔

سروری۔ اری شامت کی ماری نہیں مانتی۔ آئی صبح صبح دق کرنے اور جان کو بائو بانٹنے۔ میں نگوڑی دیر تک کب سوتی ہوں۔ رات کو نیند نہیں آئی۔ قریشیہ ڈرتی تھی۔ کمبخت جی نہ مانا اُسے اٹھا لائی جب اُس کا ڈر کم ہوا وہ سوئی تب میں سوئی ہوں۔ وہ تو اپنے معمول سے سویرے ہی اُٹھ بیٹھی اور نماز پڑھ کر اپنے کمرہ میں گئی ہیں بھی نماز و تلاوت سے فراغت کرکے ابھی کمر سیدھی کرنے لگی۔

شوکت۔ بجا ارشاد ہوا۔ یہ کمر سیدھی ہو رہی ہے۔ ذری آئینہ میں اپنی صورت دیکھو۔ بی بی بنو۔ آنکھیں لال ہو رہی ہیں۔ باچھیں پیک سے رنگی ہوئی ہیں خیر نماز پڑھ کر سوئیں تو کچھ ہرج نہیں۔ میں تو اپنی بچی سطوت کو لئے ہوئے باغ میں ٹہل رہی تھی۔ تم دونوں کا انتظار کرتی رہی۔ کچھ سیب انار و انجیر مالن نے دیے تم ہوتیں تو کھاتے سطوت آرا سے کہتی رہی۔ وہ بوڑھی روح میری نانی اماں کا ہے کو سنتی۔ دوڑتی ہوئی قریشیہ کے کمرہ میں گھس گئی۔ ....
کیا مجال ہے قریشیہ کے بغیر اُس کے منھ سے نوالہ اُترے۔ تم نے رکھا اُس نے

اُٹھایا ۔ ویسی ہی محبت ۔ ویسی ہی باتین ۔ مسخرہ پن بھی کچھ کم نہین ہے ۔ مگر اللہ کا شکر ہے کہ تیری سی لنکا نہین ہے ۔ میرا ادب لحاظ بہت کرتی ہے دل کی بھی صنتو ہے ۔ مین تو چاہتی ہون کہ رات کو اپنے پاس لٹایا کرون ۔ دو ایک مرتبہ کمرہ مین آہٹ بھی لے آتی ہون مگر بچپنے کی نیند ہے ۔ سوئی تو سوئی ۔ مگر مین دیکھتی ہون قریشیہ کا ڈر ابھی تک کم نہین ہوا ہے ۔ مین تو ایسے کچے دل کی نہین ۔ قسمت نے جنگلون جنگلون پھرایا ڈرتی تو آج زندہ نہ ہوتی ۔ ہے ہے ۔ پیر تم مجھے نہین بھولتا ۔ اور نہ وہان کی مصیبتین سرودی مین تجھ سے کیا کہون کون کمبخت ایسی گھڑی ہوتی ہوگی کہ جس مین تیری تصویر میری آنکھون کے سامنے نہ پھرتی ہو ۔ یہ آرام ۔ یہ عیش کی گھڑیان کبھی خواب و خیال مین بھی نہ تھین ۔ اللہ کی کریمی کے صدقہ اُس نے مجھے ایسا دیا کہ اُٹھائے نہین اُٹھتا ۔ اور پھر تیری سی چاند سی بہن جس نے میرے لئے گھر چھوڑا بار چھوڑا ۔ بھیس بدلا عورت سے مرد بنی ۔ بہنی سرودی مین سچ کہتی ہون مرنے کے بعد بھی مین تم کو نہ چھوڑونگی چاہے بہشت مین جاؤن یا دوزخ مین ۔ ہر جگہ تم کو اپنے ساتھ رکھون گی ۔ اگر تم سے پہلے مری تو تمھارا گلا بھی گھونٹ دون گی ۔ اگر تم پہلے مرین تو خود بھی اسیوقت جان دون گی ۔ دعا مانگو کہ ہم تم ساتھ اس عالم سے اُٹھین اسی مین خیریت ہے نہین تو دوزخ کا کندہ بنوگی ۔

سرودی ۔ چل چل باتین نہ بنا ۔ ابھی سے مرنے کی کونسی جلدی ہے جب وقت آئیگا دیکھا جائے گا ۔ ابھی لڑکے لڑکیون کو ٹھکانے لگانا ہے ۔ نواسے پوتون کو کھلانا ہے ۔ آئے دن تو نگوڑے پیدا ہوتے رہتے ہین ۔ خیر یہ تو سب ہئی ہے مین کہتی ہون کہ آخر قریشیہ اور سطوت کو ایک ہی کمرہ مین کیون نہین رکھتین ۔ سطوت پھر بھی اُس سے بڑی ہے ۔ اور وہ تو نگوڑی دھان پان ہے ۔ سطوت

وکلثوم جب تک اُس کے پاس رہتی ہین چپکا کرتی ہے اور ادھر وہ ہٹین کہ اُسکے اوس گئے۔ کروٹین بدلتی ہے۔ چادر اوڑھتی ہے۔ مگر پہرون نیند نہین آتی۔ چپّی سادھے آنکھین کھولے ٹکر ٹکر دیکھا کرتی ہے۔ مجھے بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ بندی خدا کی یہی کہدے کہ مین اپنے کمرہ مین اُسے اُٹھالاؤن۔

شوکت۔ سچ کہنا تمھین میری اجازت کی بھی ضرورت ہے۔ مین نگوڑی خود تمسے ڈرتی ہون۔ بیبی جو تمھارا جی چاہے کرو۔ سلوت میری ہے اور وہ تمھاری تعلیم رہنے کے اپنے اپنے ڈھنگ ہین۔ مجھ نگوڑی نے اِس تھوڑی سی عمر مین بہت بکھ دیکھ ڈالا۔ اچھے بُرے ہر طرح کے تجربے ہوے۔ اپنی جنس والیون کو دیکھتی ہون اپنے ہان کے رسم و رواج پر نظر ڈالتی ہون تو بُری باتین زیادہ پاتی ہون اور اچھی کم۔ یہ سب ادبار کی نشانیان ہین۔ اپنی اقبالمندی کے زمانہ مین مسلمان ایسے نہ ہون گے۔ مسلمان لڑکیان تو کس شمار مین ہین۔ لڑکون ہی کی یہ حالت ہے کہ چراغ گل ہوا۔ سوتے سوتے جاگے تو ڈرنے لگے۔ وہم صورتین قائم کردیتا ہے بیمار ہو جاتے ہین جانون پر بن جاتی ہے۔ بخار آیا اول فول بکنے لگے لیجئے بھوت پریت کی پکار ہو گئی۔ جنات آنے لگے۔ پریون کا سایہ ہو گیا۔ گنڈے تعویذون کا سلسلہ چلا۔ مین یہ نہین کہتی کہ آسیبی خلل کوئی چیز نہین۔ نہین ہے اور ضرور ہے گنڈہ تعویذ بھی بے اثر نہین۔ ہے ہے توبہ کرتی ہون۔ کان پکڑتی ہون مین اسی کی تو ماری ہوئی ہون مگر بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے۔ سو بھوتون کا ایک بھوت تو وہم ہے۔ اِس وہم کو کمزور کرنے کے لئے ضرورت اِس کی معلوم ہوتی ہے کہ بچون کا ڈر چھڑایا جائے وہی کمرہ ہے کہ جس مین دن کی روشنی مین پہرون لڑکا اکیلا پڑا رہتا ہے۔ نہ ڈرتا ہے نہ جھجکتا رات ہوئی نہین کہ مرگھٹ ہو گیا۔ یہ کیا ہے دل کی کمزوری۔ خیال کی خامی۔ یہ تو بڑے عیب کی بات ہے نا۔ میرا تمھارا دونون

کا فرض ہے کہ جس چیز کو ہم اپنے مین عیب سمجھین بچون مین نہ ہونے دین - ترلشیہ
دل کی کچی ہے - لیکن اب تو بہت ڈھیٹھ ہوگئی ہے پہلے دن کتنا ہنگامہ مچایا تھا
اب سہمی پڑی تو رہتی ہے - تمھارے کمرہ سے ملا ہوا کمرہ ہے - یہ بھی جانتی ہے کہ تم
رات مین کئی کئی مرتبہ اٹھکر دیکھتی ہو - جاگتی رہی تو اٹھا بھی لیجاتی ہو - یون ہی
ڈر کم ہوجائے گا - سطوت نگوڑی کون اُس سے زیادہ بڑی ہے ڈیڑھ برس کی
بڑائی چھٹائی - مگر طبیعت کی بات ہے - یہی سبب ہے کہ مین دونون کو علیحدہ علیحدہ
کمرہ مین سلاتی ہون ایک تمھارے پاس رہتی ہے اور ایک میرے پاس
تم ترلشیہ کو اپنی آنکھون کا تارہ بنائے ہوئے ہو تو مین سطوت کو کلیجہ سے
لگائے رہتی ہون - تمھاری سی محبت مجھ مین اگر نہین ہے تو بھی بہت ہے اُس پر بھی
اگر تم کو میری رائے غلط معلوم ہو تو تم کو اختیار ہے - جس لڑکے کو جس طرح
چاہو رکھو اشتیاق کو بھی باہر سے بلوا کر اگر حکم ہو تو بھیجدیا کرون نہیں تو ابھی
گھر ہی مین رہتا ہے اُس کے ابا بھی بہت ڈرتے ہین اُن کو بھی اپنے کمرہ مین
سلا لیا کرو -

سروری - (آخری فقرہ پر بہت جھینپی ہوئین) لو بیچاری جو زبان پر آتا ہے بکتی ہی
چلی جاتی ہین - چڑیل کہین کی - ہان ہان مشتاق کو ضرور بھیجدینا - وہ بیشک ڈرتے
ہون گے - مین انکار ضرور کرون گی - حرج ہی کیا ہے بچے بدلے گئے ہین -
دولھا بھی بدل لئے جائین بہنا یا آخر معلوم کیسے ہو - تمھارا ڈر چھڑانے کے لیے مین
انھین بھیجدون گی -

شوکت - کیا مضائقہ - بادشاہ حسن میرا چھوٹا بھائی ہے چھوٹی بہن کا
دولھا جیسا اشتیاق ویسا وہ -

سروری - تو یہ کہئے ہم آپ سے چھوٹے ہین - تو پھر مشتاق میرے بادا جان ہوئے

اُن کے نزدیک جیسی قریشیہ ویسی مین۔ اچھا نانی امان اس وقت میری طبیعت ٹھکانے نہیں ہے۔ (جمہائی لیکر) نیند ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے۔ پھر ہمارے تمھارے کسی وقت باتین ہون گی۔ ذری حواس درست ہولین۔ منھ ہاتھ دھولون بیٹھو گی یا جاؤ گی۔

شوکت ۔ جانے کی ایک کہی مین نے ابھی چا نہین پی ہے۔ آج ناشتہ یہین کرون گی۔ وہ بھی باہر بادشاہ حسن کے ساتھ چا پئین گے۔ تم کو توفیق نہین تو ہمکو بن بلائے آنا پڑتا ہے۔

سروری توضرو ریات سے فارغ ہونے چلی گئین۔ شوکت نے پاندان گھسیٹا اور ایک گلوری بنا کر کھانے لگین۔ اتنے مین سطوت آرا قریشیہ بیگم اور کلثوم آگئین۔ قریشیہ اور کلثوم نے شوکت کو تسلیمین کین اور تینون علحدہ علحدہ قرینے سے کرسیون پر بیٹھ گئین۔

شوکت ۔ (قریشیہ سے) ارے۔ تو ابھی تک ڈرتی ہے۔ کمرہ مین تنہا نہین رہ سکتی آخر ڈر کاہے کا رات مین کیا تیرا کمرہ بھوت خانہ ہوجاتا ہے۔

قریشیہ ۔ امان جان کہتی ہون گی۔ اُن کا کہنا صحیح ہے اپنی محبت سے وہ ایسا خیال کرتی ہون گی۔ مگر شاید ڈرتی تو مین اب نہین ہون بعض دن نیند نہین آتی ہے جاگا کرتی ہون وہ سمجھتی ہین کہ خوف کے سبب سے نیند نہین آتی۔

سطوت آرا ۔ بہنی ہم تو چاہتے ہین کہ قریشیہ اور ہم ایک ہی کمرہ مین رہین۔ جب تک نیند نہ آئے باتین ہوا کرین مگر آپکی مرضی ہی نہین۔ سہمے پڑے رہتے ہین ڈرین یا نہ ڈرین مگر تنہائی نہین بھاتی۔

شوکت ۔ تیرا کیا کہنا تو اپنی ماں کی خالہ ہے۔ زبان نگوڑی ہے کہ قینچی کی طرح چلی ہی جاتی ہے۔ ایک منٹ تو بچلی بیٹھنا نہین چاہتی۔ مطلب یہ ہے کہ تم دونون ایک

ساتھ رہو۔ رات بھر زمین آسمان سر پر اُٹھائے رہو۔ صبح اُٹھو۔ پنڈ ابھی کا سر بھاری پڑھنے سے بھی نجات ملے۔ ہفتہ مین دو راتین ایک ساتھ رہتی ہو۔ جمعرات اور جمعہ کو گیارہ بجے تک زمین آسمان سر پر اٹھائے رہتی ہو۔ دونوں تم اور یہ تیسری کلثوم جو اپنے بڑاپے کا بھی لحاظ نہین کرتی۔ مین مرادی خانم کو مسلط نکر دن تو گیارہ بجے کے بعد بھی نہ سوؤ۔ اور بعض دن ہوتا ہی ہے۔ مرادی بھی تم سب کے ساتھ پاگل ہو جاتی ہے۔ اپنے ڈھب پر اسے لے آتی ہو۔ کلثوم اُف یہ بھیگی بلی بنی بیٹھی ہے۔ بیچاری کچھ جانتی ہی نہین۔ ارے یہ عمر بن بلا کی نکلی۔ ماں کیسی نیک محمد صالح کیسا بھلا مانس۔ یہ خیطان کی خالہ ہے۔ بمبئی مین اکر جھنٹ اکبر پوری ہندوستانی ہوگئی۔ عرب کی سادگی سب تشریف لے گئی بات چیت لب و لہجہ سب بدل گیا۔ مین کہتی ہون کہ تجھے کچھ اپنی عمر کا بھی لحاظ نہین اتنی سی ننھیون سے دھول دھپا کھیلتی ہے۔

کلثوم۔ تو بیگم مین نے کیا کیا۔ مین تو آپ لوگون کی نقل کرتی ہون۔ سطوت آرا اور قریشیہ بیگم مجھے بناتی ہین۔ ہنستی ہین جواب نہ دون چپ رہون تو کہین دماغ بیٹی ہے۔ بات بات مین تو وحشی و جنگلی کہتی ہین۔ دیکھیے سطوت منہ چڑھا رہی ہین

سطوت۔ بہن کیون برا یا صبر سمیٹتی ہو۔ مین تو قریشیہ سے کچھ گڑیون کی باتین کر رہی ہون۔ مین تمھین منہ کیون چڑھاتی۔ اپنا اچھا خاصہ منہ تمھاری خاطر بگاڑ لون نا بہن مجھ سے یہ نہ ہوگا۔

شوکت۔ کلثوم یہ تم نے کیا کہا کہ مین تو آپ لوگون کی نقل کرتی ہون۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم مین بھی بڑے چھوٹون کا لحاظ نہین۔

کلثوم۔ میرا مطلب آپ پر اعتراض کا نہین (ہاتھ جوڑ کر) بیگم آپ خفا نہ ہون مگر بے تکلفی مین ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ استانیان سب مدرسہ کے بعد ہم لوگون سے

مذاق کرتی ہین۔ آپس مین وہ وہ ہنگامہ ہوتے ہین کہ خدا کی پناہ۔ صغیرہ بیگم صاحبہ جب حیدرآباد سے آتی ہین آپ لوگون سے ایسی باتین کرتی ہین کہ ہجولیون مین کیا ہون گی۔ مجھے آپ ہی نے خاک سے پاک کیا ہے نگوڑی جنگلی۔ وحشن۔ سیدھی بات کرنا آتی نہ تھی۔ یہ آپ ہی لوگون کی جوتیون کا صدقہ ہے کہ شہر دارون مین مل گئی ہون۔ مین اپنی حقیقت بھولی نہین جس گھڑی مجھے معلوم ہوجائے گا کہ میری بے تکلفی آپ کو نہین بھاتی۔ تو بہ کرون گی۔ کان پکڑون گی۔ پھر جو بولون تو جو چاہے گا سزا دے لیجئے گا۔

شوکت۔ شاباش۔ کلثوم آج مجھے معلوم ہوا کہ تم پر میری تعلیم کا بُرا اثر نہین پڑا تیزی وطراری تو تم لوگون کو سروری نے دی ہے۔ بھئی اس کے مُنھ کون لگے وہ اپنی بچیون سے مذاق کرتی ہے۔ قریشیہ کو ایسا سر چڑھایا ہے کہ بعض وقت تو مجھے بُرا معلوم ہوتا ہے۔ مگر ڈر کے مارے کچھ بولتی نہین ہون۔ روکھا پھیکا پن مجھے بھی پسند نہین۔ لیکن پھر بھی اتنا ضرور کہون گی کہ اپنی ہجولیون مین جوتی پیزار کرو۔ نگوڑے بوڑھون کو تو چھوڑ دو۔ اُن کا ادب ولحاظ بہت ضروری ہے۔ ”بے ادب بے نصیب“ پُرانا اصول تھا۔ انگریزی تربیت مین جہان بہت سی خوبیان ہین وہان عیبون کی بھی کمی نہین۔ اُن کے ہان جب تک بچہ سن شعور کو نہ پہونچے بچہ ہے اور جہان نیک و بد سمجھنے لگا۔ دنیا کے رنگ ڈھنگ سے واقف ہوا پھر بوڑھے بالے مین کوئی فرق نہین۔ باپ بیٹے سے اور مان بیٹی سے پردہ کی باتین کہنے اور سننے مین حجاب نکرے گی۔ دونون مین باتین ایسی ہون گی جیسے برابر والے بھائی بھائی یا ہجولی کی بہنین مین یہ نہین کہتی کہ اس طریقہ مین اچھائیان نہین نہین ہین اور ضرور ہین۔ چھوٹے کو بہت سی باتون مین بڑے کا مشورہ ملتا ہے بے راہ نہین چلنے پاتا بیٹا باپ کے اور بیٹی مان کے تجربہ سے فائدہ اُٹھاتی ہین لیکن اُسیکے ساتھ یہ بھی ہے

کہ بچھوڑے کا رعب داب نہین رہتا۔ طبیعت کی اُمنگین جو جوانی مین زورون پر ہوتی
ہین اور جو کسی طرح دبائے نہین دبتین۔ بوڑھے باپ و مان کو "بیوقوت" کا خطاب
دلوا دیتی ہین۔ تجربہ کاری اور عقلمندی سب پڑی جھک مارتی ہے۔ شدت کسی
چیز مین ہو بُری ہے۔ بین بین کا معاملہ اچھا ہوتا ہے۔ رعب بھی مانو عزت بھی کرو
اور ہر چھوٹے بڑے کامون مین بڑون کا مشورہ بھی لو۔
سروری۔ (آجاتی ہے) بیشک۔ بیشک۔ شوکت آرا بیگم کی نصیحتین لکھ رکھنے کے
قابل ہین۔ جو بات کہتی ہین بہت دور کی ہوتی ہے مین تم سب کو بے تکلفی سکھاتی
ہون۔ شوخ کرتی ہون۔ ڈھیٹ بناتی ہون۔ اور یہ ادب کم لحاظ کی تعلیم دیتی ہین
یا یون سمجھو کہ ایک کاریگر خراد پر چڑھاتا ہے اور دوسرا رنگتا ہے۔ نتیجہ کیا نکلا کہ تم
مین شوخی بھی آئی اور ادب بھی۔ یہ نہ ہوتین تو تم کو میری صحبت بدتمیز بنا دیتی
کسی کام کی نہ رہتین اور مین نہ ہوتی تو تم مین آزادی کا رنگ نہ چڑھتا۔ شکنجہ
مین کسی رہتین۔ ہنسی مذاق سے ایسی بھاگتین جیسے لاحول سے شیطان جوانی
مین بوڑھیان۔ اور بڑھاپے مین مُردیان۔ (منھ پر ہاتھ پھیر کر) میری صحبت نے
تم کو ایسا بنا دیا ہے کہ اگر اشارہ کرون تو آسمان سے تارے توڑ لاؤ۔ تمھارے چہرون
پر بچپنے کا بھولا پن ضرور ہے مگر تمھارے دماغون مین عقل و سمجھ بھری ہوئی ہے
تم ہزار عورتون مین بھی سنبھال دیجاؤ تو جھینپوگی نہین اور نہ بیوقوف بنکر اُٹھوگی۔
علم مجلس عجیب چیز ہے۔ واہ ری مین اور اللہ ری مین۔ اور رہنی ایمان کی بات تو یہ
ہے کہ مین تیز مزاج اور چڑچڑی تو پیدائشی تھی۔ لیکن آدمی مین شوکت ہی کی بدولت
بنی۔ اگر ان کے ساتھ مجھے محبت نہ ہو جاتی تو مین مان باپ کے لئے عذاب جان ہوتی
اور نگوڑے دولھا کے لئے خطرۂ ایمان۔ وہ زندگی سے تنگ آکر سنکھیا کھا لیتا حرام
موت مرتا۔ دنیا سے اپنے ہاتھون نکلتا۔ اور دین سے میری بدولت نکالا جاتا۔

مین اپنے لیتی طلسم ہوش رُبا پڑھا کرتی جب ہی گھبراتا امان پر حملہ کرتی اور آپا کو کاٹنے دوڑتی۔ اب تو یہ ہے کہ کسی وقت مجھ مین مرچون کی جھانٹ ہے جو پاس بیٹھ جاتا ہے ماہیے چھینکون کے بولا جاتا ہے اور بعض وقت میری باتین دودھ وشہد کا شربت ہین غٹا غٹ۔ غٹاغٹ پیتی چلی جاؤ۔ اور میری صحبت گرمیون مین چمیلی یا جوہی کا ہے اپنے بیٹھی ہون۔ بھینی بھینی خوشبو چلی آتی ہے دل و دماغ تازہ ہوا جاتا ہے جھوٹ کہتی ہون۔ آخر یہ ہنسی نگوڑی کا ہے کی۔ کوئی بات ہے۔ بیقرار ہوئی جاتی ہو۔ نگوڑی ستانا چھو نہین گئی۔ ادب دکھاوا بھی کوئی چیز ہے ہین چمیلی بنی۔ جوہی بنی۔ زعفران کا کھیت تو نہین بنی۔ اری قریشیہ تو نہ سنے گی۔ کیون ستران ہوئی ہے۔ بہن مجھے تو کچھ نہ سمجھ۔ مان کا تو پاس کر۔ کیا مجھے سسرال مین بدنام کرے گی۔ اور اس سکو کو تو مین کچھ کہون ہی گی نہین۔ وہ بی شوکت آرا بیگم کی لاڈلی ہین۔ جس راہ جاہین چلین مجھے کیا مطلب ہے۔

شوکت۔ (زور سے قہقہہ لگا کر) خوب! ہنسائے گی خود اور پھر ڈانٹے گی لڑکیون کو اور یہ وہ نگوڑی ڈانٹ بھی ہنسانے والی۔ ستر کو نون کا منھ الگ بنائے گی اور آنکھین ہین کہ نگوڑی ۔۔۔ رکیان سدیدہ کبھی اوپر کبھی نیچے۔ واہ ری عورت

سر دری۔ اجی ہم مین تو سب بُرائیان ہی ہین۔ حیا، ٹھنڈی یا لاہوئی جاتی ہے نہ اب اٹھتی ہین نہ تب کہتے کہتے تھک گئے۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔ اگر تو آئی تھین تو میری چیز کیون خراب کی۔ میرے ہان مفت کا روپیہ نہین آتا۔

شوکت۔ تو چلو نا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ ناشتہ آگیا۔ تم کو تو منھ سے کہنا قسم ہے۔

سر دری۔ ایک دفعہ کہا۔ ہزارون دفعہ اشارہ کیا۔ مین کیا جانتی تھی کہ تم اپنی سگیون کو لیکر میرے ہان ڈاکہ ڈالنے آؤ گی۔ مین اور میرا بھائی۔ اور حجام نائی خیر یہ بھی نقصان بڑا تھا۔ بہن اُٹھ قریشیہ اور اپنی سہیلیون کو بھی لے۔ اب آگئی ہین تو۔

کھلانا ہی پڑے گا۔

شوکت - کاہے کو آپ تکلیف کرین گی۔ میری لڑکیان مجھے دو بھر تھین۔ سطوت تم اور کلثوم جاؤ اور اپنے گھر مین ناشتہ کرو۔

سروری - جائین مردیان تو ٹانگین توڑ ڈالون۔ دو بھر مجھے ہین کہ تمھین۔ سچ کہون تو ماری جاؤن۔ دولھا ڈھونڈھنے کی فکر مجھے رہتی ہے۔ جلد شادیان کر دینا مین چاہتی ہون۔

سروری کے اس فقرہ سے لڑکیون نے تو سر جھکا لیا۔ مگر شوکت نے ایک کراری ڈانٹ بتائی "تو بیچاری اب اتنا سر چڑھالین گی کہ دولھا دُلہن بھی زبان پر ہنے لگے۔ شرم لحاظ سب بھون کھایا ہے۔ اری تو ابھی سے سٹھیا گئی ہے"

سروری - ودئی - ایک تم بھولی اور ایک وہ - کچھ جانتی تھوڑی ہین۔ ڈاکٹر تمھارے نانا ابا ہون گے اور مین اپنے لئے کیا کہون تمھارا جو جی چاہے کہہ لو۔

شوکت - (ہاتھ ماتھے پر مار کر) کمبخت سڑن - زبان مین لگام ہی نہین۔ ان بچیونکا لحاظ نہین کرتی تو کلثوم کا خیال تو کرو وہ تو ماشاء اللہ اب برابر والی ہے۔

سروری کے مسخرہ پن کا سلسلہ ناشتہ مین بھی قائم رہا۔ لڑکیون کے ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ خدا خدا کرکے ناشتہ ختم ہوا تو شوکت نے سب کو رخصت کر دیا اور خود و سروری تنہا رہ گئین۔

شوکت سروری! کلثوم بہت جوان ہو گئی ہے۔ مین جانتی ہون کہ اب اس کا اٹھارھوان سال ہوگا۔ کہین شادی ہو جاتی تو اچھا تھا۔ مگر کوئی بھی میرے خیال مین نہین آتا۔ محمد صالح تو عجیب آدمی ہین سنتی ہون کہ اُن کو کچھ پروا نہین۔ بمبئی غدار شہر ہے۔ ترک۔ عرب۔ ایرانی سبھی آتے رہتے ہین۔ وہ چاہتے تو کسی برابر والے کو ڈھونڈھ نکالتے۔ کلثوم کی ماں غریب پردہ کی بیٹھنے والی۔ اسکو فکر بہت ہے لیکن

اسکے اختیار ہی مین کیا ہے۔ شوہر سے کتنا منا۔ دیہ وہ کرتی ہو، ہمت کی جعبی ہے، اکثر کہتی ہین کہ کوئی تدبیر کرو مگر مجھ نگوڑی کے امکان مین کیا ہے۔ ڈاکٹر سے کئی دفعہ کہا بادشاہ حسن سے کہا وہ لوگ ہنسی مذاق مین ٹال دیتے ہین۔

سروری۔ ہم بتائین۔ محمود سے کیون نہین کہتین۔ اُم کلثوم نے باتون باتون مین کئی مرتبہ کہا کہ کوئی ہندی بھی اچھا ملجاتا تو اُسکے ساتھ رہتین اور ہے بھی یہی ٹھیک۔ کلثوم مین ہم لوگون کی خو بو کچھ ایسی اثر کرگئی ہے کہ عرب یا ایرانی دولھا اُسے کبھی نہ بھائے گا دراتے جوتیون مین ال بٹے گی۔ ہان ترک شاید اسکی مرضی کا ہو محمود صاحب خود ابھی تک شادی کرنیکے لئے آمادہ نہین وہ تمھاری سی دولہن چاہتے ہین۔ جو بھاگوانون ہی کو ملتی ہے۔

شوکت۔ اپنے تئین کیون چھوڑے دیتی ہو ہم دونون اُنکا خیالی نمونہ ہین بہن تو کمو لگی کہ دنیا مین ایک سے ایک بڑھی ہوئی ہے۔ اور کلثوم تو ایسی پیاری شکل ہے کہ دیکھنے سے بھوک پیاس جاتی ہے صورت سیرت دونون اچھی پڑھی لکھی گن ڈھنگ کی۔ عربی تو اُس کی مادری زبان ہی ہے اردو فارسی مین بھی خوب مشاق ہوگئی ہے۔ کہین سے تو یہ نہین معلوم ہوتا کہ ہندوستانی عورت نہین۔ انگریزی مین بھی خوب فراٹے بھرتی ہے۔ سات آٹھ برس مین کیاسے کیا ہوگئی۔ اور کوئی تعجب کی بات بھی نہین جب آئی ہے تو نگوڑی مال ہی کیا تھی

سروری۔ بہن مجھے تو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ دبلی پتلی ناگن ایسی چمپئی رنگت انکھڑیان بڑی رسیلی۔ چیتے کی سی کمر۔ دانت کیسے خوبصورت۔ معلوم ہوتا ہے کہ موتیون کی لڑیان رکھی ہوئی ہین۔ ہنستی ہے تو پھول جھڑتے ہین۔ مین چوروں اُسے کن انکھیون سے دیکھا کرتی ہون۔ جی نہین چاہتا کہ ایک منٹ کے لئے بھی آنکھون سے اوجھل ہو مجھ مین بھی عجب حسن پرستی کا لپکا ہے۔ مرد ہوتی تو خدا جانے کیا کرتی۔ قیس کا کوئی نام بھی نہ لیتا۔

شوکت۔ (سوچ مین پڑکر) خیر تمھاری عشقبازی سے تو مجھے سروکار نہین۔

بلبل ہو ہر گل کے لئے بچھانے کو تیار رہو۔ اپنے میاں سے کہو کہ محمود کو بیبی شوق دین اور مین بھی ڈاکٹر سے کہون گی۔ خود محمود سے کہنا نہین چاہتی۔ بیچارے محمد صالح پردیسی آدمی ہین۔ دولتمند نہین۔ اس وجہ سے اپنی جماعت مین کوئی خاص عزت نہین سمجھتے ممکن ہے کہ محمود کو ناگوار ہو۔ دل مین میرے بھی کئی مرتبہ آیا مگر اسی خیال سے ساکت ہو رہی۔

سروری۔ تو ہم بلبل ہین۔ ہر گل پر چہچہاتے پھرتے ہین۔ کیون ٹھکرانی کی باتین کرتی ہے۔ کسی کی ذری تعریف کر دی بیچاری بگڑ گئین۔ جلن کی کچھ حد بھی ہے خدانے آنکھین دی ہین دیکھین تاڑے ہے مین اب بھی کہتی ہی تھی کیا بات ہے کیون اس نگوڑی کے پیچھے پڑی ہین۔ اب معلوم ہوا کہ نکالنا چاہتی ہو۔ خیر تم کو اختیار ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اب تم بوڑھی ہوئین۔ بمبئی غدار شہر ہے حسینون کی کمی نہین۔ تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی۔

شوکت۔ بہت جلد تم سمجھین۔ لیکن عقل تو یہ ہے کہ تم مجھے لاکھ چھوڑو۔ مین کب چھوڑتی ہون۔ دوسری طرف دیکھو تو آنکھین نکال لون اندھا بنا دون گی مگر اپنا ہی کر کے رکھون گی۔ یہان تو وضعدار ہین جس پر طبیعت آئی آئی۔ نہ جوانی درکار ہے نہ بڑھاپا۔ مین تو روحانیت پر مرتی ہون۔ سمجھین بی بی صاحب۔ ذری سوچ سمجھکر مجھ سے بگاڑیئے گا۔ مین نے دنیا بہت دیکھی ہے سب اب جاتے ہین۔

سروری۔ خوب۔ تو ہم نے اسی واسطے دل دیا تھا۔ ٹھہرو ہم بھی چلتے ہین۔ (تان لگاتی ہے)

ساتھ چھوڑین گے نہ سایہ کی طرح
ہم بھی جائین گے جدھر جایئے گا

باب (۳)

یاران طریقت

اتفاق ویکجہتی۔ مذاق ومناسبت طبعی۔ خلوص وبے غرضی۔ مذہب ومشرب اخوت ویگانگت۔ ربط وضبط۔ پریشان حالی مین اتحاد بچپنے کا میل ملاپ اُنس باہمی کا باعث ہوتے ہین۔ جس کا نتیجہ دوستی ومحبت ہے۔ دوستی مین پائداری محبت مین استحکام وہ چیزین ہین کہ جن کی بدولت دو یا چند شخص ایک دوسرے کے فدائی وجان نثار رہتے ہین۔ حاضر غائب ایک۔ نہ ان کے بغیر اُن کو قرار اور نہ ان کے بغیر ان کو۔ یہ رابطہ قلبی اگر زیادہ نشو ونما پاگیا تو عشق کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ مگر عشق مین اور اس مین فرق عظیم ہے۔ عشق وہ دولت یا مصیبت ہے جو راہ چلتے ملتی ہے۔ بادل نہ پانی اور بجلی گری کہ۔ نہ وقت کی ضرورت ہے اور نہ موسم کی حاجت۔ لوہے کو لوہے سے رگڑو برق پیدا ہوگی۔ سنگ مقناطیس جاذب آہن ہے۔ عاشق کا معشوق کے سامنے آنا طالب کا مطلوب سے ملنا یہی ستم ہے۔ لوہے کی رگڑ یہی ہے۔ اور جاذبہ مقناطیسی اسی کا نام ہے خاصیتین طبعی ہین۔ اتفاق وقت یا زمانہ کی گردش اُن مین تحریک پیدا کرتی ہے دوستی بیچاری مدتون کے تجربہ سے وجود مین آتی ہے۔ کیمیا کا نسخہ ہے۔ بوٹیون کے اثرات دیکھتے رہیے۔ پھر تانبا یا چاندی پر رگڑیے۔ دردسری ہے۔ محنت ہے۔ برسون سر کھپیے پھر تھکیے۔ تا امید ہوجیے۔ شاید تانبہ یا چاندی سونا ہوجائے۔ سونے کی رنگت بہت سی بوٹیان پیدا کر دیتی ہین مگر تبدیل ماہیت بھی ہوتی ہے یا نہین اسکا علم اللہ کو ہے

شوکت وسروری کی محبت عشق کے درجہ کو پہونچی ہوئی ہے۔ تجربہ ومشاہدہ اس کے شاہد ہین۔ ڈاکٹر مشتاق کے احباب مین محمود ہین۔ بادشاہ حسن ہین۔ اور محمد صالح عرب۔ یون تو اُن کے ملنے والے اور رفتا سا سیکڑون کی تعداد مین ہین جنسے قریب قریب روزانہ صحبت رہتی ہے۔ لیکن انھی تین کی نسبت دوست ہونیکا گمان کیا جاسکتا ہے۔ محمود نے تو دوستی کا ثبوت بھی دیا ہے اور محمد صالح بھی تھوڑا بہت کسوٹی پر رگڑے جاچکے ہین۔ مگر بادشاہ حسن کے متعلق کوئی تجربہ نہین۔ سوا اس کے کہ سروری کے شوہر ہین۔ "جمال ہمنشین درمن اثر کرد" کا مصداق شاید ہوسکتے ہون۔ خیر کچھ ہو یہ چارون آدمی ایک دوسرے کے راز دار ہین۔ اور حاضر وغائب دوستی کا دم بھرنے والے۔ آندھی آئے یا پانی برسے۔ برسات ہو یا جاڑے کا موسم ایک دوسرے سے ملین گے ضرور۔ اتفاق وقت سے ان مین کا اگر ایک بھی کسی وجہ سے شریک صحبت نہ ہوا تو پھر عیش کرکرا ہے۔ گرمی ہنگامہ نہین۔ شام کو معمولاً یہ چارون آدمی ایک جگہ جمع ہوتے ہین اور پاک مشغلون مین دل بہلاتے ہین۔ کبھی محمود کی کوٹھی پر۔ کبھی بادشاہ حسن کے یہان اور کبھی شوکت محل کے پائین باغ مین۔ کھانا۔ ناشتہ شب کو معمولاً ایک ساتھ ہوتا ہے۔ محمد صالح بیچارہ ڈاکٹر مشتاق ہی کا ساختہ پرداختہ ہے ایک وفادار ملازم کی حیثیت رکھتا ہے مگر اپنی خوبیون کی وجہ سے اس کا شمار بھی دوستون مین ہے۔ سب کا راز دار اور سب سے بے تکلف ڈاکٹر مشتاق اور ان کے یاران طریقت آج شام کو باغ کی تفریح مین مصروف ہین اور ایک دوسرے سے باتین ہوتی جاتی ہین محمود صاحب کسی قدر ساکت ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی فکر مین ہین۔

ڈاکٹر مشتاق ۔ محمود تم آج کچھ دلگرفتہ سے نظر آتے ہو۔ بھئی ہمین واللہ ذرا تو بتاؤ کیا وجہ ہے۔ کیا شکار کھیلنے پھر جانا چاہتے ہو۔ برا نہ شغل تو اچھا ہے۔ مگر

بارشاہ حسن کے لحاظ سے تعطیلین ہی مناسب ہین۔

محمود۔ نہین اس وقت تو مجھے شکار کا خیال نہین۔ بیکاری مین جی گھبرایا کرتا ہے
تم لوگ اپنے اپنے پیشون مین مصروف رہتے ہو مجھے کوئی کام ہی نہین۔ صبح کو
تھوڑی دیر اشتیاق کو نشانہ بازی وغیرہ سکھاتا ہون۔ یا ورزش کرا تا رہا
پھر کتب بینی ہے یا کچھ دیر بھابھی جان کی تضیع اوقات کرتا رہتا ہون۔ آج بھی
شادی کے مسئلہ پر پھر اُن سے بحث تھی۔ وہ بیچاری چاہتی ہین کہ میری خانہ آبادی
ہوجائے۔ مگر مین اسے فضول سمجھتا ہون۔ مجھے تجرد ہی طبیعت کو پسند ہے۔

مشتاق۔ ضد کی حد بھی ہوتی ہے۔ آخر کب تک یون ہی بیٹھے رہوگے۔ مانا کہ
تم کو تجرد ہی مین اس وقت آرام ہے روپیہ پاس ہے۔ کسی بات کی فکر نہین۔
اچھا کھاتے ہو اچھا پہنتے ہو۔ شکار کھیلتے ہو لطف جوانی اُٹھاتے ہو۔ مگر یہی کب تک
جب تک ہاتھ پاؤن چلتے ہین کچھ نہین معلوم ہوتا صحت ماشاء اللہ اچھی ہے۔
بیماری کبھی کا تم نام نہین جانتے۔ بی بی کی قدر اُس وقت ہوتی ہے جب انسان
پر کوئی وقت آن پڑتا ہے یا جوانی تشریف لے جاتی ہے اور صبح پیری اپنی جھلک
دکھلانے لگتی ہے۔ تیئس سال سے تم متجاوز ہوچکے۔ مجھ سے ایک ہی آدھ سال
چھوٹے ہوگے۔ بھئی اب شادی نہ کروگے تو بڑھاپے مین تمھین اپنی لڑکی کون دیگا
مین سچ کہتا ہون کہ سال چھ مہینہ اور دیکھتا ہون اُس کے بعد جبر کرونگا مین تمھارا
ولی جائز ہون۔ طفل بمکتب نمی رود ولیے برندش۔

محمود۔ (منھ سے سگار کا دھوان اڑا کر) واللہ جبر ہی زیادہ مناسب ہے۔
لطف کچھ اسی مین ہے۔ مجھے بھی تو معلوم ہو کہ کوئی بڑا بھائی باپ کا قائم مقام
اس دنیا مین ہے۔ خود نکاح کر لینے مین کچھ مزہ نہین آتا۔ مجھے کب اختلاف ہے
کوئی لڑکی ڈھونڈھ نکالو۔ کہ وہ میری پسند کی ہوئی تو اختلاف نہ کرونگا یہ بھا

چاہتا ہون کہ شریف ہو گو مین خود اپنے والدین کی نسبت اسی قدر جانتا ہون کہ صحیح النسب لوگ تھے۔ افلاس مین مرے اور مرتے وقت مجھے حاجی صاحب کے سپرد کیا۔ اِس لئے کہ خاندان مین کوئی دوسرا نہ تھا کہ جو میری پرورش و پرداخت کر سکتا۔ افسوس یہ ہے کہ حاجی صاحب سے مجھے مفصل حال نہ معلوم ہو سکا اور نہ ان کی بی بی ہی کو معلوم ہے۔ کبھی کبھی یہ خیال مجھے ضرور آتا ہے کہ کاش یہ ظاہر ہو جاتا کہ کون ہون اور کیا ہون۔

مشتاق۔ مین جانتا ہون کہ تم سید رضوی ہو۔ حاجی صاحب کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ تمھارے والدین ہندی ہی تھے اور شاید آگرہ کے کسی قصبہ کے رہنے والے حج کو گئے تھے دونون ایک ساتھ مرے۔ حاجی صاحب نے سنتا ہون کہ آگرہ کا سفر بھی تمھارے خاندان کا پتہ لگانے کی غرض سے کیا مگر کچھ ٹھیک نہ معلوم ہو سکا۔ رہ گئی تمھاری شرافت اُس مین کسکو کلام ہو سکتا ہے۔ تمھارے اطوار۔ افعال۔ حمیت۔ ہمدردی۔ غیرت سب اس کی شاہد ہین کہ تم مین اسلامی بہترین خون ہے۔ اگر تم کو کوئی شریف اپنی بیٹی یا بہن اِس وجہ سے نہ دے کہ تم اپنے نسب کا ٹھیک پتہ نہین دے سکتے تو یہ محض اس کا تعصب ہے۔ میرے اگر کوئی بہن ہوتی تو مجھے اُس کی شادی تمھارے ساتھ کر دینے مین ہرگز باک ہوتا سمجھ مین نہین آتا کہ حسب و نسب کی تحقیق مین مستند اسلامی خاندانون کو اتنی شدت کیون ہے۔ عرب کا تو دستور یہ ہے کہ صرف نسب دیکھتے ہین مان کے سلسلہ کا لحاظ نہین کرتے۔ باپ اگر سید ہے اور مان لونڈی تو بیٹا سید ہی ہوگا کیون محمد صالح ہے نا یہی۔

محمد صالح۔ آپ سچ کہتا ہے اور معقول بات بھی یہی ہے۔ اگر مان باپ دونون اچھا ہو تو کیا کہنا۔ بھی ہم مین کچھ میل نہین۔ ہم بھی سید ہے اور ہمارا بی بی بھی

سیدہ ہے اسی وجہ سے ہم کلثوم کا نکاح کہین نہین کرتا اور اسی خیال مین اکثر رہتا ہے کہ مدینہ شریف جائے اور اپنے خاندان مین اس کا شادی کر دے۔ ہم جلد جائیگا

مشتاق۔ (بات کاٹ کر) اور محمود کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟

محمد صالح۔ ہم قرآن پاک پر ہاتھ رکھکر کہہ سکتا ہے کہ یہ بڑا شریف ہے چاہے اس کا نسب معلوم ہو یا نہ ہو۔ یہ رزیل ہو ہی نہین سکتا۔ ہم غریب ہے آپ کا ادنی نوکر اسوجہ سے ہم کیا کہے۔

محمود۔ آپ کی عنایت کا شکریہ۔

بادشاہ حسن۔ (جو اس وقت تک خاموش تھے) بھئی بات تو ڈاکٹر صاحب خدا لگتی کہتے ہین۔ آپ کی شادی ہو جانا اب نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مشتاق پر یہ ایک فرض ہے جس کو انھین جہان تک جلد ممکن ہو ادا کرنا چاہیے ورنہ وہ سوسائٹی کے بھی گنہگار رہین اور خدا کے بھی۔ مجھے حیرت یہ ہے کہ وہ ابتک غافل ہی کیون رہے۔

محمود۔ تو کوئی ڈھونڈھئے نا۔ آپ بھی تو دوست ہین۔ بھابھی آپ کو مشاطہ گری کا جوڑہ ضرور ہی دین گی۔ اور ہم لوگ بھی جو کچھ ممکن ہوگا اپنی حیثیت کے مطابق آپ کی خدمت کرین گے۔

بادشاہ حسن۔ خدا سلامت رکھے حضور کو اعلیٰ اعلیٰ مراتب بڑھین آپ ایسے رئیس نہ ہون تو ہمکو کون پوچھے۔ ایسی ہی سرکارون کی بدولت تو ہماری روٹیان چلتی ہین۔

ڈاکٹر مشتاق۔ واہ جی واہ۔ آج تو بادشاہ حسن تمھارے فقرون نے لکھنؤ کے شہدون کو یاد دلا دیا۔

محمود۔ بھئی خاندانی لوگ ہین اب دو دن سے وکالت کرتے ہین۔ آبائی

کہ محمد صالح کا کچھ ٹھیک نہیں۔ ذرا سا بھی فتنہ دفعۃً سلطنت حجاز کے کسی تدبیر
میں اُٹھے گا۔ یہ حضرت جہاد کے نام سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ ترکی کے دوست تو
رکیں گے اور پھر بلاد اسلامی میں آجکل جیسے کچھ ہنگامے ہیں وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہونا
مجھ سے۔ نوجوان ترکوں کی جو معاملت سلطان ٹرکی سے ہو رہی ہے وہ مقتضی اسی
کی ہے کہ کوئی عظیم فساد برپا ہو۔ ہرچند سلطان عبدالحمید خان نے پارلیمنٹ ملک
کو دیدی ہے مگر تاہم وہ اس پہ تلے ہیں کہ زمام حکومت اپنے ہی ہاتھ میں رکھیں اور
اپنے اقتدار میں بٹہ نہ لگنے دیں۔ وہ نوجوان ترکوں کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے
اور نہ یہی سمجھتے ہیں کہ اُن میں حکومت کی قابلیت ہے۔ دوسری طرف ترک اپنے
بل بوتے پر اینڈ رہے ہیں۔ فرانس و جرمنی کی تعلیم و تربیت کا نشہ سروں میں ہے
دیکھا چاہئے یہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ مجھے تو رنگ اچھے نظر نہیں آتے کچھ
بھی گڑبڑ ہوا پھر ہمارے رفیق عرب صاحب کی چھاؤنی نہ ملے گی۔

محمود۔ ادر بے ہودے رہتا بھی نہیں۔ بھئی میں بھی والنٹیر ہو کر جاؤں گا۔ بڑا
مزہ آئے گا۔

بادشاہ حسن۔ مگر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ سیاسیات سے ہم کو کیا بحث۔ اصل مطلب سے
کیوں دور جاتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ کلثوم کے ساتھ عقد کرو گے یا نہیں

محمود۔ اجی کیوں جھگڑوں میں پڑتے ہو۔ شادی کی جلدی ہی کیا ہے ہو جائیگی تم لوگوں کی
خواہش اگر عقد کی ہے اور مجھے بھی پابند کرنا چاہتے ہو تو مجھے اختلاف نہیں تمہارے
سوا میرا بیٹھا کون ہے۔ وہ بھی وقت آئے گا۔

مشتاق۔ اجی ہم زندہ ہیں تو تمہارا نکاح بے کئے نہیں رہتے مگر اس وقت جو
سوال ہے وہ یہ کہ کلثوم کے ساتھ راضی ہو یا نہیں۔ اس کا جواب صاف دو۔

محمود۔ ڈاکٹر صاحب میں نے بھی کلثوم کی بہت تعریف سُنی ہے۔ حسین بھی وہ

ضرور ہین اور سلیقہ شعار بھی۔ بھابھی سے بھی اکثر اس قسم کے تذکرے رہتے ہین۔ اُنکی بھی خواہش کچھ اسیطرح کی معلوم ہوتی ہے۔ آپ دونون کی تعمیل ارشاد مین چاہے وہ میری مرضی ہی کے خلاف کیون نہ ہو مجھے کبھی عذر نہ ہوگا۔ مگر کچھ موقع مجھے دیجئے تاکہ مین اپنی افتاد طبیعت پر قابو حاصل کرلون۔ یا کوئی امر تاگہانی میرے خیالات مین تبدیلی پیدا کرادے۔ یہ یاد رکھو کہ مین کسی طرح تم لوگون کو ناخوش نکرد ن گا

مشتاق۔ بھئی یہ بات نہین۔ مین تم کو کسی معاملہ مین بخدا مجبور کرنا نہین چاہتا اب تمھاری باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس تعلق کو پسند نہین کرتے۔ وجہ اگر مناسب سمجھو تو ظاہر کردو۔ ہم لوگ تمھارے بہی خواہ ہین۔ اور اگر ظاہر کرنے کے قابل نہ ہو تو جانے دو۔ بتقین واللہ سچ کہنا کیا کسی سے محبت ہوگئی ہے۔ معلوم کچھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر آخر چوری کاہے کی۔ ہم لوگ تمھارے آج کے دوست نہین لڑکپن گذرا جوانی آئی وہ بھی ختم ہونے کو ہے طبیعت مین افسردگی روز بروز پیدا ہوتی جاتی ہے۔ (ہنسکر) عشق ہی کب نہین۔

محمود۔ ستو ڈاکٹر! اب صاف صاف پوچھتے ہو تو کہتا ہون۔ مجھے لڑکپن ہی سے اس کی دھن ہے کہ اپنے نسب کا صحیح پتہ لگاؤن اتفاق وقت سے ابھی تک اس بارہ مین کوشش کرنے کی نوبت نہین آئی اب عنقریب اس غرض سے آگرہ کا سفر کرون گا۔ تم کہوگے کہ آخر شادی سے اور اس دھن سے کیا واسطہ۔ لڑکی اپنی مرضی کی صحیح النسب گھر بیٹھے مل رہی ہے۔ اس کو ہاتھ سے دینا کفران نعمت ہے۔ یہ سب کچھ صحیح مگر اس کو مین کیا کرون کہ خیالات کے لحاظ سے مین ایک پرانے خیال کا مسلمان ہون۔ دیہات اور قریات کے مسلمان اپنے معتقد آپ ہوتے ہین اور اپنی شرافت پر جان دیتے ہین۔ ایک طرف ایک قوارہ عورت میرے کفو کی بھاڑ رو اور دوسری طرف قاف کی پری۔ مین جاؤن گا تو

اسی طرف کہ جدہر میری برابر والی بیٹھی ہے۔ اکثر اوقات مین ان خیالات پر لعنت
بھیجتا ہون۔ اپنے تئین سمجھاتا ہون کہ یہ کیا خبط ہے۔ عرب مین ہمارے بزرگ صرف
باپ کی نجابت دیکھتے تھے یہ پوچھتے بھی نہ تھے کہ ماں کس کھیت کی مولی ہے۔
لیکن پھر بھی قابو نہین پاتا۔ اپنے نسب کی تحقیق کر لون گا تو اطمینان ہو جائے گا
ایک طرف اگر اس حماقت مین مبتلا ہون تو دوسری جانب یہ خیال ہے کہ محمد صالح
شریف سید ہی سہی مگر پھر بھی اپنے گھر کے ملازم ہین خانساماں پیرانہ ہون
رفیق توسہی ہین۔ یہ محض تمھاری پرورش ہے کہ بے ضرورت پچاس روپیہ ماہوار جیب خرچ
کے لئے۔ اور گھر بھر کو کھانا کپڑہ دے رہے ہو اس وقت تک تو مین تمھارا بھائی
کہلاتا ہون۔ پھر انکا داماد ہو جاؤنگا۔ ادب۔ لحاظ کرنا پڑے گا۔ ہمچشمون مین سُبکی
ہو گی۔ لوگ یہی کہین گے کہ جس درجہ کا تھا اُسی درجہ مین شادی بھی کی سوسائٹی
مجھے نظر حقارت سے دیکھے گی۔ آجکل محض دولتمندی دیکھی جاتی ہے۔ زمانہ کا
رویہ یہی ہے۔ محمد صالح اگر دولتمند تاجر ہوتے تو اسی بمبئی مین بیسون اونچے
گھرانے والے اُن سے پیوند جوڑنا اپنا فخر سمجھتے ایک عالم بے راہ جا رہا ہے
بے وقوفی مین مبتلا ہے جو باتین اعتراض کی میرے ذہن مین اپنے خیالات کے
خلاف ہین۔ وہی کم وبیش سبھی میری حیثیت والے سوچتے ہین اور اس قید سے
آزاد ہونا چاہتے ہین۔ مگر کسی مین اتنی جرات نہین کہ مردمیدان بنے اور اس
خرافات سے نکلے۔ دل پر بیٹھ جانے کی بات اور ہے۔ فرض کرو کہ اس پاکباز
لڑکی کے ساتھ مجھے عشق ہو جائے۔ انگلیان اُٹھنے لگین اُس وقت اگر شادی
کر لونگا تو کوئی بھی کچھ نہ کہے گا۔ لوگ مجھے مجبور سمجھین گے اور مجبور معذور ہوتے ہی
ہین۔ یہی اصلی بات یہ ہے اب چاہے مانو یا نہ مانو۔
مشتاق۔ بالکل سچ کہتے ہو۔ بحث کی اس مین گنجائش ہی نہین۔ ہم لوگون کی

[illegible] سکتی ہے تو زمانہ ہی کے ہاتھوں اور رفتار زمانہ اسے کر کے چھوڑیگی
[illegible]) کاش [illegible] پر عاشق ہوجاتے۔ اگر منظور کرو تو بدنام کر دیئے جاؤ
[illegible] لڑکوں سے کہدیا جائے کہ "میاں مجنون جا رہے ہین۔ ان کے ڈھیلے مارو"

محمود - جی نہین اس کی سند نہین میرے خیالات کی اصلاح کیونکر ہوگی۔

یہ باتین ہنوز ختم نہ ہوئی تھین کہ خانساماں نے ایک نقرئی طشتری مین اشتاق کے سامنے کارڈ پیش کیا۔

اشتاق "مس قطب لیڈی ڈاکٹر" مین انھین نہین جانتا۔ اچھا بٹھالو مین آیا چلو محمود ان کی زیارت کروگے۔

محمود - مجھے معاف ہی کیجئے اس وقت طبیعت حاضر نہین۔ ہم لوگ یہین بیٹھے ہین آپ آجائیے گا۔

باب (۴)

مس فلپ لیڈی ڈاکٹر

ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب باغ سے خراماں خراماں ... انگلستان
میں جو مذاق وقت کے مطابق نہایت نفیس اور بیش قیمت ... جا
تھا پشت کی طرف سے داخل ہوئے ... نے
نے نظارۂ قدرت سے ... کر کے اندر داخل ہو

ڈاکٹر۔ مس صاحب کو سلام دو۔

مس صاحب آتی ہیں ... بیٹھ جاتی ہیں

ڈاکٹر۔ میں نے آپ کو اس شہر میں کبھی نہیں دیکھا شاید آپ ...
آئی ہیں۔

مس فلپ۔ مجھے اس شہر میں آئے ... ہو گیا ...
پیش کرتی ہیں۔

ڈاکٹر مشتاق۔ (خط کھول کر پڑھتے ہیں) ...
... تو آپ ...
... مسٹر حمید ...
ہیں آپ ...
بات ...

مس فلپ۔ ...

دیکھ لیجئے۔ (پیش کرتی ہے)

ڈاکٹر مشتاق ۔ (ہاتھ مین لیکر ایک سرسری نظر ڈالتے ہین اور واپس کرتے ہین) آپ مدراس و گرد و نواح کے ضلعون مین زیادہ رہی ہین اب آپ یہان تبدیل ہوکر آئی ہین یا ترک ملازمت کی؟

مس فلپ ۔ لیڈی ڈفرن ہسپتال مین میرا تقرر ہوا ہے۔ کام بہت رہتا ہے جب سے آئی ہون۔ آپ سے ملاقات کی تمنا رکھتی تھی۔ لیکن فرصت ہی نہ ملی۔ مجبور ہوگئی۔ آخر کار آج اتوار کو ہسپتال چھوڑنے کا موقعہ ملگیا۔ پہلا کام جو مین نے کیا وہ یہی ہے کہ آپ سے ملی۔

ڈاکٹر مشتاق ۔ آپ نے بہت عنایت کی۔ اور مین آپ سے ملکر بہت خوش ہوا۔ جو خدمت میرے لائق ہو بے تکلف کہیئے۔

مس فلپ ۔ مجھے آپ سے دو کام ہین۔ اول تو یہ کہ آپ کا مطب اس شہر مین بہت بڑھا چڑھا ہے۔ گلی کوچہ مین آپ ہی کی شہرت سنتی ہون۔ اگر آپ ذری سی توجہ فرمائینگے تو میرا کام بھی چل جائیگا۔ مین آپ کو یقین دلاتی ہون کہ آپ میرے کام سے ضرور خوش رہینگے۔ بارہ برس کا تجربہ اس پیشہ مین میرا ابھی ہے۔ کثرت سے مریض میرے ہاتھ سے بھی نکلے ہین۔

ڈاکٹر مشتاق ۔ لیڈی ڈاکٹر روز ولٹ جو ولایت کی تعلیم یافتہ ہین۔ میرے ساتھ کام کرتی ہین۔ مین اُن کو چٹھی لکھے دیتا ہون وہ آپ کو مریض دینگی۔ اور زبانی بھی کہونگا آپ اس سے اطمینان رکھیئے جو میرے امکان مین ہوگا۔ مین آپ کے لئے ضرور کرونگا۔

مس فلپ ۔ مین آپ کی مشکور ہوئی۔ دوسری غرض جو اسی قدر اہم ہے یہ ہے کہ آپ اپنے زنانہ اسکول مین میری لڑکی کو داخل کرلین۔ مین نے آپ کے مدرسہ

کی بہت تعریف سُنی ہے۔

ڈاکٹر مشتاق۔ (متعجبانہ لہجہ مین) آپ کی لڑکی؟ آپ کی لڑکی؟ کارڈ اٹھاکر شاید آپ مسز فلپ ہین۔ نہین۔ نہین۔ مس فلپ۔ خیر۔ مجھے افسوس ہے کہ میرے ہان یا میری نگرانی مین کوئی اسکول نہین۔ یہ آپ کو کس نے خبر دی

مس فلپ۔ (اُسی قدر استعجاب کے ساتھ) اُسی کوٹھی کے احاطہ مین اسکول کی عمارت ہے۔ وو یورپین میمین تعلیم دیتی ہین۔ اور بھی متعدد معلمائین ہین۔

ڈاکٹر مشتاق۔ وہ اسکول نہین ایک مکتب خانہ ہے جس مین میری اور میرے دوستون کی لڑکیان تعلیم پاتی ہین۔ اُس کا انتظام بیگم مشتاق و بیگم بادشاہ حسن کرتی ہین۔ وہی اس کی مالک ہین۔ میرے خیال مین زیادہ لڑکیان بھی اس مین تعلیم نہین پاتین اور نہ کسی یونیورسٹی سے اُس کا تعلق ہے۔ مذہبی مدرسہ اُسے سمجھئے ہم لوگ مسلمان ہین آپ کی صاحبزادی عیسائی۔ آپ کو اس مکتب مین بجائے فائدہ کے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہے۔ علاوہ برین بیگم بادشاہ حسن جنھین اصلی کارکن یا منتظمہ سمجھنا چاہیئے اپنے اصول کی نہایت سخت ہین مجھے امید نہین کہ آپ کی یہ خواہش پوری ہوسکے۔ لہذا مین آپ کو دوستانہ مشورہ یہ دونگا کہ کسی دوسرے زنانہ اسکول مین اپنی بچی کو داخل کرا دیجیے۔

مس فلپ۔ مین اس کا لحاظ کم کرتی ہون کہ اسلامی مدرسہ ہے یا عیسائی تعلیم سے غرض ہے۔ ہر مذہب کا مقصد ایک ہی ہے۔ یعنی نیکی اور سچائی کی تعلیم دنیا میری لڑکی اگر اسلامی خوبیان اختیار کرے گی تو کونسے مضائقہ کی بات ہے آپ مجھے بیگمات سے ملنے کی اجازت دیجیے۔

ڈاکٹر مشتاق۔ (چپ ہوجاتے ہین) مین تذکرہ کرلون پھر آپ کسی دن تکلیف کیجیے گا۔ اس وقت مجھے اور بھی کام ہین۔

مس فلپ ۔ (ڈاکٹر کا رخ بدلا ہوا دیکھکر) ہاں میں آپ سے کہنے کو بھول گئی۔ کہ میری یہ کیسے لڑکی ہے۔ میں نے زمانہ ملازمت میں اسے گود لیا تھا۔ اُس کی غریب ماں ہسپتال ہی میں مر گئی تھی۔ مشکل سے یہ چار پانچ روز کی ہوگی۔ باپ بھی ایک نہایت غریب شخص تھا۔ جو کچھ عرصہ تک اپنے بچی کے حالات خطوں کے ذریعہ سے دریافت کرتا رہا کبھی کبھار اُس کے مصارف کے لئے دس پانچ روپیہ بھی بھیجے روز زادو تین برس کی ہوگی کہ ایک مرتبہ دیکھنے بھی آیا تھا۔ اُس کے بعد سے پھر کچھ نہ معلوم ہوا کہ زندہ ہے یا مر گیا۔ مر ہی گیا ہوگا۔ ماں باپ کی مامتا بُری ہوتی ہے۔ جیتے جی کوئی اپنی اولاد کو نہیں چھوڑتا۔ مجھے جب اس لڑکی کو سپرد کیا ہے تو بہت لجاجت سے یہ خواہش کی تھی کہ میم صاحب یہ بچی تمھاری ہے۔ اسے تم عیسائی بناؤ گی۔ میری خواہش یہ تھی کہ اسے دونوں مذہبوں کی تعلیم دیجاتی اور جب یہ اچھا بُرا سمجھنے لگتی تو اسے اختیار ہوتا کہ جو مذہب چاہتی اختیار کرتی۔ ڈاکٹر صاحب میں عیسائی ضرور ہوں۔ لیکن متعصب نہیں۔ ہر مذہب کو اچھا سمجھتی ہوں میں نے اس کے باپ سے حامی بھری تھی کہ ایسا ہی کروں گی۔ اب اسی اقرار کے بموجب میں چاہتی ہوں کہ میری بچی اپنے ماں باپ کا مذہب آپ سمجھ لیتی۔ پھر اُسے اختیار تھا چاہے عیسوی مذہب قبول کرتی یا مسلمان ہو جاتی میں ہر حالت میں اُسے اپنی اولاد سمجھوں گی۔ میری جان و مال سب کی وہی مالک ہے اور رہیگی

ڈاکٹر مشتاق ۔ (مس فلپ کی سادہ بیانی سے متاثر ہوکر) اس لڑکی کا قصہ عجیب و غریب ہے۔ ہاں اس کے باپ کا نام آپ نے نہ بتایا۔

مس فلپ ۔ اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو شاید انکا نام احمد حسین تھا۔ صورت اور وضع قطع سے نہایت شریف آدمی معلوم ہوتے تھے

ڈاکٹر۔ اُن کے خطوط اس لڑکی کے متعلق جو آپ کے پاس آئے غالباً آپ نے احتیاط سے رکھے ہوں گے۔

مس فلپ۔ جی ہاں سب محفوظ ہیں اگر ضرورت ہوئی تو میں اپنے بیان کی تائید میں اُنھیں پیش کر سکتی ہوں۔

ڈاکٹر۔ اچھا تو میں بیگم مشتاق کو اطلاع کراتا ہوں۔ اگر فرصت ہوگی تو شاید اسی وقت آپ سے مل لیں۔ مذہب کا معاملہ ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کی لڑکی بھی ہماری بچیوں کے مکتب خانہ میں لے لی جائے۔ (گھنٹی بجاتے ہیں اور اردلی حاضر ہوتا ہے)۔

ڈاکٹر۔ اشتیاق کہاں ہے اُسے بھیجو۔ (تقریباً دو منٹ کے وقفہ سے ایک شکیل و جمیل چہار دہ سالہ لڑکا سفید نیچا لباس لگا ہوا کرتا چوڑی دار پاجامہ اور کرتہ پر عربی وضع کی صدری پہنے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور مس فلپ کو سلام کر کے ڈاکٹر کے قریب جا کھڑا ہوا۔

مشتاق۔ دیکھو محل میں جاؤ اور اپنی ماں اور بیگم بادشاہ سن سے کہو کہ مس فلپ لیڈی ڈاکٹر آپ لوگوں سے ملنا چاہتی ہیں۔ اگر کوئی خاص وجہ مانع نہ ہو تو ابھی آکر مل لیجیے

مس فلپ۔ بیٹا۔ یہ میرا کارڈ بھی دیدینا۔

(اشتیاق محل میں دوڑتا ہوا جاتا ہے۔ اور ماں کے کمرہ میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں بی سروری بیگم قالین پر دراز ہیں۔ شوکت گاؤ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی ہیں کچھ ہنسی مذاق کی باتیں ہو رہی ہیں [illegible])

سروری۔ دوری دوری!! لڑکے خیر تو ہے [illegible] تو اب میری آنکھوں خاک جوان ہوا ہے معلوم نہیں کون کس طرح سے بیکلی میں

تنکا، کھلا بیٹھا ہوا ہے باتین مجھے نہین بھاتین۔ سب تیری اماں جان خالائین بیچتی ہین۔

اشتیاق ۔ خالہ جان آپ مجھے آنکھیں نہ دکھلائیے۔ ماں خالائین نہین تو اس کمرہ مین تیسرا کون ہے ابھی کل ہی کی بات ہے لہین چچا کا پیام آپ کے پاس لیکر گیا تھا آپ غسل سے فارغ ہو کر بڑا تولیہ لپیٹے کپڑے پہننے جا رہی تھین۔ مین جھجکا آپ نے مجھے اسی کمرہ مین گھسیٹ لیا۔ اور جیسون صلواتین سنائین کہ لو صاحب ہم انھین سے تو شرمائین گے۔ کل ہمارے پاس پہرون لیٹے رہا کرتے تھے۔ آج لجاتے ہین۔ بڑے میان ہو گئے۔

سروری ۔ موذی زبان لڑاتا ہے اب کیا مین تجھ سے ڈرتی ہون۔ تیرے منھ مین ابھی تک دودھ کی بو آتی ہے۔ ادھر آ۔ میرے پاس لیٹ۔ (پکڑ کر گھسیٹ لیتی ہے) میرا بچیا ہے۔ میرا لال ہے۔ میرا نیرا ہے۔

اشتیاق ۔ خالہ جان مجھے خدا کے لئے چھوڑ دیجئے کوئی مس غلب لیڈی ڈاکٹر آپ لوگون سے ملنے آئی ہین انکا کارڈ میری جیب مین ہے۔ لیجئے یہ لیجئے۔ ابو جان نے کہا ہے کہ اُن کو ضروری کام ہے ممکن ہو تو ابھی وقت مل لیجئے۔

شوکت آرا ۔ مس غلب۔ یہ کون ہین۔ مین نے ان کا نام نہین سنا۔ شاید کوئی نئی آئی ہونگی۔ ہم لوگون سے کیا کام ہو سکتا ہے۔

سروری ۔ کام کاج کیا خاک ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب کو گانٹھنا چاہتی ہون گی۔ عورت چالاک ہے تمھاری مصاحبت کر کے کام نکالے گی۔ بی بی صاحب یہ نہین جانتین کہ یہان بغیر میری مرضی کے پرندہ پر نہین مار سکتا۔ دیکھنے نہ دون گی جا کے کہدے کہ فرصت نہین۔ جب ہوگی بلا بھیجین گے۔

شوکت ۔ یہ کونسا اخلاق ہے کرتی کیا ہو۔ بُلا بھی لو۔ تھوڑی دیر باتین کر کے رخصت کر دینا۔ شاید تمھارے ۔۔اق کی نکل آئے۔

سروری - خیر یون ہی سہی ۔ مگر اتنا سمجھ لو کہ یہان سے اُٹھون گی نہین - بیٹھی
رہون گی - اور دوسرے کمرہ مین جانے نہ دون گی - آپ کی چہیتی میم صاحب کو
بھی فرش ہی پر بیٹھنا پڑے گا -

شوکت - جو چاہو کرو - تم سے کسی کا زور چلتا ہے - اچھا اشتیاق جاؤ مس فلپ
کو بھیجدو - یا پہونچا جاؤ وہ کہان بھٹکتی پھرے گی -

اشتیاق بہ ہزار خرابی خالہ کے چنگل سے چھوٹا تو اپنی جان لیکر بھاگا مس فلپ
بیرونی کوٹھی مین منتظر ہی بیٹھی تھین اُسے دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئین - اور ساتھ ہولین
زنانہ محل کی ڈیوڑھی آئی - اندر داخل ہوئین جو ملتا سلام مین خود تقدیم کرتین
مکان کی خوبصورتی اور سجاوٹ کو نظر حیرت سے دیکھتی ہوئی بڑے چبوترہ
پر جو رنگین گملون سے آراستہ باغ بہار ہو رہا تھا - پہونچین - برآمدہ اور صدر
دالان میں ہوتی ہوئی ایک بغلی کمرہ کے سامنے رکین - اشتیاق نے پردہ اُٹھا دیا
زمین پر قالین کا فرش تھا بیچاری نے ہندوستانی تہذیب کا لحاظ کرکے جوتا
اُتار دیا - ناظمہ بیگم نے اُٹھ کر بے فرش سے اپنے ساتھ لیا اور شوکت آرا بیگم تک
پہونچایا - شوکت نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ہاتھ ملایا - اور سروری بیگم کے پہلو مین
بٹھا دیا - وہ بندی بدستور لیٹی رہی اور مس فلپ کو سر سے پاؤن تک تیوریا چڑھا کر
گھورا کی -

مس فلپ - ڈاکٹر صاحب کی بیگم آپ ہی ہین مجھے آپ سے ملنے کا کمال اشتیاق
تھا - خدا نے میری مراد پوری کی -

شوکت - بیگم صاحب آپ کے پہلو مین لیٹی ہین - مین تو ایک ادنی سہیلی ہون -

مس فلپ (گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوتی ہے اور سروری بیگم کو سلام کرتی ہے جو
اشارہ سے جواب دیتی ہین) مجھے معاف فرمائیگا مین بالکل اجنبی ہون -

سروری ۔ اے ہے ۔عورت مجھے یہ نخرہ نہین بھاتے ۔جہان بیٹھی تھین بیٹھی کیون نہین رہتین ۔مین مریض آدمی ہون ۔جھوٹی خاطرداری مجھے نہین آتی کہ کسی غیر کو دیکھون اُٹھ کھڑی ہون ہاتھ ملاؤن ۔صدر مین لا بٹھاؤن ۔میرا تو صول یہ ہے کہ میرا گھر خانہ بے تکلف ہے ۔آؤ بیٹھو باتین کرو ۔دل بہلاؤ ۔جی گھبرائے چلی جاؤ
مس فلپ ۔بیگم صاحب مین بھی ظاہرداری سے بہت گھبراتی ہون پھر بھی دنیا کا چلن یہی ہے ۔اگر ظاہری اخلاق نہ کیا جائے تو بد دماغی کا الزام لگتا ہے ہم لوگ بیشہ ور ہین غرضمند بی بیان ۔امیر و غریب سب آتی ہین ۔اگر ذری سی بھول چوک ہوگئی یا کام کی کثرت سے مخاطب نہ ہونے دیا تو بدنام ہوجاتے ہین خیر دنیا مین یہ سب ہوتا ہی رہتا ہے ۔اس کا رونا کہان تک رویا جائے ۔آپ یہ فرمائیے کہ مزاج کیسا رہتا ہے اور نصیب دشمنان آپ کو کیا شکایت ہے چہرہ سے تو آپ تندرست معلوم ہوتی ہین ۔اور نہ ہونے کی کوئی وجہ بھی نہین آپ کے شوہر ڈاکٹر صاحب بڑے ہوشیار طبیب ایسے غدار شہر مین سمجھے جاتے ہین ۔یہ کیسے ممکن ہے کہ چراغ کے نیچے اندھیرا ہو ۔
سروری ۔(ایک آہ سرد بھر کر) چراغ کے نیچے تو اندھیرا ہوتا ہی ہے ۔اسمین شک نہین کہ میرا شوہر دور دور اپنا جواب نہین رکھتا مگر میرے مرض کا علاج اُس کے پاس نہین ۔مجھے دل کی بیماری ہے ۔یہ میری سہیلی جو آپ سے پہلے ملین سچ کہئے گا کہ صورت مین کیسی ہین ۔آپ کی نظر سے سیکڑون بیگمین گذری ہون گی ۔کتنی ان کی ٹکر کی آپ نے دیکھین ۔
مس فلپ ۔(دل مین گھبرا کر مسکراتی ہے) بیگم صاحب یہ سوال آپ کا عجیب و غریب ہے ۔سچ پوچھئے تو مین اپنے تئین پرستان مین پا رہی ہون ۔نہ آپ اپنا جواب رکھتی ہین ۔اور نہ وہ ۔مین نگوڑی کسکو ترجیح دون

سروری۔ مین نے تو آپ سے اپنی سہیلی کے بارہ مین پوچھا تھا۔ یہ مطلب نہ تھا کہ آپ میری تعریف کرین۔

مس فلپ۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب۔ چشم بددور۔

سروری۔ بس یہی میری بیماری کا باعث ہین۔ دن بھر مین ان کی صورت دیکھتی ہون اور نثار ہوا کرتی ہون۔ اور رات بھر میرے میان ڈاکٹر صاحب ان کی شمع جمال پر پروانہ وار صدقہ ہوتے ہین۔ ہم دونون ایک ہی مرض مین مبتلا ہین۔ اگر آپ کچھ علاج کر سکتی ہون تو ضرور دیجئے۔

شوکت آرا بیگم اب تک تو بہت ضبط کئے بیٹھی تھین مگر آخر کہان تک بڑی زور سے کھلکھلا کر ہنس پڑین۔

مس فلپ۔ (ہنسکر) بیگم صاحب نام خدا آپ بڑی ہنسوڑ ہین۔ آپ کی صحبت مین ہر وقت آدمی خوش رہ سکتا ہے۔ مین بگوڑی یہی مدتون آپ ایسی بیگمون کی خدمت مین رہی ہون۔ لکھنؤ کی بھی کچھ دنون خاک چھانی۔ دلّی مین بھی مدتون بھاڑ جھونکا۔ میری زبان اسی وجہ سے کسی قدر صاف ہے۔ آج آپ لوگون کے پاس بیٹھکر پرانی صحبتین یاد آگئین۔ اب جب تک بمبئی مین ہون آپ لوگون کا ساتھ نہ چھوڑون گی۔ مارئے یا نکالئے کچھ ہی کیون نہ ہو۔

سروری۔ (شوکت سے مخاطب ہوکر) یہ تو خوب ٹانگ لائین۔ کہتی ہین مارئے یا نکالئے مین تو ساتھ نہ چھوڑون گی۔ مان نہ مان مین تیرا مہمان۔ اے بی مس صاحب سنتی ہو۔ اب تو تم سنون سے اوتر گئین۔ دس برس پہلے آتین تو مین ضرور تم کو اپنی جماعت مین شامل کر لیتی۔ مجھے اچھی صورت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ حسن پرستی کا لپکا ہے۔ (بہت گھور کر) رنگت تمھاری اب بھی اچھی ہے۔ آنکھ ناک بے عیب ہین۔ ہونٹھ کچھ موٹے ہین۔ آثار پہ پہ بہت اسناد دیدہ مجھ را

جوانی مین تم نے قیامت ڈھائی ہوگی۔

مس قلیپ۔ (جھجکی ہنسی ہنسکر) حضور کی قدردانی ہے۔ مجھے مرقد عبرت بجھکر اپنے سامنے رہنے کی اجازت دیجئے۔ لونڈی بنکر خدمت کرون گی چھوٹا منھ بڑی بات بس اتنا ہی کہون گی کہ جنت مین آن کر نکلنے کو جی نہین چاہتا۔

سروری۔ (ہنسکر) من خوب می شناسم پیران پارسا را۔ ڈاکٹر سے کچھ سانٹھ گانٹھ کا ارادہ ہوگا۔ نئی اس غدار شہر مین آئی ہو۔ روپیہ کمانے کی ہوس کس کو نہین ہوتی۔ ڈاکٹر مشتاق شہر مین چشم بددور اپنا جواب نہین رکھتے۔ سمجھتی ہو کہ اُن کی نظر عنایت ہوگئی تو پھر کیا کہنے ہین۔ مجھ سے اوڑکر کہان جاؤگی۔ ہاتھ لانا ہے نہ یہی بات۔

شوکت۔ غضب کرتی ہو۔ ارے ظالم تجھے ظاہری اخلاق کچھ آتا ہی نہین۔ پہلی ملاقات اور اس طرح کی باتین۔ وہ بھی اپنے دل مین کیا کہتی ہون گی کہ اچھے لوگ ہین خوب خاطر تواضع کی۔ وہ تو اس شہر مین اجنبی ہین۔ ہر پیشہ ور کا یہی دستور ہے کہ رئیسون کے ہان جاتا ہے اور ان سے راہ و رسم بڑھاتا ہے۔ کام ایک کا دوسرے سے اٹکا رہتا ہی ہے۔ دنیا اسی کا نام ہے۔ اگر وہ ہم لوگون سے ملنے آئین تو کونسا گناہ کیا۔ تم بیمار کہلی ہوتا تو انھین نہ بلانا۔ ڈاکٹر سے بھی کہدو کہ وہ انہین مدد ندین نہ وہ خدا ہین نہ تم خدا کی بی بی۔ (ناظمہ بیگم سے) چاء اور ناشتہ آنا چاہئے۔ دیر کیون ہے۔

سروری۔ تو یہ کہئے "پیدا ہوئے ہین چاہنے والے نئے نئے" ان کا نام بھی فہرست مین داخل ہوگیا۔ مس صاحب تم ہو بڑی خوش قسمت بڑی سرکار مین تمھاری رسائی ہوگئی۔ گھی کے چراغ جلاؤ۔ اب مریضون کی کمی تمھارے پاس نہ رہیگی۔ جتنے قبرستان چاہنا آباد کرنا۔ ان کو تو خدا رسول کا خوف ہی نہین

مجال پڑی ہے ڈاکٹر کی کہ جان جائے اور تم کو نہ لیجائے چھینیں لگتا ہے چھڑی اور

مس فلپ - (کھسیانی ہوکر) بیگم میں تو ہر حالت میں آپ ہی کی احسانمند ہوں اگر آپ نے اس طرح کھری کھری نہ سنائی ہوتی تو ان بیگم صاحب کو مجبور کیوں رحم آتا. اتنی عنایت اور کیجئے کہ آپ سے تعارف تو کرا دیجئے -

سروری - اب نام بھی پوچھ لوگی. آج ہی سب کچھ ہو جائے - شوکت عالم انکا لقب ہے. جان سروری ان کا نام ہے. بیگم بادشاہ حسن کہلاتی ہیں بیگمی چھری ہیں - ان کے کاٹے کا منتر نہیں. ذری ہوشیار رہنا.

شوکت مارے ہنسی کے بدحواس ہو رہی تھیں - مگر کیا مجال تھی کہ سروری کی متانت میں کچھ بھی فرق آتا. کہیں سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ بیچاری مس فلپ بنائی جا رہی ہیں - اتنے میں ناظمہ بیگم چاء وناشتہ کا سامان کشتیوں میں لائیں. تھوڑی دیر ادھر مصروفیت رہی - پھر سلسلہ کلام شروع ہوا -

مس فلپ - میں اس سرکار میں حاضر ہو کر بہت خوش ہوئی یوں تو میں غرضمند ہی ہوں لیکن آپ دونوں صاحب اسے یقین کریں کہ اب روپیہ کمانے کی مجھے ہوس نہیں. بہت کمایا اور کھایا. جو کچھ خدا کا دیا اس وقت موجود ہے وہ میری اور میری بچی کے لئے اگر اس وقت کام چھوڑ بھی دوں تو بہت کافی ہے. ہاں ایک بہت بڑی غرض میری اور ہے - اور وہی سچ پوچھئے تو مجھے یہاں لائی ہے وہ آپ صاحبوں کی عنایت سے پوری ہو جاتی تو میں اپنے تئیں بہت بڑا خوش قسمت سمجھتی. اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں.

شوکت آرا - ضرور کہئے - آدمی آدمی کے کام آتا ہے. ہم لوگوں کے اختیار میں ہوا تو آپ کا مطلب ضرور پورا ہوگا.

سروری۔ (نہایت سادگی کے لہجہ مین) ہم لوگ شریف بہو بیٹیان ہین۔ دوگال ہنس لیتے ہین۔ مہ بدوون مین ہماری۔ سائی اپنے شوہرون اور بچون تک ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ ہمارے امکان مین نہین کہ تمھارے لئے کوئی دولھا ڈھونڈھ نکالین۔ ڈاکٹر عنا کے ایک بھائی کپتان محمود اس گھر مین بے بیاہے ضرور ہین مگر وہ دیدار وجوان ہین۔ (شوکت کی طرف اشارہ کرکے) ان کی سی دلہن ڈھونڈھتے ہین۔ وہ شاید تم کو پسند نہ کرین۔ تعارف تمھارا کرا دیا جائے گا۔ آئندہ بھی تمھاری قسمت ہے۔ لیکن مجھے اُمید کم ہے۔

مس فلپ۔ توبہ! توبہ!! میری غرض یہ ہرگز نہین اور نہ میرا اب شادی کرنیکا ارادہ ہے۔ میرا مدعا کچھ اور ہی ہے مین سنتی ہون کہ آپ لوگون نے اپنی بیٹیون کی تعلیم کے لئے کوئی زنانہ مدرسہ یا اسکول قائم کر رکھا ہے اور بمبئی کے شرفا کی لڑکیان اسمین تعلیم پاتی ہین۔ گن ڈھنگ سبھی کچھ اسمین سکھائے جاتے ہین علمی تعلیم کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی دیجاتی ہے۔ میری بھی ایک بچی ہے۔ مین چاہتی تھی کہ وہ بھی آپ صاحبون کی عنایت سے اسمین داخل کرلی جاتی تو مین مطمئین ہوجاتی اصل مطلب میرا آپ لوگون کا وقت ضائع کرنے سے یہی تھا۔

شوکت۔ (سروری کی طرف اشارہ کرکے) یہ بیگم اسی مکتب خانہ کی منتظمہ ہین۔ وہ نہ مدرسہ ہے اور نہ اسکول۔ نہ کوئی باقاعدہ تعلیم ہی اسمین ہوتی ہے۔ ہم لوگ پردہ کی بیٹھنے والیان۔ اعلیٰ تعلیم کی خوبیان کیا جانین۔ لڑکیون کو بی اے ایم اے کرانا مقصود نہین۔ اپنے ڈھنگ کی تعلیم دیتے ہین۔ مذہبی خیالات مین پختگی اخلاق کی درستی اصلی غرض اس مکتب کی ہے اس کے ساتھ ہی اردو۔ فارسی عربی مین کچھ شدبد حاصل ہوجانا۔ انگریزی زبان آئے یا نہ آئے۔ اس سے کچھ مطلب نہین۔ مین سچ کہتی ہون کہ ہمارا مکتب آپ کے گون کا نہین۔ یہان بڑھے

بڑے زنانے مدرسے اور کالج ہیں اپنی صاحبزادی کو ان میں سے کسی ایک میں داخل کرا دیجئے۔ تو آپ کو اور اُسکو دونوں کو مغربی تعلیم کی خوبیوں کا اندازہ ہو سکے۔ میری رائے تو یہی ہے۔ آئندہ آپ جانیں اور بی سروری بیگم۔ اس لئے کہ وہی سیاہ سفید کی مالک ہیں۔

مس قلب۔ میری تو دلی خواہش یہی ہے۔ اور اگر یہ پوری نہ ہوئی تو مجھے بیحد رنج ہوگا۔ آپ ان بیگم صاحب سے میری سفارش کر دیں۔ میں اُس لڑکی کو بھی لائی ہوں۔ نہایت بھولی اور سمجھدار ہے۔ باہر گاڑی پر اُسے چھوڑ آئی ہوں۔

سروری۔ نا بی بی یہ بیل منڈھے نہ چڑھیگی۔ دل کا معاملہ اور ہے۔ اور انتظام کا معاملہ اور۔ کوئی بھی سفارش کیوں نہ کرے میں ایک تو سنوں گی نہیں۔ بس صاحب تم دیوانی ہوئی ہو۔ اپنی بچی کو آخر کسی بڑے انگریزی مدرسہ میں کیوں نہیں بھیجتیں مسلمانوں کے مکتب میں اعلیٰ تعلیم کہاں۔ ہم نگوڑی پردہ کی بیٹھنے والیاں اپنی بچیوں کو اُسی پُرانے ڈھرہ پر لگاتے ہیں کہ جس میں ہم نے خود آنکھ کھولی۔ تم خود پڑھی لکھی ہو۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پئے ہوئے مردوں کی صحبت کے بھی لطف اُٹھاتی ہو تو ان میں بھی جاتی ہو۔ نہ انگریز تم سے چھوٹیں اور نہ ہندوستانی۔ تم ہم نگوڑی جاہلوں کے طریقوں کو پسند کرو۔ بس کمال ہی ہے۔ فرنگنیں سُن پائیں تو کیسا تم کو ہنسیں۔ اور بتائیں تمھاری بچی اور ہوشیار ہو گی تو ولائت جائے گی۔ وہاں سے ڈاکٹری تعلیم حاصل کرکے اسی ہندوستان میں کوئی بڑا عہدہ پائیگی۔ سب اُسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ قدر منزلت کریں گی۔ ہمارے مکتب کی لڑکیاں اس گون کی کہاں چار دیواری کے اندر پیدا ہوئیں۔ پلیں اور وہیں مرمٹ کھپیں گی بھی۔ نہ ہماری بچیوں کو لندن جانا ہے نہ ڈاکٹری کا امتحان دینا ہے اور نہ نوکری کرنا۔ اُن کو جو کچھ تعلیم دیجاتی ہے اُس کا منشا یہی ہے کہ خدا سے ڈریں۔ بیاہی مانگی جائیں

توخانہ داری کا انتظام خوش اسلوبی سے کریں۔ شوہر کی اطاعت کریں اُسے راضی رکھیں۔ مائیں بنیں تو اولاد کی پرورش و پرداخت قرینہ سے کریں۔ اللہ۔ اللہ۔ خیر صلاح۔

مس فلپ۔ آپ کا کہنا سب بجا درست ہے۔ میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی بھی پیا۔ مردوں کی صحبت میں بہت بے تکلفی کے ساتھ رہی۔ انگریزوں کی خوبو بھی دیکھی اور ہندوستانیوں کی بھی۔ میں ان دونوں کا مجموعہ ہوں۔ ماں میری میم تھیں اور باپ مسلمان۔ باپ کا سایہ کم عمری ہی میں سر سے اُٹھ گیا۔ ماں بھی جلد مرگئیں اسی وجہ سے میں مشنریوں کے پلے پڑی اور عیسائی مذہب اختیار کیا۔ رجحان طبیعت کو کیا کروں۔ مسلمانوں میں گھسنا چاہتی ہوں اور انھیں کا طریقہ پسند ہے اس لئے میں اپنی لڑکی کو آپ کے مکتب میں دینا چاہتی ہوں۔

سروری۔ (ہاتھ مٹکا کر) اے ہے یہ عورت تو میرا دماغ چاٹ گئی نہ اُتی مانتی ہے نہ سیدھی۔ شوکت خدا کے لئے تمھیں سمجھاؤ۔ لوگو! اس سے کہو کہ اس مکتب میں روح القدسؑ کی اولاد تعلیم نہیں پاتی اور نہ ہمارے مدرسے کے دستور العمل میں کوئی دفعہ فرشتوں کے بچوں کے داخلے کے لئے رکھی گئی ہے۔ (تیوریاں چڑھا کر) مس صاحب بھی ہیں اور ایک بچی کی ماں بھی۔ اے لعنت ہے اس دیدہ دلیلی پر۔

مس فلپ۔ (ہنس کر) تو یہ کہئے میں نگوڑی اس راز کو سمجھی ہی نہ تھی۔ بیگم اولادیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک اپنے پیٹ کی۔ اور ایک منہ بولی۔ روزا کو میں نے گود لیا ہے۔ تین دن کی اسے چھوڑ کر اس کی ماں ہسپتال میں مرگئی۔ اُس کے باپ نے مجھے دیا۔ وہ مسلمان تھے۔ کچھ دنوں تک خطوط آیا کئے اس کا حال دریافت کرتے رہے۔ پھر خط بند کر دیئے۔ معلوم نہیں زندہ ہیں یا مر گئے۔ مر ہی گئے ہونگے ورنہ خبر ضرور ہوتے۔ ماننا بڑی چیز ہے۔ جب مجھے اس لڑکی کو دیا ہے تو یہ خواہش

کی تھی کہ عیسائیت اور اسلام دونوں کے اصول اسے بتائے جائیں اور جب یہ سن شعور کو پہونچ لے اُس وقت اسے اختیار دیا جائے کہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرے۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ زبان ہار چکی ہوں۔ اس لئے چاہتی ہوں کہ مذہب اسلام کی خوبیاں بھی اس کے ذہن نشین ہو جائیں۔ بیگم آپ کی خوشامد اسی وجہ سے کرتی ہوں۔

سرور ی۔ جو کچھ کہتی ہو اسے ثابت بھی کر سکوگی۔ رحمت رحمت رحمت ناظمہ بیگم دیکھو کس یہ تو اس بچی کی ماں نہیں ہیں مگر یہ بھی زندہ ہو رہی ہیں۔

مس فلپ (غور سے دیکھنے لگتی ہے) اس ثبوت میں نے اس لڑکی و بہنے دیا یعنی میرے پاس اس کے باپ کے خطوط بھی ہیں جو کل آپ کو دکھاؤں گی۔ میں نے بازی جیت لی۔ اب رخصت ہوتی ہوں بہت آپ لوگوں کی منت کرتی ہوں کی سیری بچی جو کبھی پیاسی دروازہ کا منہ دیکھتی ہوگی

شوکت۔ اے ہے اُسے بلاؤ۔ مس صاحب اس کا نہ ملنا شبہ پیدا کرتا ہوگا۔

مس فلپ۔ آپ جانے ہی دیجئے کل صبح آپ لوگوں سے ملا دوں گی۔

سرور ی۔ از رحمت۔ الوپہ بکتوں کو اب دربہ لوری چھوٹی کی مس فلپ کے ساتھ کردو۔ اللہ جانے روز اشاعد تمھاری ہی ترکی کل آئے۔



باب (۵)

پھر وہی جلسۂ احباب

ڈاکٹر مشتاق کو مس فلپ سے فرصت ملی تو کنجیون کا گچھا ہلاتے ہوئے پھر اُسی کمرہ مین آن بیٹھے جہان سے چند منٹ قبل اُٹھکر گئے تھے۔

محمود - کیئے رخصت کر دیا۔ یہ کون بزرگوار تھین اور کہان تشریف لائی تھین۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نووارد ہین شہر مین مطب کرنا چاہتی ہین۔ ڈاکٹر احمد کا نام چشم بد دور بچے بچے کی زبان پر ہے۔ سوچی ہون گی کہ اُن کے مزاج مین کسیطرح درخور ہو جائے تو پھر پو بارہ ہین۔ روپیہ چارون طرف سے برسنے لگے۔ معاذ اللہ یہ سب قیامت کی ہوتی ہین۔

ڈاکٹر احمد - کہنہ مشق عورت معلوم ہوتی ہے۔ میم نما یوروشین ہے۔ ذہین بھی غالباً ہے۔ سرٹیفکٹ اچھے اچھے ہین۔ ملاقات کی ایک غرض یہ بھی تھی۔ لیکن اصل مطلب دوسرا ہے اپنی ایک بچی مس روزا فلپ کو یہان لڑکیون کے مکتب مین داخل کرنا چاہتی ہین۔ شہر مین اس اسکول اور یہان کی تعلیم کے چرچے بہت کچھ ہین۔ کہین سن گن پائی ہوگی۔ مین نے تو انہین صاف جواب اس بارہ مین دیدیا۔ بہت سے مشن اسکولون کے نام بھی گنوا دیئے۔ یہان یہان کی تعلیم اچھی ہے۔ تمھاری لڑکی کو وہین داخل ہونا چاہیئے۔ مگر وہ ایک نہین مانتی۔ پیچ کسی قدر بو ہر بنے سے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ بس کھیت کی وہ مولی ہے - وہ ہنوز کسی کی ملک نہین۔ اُسمین بیدا ادا کیسی جھیپی تو بہت ہون گی۔ تو جیھین کرتی ہین کہ یہ وردہ ہے متبنیٰ ہے۔ مجھے کچھ یقین نہین آیا

مناسب یہی معلوم ہوا کہ مکتب کی منتظمہ کے پاس بھیجدون۔ وہ بنفس دیکھ لین۔

محمود۔ (قہقہہ لگاکر) تحسین واللہ یہ خوب کیا۔ بھابھی تو سنجیدہ آدمی ہین۔ کہتی بڑے غضب کی وہ بھی ہین۔ لیکن سمجھدار آدمی کے لئے۔ بیگم بادشاہ حسن سے کبھی مذاق اُن سے ہوتا ہے۔ تو اچھا جوڑ پھڑ کتا ہے استادان فن اپنے اپنے کرتب دکھاتے ہین۔ لیکن یہ تو بڑی ہلڑ ہین۔ وہ۔ وہ بے نقط سناتی ہین کہ اللہ کی پناہ آدمی کو پاگل بنا دیتی ہین مجھے بھی دو ایک مرتبہ پردہ سے ڈانٹ چکی ہین۔ بعض وقت جو مین خیال کرتا ہون کہ بادشاہ حسن ایسے اور وہ ایسی خلوت خانہ کی تصویر میری آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے۔ اور بادشاہ حسن کو یا تو مین گریہ وزاری کرتے دیکھتا ہون اور یا گھمیا تو ہے۔

بادشاہ حسن۔ ایسی تیسی آپ کی۔ وکالت کا امتحان کیا ہے خیرات مین پاس کر لیا ہے۔ ہمارے زبان ہی نہین ہم کچھ بولنا جانتے ہی نہین۔ خدا کی شان ہے آپ کی بہن سب کچھ ہو گئین اور ہم کچھ نہین۔

محمود۔ کاش میری بہن ہوتین یا مجھے منہ بولا بھائی ہی بنا لیتین۔ مین تو تڑپتا ہون کہ کسی طرح وہ میرے سامنے آئین۔ مان جکر یا بہن بنکر مجھے سب منظور ہے کسی کی بہن ایسی ہو بھی تو لے۔

ڈاکٹر۔ بادشاہ حسن بہئی محمود نے جو تصویر کھینچی اُس سے مجھے بھی اتفاق ہے تم بُرا مانو۔ یا بھلا مین تڑپتا ہون کہ اس وقت مین بھی زنانہ مین ہوتا تو بی سروری اور مس فلپ کا مکالمہ سُنتا۔ بنائین گی الگ ڈانٹے گی علیحدہ اور پھر اس غضب کی چٹکیان لین گی کہ مس صاحبہ سب اپنی قابلیت بھول جائین گی۔

بادشاہ حسن۔ تم کو تو معلوم ہی ہو جائیگا۔ جو کچھ باتین ہون گی دونون

بیگمون کے سامنے ہی تو ہون گی اور تم کو پوری پوری رپورٹ ملے گی۔

ڈاکٹر۔ بھئی اصل و نقل مین زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔ بیگم کا اگر جی چاہتا ہے تو بعض بعض دلچسپ فقرات کھڈ التی ہین۔ نہین تو یہ کہکر ٹال دیتی ہین کہ تم مردون مین لاکھ طرح کی باتین ہوتی ہین کیا مجھ سے تم بیان کرتے رہتے ہو سٹری سے خود ہی کیون نہین پوچھ لیتے "بتلائے اس کا کیا جواب ہے۔

محمود۔ اور بادشاہ حسن صاحب آپکو تو جرأت ہوتی نہ ہوگی۔ پوچھا ور پئے

بادشاہ حسن۔ بھئی ہے تو یہی غلوکت سے اگر پوچھتا ہون تو دونون بناتی ہین۔ ان عورتون کے کون منہ لگے بقول شخصیکہ اپنی عزت اپنے ہاتھ۔

محمود۔ خیر دیکھا جائے گا۔ ہم تو بھابھی سے ضرور ہی دریافت کرین گے۔ چاہے کچھ ہی کیون نہ ہو۔

محمد صالح۔ (جو ڈاکٹر کے جانے کے بعد خود بھی گھر مین چلے گئے تھے آجاتے ہین) ہان بھائی ڈاک تو آگیا ذرا اخبار تو دیکھو کیا لکھتا ہے قسطنطنیہ کا کیا خبر ہے اور پارلیمنٹ مین کیا ہو رہا ہے

ڈاکٹر۔ ہان خوب یاد دلایا۔ (لندن ٹائمس اٹھا لیتے ہین اور کچھ سرخیان پڑھنے اور سرسری نظر ڈالنے کے بعد) ارے غضب ہوگیا۔ نوجوان ترکون نے سلطان عبدالحمید خان کو تخت سے اُتار دیا

محمد صالح۔ واللہ بڑا بیوقوفی کیا۔ وہ بڑا ہوشیار بادشاہ تھا اب تباہی آیا کسی کے روکے نہین رُکتا۔

اس خبر نے جلسہ احباب مین ایک سکوت پیدا کر دیا۔ ہر شخص کوئی نہ کوئی اخبار اُٹھا کر پڑھنے لگا۔ عربی اخبار کوئی تھا نہین جس سے ہمارے دوست عرب صاحب کچھ مشغلہ کرتے۔ اردو کچھ کچھ پڑھ لیتے تھے۔ ہمدرد دنیا نیا اسی زمانہ مین نکلا تھا۔ اسکو اُٹھا لیا

اور دیکھنے لگے۔ کچھ نہ کچھ خبرین ہر اخبار مین تھین اور ہر شخص نہایت مصروفیت کیساتھ پڑھ رہا تھا۔ تقریباً پون گھنٹہ تک انہماک کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اخبار رکھا اور ساکت ہوگئے۔

محمد صالح۔ آخر خبرین کیا ہین۔ کچھ بیان تو کیجئے۔

ڈاکٹر۔ خبرین کیا ہین۔ ایک ہنگامہ قائم ہے۔ ترکون نے کچھ اچھا نہین کیا۔ سلطان تھے بڑے شخص اب ان غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ مسلمانون کی تباہی ہے افسوس ہے کہ ایک واحد اسلامی سلطنت یون مٹ رہی ہے۔ گرواہ رے سلطان۔ محمود شوکت پاشا نہایت سرعت وقابلیت کے ساتھ سلونکا سے چند گھنٹہ مین اتنی مسافت طے کرکے دارالسلطنت پر قبضہ کرنے کے لئے فوج لا سلطان کو اسوقت اطلاع ملی کہ جب فوج قسطنطنیہ سے تین میل کے فاصلہ پر رہ گئی۔ شاہزادہ بہاءالدین جو سلطان کے چہیتے فرزند ہین، وہ جنھون نے فوجی تعلیم جرمنی کے حربیہ کالج مین پائی ہے۔ فوراً حاضر خدمت ہوے اور عرض کیا کہ جہان پناہ قسطنطنیہ ہر طرح سے مضبوط ہے۔ باڈی گارڈ کا رسالہ اور شاہی فوج حاضر ہے حکم کا منتظر ہون۔ اجازت ہو تو باغیون کی پوری سرکوبی کردی جائے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ مین سب کو مار کر بھگا دونگا۔ آپ جانتے ہین کہ ہز امپیریل مجسٹی نے کیا جواب دیا۔ فرمانے لگے کہ ترک باغی ہون یا اطاعت شعار میرے سب بچے ہین۔ مین سمجھتا ہون کہ تم بہادر ہو۔ نوجوان ہو باغیون کی سرکوبی کرسکو گر مجھے یہ کسیطرح منظور نہین کہ تم لوگ ایک دوسرے سے لڑ کر کٹ مرو۔ مین آج تخت سلطنت چھوڑنے کو طیار ہون اگر کسی دوسرے کو پارلیمنٹ اپنا بادشاہ و حکمران بنانا چاہتی ہے۔ بسم اللہ شوق سے بنائے۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ آج نہین تو کل بنے کئے پر پچھتائینگے اور اس کا ادراک ہوگا کہ میری حکومت

مین ذاتی غرض و منفعت کو دخل نہ تھا جو کچھ مین نے کیا اور جو کچھ کرتا. قوم و اسلام کی بہبودی کے لئے خیر اللہ کو منظور نہین اس کی جو مرضی ہو سر تسلیم خم ہے
لیفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید ہو پھر نتیجہ کیا ہوا یہی کہ باغی فوج دار السلطنت مین داخل ہوئی اور ہر ہر مقام پر قبضہ کر لیا. قلعہ جات پر بھی اور بارک مین بھی کسی کی نکسیر تک نہین پھوٹی. اس سب کارروائی کے بعد محمود شوکت پاشا. دیوان خاص تک گئے اور اپنی حاضری کی اطلاع کرائی سلطان نے بلا لیا. اُس وقت رسول اللہ صلعم کا جبہ مبارک جسم پر اور حضور ہی کا عمامہ سر پر تھا. بیٹھنے کا اشارہ کیا. اور فرمایا کہ جو کہنا چاہتے ہو کہو. اُنھون نے عرض کیا کہ انجمن اتحاد و ترقی نے جسکا مطمح نظر مفاد قومی ہے. اس کا فیصلہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اُن شرائط کی پابندی نہین کی کہ جو پارلیمنٹ کے افتتاح پر پیش کئے گئے تھے اور بدستور تمام اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھے. لہذا بہ نظر مفاد قومی یہ عرض کیا جاتا ہے کہ آپ تخت سلطنت سے دست بردار ہو جائین.

سلطان. (سنجیدگی کے ساتھ) بس اسیقدر. یہ بالکل سچ ہے کہ جو اختیارات شاہی مین نے پارلیمنٹ کو تفویض کئے تھے وہ اُس سے واپس لئے اس لئے کہ مین قائم مقامان جمہور مین حکومت کی قابلیت بالکل مفقود پاتا ہون اس سے انکار نہین کہ گرم و سرد زمانہ اور تجربات تلخ تم کو حکمرانی بتائین گے. مگر کب جب کہ سلطنت کا بڑا حصہ تمھارے قبضہ سے نکلجائے گا. خدا تم لوگون کو سمجھ دے. مین کہان رہون گا. اس کے متعلق آپ لوگون نے کیا فیصلہ کیا ہے.

محمود شوکت. حضور سلونکا کے [illegible] قیام فرمائینگے. وہان سب انتظام کر دیا گیا ہے.

سلطان. تو مجھے اپنا محل کب چھوڑنا ہوگا. میرا اسباب اور حرم کی بیگمات

میرے ساتھ ہی جائین گی یا بعد کو۔

محمود شوکت۔ خداوندا جہاز طیار ہے۔ اسیوقت تشریف لے چلین۔ شاہی گاڑی بھی احاطہ مین موجود ہے۔ اس قدر تقریر کے بعد سلطان تن تنہا۔ ایک چھوٹی بی بی کو ساتھ لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لاکر گاڑی مین سوار ہو گئے فوجی رسالہ ساحل تک ساتھ گیا۔ اُس کے بعد جہاز مین سوار ہو گئے۔ چیدہ ممبران انجمن اتحاد و ترقی اسمین بھی موجود تھے۔

تمام دول یوروپ کو کمال استعجاب ہے کہ ایسا عظیم المرتبہ شاہنشاہ اس سکوت کے ساتھ تخت سلطنت سے دست بردار ہو گیا۔ ہر ہر سفارت خانہ پیشتر ہی سے اس کے لئے طیار تھا کہ سلطان ہماری ہی حفاظت مین بستے مین لا کر دین گے۔ خانہ جنگیان ہون گی اور ترکی سلطنت کے حصہ بخرہ ہو جائین گے غالباً درپردہ جہازات کو بھی طیار رہنے کی ہدایت کر دی گئی ہوگی۔ مگر واہ رے سلطان عبد الحمید خان اپنے ذاتی اغراض سب بالائے طاق رکھدیئے اور مملکت کو جیسا پایا تھا اُس سے بہتر چھوڑا۔ دیکھئے اب کیا پیش آتا ہے۔

محمود۔ اس مین شک نہین کہ سلطان نے بڑی دانائی سے کام لیا۔ ذرا بے آئین غضب کا ہوا ہے۔ مگر یہ سمجھ لیا ہوگا کہ مقابلہ بیکار ہے دار السلطنت کی فوج نوجوان ترکی فوج سے سر بر نہ ہو سکے گی۔ مین محمود شوکت پاشا کو بھی داد دیے بغیر نہین رہ سکتا۔ سلونکا قسطنطنیہ سے بہت فاصلہ پر ہے۔ راتی راتا آتی فوج لانا کرامت ہے کرامت کیون نہ ہو جنرل فان ڈر گولٹز کے بہترین شاگردون مین شمار کئے جاتے ہین۔

ڈاکٹر مشتاق کچھ ہی کیون نہ ہو مجھے ان سب سے نفرت سی ہو گئی ہے میٹھے ٹھگ!! اپنی سلطنت کو تباہ کر رہے ہین۔

محمود - بھائی صاحب اب بچھلا زمانہ لدگیا۔ جمہوریت کا غلبہ ہے۔ دنیا مین ایک خود مختار بادشاہ نہین رہیگا۔ قوم سلطنت کریگی۔ زار کو بھی کچھ ہی دنون کا مہمان سمجھیے۔ آئینی حکومتین بھی حرف غلط کی طرح مٹ جائین گے۔ ذرا بیٹھے بیٹھے دیکھے جایئے۔ انصاف و مساوات کی ہوائین چل رہی ہین۔ یہ طوفان کسی کے مان کا ہے۔ اور ہم کو اور آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ ہم لوگون کو تو جمہوریت ہی کی تعلیم ہمارے ہادی برحق نے دی ہے۔ خلافت راشدہ انتخاب عوام کا نتیجہ تھی۔

ڈاکٹر - یہ بالکل سچ ہے۔ مگر دیکھیے رسول اللہ صلعم کی پیشین گوئی کے مطابق خلافت راشدہ چار ہی اصحاب کی حکومت کے بعد ختم ہوگئی۔ اور پھر مسلمانون نے قیصران روم کی طرح بادشاہی کیجانب عود کیا۔ تیرہ سو برس یون ہی گذر گئے حکمران اگر قابل ہوے تو انتظام چوکس رہا۔ رعایا خوش حال۔ مملکت مین اضافہ اس کے خلاف ہوا تو معاملہ برعکس۔ کتنے ہی خاندان ہوے اور مٹے۔ موجودہ ترکی سلطنت آل عثمان کی بہادریون سے وجود مین آئی۔ حدود یوروپ مین سلطان محمد فاتح نے قدم رکھا عرصہ دراز تک سلاطین عثمانیہ نے بڑی دھوم سے حکومت کی اور خوب فتوحات کیئے انحطاط شروع ہوگیا۔ دول یوروپ واحد اسلامی سلطنت کو یوروپ مین دیکھنا نہین چاہتے لہذا اُس کے مٹنے کی تدبیرون مین منہمک ہین۔ سـ۷۵ـہ ع کی جنگ روم و روس مین کون دقیقہ اُٹھا رہا تھا۔ اُسی زمانہ مین عبدالحمید خان تخت سلطنت پر بیٹھے اور اپنی اعلیٰ دماغی اور تدبیر کا نہایت عمدہ ثبوت دیا۔ ملک کو ترقی دینے کا اُن کو دشمنون نے موقعہ ہی نہین دیا۔ آج اِس سے اور کل اُس سے جنگ مین مصروف ہی رکھا۔ باوجود اِن جنگی مصائب کے انصاف کیجئے گا کہ اُنھون نے اپنا ملک کس طرح بچایا۔ ہر چیز کے لئے وقت ہوتا ہے انکا

یہ خیال بالکل صحیح ہے۔ کہ نوجوان ترکون مین ابھی حکومت کی صلاحیت نہین وہ قوم بھر کو صحیح معنون مین مسلمان بنانا چاہتے تھے اس لئے کہ وہ کہہ چکے ہین کہ ترک اگر یورپ مین رہ سکتے ہین تو بے اور جوشیلے مسلمان بنکر ورنہ نہین۔ اب ترکون کی یہ حالت ہے کہ دہریت کا غلبہ ہے۔ یورپ مین گھومتے شرابین پیتے۔ اور عیاشی کرتے رہتے ہین۔ ایسے لوگون کا زمام سلطنت ہاتھ مین لینا یہ معنی رکھتا ہے کہ اپنی قبر اپنے ہاتھ سے کھو دین۔ تجربہ کار حکمران کے طرز حکومت کو دوست بنکر دیکھتے اُس کی خوبیان بھی دیکھتے اس بات پر غور کرتے کہ جوشیلا مسلمان بنکر رہنا ضروری ہے یا نہین۔ صرف برائیون پر نظر ہی۔ جاسوسی کا سلسلہ عظیم تب مخالفین اس طرح قتل کرا دیے جاتے ہین کہ کسی کو کانون کان خبر نہین ہوتی ہو تو سپاہی جلاوطن کرا دیے جاتے ہین قید مین ڈال دیے جاتے ہین [illegible] ہین کسی نے کوئی بیجا بات کی سزا مولیا ظلم توڑے جاتے ہین ذاتی اغراض مدنظر ہین غیر ممالک کے بینکون مین انبار روپیہ جمع کرتے ہین عمال حکومت رشوتین لیتے ہین اور عیشین کرتے ہین۔

اس مین شک نہین کہ بعض الزامات صحیح بھی تھے۔ مگر خود سلطان معزول کی زندگی جہان تک مین غور کرتا ہون [illegible] وقعت تھی جمہوریت کی تعلیم ہمارے پیشوا [illegible] اس کی خوبیان بھی مشہور ہین لیکن [illegible]
نوجوان ترکون [illegible]
کہ قومی حالت [illegible]
[illegible]

مروج ہوتا جاتا ہے۔ اچھا ہے سوال وقت رہا۔ جس کی نسبت مین اس قدر عرض کر دونگا۔ کہ مقامی لوگ ہم سے اور آپ سے اُسے بہتر سمجھتے ہین اُنھون نے بھی وقت مناسب سمجھا۔

ڈاکٹر۔ مین یہ کہتا ہون کہ وہ ہرگز اچھا نہین سمجھتے۔ حب وطن اُن مین ضرور ہے۔ بے لوث حکومت کرین گے۔ مگر یہ اصول ہی غلط ہے کہ یوروپ مین رہتی ہو۔ ویسی ہی ہو بھی جاؤ۔ نام کو مسلمان رہو۔ آخری شق بھی اوڑا دین مذہب عیسوی قبول کرین تو پھر ترکون کے ساتھ تعصب نہ رہیگا۔ اسلام کے نام لیوا رہین گے تو مذہبی قیود سے آزاد ہو کر یقیناً آزکُم اٹھائین گے۔ سال کے اندر ہی اندر دیکھ لوگے کہ ترکون نے کیا کیا کھویا۔

محمود۔ ہان۔ ہمارے آپ کے یہ بحث سال بھر مین ختم ہوگی۔ رہی نا؟

ڈاکٹر۔ مذاق نہین ہم کو بہت رنج ہے۔ تم یوروپ گئے نہین۔ ہم سب جگہ ہو آئے ہین۔

محمد صالح۔ اور تو ہم کچھ نہین جانتا۔ یہ نوجوان ترک خلافت کو توڑنا چاہتا ہے۔ دشمنان اسلام کے مشورہ سے خلافت ٹوٹا اور یہ سب کھیل بگڑا۔

ڈاکٹر مشتاق کو اس خبر نے کچھ ایسا رنج پہونچایا تھا کہ وہ اُٹھکر سب سے الگ تھلگ ٹہلنے لگے اور کسی بات چیت مین جس کا سلسلہ دیر تک قائم رہا شریک نہ ہوئے۔ اخبارون کا دیکھنا بھی ایک ہفتہ تک تقریباً بند ہی رہا۔ انجمن اتحاد و ترقی کی کارروائیان۔ لوگ بیان کرتے اور یہ محض سُن لیتے چند ہی ماہ کے بعد جب بوسنیا اور ہرزگوینا پر آسٹریہ کے قبضہ کی خبر سُنی۔ تو کپتان محمود کو جھک کر سلام کیا اور ہنسکر کہا کہ یہ پہلا سبق ہے جو نوجوان ترکون کو اپنی حماقت کا ملا ہے۔ ابھی دیکھے جایئے بہت کچھ دیکھنا

اور بہت رونا ہے سے
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں



باب (۶)

شوکت آرا بیگم کا مذہبی لکچر

جمعرات کا دن ہے، قریشیہ بیگم کا مکتب خانہ آج کچھ اور ہی رنگ پر ہے۔ بڑی لڑکیاں پڑھتی نہین صاف ستھرے لباسون مین ادھر سے ادھر دوڑ رہی ہین۔ وسط کا بڑا کمرہ از سر نو سجا گیا ہے، پردہ لگائے جا رہے ہین۔ بڑے آئینون کے غلاف اُتارے گئے ہین۔ معلمائین سب موجود ہین، مگر کسی بات مین دخل نہین دیتین، اگر کوئی بیقرینگی دیکھتی ہین تو ٹوک دیتی ہین کہ یون نہین۔ ایسے ہونا چاہیے۔ چھوٹی چھوٹی کرسیان قطار در قطار قالین کے فرش پر بچھائی گئی ہین بیچ مین راستہ آمد و رفت کا چھوڑا گیا ہے۔ کنارے ایک بڑے تخت پر بڑا سا میز لگا ہوا ہے، کاشانی مخمل کی سبز پوشش اُس پر پڑی ہے۔ دو بلند کرسیان نہایت قیمتی اور خوبصورت ایک صدر مین، اور ایک بغل مین لگی ہوئی ہین، غالباً ایک پر شوکت بیٹھین گی اور دوسری پر سروری۔ یہ سب سامان کا ہے کو ہین آج چہل پہل کیون ہے۔ لڑکیان کیون پھولے نہین سماتین نہ عید ہے، نہ بقرعید، نہ شبرات اور نہ کوئی اور ہی تہوار پھر یہ ہنگامہ آرائی کیسی، اسکول کیا ایک باغ بنا ہوا ہے، نونہالان چمن آپ ہی آپ جھوم رہے ہین غنچے ہین کہ مسکرائے دیتے ہین پھول ہین رنگ دیکھ آج اور ہی ہے اطمینان اور بے فکری کی جھلک ہر ہر چہرہ پر ہے، واہ رے بچپن تیرا کیا کہنا، تیری نظر دن مین دنیا کی ہر ہر چیز نئی نویلی ہے قدم قدم پر دلچسپی تجھ پر نثار ہوتی ہے اور تو تمام باتون مین اچھی ہون یا بری مزہ لیتا ہے نہ تجھے گذشتہ کا علم نہ آئندہ کی خبر تو تجربہ کی

تلخیون سے بے بہرہ ہے. جہل کی برکتین اگر کیسکو دیکھنا ہون تو تجھ مین دیکھے تیری معصوم و لپذیر ہے تیرا دل خوشی و رنج کے گرد و غبار سے پاک ہے تو ہر چیز کا ظاہر دیکھتا ہے. باطن لاکھ برا ہو پر تیری جوتی نظر ڈالے. خوش رہنا اور خوش کرنا تیرا کام ہے. رنج ہا تو تجھے کیا. ایک گرم ہوا کا جھوکا تھا. آنًا فانًا آیا اور گیا تھوڑی دیر کے لئے تو بلبلا اٹھا اب تجھے یاد بھی نہین. تیری محویت حسن صورت مین ہے. دنیا تیرے لئے. ایک نگارخانہ ہے. تو صورت مین، اداؤن مین، کھیل مین، آواز مین، ہنسنے مین کچھ نہ کچھ دل بستگی ڈھونڈ ہی لیتا ہے اجو تجھے ہر لمحہ اور ہر ساعت محظوظ و مسرور رکھنے کے لئے بہت کافی ہین.

ایک چھوٹی سی بات ہے آج شوکت آرا بیگم کے وعظ کا دن ہے. اور پھر نماز روزہ پر جس مین انسانی فطرت کے لحاظ سے کوئی خاص مزہ نہین آدمی آزاد پیدا ہوا عقل. فہم. اور الگ. تمیز اختیار سب کچھ اپنے ساتھ لایا ہے. وہ سمجھتا ہے کہ دنیا میرے ہی لئے ہے. مین ہی سب کا حاکم ہون میری ہی اطاعت سب پر فرض ہے اپنے زعم باطل مین ظالم کو یہ خیال نہین ہوتا کہ تیری قوتین تیرے اختیارات سب عارضی ہین تو ایک دوسری عظیم الشان قوت کا کھلونا ہے جو تجھے بناتی اور مٹاتی رہتی ہے تیرے چھوٹے تیرے محکوم. تیری اطاعت کیون کرتے ہین اس لئے کہ تو ان کے مقابلہ مین قوی ہے، دنیا مین قوی ضعیف سے قوی تر کے سامنے جھکتا ہے اور وہ کسی اور کے سامنے یہی سلسلہ جاری ہے اور نظام عالم اسی وجہ سے قائم ہے انسان. اپنے جہل کی وجہ سے ان باتون کو نہین سمجھتا اور زہریلی جگہ جدھر سے اور جاتا ہے. جیسی وہ زمانہ تھا. ایسا زمانہ ہے کہ جسمین ہر طرح کی تعلیم عورت کو دیجاتی ہے ان کے خیالات ان پر جما اثر پڑتا ہے وہ زندگی بھر قایم رہتا ہے یہی سبب ہے کہ اللہ والے لوگ اسی زمانہ سے فائدہ اٹھاتے ہین اور اپنے چھوٹے بچون کے اخلاق و عادات سنوارنے کی کوشش کرتے ہین جرأت و ہمت ہمدردی و ایثار نفس کی تعلیم دینے کا یہی وقت ہے اور اسی زمانہ کو منہ سب

طریقہ پر کام مین لایا جائے تو یہ امر یقینی ہے کہ پورا نفع ہوگا۔

شوکت آرا دسروری کبھی ہفتہ وار اور کبھی پندرھوین دن لڑکیون کے مکتب مین کسی نہ کسی اخلاقی یا مذہبی مضمون پر لکچر دیتی رہتی ہین، وہ دن لڑکیون کا خاص دن ہے سب انتظام گھر کے سجنے اور درست کرنے مہمانون کو باقاعدہ بیٹھا لینے اور اُن کو آرام پہونچانے کا بچپن ہی سے متعلق ہے جب تک مہمان عورتین آنا شروع نہین ہوتین غل۔ شور ہنگامہ سبھی کچھ رہتا ہے اور جہان کوئی ایک بی بی بھی آگئین سب خاموش ہوجاتی ہین اور قرینہ سے بیٹھنا اور بٹھانا شروع کردیتی ہین۔ ۷ برس کی عمر سے لیکر ۱۷ سال کی عمر تک کی لڑکیان اس مکتب مین موجود رہتی ہین مگر ایک قرینہ اور ایک ڈھنگ کی۔ کیا مجال ہے کہ ذرہ برابر بے قاعدگی ہوجائے۔ ہر چھوٹی دس لڑکیون کی جماعت پر ایک سن وسال مین بڑی حاکم ہے۔ اپنی ٹولی کی بچیوں کا ترتیب سے بٹھانا۔ اُن کو ڈھنگ سکھانا اس کا کام ہے اور وہی اُن کے حرکات وفعال کی ذمہ دار ہے۔

آج کا دن بھی انھین دنون مین کا ایک دن ہے۔ لبعض نئے مہمان بھی آنیوالے ہین۔ اس لئے قریشیہ اور سطوت کے مشورہ سے کچھ آرائش ونمائش مین زیادتی کردی گئی ہے بڑی بات یہ بھی ہے کہ آج مس فلپ لیڈی ڈاکٹر کی پروردہ اور منھ بولی بیٹی روزا فلپ یا محمودہ کا اسکول مین داخلہ ہے۔ ان لڑکیون مین مشہور یہ ہے کہ ایک مسلمان لاوارث بچی ہے۔ میم صاحب نے اپنی بیٹی سے بالا پوسا ماں باپ کی وصیت تھی کہ جب لڑکی سمجھ دار ہوئے تو مذہب کا انتخاب اُسی پر چھوڑ دیا جائے، چاہے عیسائی ہوجائے اور چاہے اسلام قبول کرے عیسوی مذہب کی پوری تعلیم پا چکی۔ اب مس فلپ چاہتی ہین کہ اپنے ماں باپ کے مذہب کی بھی خوبیون کو سمجھ لے، اور پھر کھلم کھلا ایک طرف کی ہو رہے، اپنا مذہب

سبھی کو پیارا ہوتا ہے، ترشیہ بیگم اور سطوت آرا دل میں بہت خوش ہیں چپکے چپکے ایک دوسرے سے کہتی ہیں کہ نگوڑی جائیگی کہاں رگ رگ میں اسلامی خون ہے بھلا کوئی بات ہے کہ عیسائی ہو کہ جئے، اب ہم لوگوں میں آئیگی۔ اور دیکھے گی کہ مسلمان کیسے صاف ستھرے اللہ کے بندے ہوتے ہیں اور اُن کا مذہب کیا چیز اور کیسا پیارا مذہب ہے"

دستور یہ ہے کہ جب شوکت کا وعظ ہوتا ہے تو سروری کی بیٹی سطوت آرا مضمون کی مناسبت سے کوئی نظم پڑھتی ہے اور جب سروری تقریر کرتی ہیں تو ترشیہ بیگم اپنی خوش الحانی دکھاتی ہیں اور کچھ اشعار پڑھتی ہیں۔ آج سطوت آرا بیگم کی باری ہے، ابتدا لکچر کی انھیں کی حمد سے ہوگی، دونوں لڑکیاں مشاق ہوگئی ہیں اسوجہ سے مجمع کے سامنے جھپتی نہیں۔ گویا اس طریقہ سے لڑکیوں کو مجمع میں کھڑے ہوکر اپنے خیالات ظاہر کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

لو دیکھتے ہی دیکھتے ۱۲ بج گئے، چھوٹی لڑکیاں بھی اپنے اپنے درجوں سے آنے لگیں اور ٹولیوں میں تقسیم ہوکر اپنی اپنی اتالیقوں کے پاس جارہی ہیں کیسی خوش کیسی بشاش نظر آتی ہیں، آپ ہی آپ کھلی جاتی ہیں، جی چاہتا ہے کہ ایک یکسے لپٹیں ہنسیں غل مچائیں۔ اس لئے کہ طبیعت کا جوش روکے نہیں رکتا کچھ یہی ایک دوسرے کے چٹکی ہی لے لی وہ تلملا اوٹھی چیخنے ہی کو تھی کہ اپنی سہیلی کی مُسکراہٹ دیکھکر ہنس پڑی شہر مردی، میری بوٹی آتار لی ہے الہسار اضی بنایا ہوکہ تو بھی یاد کرے، مٹھی چٹکی شرارتیں اور اٹھکیلیاں بڑھتے۔ بڑھتے قریب تھا کہ ہنگامہ کی صورت اختیار کرلیں کہ ادھر ادھر سے "با ادب" کی آوازیں آنے لگیں بیچاریاں سہم گئیں۔ آج کا لکچر خیال ہے کہ بڑا ہوگا اس وجہ سے ایک بجے کا وقت رکھا گیا ہے۔ بیگمیں جن کی لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ آنا شروع ہوگئیں جنسے بے تکلفی ہے وہ شوکت یا سروری کے

داخل بھی ہوئی ہین اور جنسے محض شناسائی ہے وہ اپنے چھوٹے کمرے مین ہین یا دور سے بیٹھی لڑکیون کا تماشہ دیکھ رہی ہین اور ان کی خوش سلیقگی اور قرینہ کی دل ہی دل مین داد دیتی جاتی ہین سُنا جاتا ہے کہ مس فلپ بھی آگئین ہین اور سروری بیگم کے پنجۂ غضب مین ہین روزا فلپ ساتھ ہے۔ کچھ خطوط دکھلا رہی ہین اور سوالات کے جواب دیتی جاتی ہین آدھ گھنٹہ کی ردوقدح کے بعد سروری چپ ہوئین اب سا کت ہین کن انکھیون سے روزا کو دیکھتی جاتی ہین۔ کچھ سوچ سمجھکر۔

سروری۔ مس فلپ تم میرا اطمینان نہین کرسکین، مین ان خطون کو کافی نہین سمجھتی۔ مگر خیر روزا کی خاطر ہے۔ (ایک پرچہ پر کچھ لکھکر روزا کو دیتی ہے) لو بیٹی یہ ہیڈ مسٹرس کو دو، وہ تمھارا نام لکھ لین گی، اپنے سرٹیفکٹ بھی دیدینا۔

مس فلپ۔ مین آپ کی بہت مشکور ہوئی، یہ آپ کا احسان ہمیشہ میری گردن پر رہیگا اور کچھ معاوضہ نکر سکون گی۔

سروری۔ اے ہے بی! مجھ سے یہ نخرہ نہ بگھارو۔ بنوٹ مجھے نہین بھاتی، فرنگنون مین نگوڑی ظاہرداری بہت ہوتی ہے، زبان کو دل سے لگاؤ ہی نہین ہوتا، تم لوگ کیا کرو، اوس ملک کی آب و ہوا کا اثر ہی یہی ہے، آدمی تو آدمی پھول پتی مین یہی تر ہے۔ دیکھنے مین کیسے خوبصورت کیسے اچھے مگر نگوڑون مین بوباس نہین۔

مس فلپ۔ (مسکراکر) مین آپ کی صاف گوئی کی قایل ہون، جو دل مین وہ زبان پر لگی لپٹی آپ نہین رکھتین۔

سروری۔ ہان بی، مجھے تو۔ یہ تو نہین آتی، میرا اخلاق بہت بُرا ہے، پھر یہ وہ تو مین میرے سر ہی پر سوار رہتی ہین، کیا جانے کیا بات ہے۔ خیر تو۔ پان کھاؤ اور تمھاری خاطر کیا کرین چار منگوائین۔

مس فلپ۔ (پان لیکر) مین خاطر تواضع نہین چاہتی آتی عنایت کیجیے کہ کبھی

کبھی سلام کر جایا کرون -

سروری- شوق سے مگر بہن، الٹی سیدھی باتین سُننا پڑینگی، اور یہ بھی سُن لو کہ مین تم چھوٹ بھی ہون خدا نہ کرے کہ مجھے غصہ آئے -

مس فلپ- (قہقہہ لگاکر) منظور آپ کو سب کچھ زیبا ہے، آپ لوگ معمولی انسانون سے بالاتر ہین -

سروری- واہ ری- تو ہم شیطان ٹھہرے اچھا مین دیکھتی ہون کہ تمھین تعویذ کی بہت ضرورت ہے (گھڑی کی طرف دیکھکر) ان باتون مین کچھ وقت ہی نہ معلوم ہوا - مس فلپ تم اسکول چلو مین ابھی شوکت کے ساتھ آتی ہون بارہ بج چکے ہین لنچ کا وقت ٹھیک ایک بجے ہے- اگر ذرا بھی دیر ہو جائیگی تو قیامت ڈھا دیگی- مین اُس سے ڈرتی ہون- اپنے سر الزام کون لے، شوکت تو اس کا موقعہ ہی ڈھونڈ ہتی رہتی ہے کہ ذری سی چوک ہو بس دھر لے -

مس فلپ- (ہنسکر) آپ اور ڈرین خیر مین جاتی ہون، مگر مجھے بھی کہین اپنے قریب ہی جگہ دیجیگا- تاکہ اچھی طرح سُن سکون -

سروری- ہان- ہان- مین تمھین بلالونگی، ابھی تو مین بھی آتی ہون، کپڑے بدلے شوکت کو لیا اور آئی- دیر تھوڑی ہوگی -

مس فلپ احاطۂ اسکول مین جون ہی داخل ہوئین، قریشیہ بیگم کی نظر پڑگئی فوراً بڑھکر اُن کو ہاتھون ہاتھ لیا- ہیڈ مسٹرس سے تو وہ اچھی طرح واقف ہی تھین اور استانیون سے بھی تعارف کرایا اور خود لیجاکر صدر سے قریب استانیون کے زمرہ مین بٹھلا دیا- روزآرا محمودہ اپنی جماعت والیون کی ساتھ تھی، ان کو دیکھا تو چاہا کہ خود بھی لمحہ بھر کو پاس ہو آئے مگر سرغنہ کی مرضی نہ پائی بیچاری سیٹ کر بیٹھ رہی وہان بیٹھ کچھ آنکھون ہی آنکھون مین ایک دوسرے سے بات کرتی رہین ہیڈ اسکول

کی دلدادہ نظر آئی، ماں تو پہلے ہی سے فریفتہ تھیں، غرضکہ دونوں ساکت و مطمئن ہو بیٹھیں۔ ایک بجنے میں دو ہی ایک منٹ باقی تھے کہ بے شوکت آرا بیگم معہ اپنی ہمدم و مونسہ سروری کے احاطۂ اسکول میں سکوت اور آہستہ خرامی سے داخل ہوئیں لڑکیوں کو خبر بھی نہ ہونے پائی تھی کہ دونوں لکچر ہال میں داخل ہوگئیں۔ استانیوں کے چہرہ بشاش ہوئے مسکراہٹ لبوں پر آئی۔ ہیڈ مسٹرس واشٹ نکلے خیر مقدم کرنے آگے بڑھیں لڑکیوں نے سرو قد تعظیم دی۔ ہاتھ ملے اور آناً فاناً اپنی جگھوں پر پھر سب آبیٹھیں۔

شوکت آرا بیگم و سروری دونوں ہندوستانی لباس میں ہیں، سبز پھولدار اطلس کا چوڑی دار پائجامہ شوکت آرا بیگم پہنے ہوئے ہیں اور سرخ اطلس کا سروری بیگم کرتے دونوں بیچ بیش قیمت جامدانی کے گلابی اور پیازی رنگے زیب جسم کئے ہوئے سر و بالائی حصۂ بدن ریشمی نفیس دوپٹوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ دونوں جنت کی حوریں معلوم ہوتی ہیں جیسا ظاہر صاف و ستھرا ہے ویسا ہی باطن بھی دلفریب ہے دل خدا کے خوف باہمی محبت علم و ایمان کے گنجینے ہیں، بغض و کینہ، حسد و جلاپے کا کہیں نام نہیں، نہایت خوش، بہت بشاش نہ کوئی غم نہ کسی قسم کی فکر۔ کمرہ زیادہ تر بمبئی کی شریف خاتون سے بھرا ہوا ہے۔ سب سے کنارے ایک گوشہ میں نامدار خان کی زوجہ محترمہ بھی ایک کرسی پر رونق افروز ہیں، شوکت و سروری لاکھ چاہتی ہیں کہ اُن کی اور سہیلیوں کی طرح وہ بھی بے تکلف ہو کر رہیں۔ مگر وہ بندی حفظ مراتب کا پورا لحاظ رکھتی ہے۔ نامدار خان اب دوا خانہ کے مہتمم ہیں۔ پچاس روپیہ ماہوار ڈاکٹر مشتاق اپنی جیب سے دیتے ہیں، لیکن دوا کی کمیشن کی ایک خاصی رقم اُن کے ہتھے چڑھتی ہے۔ کچھ کاروبار بھی کئے ہوئے ہیں۔ میاں بی بی دو ہی کھانے والے ہیں کوئی بچہ بچی نہیں۔ چاہتے تو اپنا ذاتی مکان لیکر جدا کارخانہ کرکے رہتے نہ شوکت

محل کو ناظمہ بیگم چھوڑنا چاہتی ہین اور نہ مشتاق منزل کو نامدار خان، اندر و باہر دونون کے قبضہ مین دو دو تین تین کمرے ہین مزے سے بسر کرتے ہین۔ باہر خانساماں، داروغہ بٹلر جو کچھ ہین وہ نامدار ہین اور اندر ناظمہ سیاہ سفید کی مالک ہین درجنون خدمتگار و خادمائین، انھین دونون کے اشارون پر چلتے ہین۔ ناظمہ کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ دسترخوان پر شوکت آرا بیگم کے ساتھ کھانے مین شریک ہوتی ہین، نامدار اس عزت سے محروم ہین۔ ناظمہ اس قسم کے جلسون کی شرکت کا کوئی خاص مذاق نہین رکھتین۔ مگر جب کوئی مذہبی تقریر ہوتی ہے۔ یا مولود شریف کی محفل قرار پاتی ہے تو ضرور آتی ہین۔ دہن کی پکی ہین، توبہ نصوح کر چکی ہین جو رنگ چڑھا وہ چڑھا ہنجوقتہ نماز اور صبح کی تلاوت آندھی آئے۔ پانی آئے ممکن نہین کہ چھوٹ جائے۔ جاڑہ گرمی برسات کوئی موسم ہو چار بجے اٹھ بیٹھنا۔ اس عورت کی زندگی کا بڑا فرض ہے ۸ بجتے بجتے ضروریات سے فارغ ہو کر اور صبح کے ناشتہ کی ہدایتین کر کے ہ بائین باغ مین ٹہل قدمیان کرتے اور پھولون کی بوباس سونگھتے نظر آئین گی۔ وہین شوکت آرا بیگم سے سلام ہوتا ہے اور کبھی انھین کیساتھ ساتھ واپس بھی آتی ہین۔ خیر یہ تذکرہ تو جملۂ معترضہ سمجھنا چاہیے لکچر کے کمرے مین ناظمہ بیگم کی مانند بو سے بحث نہین تو باوہ ایک بجا۔ سطوت آرا بیگم اپنی جگہ سے اٹھین، میز کے قریب آکر کلام پاک نہایت خوش الحانی سے پڑھنا شروع کر دیا لب ولہجہ بالکل عربی ہے سید محمد صالح عرب کا سکھایا ہوا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ سورۂ رحمٰن کی تلاوت ہے۔ جناب باری کے اپنے نیک بندون سے وعدہ جنتی خاتونین ہین سب پر محویت کا عالم طاری ہے۔ سکوت کے ساتھ روحانی حظ حاصل کر رہی ہین اس سے کچھ مطلب نہین کہ معانی سمجھ مین آئین یا نہ آئین کلام ملوک ملوک الکلام تو سنتے ہی آتے ہین یہ تو شہنشاہ دارین کا کلام ہے کس کا اختیار

گے مگر یہ کچھ وہی دل خوب جانتے ہیں جنھیں نور ایمان ہے۔ تلاوت سے فراغت ہوئی تو سطوت نے شوکت کی اس پاکیزہ نظم کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔

یہ کارگاہ ہستی یہ تار و پود عالم　　رونق فزائے گیتی وہ مہر و ماہ انجم
لیل و نہار دنیا کلفت کے بعد راحت　　پت جھاڑ وہ خزاں کی پھر سبزگل کا موسم
فصلوں کا آنا جانا غنچوں کا مسکرانا　　پھولوں کا رنگ و روغن جیسے نثار شبنم
بارش کا فیض دیکھو سبزہ زمردیں ہے　　باد سموم آئی الٹی بساط عالم
سارے یہی کرشمے اس جسم میں بھی دیکھے　　عالم کبیر دنیا عالم صغیر آدم
بازی گری ہے تیری قدرت کے کھیل تیرے　　تو قادر و توانا تو خالق دو عالم
کرتے ہیں تجھ کو سجدہ لیتے ہیں نام تیرا　　سب خسروان عالم نوشیروان و جم
معبود تو ہے مولیٰ توفیق خیر دنیا　　کچھ ہوں تری اطاعت ہر کام پر مقدم
احکام تیرے مانوں فرض ایک ایک جانوں　　ہر ایک عطا پہ تیری شکور ہوں میں ہر دم
میں ہوں ضعیف و مسکین تو صانع دو عالم　　قدرت سے ضوفشاں کر دہ کو مثل انجم
اسلام کی حقیقت عالم پہ منکشف کر　　جھنڈا یہ سرنگوں ہے لہرا دے اس کا پرچم
یہ جانتے ہیں ہم میں کج بحث میں پڑ کر　　دور اس کی ہو کثافت اے مالک دو عالم
اس عہد کے مسلمان بھولے ہوئے ہیں تجھ کو　　ایمان کا گھر ہے پر آب و تاب مدھم
مردوں کی وہ اخوت اور عورتوں کی غیرت　　شہرت تھی جن میں انکی انکی ہم ہو گئی کم

روزہ نماز بھولے حج و زکوٰۃ چھوڑا
شرع محمدی سے ہے انحراف ہر دم

اشعار صاف صاف موقعہ کی مناسبت کے لحاظ سے تصنیف ہوئے تھے اور ایک معصوم بچی نے پڑھے تھے حاضرین کو بہت لطف آیا سب چاہتی تھیں کہ تحسین و آفرین کے نعرے بلند کریں کہ ہال گونج اٹھے مگر اس کی اجازت نہ تھی ناچار لبوں پر سکوت کی مہر لگی

رہی ہان محمودہ البتہ ضبط نہ کرسکی، لگی ٹوپی اچھالنے۔ وہ ہیر پھیر کرنے وہ تو کہئے اُس کی پھوپھیون نے فوراً ہی اُسے دبوچ لیا! "اری چپ۔ اری چپ یہان کی تہذیب یہ نہیں ہے۔" چپکے چپکے سبھون نے کہنا شروع کیا۔ نہیں تو وہ محفل کو سر پر اٹھا لیتی یہ ہو ہی رہا تھا کہ خاموش ہی کی صدا احمدی کی جانب سے بی سرو ری بیگم کی زبان سے نکلی اور گونجی اور شوکت آرا بیگم تقریر کرنے کھڑی ہوئین۔ "ذرہ نوازی یا خدا کی عبادت" کوئی دلچسپ بحث نہیں کیسا ہی آدمی ہو کیا لکھ سکتا ہے اور اس روکھی پھیکی مضمون مین کون سی حلاوت اور شیرینی پیدا کر سکتا ہے تاہم شوکت نے اس مین بھی ایک لذت پیدا کر دی جس کا اندازہ ناظرین خود کر لین۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

بہنو! سنیو!

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشا نکا
جو آنکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستا نکا

انسان فطرۃً آزاد پیدا کیا گیا ہے، حکومت سے گھبراتا ہے اور قاعدہ و قانون سے دور بھاگتا ہے۔ اپنی خواہشون کا بندہ ہے۔ اور اپنی مرضی کا غلام رہا چاہتا ہے کہ جو جی مین آئے کرون، دوسرا دخل نہ دے، مین سب پر حاکم رہون سبھون پر حکومت کرون، آدمی ہون یا جانور سب میری غلامی کرین، میری اطاعت مین سر جھکائین میرے اشارہ پر چلین، منھ سے بات نکلے غلط ہو یا صحیح۔ قرینہ کی ہو یا بے قرینہ، سب آمنّا، صدقنا۔ کہتے ہوئے دوڑین، کوئی چون و چرا نہ کرے، باد صرصر کی طرح آزاد رہون۔ آندھی کی طرح پورب پچھم، اُتر، دکھن، چلون کوئی روکنے والا نہ ہو جسے چاہے مارون جسے چاہے جلاؤن خوشی و خرمی غم و الم سب میرے اختیار مین ہون، حرف نہ ہری صحیح کر نیو الا کون اور اعتراض بھی کرنیکا کسے یارا ہے۔ بادشاہی نہین شہنشاہی کرنا چاہتا ہے

بچے والدین کے احکامات قبول کرنے مین گھبراتے ہین۔ شاگرد استاد کا کہنا نہین مانتا سرتابی کرتا ہے، پلٹتا ہے، تکلیفین اوٹھاتا ہے، مگر پھر بھی مرضی کی ایک ہی ٹانگ ضبط اوقات کا وہ مخالف اچھائی برائی مین وہ فرق کرنا نہین چاہتا، خدا کے احکام ہون یا بندہ کے سب اُس کے لئے برابر ہین جس اصول پر وہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہے وہ نہایت سیدھا سا اصول ہے یعنی راحت مین جو مخل ہو وہ کانٹا ہے راہ کا اور راحت قلبی کے لئے "قلبی" مین اس وجہ سے کہتی ہون کہ ظاہری راحت ہو یا باطنی سب سے دل ہی متاثر ہوتا ہے، اقتدار و اختیار ضروری چیزین ہین اقتدار واختیار کو لیجیے دیکھنے مین تو صرف ۶-۷ حرفون کے لفظ ہین ایک سکنڈ مین بلا مبالغہ پچاس مرتبہ زبان سے نکلکر فضا مین کم ہوجاتے ہین مگر اللہ غنی۔ اُن کی حدود ارضی وسماوی کی کوئی تھہ ہی نہین ہے، اُن کے حصول کے لئے ایک عالم مرتا ہے اس لئے کہ آزادی حقیقی کا دارومدار محض انھین پر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ کسیکو حاصل بھی ہوتے ہین اور اگر ہوتے ہین تو کس حد تک؟

بہنو! تم سب جانتی ہو کہ ہر ہر ذی روح مین یہ دونون قوتین ہونا لازمی ہین۔ کم ہون یا زیادہ مگر ہون گی ضرور۔ بغیر ان کی جاندار کا وجود قائم نہین رہسکتا۔ دل مین کسی ارادہ کا آنا۔ اور پھر فعل یا ترک فعل سے اُسکا ظہور اسی مین اقتدار و اختیار کی موجین مخفی ہین۔ چڑیان چرنے چگنے لگتی ہین صبح اپنا اپنا بسیرا چھوڑتی ہین، کھانے کی خواہش پیدا ہوئی، اڑین مرغزار مین ہو بیٹھین، دانہ کی تلاش مین ادہر اُدہر پھدکتی رہین کھایا پیٹ بھرا پانی کی تلاش مین تالابون جھیلون اور دریاؤن پر منڈلانے لگین۔ پھر اپنے اپنے گھونسلون مین لوٹین بچون کو بھرایا۔ یعنی خود بھی آسودہ ہوئین اور بچون کے لئے بھی روزی لائین پیٹ بھرا تو منگن ہین چہچہاتی ہین ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جاتی ہین۔ ان حقیر پرندون کو چھوڑو۔ بڑے جانورون پر آؤ۔ پھر انسان کے حرکات وسکنات

پر غور کرو۔ ان سب کے افعال مین ارادہ خواہش اقتدار و اختیار کی کھلی کھلی مثالین ملتی ہین۔ پرندون مین کم، درندون اور چوپایون مین اُس سے زیادہ انسان مین اسوجہ سے کہ اشرف المخلوقات ہے بہت زیادہ اسی اقتدار و اختیار کے سبب ملک گیری کی ہوس دل مین آتی ہے، اسی اقتدار و اختیار کے لئے حصول علم کی طرف طبائع مائل ہوتے ہین۔ اسی اقتدار و اختیار کے لئے ایک انسان اپنا جسم بناتا ہے مرد سے شیر مرد بنتا ہے اور اسی اقتدار و اختیار کے لئے ایک مرد خدا علوم ظاہری سے دست بردار ہوکر علوم باطنی کی طرف جاتا ہے، جسم کو کمزور کرتا ہے، خواہشون کو میٹتا ہے فانی کو چھوڑتا ہے، باقی کی طرف جاتا ہے۔

سنو اور یہ یاد رکھو اور غور کرو۔ آزاد ہم پیدا کئے گئے اور آزادی ہم چاہتے ہین اور حصول آزادی کے لئے اقتدار و اختیار ہمارے لئے ضروری ٹھہرے۔ اب ایک سخت گتھی اس مسئلہ مین آن پڑتی ہے وہ گتھی کیا ہے۔ یعنی جب آزادی ہمارا پیدائشی حق ٹھہرا تو وہ ہمکو کیون نہین ملتی ہم اس کے لئے گہوارہ ہی سے ضد کرتے ہین جون جون بڑھتے ہین حصول آزادی کے لئے ہاتھ پاؤن مارتے ہین لڑتے ہین جھگڑتے مگر سب بیسود بیدا ہوئے تو والدین کی جکڑ بند مین رہے۔ بات بات پر سر کجا وہ جو اسے نہ پکڑا۔ وہ نہ کہا، یہ آوازین ہین جو چارون طرف سے کانون تک آتی ہین۔ اور بڑے ہوئے، معلم نے دبر دبوچا۔ مکتب کے قاعدہ قانون مین پڑے گھر تو باہر تو ہر جگہ حرکات سکنات پر بڑے بوڑھون کی نظرین پڑنے لگین، خدا خدا کرکے کچھ شُد بُد آئی، کتابونکا ذوق ہوا تو ہم پڑھا چاہین ناول طلسم ہوش ربا۔ مثنویان۔ داستان امیر حمزہ اسلئے کہ ایسی کتابون مین جی لگتا ہے، کہین حُسن و عشق کی داستانین ہین سحر و ساحری کے قصہ اور کہین رزم بزم۔ مگر ہمارے بزرگون کے احکامات یہ ہین کہ ایسی کتابون کے پاس نہ جاؤ ان سے ہماری اخلاقی حالت پر اثر پڑیگا ہم وہمی اور شکی ہوجائینگے

پھر اُنکا سایہ ہم پر ہو جائیگا۔ کتابین پڑہین تو وہی جو پڑہائی جاتی ہین یا اُسی قسم کی تاکہ لیاقت
بڑھے ہمجولیون مین عزت ہو۔ اپنے پرائے جو دیکھین وہ خوش رہین دوسرے دن کے نئے
ہم نمونہ ہون اور خاندان کے لئے سرمایۂ ناز و فخر۔ خدا خدا کرکے عمر کا تعلیمی حصہ اچھی یا
بُری طرح کٹا۔ روح جو آزادی کی طالب تھی۔ ۱۸ بیس برس کی جکڑ بند مین کچھ دبی،
اچھے بُرے مین امتیاز کرنے کی سمجھ آئی۔ کندہ ناتراش تھے کچھ خراد پر چڑھے مگر پھر بھی
یہ نہین ہے کہ آزاد کر دیئے جائین۔ مطلق العنانی کے ساتھ ہوا ئین کھاتے پھر ین
اب بھی اماں باوا کا خوف ہے کوئی حرکت جان بوجھکر یا نا سمجھی سے ایسی ہوگئی جو
خاندان مین بری مانی گئی ہے تو دونون کیا معنون اور مہینون اس بات کا ڈر لگا
رہتا ہے، کہ کہین بڑے بھائی کو خبر نہ ہو جائے۔ بہن سُن پائین تو لے دے ہونے لگے
یہ تو لڑکون کا حال ہے، نگوڑی لڑکیون کی کون، وہ تو پردہ کی بیٹھنے والیاں ہین۔ بیاہی
جانے اور دیے رہنے کی چیز۔ ماں باپ بہن بھائی، ماما اصیل جسکی باری آئی اُس نے دھتکار
دیا۔ پھر مجال نہین کہ اُف کرین، ہم اپنے بچپنے مین دیکھتے تھے کہ اگر زبان سے کچھ نکل گیا
چاہے بیقصور ہی کیون نہ ہو، اللہ بخشے اماں کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتی تھین گھر اکیلا
تھا کوئی چھوٹا بڑا آگے پیچھے نہ تھا۔ لاڈ پیار مین پلے تھے پھر بھی تصور بیقصور ڈانٹ دیئے
جاتے تھے اُسوقت کی تعلیم ہی یہی تھی، بات بات مین یہی کہا جاتا تھا۔ کہ ایسی زبان لیکر
بی بی بنو سُسرال جاؤگی تو ساس نندین نہال نہال ہو جائین گی، دولہا کیا
کہیگا نگوڑے ماں باپ تھوکے جائین گے"۔

. . . .

ہائے کیا زمانہ تھا۔ اب یاد آتا ہے تو پہرون روتے ہین، خیر اس سب بکواس کا
مطلب یہ ہے کہ فطرتی آزادی اس دنیا مین ہر جگہ بند کی محتاج ہے، اگر یہ نہ ہو
تو نظام عالم قائم نہ رہے، اللہ ایک ہے اُسی کے ایک حکم نے کروڑ در کروڑ ایک
بنا ڈالے ہر فرد اپنے صانع کے رنگ مین ڈوبا ہوا ہے، جو سنتا بھی ہے دیکھتا بھی ہے

کلام بھی کرتا ہے، قادر بھی ہے، ارادہ بھی رکھتا ہے جس طرح وہ اپنے سوا دوسرے کی عبادت شرک سمجھتا ہے۔ اسی طرح حضرت انسان بھی اپنا مد مقابل دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ جب خاصہ طبیعت یوں ٹھہرا تو اتحاد کیونکر ہو اور کہاں سے آئے اور بلا اتحاد کے دنیا کا کوئی کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ کوئی مہم سر ہو سکتی ہے۔ اس اتحاد اور یکجہتی کے پیدا کرنے کے لئے اللہ نے رسول بھیجے نبی پیدا کئے کنبے اور خاندان بنائے، اور انسانوں نے سوسائٹیاں ترتیب دیں قوموں کو وجود میں لایا۔ خودی لا انفسانیت پھر بھی ساتھ رہی، اپنا اپنا ہے اور غیر غیر۔ کہیں رنگ کا اختلاف جنگ کا باعث ہے۔ اور کہیں مذہب و ملت نے بیسیوں اکھاڑے قائم کرا دیئے ہیں۔ دن ہوا رات آئی۔ وہ پیدا ہوا یہ مرا۔ بچپن گیا شباب آیا۔ شباب گیا بڑھاپے نے رنگ جمایا۔ انسان خالی ہاتھ آیا اور خالی ہاتھ جائیگا یہ روز کے تجربے اور مشاہدے ہیں پھر بھی انسان ٹھنڈے دل سے یہ نہیں سوچتا کہ فنا سے ہر وقت سابقہ ہے، ہر ہر سیکنڈ ہر ہر منٹ میں وہ کیا سے کیا ہو جاتا ہے ایسی حالت میں عالم؟ کی اغراض سے اپنے اغراض کو متحد کیوں نہ کرے اور بنی آدم اعضائے یکدیگر ند پر عمل کیوں نہ کرے۔ اور کیوں ہر وقت مگن نہ رہے۔

بہنو۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں آیا ہے عبدہٗ و رسولہٗ یعنی آپ اللہ کے بندے بھی ہیں اور اُس کے بھیجے ہوئے بھی عبد کی خصوصیتیں کتابوں میں یہ دیکھی ہیں کہ وہ اپنے تئیں، مالک کی ملک سمجھے اپنی مرضی، اپنی خواہشیں، اپنا تن من دھن سب اپنے معبود پر تج دے، اُس کی ذات میں ایسا فنا ہو جائے کہ اپنی ہستی کا اُسے ادراک ہی نہ رہے، مشکل بہت ہے نا ممکن سا نظر آتا ہے مگر پھر بھی خدا کے بندے ہوتے ہی ہیں جو اسی کے نام سے جیتے ہیں اور اسی کے نام پر مرتے ہیں محبت اور خلوص دنیا میں عجیب چیز ہے، محبت کرو محبت کی مشق کرو محبت بڑھاؤ محبت کی دھن میں پیدا کرو

نہ ہو تو محبت کرنے والے کی محبت کو اچھا سمجھ کر نقل کرو، یقین تو ہے کہ رابطۂ قلبی یا اتحاد پیدا ہو جائیگا مجنون کی کہانی سُنی ہے لیلیٰ کے ساتھ محبت تھی، سبھی جتن اُسکے پیچھے کئے آدمیت سے گذرے، آبادی چھوڑی ویرانہ بسایا، ابتدا یہ تھی کہ ریت پر بیٹھ انگلیون سے لیلیٰ کا نام لکھا کرتی تھی مشق تھی اپنے قائم تھی، راہگیرون نے پوچھا میٓن یہ کیا کر رہی ہو، کیا معقول جواب دیا ہے کہنے لگے دل کے بہلانے کے ڈھکوسلے ہین، گفت مشق نام لیلیٰ میکنم، خاطر خود را تسلی، اسیدہم اب انتہا سُنئے۔ لیلیٰ کے فصد کھولی گئی، خون انکی نکلا لیلیٰ پاس گئی، اپنی شخصیت جتلائی۔ جواب کیا ملتا ہے انا لیلیٰ ہم نوا یہ محبت کے کرشمے ہین، ہمارے پیغمبر صاحب بڑی چیز تھے، اللہ کا ظہور آپ مین ہے اور آپکا ظہور عالم ہے۔ اللہ مین اور آپ مین فرق کرنا گناہ ہے یہ تو قرآن شریف ہی مین آیا ہے اسیواسطے تو مین کہتی ہون کہ ؎

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشاں کا جو آنکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

اب مین تمھین محبت کے فائدے بتاؤنگی یہ تو تم سب سمجھتی ہی ہو کہ آزادی ہم لوگون کی گھٹی ہی مین پڑی ہے اور اسی کے پیچھے ہم سب لاٹھی لئے گھومتے ہین، اور یہ بھی ہم سب جانتے ہین۔ کہ انسانی خلقت مین عجیب کرشمہ قدرت مخفی ہے آگ پانی ہوا مٹی سبھی کچھ ہم مین ہے شیطان کی خباثتین اور فرشتون کی خوبیان ہم مین ودیعت کی گئی ہین اگر ایک وقت ہم غصہ سے مغلوب ہو کر کسی پر جبر کرتے ہین تو دوسرے وقت کسی حاجت مند اور مظلوم کی دستگیری بھی کرتے ہین کبھی ہم غرور مین آتے ہین تو اپنی برابر کسی کو دیکھتے ہی نہین، اور نہ کسی کی حقیقت سمجھتے ہین اور پھر عاجزی کی اگر لی تو ذرہ بمقدار بنگئے روتے بھی ہین خشوع و خضوع بھی کرتے ہین، ایسی خلقت کو اعتدالی حالت مین رکھنے کے لئے اور بیراہ روی سے بچانے کے لئے ایک مشعل اور ایک معیار کی ضرورت قدرت نے محسوس کر کے ہمکو عقل عطا فرمائی اور ضمیر کا سا مشیر ساتھ کیا عقل ہمکو نیک

درآل کا۔ تبلاتی ہے اور ضمیر صاحب قدم قدم پر ٹوکتے رہتے ہین کبھی ہمکو ہمارے
کسی فعل پر شاباشی دیتے ہین اور کبھی اپنی طعن کے جگر خراش تلون سے ہمکو توبہ کرنے
پر مجبور کرتے ہین غرض کہ ہماری جسمانی حکومت مین مطیع و سرکش رعایا بھی تو آباد
ہین اور اُن سب کو مطیع رکھنے کے لئے عقل روشن ورکار ہے۔ جو علم تجربہ مشاہدہ
سبھی کچھ چاہتی ہے۔ حصول علم و فہم کے لئے قاعدہ قانون کی ضرورت ہے اسوجہ سے ہمکو بچپن
ہی مین اس ڈہرہ پر لگایا گیا۔ اچھائی برائی مین تمیز چھوٹے بڑے کا لحاظ بڑے بوڑہون کا
ادب خدا رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کی تعلیم دی گئی عرب والے ہمارے
رسولؐ مقبول کے ظاہر ہونے سے پہلے بہت وحشت کی لیتے تھے اپنی طبیعت کے بند
تھے۔ آزادی اُنکا خمیر تو تھا ہی مگر حرام پر نہین [illegible] لڑکے زندہ گاڑتے
لڑکیاں زندہ گاڑ دیتے تھے اپنی [illegible] اپنا [illegible] ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک
بتخانہ کعبہ مین رکہ تھا اسی کی پرستش ہوتی تھی [illegible] جھگڑتے تو اس کا سلسلہ ایک
ذات پر ختم نہ ہوتا بلکہ چلتا اب تک ایک خاندان سارے کا سارا مٹ نہ جاتا تھا
ایک دن نہین یا سو برس مین اُسوقت تک جھگڑ چکتے۔ کوئی قانون [illegible] قبیلے
قبیلے جدا تھے وہی سوسائٹی تھی۔ اور آئین سلطنت [illegible]
پرستی کا [illegible] تھا پیغمبر صاحب [illegible] لوگون مین [illegible] زندہ کی
تعلیم انسانی کا مرنہ تھا۔ آپ کے راستے مین بہت سے روڑے اٹکائے گئے۔ [illegible]
نہین آپ نہ گھبرائے مگر [illegible] خدائی حکم ہین [illegible]
ہوئی تو [illegible]
توحید [illegible]

آپ [illegible] کوئی [illegible] ہی [illegible]
ثابت کردی۔ معجزہ تھا سحر تھا [illegible]

آزاد طبع، آزادی پسند، جو مکھی تک ناک پر بیٹھنا گوارا نہ کرتے تھے جانور تھے چشم زدن میں انسان ہو گئے، پھر کیسے انسان، خدا شناس، ہمدرد، محب قوم، محب خلق، راست گو وعدے کے سچے، جو کہا، وہ کیا۔ انصاف کے دلدادہ، درد دکھ کے شریک، رحم دل سخی، نیاز مند، ناز بردار خدا اور رسولؐ، صابر، شاکر، دولت دنیا پر لات مارنے والے دین کے نام پر مرنے والے۔

بہنو! وہ معجزہ وہ جادو، وہ سحر یہی کلمہ شہادت تھا، جو تم تم شب و روز پڑھتے ہو، یہ رسولؐ کی پاک زبان سے نکلا، برقی موج ایمان مضمر تھی، جس نے سنا وہ محمدؐ اور خدائے محمدؐ کا دل و جان سے شیدائی بن گیا، محبت بجائے خود اکسیر کا حکم رکھتی ہے محب محبوب کا کہنا نہ مانے، اُس کے احکامات بجا نہ لائے یہ کیسے ممکن ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے محبوب خدا نے حکم دیا:

"بھائیو، دن رات میں پانچ وقت اپنے خالق اپنے معبود، اپنے اللہ کے سامنے جس طریقے سے میں کہوں سر نیاز جھکاؤ حاکم وہ ہے، تم محکوم ہو، مختار وہ ہے تم مجبور ہو تم کچھ نہیں وہ سب کچھ ہے، اپنی ہستی مٹاؤ، اُس کی ہستی قائم کرو، ذرہ کو بلا اس کے اذن کے جنبش نہیں، اچھائی بُرائی سب اسی کی طرف سے ہے تمہارا وجود برائے نام ہے، تم کو اختیار ضرور ہے مگر اُسی مختار کل کا دیا ہوا کہ جس کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جان ہے خوش تم کو وہ کرتا ہے، رنج تم کو وہ پہونچاتا ہے پھر خوشی و رنج کوئی چیز نہیں، تمہارا خیال ہی خیال ہے، یہ بھی فانی وہ بھی فانی اور خالق کی طرف منسوب کردو، دونوں ایک، دونوں سبق آموز دنیا کیا ہے یہاں ہستی کا تماشہ، کھلاڑی کھیل کھیل رہا ہے، اُس کے الفاظ میں جادو ہے، کچھ نہیں سے سب کچھ پیدا کر رہا ہے،" آپ کا ہر ہر فقرہ اعجاز تھا منھ سے نکلا سننے والوں نے سُنا، آمنا وصدقنا یا رسول اللہؐ کے نعرے بلند ہوئے گرہ میں باندھا، اب

گیا ہے۔ بنو تم نے مسجد نبوی میں حاضری اور اللہ کی عبادت شعار ہوگئی

بنو! نماز کے فوائد پر نظر کرو، دینی مفاد تو بحث ہی نہیں ہم ذرا دھیان کیا جائیں ظاہر کرلو۔ جیسی سچ کہنا صبح سویرے تاروں کی چھاؤں اٹھنا کیسا اچھا معلوم ہوتا ہے ہوا کی تازگی کیسی روح پرور ہوتی ہے ہلکے ہلکے جھونکے دل و دماغ سبھی کو تو شگفتہ کر دیتے ہیں پھر غسل کر دیا خالی وضو اس میں بھی راحت و سرور ہر رگ و پے میں دوڑ جاتا ہے۔ چہل قدمی کرتے ہوا کھاتے مسجد میں پہونچے اللہ کے گھر کی عظمت ذہن میں آئی [illegible] امیر و غریب سب برابر کے حق دار ہو جاتے ہیں ہم دو [illegible] خوب [illegible] وہاں [illegible] کا بار نہیں کہ یہاں [illegible] جو تمہارے [illegible] سینے میں ہمارے معاملات۔ یہ پہلا سبق جناب باری کی عزت و عظمت اور اپنی [illegible] مجھکو ملتا ہے۔ اور پھر ایک مرتبہ نہیں دن رات میں پانچ مرتبہ [illegible] غرور کا سر نیچا ہوتا ہے۔ اپنی خودی مٹتی ہے۔ اور دنیا کی ہر ہر شے کا فانی ہونا ذہن میں آتا ہے۔

ہم اس حکم کی بجا آوری کے ارکان میں اتنے فائدہ ہوں معلوم نہیں اس [illegible] میں کیا کیا نفع مضمر ہوں گے۔ پہلے ہاتھ کانوں تک گئے۔ اللہ اکبر ایک نہیں چار مرتبہ کہکر اُس کی عظمت دل و دماغ میں قائم کی۔ اپنی ہستی کو پست کیا پھر ہاتھ باندھکر اپنے [illegible] اظہار کیا، صورت سے بھی زبان سے بھی۔ اُس کی نعمتوں پر شکر گزار اُس کی رحمتوں کے طالب اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں گئے اور پھر سجدے میں اور پھر اُس کی عظمت یاد کرتے ہوئے سر اٹھایا کیا اچھی عبادت ہوئی اور کتنی پاکیزہ۔ اس کی یاد ہر ہر [illegible] سب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، کاش یہ خضوع و خشوع [illegible] تو پھر کیا کہنا ہے بطفیل نبیہ قبول کرے اللہ من و الہ ہمہ۔

بنو! اس مقدس حکم کی بجا آوری نے عربوں کے لئے اکسیر کا کام دیا۔ [illegible] تشریف لے گئی تھی آزادی آئی۔ اللہ کا اخلاق ان میں پیدا ہوگیا

ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے ایک مولیٰ کے بندے ایک مالک کے غلام
ایک خدا کے سامنے سر نیاز جھکانے والے ایک رسولؐ کی آواز پر نقل و حرکت کرنیوالے
رشتۂ اخوت مین جکڑے گئے مسجد نبوی مین شب و روز چھوٹی چھوٹی ٹکڑیون مین ایک
دوسرے سے ملتے خدا کی یاد کرتے، اغراض ذاتی سے الگ ہوکر رفاہ عام کے لئے
دنیاوی مسائل پر بحث کرتے اور دنیاوی مہمات انجام کو پہونچاتے سلطنتون کا نظم و نسق
یہین ہوتا اور ملکی انتظامات وہین سرانجام پاتے شہری اور ملکی تو یون شیر و شکر
رہتے اور اقطاع عالم کے مسلمانون کا اتحاد ایام حج مین یعنی سال مین ایک مرتبہ تازہ
ہوتا، تبادلۂ خیالات کرتے، درد دکھ مین ایک دوسرے کے شریک رہتے، ایک کو
دوسری کی معاشرت یا طریقہ ماند و بود سے آگاہی ہوتی، بہنو! ہر وقت اسلام اللہ
کی رسی یا حبل ورید تھا جسین سب مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے، قلوب مین
اتحاد، ارادون مین اتحاد، ہمتین متحد، خدا متحد، جو کام کرتے دین کا ہوتا یا دنیا کا۔ اللہ
کے لئے اور اللہ کے سامنے اپنی ذات اور اپنے نفس سے تعلق نہ ہوتا اللہ کے گھر
مین دنیاوی معاملات طے کرنے مین حکمت یہ تھی کہ دلون مین دغل و فصل کی گنجائش
نہ رہے، خانۂ خدا کی عظمت خلوص قائم رکھے، کوئی کسیکا رعب نہ مانے رعب مانے
تو خدا کا جو سب کا احکم الحاکمین ہے، عرب والے بھلا کسی کی مان کے تھے۔ آزاد
پیدا ہوے بادیۂ آزادی کی ہوائین کھائین، رسول اللہ کی ذات اقدس سراپا
اعجاز تھی، آپ تشریف لائے تو ابتدا ہی سے کچھ ایسے شان و نمود کے تھے کہ آپ کی
وقعت کا سکہ دلون مین بیٹھ گیا، سچائی، امانت معدلت آپکا شعار رہا یتیمون اور تیمیکی
آپ سرپرستی فرماتے، بوڑھون کی نزرگداشت ملحوظ خاطر اقدس رہتی یہ ظاہری
خوبیان بجائے خود تخم محبت تھین جس کی کاشت حکمران عرب کے قلوب مین ہوئی
وہ اُگا۔ بڑھا اور مدت چالیس سال مین ایک تناور درخت ہوگیا۔ جب آپنے اظہار نبوت

فرمایا ہے تو سر اطاعت میں جھکنے لگے، کفر ٹوٹا نفسانیتیں اور تو دیان ٹٹنے لگیں
مغروروں نے سر اٹھایا ضرور، آپ کو اونہیں بھی پہونچائیں در پئے آزار بھی ہوئے
آپ سے وطن بھی چھوڑ دیا، مگر آپ کا عشق، آپ کی محبت کام کرتی رہی بتدریج
سبھی کے سر تو جھکے اور سب باستثناے دو چار ازلی شقیوں کے آپ کے دم نقدی
غلام ہوگئے آپ محبوب خدا تو تھے ہی پھر محبوب عالم کیوں نہ ہوتے آپ کا مبارک
پسینہ جہاں گرتا لوگ اپنا خون بہاتے، اس پاک محبت کا اقتضا یہ تھا کہ حبیب کی
ہر بات گرہ سے باندھی جائے اور اس پر عمل درآمد کیا جائے لہذا بت ٹوٹے خودی گئی
خدا آیا کیا مزہ کی بات ہے بت کیا تھے اپنی کاریگری، اپنی صناعی اپنے ہاتھ کی
تراش خراش یعنی دوسرے الفاظ میں اپنی خودی کا مجسمہ اور پھر اسکی پرستش
انسان بھی طرفہ معجون ہے حجاب آیا تو پھر عقل و ادراک ایک کام نہیں دیتے تخیل
طلسم درہم برہم ہوا تو رسول اللہ کی محبت اور خدائے واحد کی عبادت میں عرب
کے بادیہ نشینوں کو غلو ہوا پنج وقتہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے لگے جس کا ادنیٰ
فیض یہ تھا کہ ہر وقت طاہر، ہر وقت تازہ دم ہر وقت پھرتیلے رہتے صبح سویرے
اُٹھنے لگے، نسیم سحری کے جھونکے ایسے فرحت بخش ہوتے کہ ہر ہر طرح کے کاموں میں
جی لگتا، قراءت میں معانی مطالب قرآنی سورتوں کے ذہن نشین ہونے لگے
تو یہ حیثیت اشرف المخلوقات ہونے کی پہلے اپنی ہی ذہن میں آئی، اس کا لازمہ یہ تھا
کہ اپنے معبود کے شکر گذار ہوں پھر اس کی نعمتوں کی قدر کریں اپنے نفس کی سرکشیاں
دیکھیں تو اسی خالق سے صراط مستقیم کے طالب ہوئے قرآن پاک نے انسانی فرائض کی
تعلیم دی یہ سمجھنے لگے کہ والدین کے ساتھ بھائی بہنوں کے ساتھ اپنے اور اپنی بی بی
بچوں کے ساتھ، امیر وقت کے ساتھ عام مسلمانوں کے ساتھ ملک کے ساتھ عالم
کے ساتھ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ اُن کے کیا فرائض ہیں، خدا کا خوف

دل مین جاگزین ہوا تو رہوار آزادی کے منہ مین لگام لگی، بیراہ روی گئی شاہراہ تہذیب پر جا لگے جانور تھے انسان ہوگئے، دختر کشی اور تمام مذموم عادتین چھوڑ بیٹھے ملک گیری پر آئے تو اُسین بھی اپنی عظمت مقصود نہ تھی، ایک جان لیتے تو سیکڑون جانین بخشتے، علم کے دریا بہا دیئے، جدھر گئے مشعل ہدایت لیتے گئے ہزارون شاعر سیکڑون فلسفی حکیم طبیب مورخ، ادیب مہندس منجم انھین بادیہ نشین عربون کی نسل مین ایسے پیدا ہوگئے کہ جن کی مقرر کردہ اصولون پر اسوقت تک بہت سے علوم وفنون کی بنیاد ہے اور جن کے نام آج بھی علما و ماہرین فنون کی مجلسون مین ادب و احترام کے ساتھ لئے جاتے ہین۔ یہ سب کاہیکا فیض تھا، یہ فیض تھا رسولؐ کے ساتھ محبت کا یہ فیض تھا اس طریقہ خدا پرستی کا جسکی تعلیم آپنے فرمائی آپ کی محبت نے انسانی آزادی کو رام کیا آپ کی تعلیم نے خدا سے ڈرایا حقیقی آزادی کے معنے سمجھائے، عربون کو بہ حیثیت انسان کارآمد بنایا بہنو نماز کی یہ حقیقت ہے اور یہ وہ اکسیر ہے کہ جسے خدا نے خود ایک کیمیاگر کی صورت مین دنیا مین آکر اپنے ناچیز بندون کو عنایت کیا۔

تو بہنو! خدا خدا کر کے اچھی یا بری طرح مین نے نماز سے فراغت حاصل کی میرا عقیدہ یہی ہے اور یہی مین اس پاک عبادت کی حقیقت سمجھتی ہون مین کوئی عالمہ فاضلہ نہین۔ اگر آپ لوگون کا اطمینان نہ ہوا ہو تو مجھے معذور سمجھئے کوئی بات نئی پیدا کیجئگا دل لگتی ہوئی تو مین آمنا صدقنا کہتی ہوئی آپ کے ساتھ ہون گی اب روزہ کے متعلق تھوڑی دیر اور آپ سب کی سامعہ خراشی کرون گی، سُنئے دوسرا حکم خدا کا سال مین ایک مہینے کے روزے ہین جو ہر ایک عاقل بالغ اور تندرست مسلمان مرد اور عورت کے لئے فرض کئے گئے ہین، یہ ایک مسلم امر ہے کہ انسان مین خوبیان بھی ہین اور بدیان بھی، نفس پرستی کیجئے تو ہر طرح کی آسائش آرام پاک ناپاک لذات کے

بندے ہوجائیں، دولت آئی عیش کی جانب طبیعت مائل ہوئی رنگ رلیاں منانے لگے خدا کی یاد گئی، نہ دن کی خبر دکانون کو ناگوار ہوئی، جون جون انہماک بڑھا حتلا گیا۔ تو صحت پر اثر پڑا جوانی مین پیری آئی، امراض نے آگھیرا کچھ دنون ایڑیان رگڑین خواب وخور حرام ہوا، اگر رسی دراز ہے تو طبیعت نے مرض کا مقابلہ کیا غالب آئی پھر صحت کی طرف مائل ہوئی، جون جون قوت آتی گئی پرہیز ناگوار ہونے لگا پھر پچھلی صحبتین یاد آئین، پینے سے کرچکا تھا مین توبہ مگر چلیا ہے بادل کا رنگ کیکے نیت ل گئی آج کچھ اور کل کچھ رفتہ رفتہ پھر اسی رنگ پر آگئے، کچھ دنون اور چلے پھر ایسے گرے کہ رنگ محل سے اُٹھے تو قبر کا کونہ بسایا، سال مین کتنی بیش قیمت ہستیان، اور کتنی پیاری صورتین اس طرح خاک مین ملتی ہین، یہ آئے دن کی بات ہے کون نہین جانتا حکیمون اور ڈاکٹرون سے دریافت کیجیے میرے قول کی تصدیق ہوجائیگی۔

بہنو! ہمارا مقدس مذہب بالکل فطرت انسانی کے مطابق ہے، انسان کی جوع یہی چاہتی ہے کہ آرام اگر کرے تو کڑیان بھی جھیلے، جتنی محنت کروگی اتنی ہی غذا کی صحیح خواہش ہوگی اور کھانے مین لذت ملیگی احدی بنے بیٹھے رہو جسم کے کل پرزے بیکار، وزنگ آلودہ ہوجائینگے لاکھ نفیس کھانون سے دستر خوان چنو ایک بھی تو نہ بھائیگا، اب غور کیجیے روزہ آپ نے رکھا جا رہے صبح سے چراغ جلے تک ترک لذات کیا، پانی چھوڑا کھانا چھوڑا پان پتہ حقہ تمباکو سے منہ موڑا کام کاج کر رہی ہین پیاس کا الگ غلبہ ہے بھوک کی الگ خواہش پیٹ مین پنکھے لگے ہوے ہین پسینہ جاری ہے غصہ بھی آتا ہے رونے پر بھی آمادہ ہین مسہری سے ضعف کے مارے بُرا حال ہے زبان خشک منہ سے آواز نہین نکلتی ان سب کیفیتون سے جو ایک دوسرے کے بعد وارد ہوتی ہین اگر انسان سبق لینا چاہے تو بہت کچھ لے سکتا ہے، دولتمند کو نادارون کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے اور

نوجوانون کو بہری کی مجبوریون کا تھوڑا بہت تجربہ ہوتا ہے، خیر خدا خدا کرکے دن کٹا شام ہوئی اذان کی آواز کانون مین آئی شربت کا گلاس منہ مین لگا، سرد افسردہ کا گھونٹ حلق سے اترا نہین کہ بے اختیار زبان سے منعم حقیقی کا شکر نکل گیا پھر دن بھر کے بعد غذا ملی تو بیچی بھوکھ مین ذوق سے کھائی گئی اور یہ معلوم ہوا کہ انتہائے حقیقی کسے کہتے ہین، اور کب ایلے ہوے چنے اُٹتے ہی لطیف ذائقہ مین معلوم ہوتے ہین جتنی دنیا کی اور نعمتین، خدا کا فرض سمجھکر جب ایک مسلمان روزے رکھتا ہے تو کام دہندہ سے فارغ ہونیکے بعد دل یہی چاہتا ہے کہ باقی وقت قرآن خوانی مین صرف کیا جائے، یا دوسرے طریقون پر اللہ کی عبادت کی جائے، اسی واسطے رمضان کے نمازی مشہور بھی ہین، نفس صاحب بھی ایسے وقت مانع نہین آتے حتی الامکان روزہ ہی کے درپے رہتے ہین کوئی نہ کوئی حیلہ ڈھونڈھنے کی فکر کرتے ہین بہت سی تصنیف کردہ شکایتین لا کھڑی کرتے ہین، مگر جب کامیابی نہ ہوئی مسلمان روزہ دار بن ہی گیا، تو پھر وقت کٹنا ہی چاہیے، اگر شطرنج گنجفہ مشغلہ ٹھہرا تو اس کا کیا کہنا اور اگر روزے کے لحاظ سے قرآن خوانی اور درود خوانی کی ٹھہر گئی تب بھی ان کو چندان اعتراض نہین ہوتا

اب کو اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ روزے کے فائدے ایک نہین بیسیون ہین +

(۱) دولتمند غربا کی تکالیف کا احساس کرتے ہین، لاکھ کنجوس ہون پھر بھی بھوکھ پیاس کی اذیت کا تجربہ ہو جانے کے بعد جہان کہین اور جب کبھی ضرورت دیکھین گے کچھ نہ کچھ دے ہی نکلین گے۔

(۲) راحت و آرام کی وقعت ذہن نشین ہوگی۔ اسراف بیجا سے باز رہین گے۔

(۳) خدا کی نعمتون کا سچے دل سے شکریہ ادا کرین گے۔

(۴) منہیات شرعی سے کم سے کم سال مین ایک ہی مہینہ پرہیز کرینگے اور پھر

اگر پاک صاف زندگی کی لذتون سے کچھ زیادہ مزہ ملا۔ تو کیا کہنا دنیا و دین دونون بن گئے۔

(۵) اسلامی اخوت اور باہمی ہمدردی کا بھولا ہوا سبق پھر ذہن نشین ہو جائیگا

(۶) کبر و نخوت مین کمی ہوگی۔

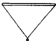
(۷) اپنی معذوریان و مجبوریان اکثر نظر نہین رہین گی، غرضکہ کہان تک گناؤن، یہ تو روحانی نفع ہین، اب جسمانی اعتبار سے دیکھیے روزے کے فائدے مسہل سے کم نہین، تمام فاسد مادے جو نظام جسمانیت کو درہم برہم کر دینے مین ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے ہین ایک مہینہ کی اس عبادت مین بالکل سوخت ہو جاتے ہین۔

اور تیس روز دن کے بعد جس طرح روح گناہون سے پاک صاف ہو جاتی ہے تن بدن کی بھی تمام گندگی دھل جاتی ہے، ڈاکٹرون اور حکیمون سے دریافت کیجیے کہ فاقہ جسمانی صحت کی اصلی حالت قائم رکھنے کے لئے کس قدر مفید ہے اور کتنے مہلک امراض مین سودمند خیال کیا جاتا ہے۔

بہنو! مین نے بہت دیر تک آپ لوگون کی سمع خراشی کی، نہ مجھ مین اب یارائے گویائی ہے اور نہ آپ لوگون مین صبر و تحمل کی قوت۔ لہذا مین اپنی تقریر اب ختم کرتی ہون اور آپ لوگون سے معافی کی خواستگار ہون۔

شوکت آرا بیگم کا لکچر بہت معانی خیز تھا جوتہی ختم ہوا تحسین و آفرین کی آوازین چارون طرف سے گونجنے لگین جتنی بیگمات تھین ایک ایک کرکے آتین اور اس کامیاب اور موثر تقریر پر مبارکباد دیتین ہی سروری دوران لکچرون تو ساکت بیٹھی رہین، اُس کے بعد ہی شوکت آرا بیگم کا آفتابی چہرہ اپنی دونون ہاتھون مین لیکر بہت محبت سے دیکھا اور ہاتھ پکڑ کر کرسی سے اٹھایا اور یہ کہتی

ہوئی کہ بیبیو گرمی بہت ہے برقی پنکھے اس وقت نگوڑے ایک کام نہین دیتے میری بچی ہلکان ہوگئی۔ منھ سے آواز نہین نکلتی۔ راستہ دیجیے۔ لیکر چلتی ہوئین اور جلسہ برخاست ہوا۔



باب (۷)

مس فلپ مسلمان ہوگئین

شوکت آرا بیگم کے لکچر نے یون تو کم بیش سبھون کے قلوب پر کچھ نہ کچھ اثر ڈالا
مگر مس فلپ خاص کر متاثر ہوئین۔ سچی اسلامی زندگی کا نقشہ اُن کی نظرون کے
سامنے تھا۔ اعتراض و نکتہ چینی جو تعصب مذہبی کے اصلی اور قدیم مسلمات مین
ایک نہ ایک سیاہ داغ اِس نقشہ مین اُنکو بار بار دکھلاتے۔ مگر تھی پڑھی لکھی
اور فطرتاً منصف مزاج غور کرتی اور اُن اعتراضونکا جواب خود ہی دے لیتی
لکچر کے بعد معمولاً اسکول مین جلسہ ہوا کرتی تھی اسکول کی لڑکیان کسی نہ کسی دھندے
مین لگ جاتی ہین ضیافت و مہمانداری کا دن ہوتا باورچی خانہ [illegible] سے گلشن بنا ہوا
تھا۔ مین یہی معلمات متعدد لڑکیان مختلف اقسام کے کھانے پکاتین یا پکتے [illegible] تھین
اور جو آج کسی چیز مین ہاتھ نہ لگاتی کوئی مصالحہ کوٹ رہی ہے کوئی پیاز تر رہی ہے
کوئی دیگ مین گھی تڑ کڑا رہی ہے مہمان بیگمات بھی لڑکیان [illegible] اسکول پر تعلیم
پاتی ہین آج سب کی سب یہان ہین بعض تو لڑکیون کے کامون کو نظر حیرت
سے دیکھ رہی ہین اور بعض شوکت آرا و [illegible] کے [illegible] گھرون مین
بیٹھی ہین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سبھی لڑکیوں پر تھی مگر اصل میں مرکز نظر محمودہ یا روزا فلپ بنی ہوئی تھی۔

ناظمہ۔ (دل ہی دل میں) یہ لڑکی کتنی پیاری ہے۔ ذہانت چہرہ سے ٹپک رہی ہے چلبلی چنچل شرارت کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے ناک نقشہ رنگ بہت کچھ ملتا جلتا ہے میرا دل نگوڑا آپ ہی آپ کھنچا جاتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ گلے سے لگا لوں۔ بلائیں لے لوں۔ کلیجہ میں سنبھال لوں۔ مامتا بری چیز ہے۔ (آہ سرد بھرکر) یا میرے اللہ تیرے کس کس احسان کو گنوں۔ تو نے تو مجھے خاک سے پاک کیا۔ ہائے میری زندگی میں اگر یہ انقلاب ہوتا تو میں کہیں کی نہ رہتی۔ نہ دین کی نہ دنیا کی (لرزکر) موئی کسبنوں کا حال ہوتا۔ مرتی تو کسی بھلے مانس کے قبرستان میں نہ دھنسے پاتی۔ بختنی ہو جاتی۔ یا اللہ توبہ (رز و سے "یا اللہ توبہ") "توبہ کا آخری کلمہ اسوقت زبان سے نکلا جب کہ مس فلپ برابر سے گذر رہی تھی اسی کلمہ سے وہ خود چونکی اور ناظمہ بیگم سے مخاطب ہوئی

مس فلپ۔ بیگم صاحب آپ بھی کسی خیال میں الجھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اور میرا بھی یہی حال ہے مگر (ہنسکر) ہم دونوں کے خیالات میں یقیناً فرق ہوگا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے ناواقف ہیں۔ لیکن میں اس شہر میں بھی اور اس اسکول میں بھی بالکل اجنبی ہوں لہٰذا میری دخل درمعقولات بالکل قابل معافی ہے۔

ناظمہ۔ میم صاحب میں بیگم نہیں ہوں۔ شوکت آرا بیگم کی سرکار میں ملازم ہوں مصاحب رفیق۔ مغلانی۔ ماما۔ اصیل جو چاہئے سمجھ لیجئے۔ اور معافی کاہے کی آپ جو چاہیں مجھ سے سوال کریں۔ ہماری بیگم کی آپ ملنے والی ہیں جو حکم دیجئے بجا لاؤں۔ محل میں اگر چلنا چاہتی ہوں تو میں راستہ بتلا دوں۔ یا اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو حاضر کی جائے۔

مس فلپ۔ (ہنسکر) آپ کے مزاج میں انکسار بہت ہے شوکت آرا بیگم ہیں ایسی چیز۔ میں تو دیکھتی ہوں کہ ان کی جتنی ملنے والیاں ہیں سبھی کے دلوں پر دہ حکومت

کرتی ہین۔ کیا دہانین اور کیا اسکول کی استانیان بھی تو انکا دم بھرتی ہین۔ اللہ کی دین ہے جسکو جیسا چاہے بنائے۔

ناظمہ۔ آپ سچ فرماتی ہین۔ لیکن مین نے جو کچھ عرض کیا اسمین بھی ذرہ برابر فرق نہین۔ حقیقت یون ہی ہے کہ مین اُن کی خادمہ ہون اُنھون نے مجھے خاک سے پاک کیا۔ عجیب سرکار ہے۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔ وہ بوئین سر دری بیگم صاحب ہوئین۔ دونون مین خوبیان کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہین صورت۔ سیرت۔ علم۔ اخلاق دہن دولت۔ عقل شعور۔ کیا چیز ہے جو ان دونون کے حصہ مین نہین پڑی۔ پھر دیکھئے کیسی خدا پرست۔ کیسی ہمدرد۔ درد دکھی کہین ہو۔ غریب کے جھونپڑے یا امیر کے محل مین یہ دونون فرشتہ رحمت پہونچتی ہین اور روپیہ پیسہ دوا درمن سب سے شریک ہوتی ہین سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ میم صاحب مین تو ان کی درم ناخریدہ لونڈی ہون عمر کی عمر ان کی صحبت مین گذر گئی

مس فلپ آپ ماشاء اللہ خود پڑھی لکھی معلوم ہوتی ہین۔ سمجھ دار بھی ہین آپکی وضع قطع سے خوشحالی ٹپکتی ہے۔ مین آپ کو کیونکر بیگم صاحب کی خادمہ سمجھون ہان یہ ہوگا کہ بیگم صاحب کی محبت مین آپ نے اُن کی رفاقت اختیار کرلی ہوگی مین بھی خود اِس کی قائل ہون کہ اُن کی آنکھون مین جادو ہے دلون کو سخر کرتی ہین مجھے بھی اپنی مصاحبت مین آپ کی طرح لے لیتین تو مین تمام عمر ان کی جوتیان سیدھی کرتی۔ میرے تو ہوش اڑ گئے ذرا سی دیر مین۔ آج کیا مجھے نیند تھوڑی آئے گی رات بھر انہین خیالات مین مستغرق رہونگی آپ مجھے بتایئے بیگم صاحب کہان ملین گی۔ ان کو تو شہر کی بیگمات گھیرے ہوئے ہین مین رخصت ہونا چاہتی تھی۔

ناظمہ مگر اس وقت آپ کو وہ جانے تو نہ دینگی۔ چلئے مین پہونچا دون۔ آج شب کا

کھانا مہمان بیگمین یہین اسکول مین کھائین گی۔ آپ کو بھی کھانا پڑیگا۔

مس فلپ۔ خیر دیکھا جائے گا۔ مگر مجھے تنہائی کی ضرورت ہے۔ اپنے گھر ہی جانا چاہتی ہون۔ اجازت مل جاتی تو اچھا تھا۔

یہ کہتی ہوئی مس فلپ ناظمہ بیگم کے ساتھ ہوئین اور اندرونی راستہ سے گذرتی ہوئی آن کی آن مین سروری بیگم کے محل مین داخل ہوگئین جمگھٹا یہین تھا۔ جتنی چھوٹی بڑی مہمانین تھین۔ کمرہ کے اندر قالینون پر بیٹھی لیٹی ہوئی تھین اور بی سروری بیگم بلبل ہزار داستان کی طرح چہک رہی تھین اسکو بنایا تو اسکو منہ چڑھا دیا۔ کبھی سنجیدگی ومتانت اور کبھی بذلہ سنجی ومسخرہ پن۔ چار کا دور چلنے والا تھا۔ پاس ہی کے کمرہ مین پھل پھلاری۔ بسکٹ۔ مٹھائی رکھی جارہی تھی۔ ناظمہ دمس فلپ کو دیکھکر۔

سروری۔ (نہایت سریلی آواز مین الاپتے ہوئے)

بعد مدت کے پھنسا ایک پرانا چنڈول   لگی گلشن کی ہوا دم کا ہلانا گیا بھول

دم کا ہلانا گیا بھول + دم کا ہلانا گیا بھول اس فقرہ کی بار بار تکرار پورے موسیقی قاعدہ سے کی۔ پہلے تو جتنی مہمان خاتونین تھین ہکا بکا سروری کو دیکھتی رہین انوکھے راگ سے لطف اٹھاتی رہین۔ مگر جب پاؤن کی چاپ کانون مین پہونچی اور نظر اٹھی تو مس فلپ سامنے تھین سب کی سب بے اختیار ہنس پڑین۔ بیچاری ڈاکٹرنی کٹ کٹ گئی۔

مس فلپ۔ بیگم صاحب جتنا چاہئے ہنس لیجیے۔ آپ کو اللہ رکھے سب کچھ زیب دیتا ہے۔ ہنسنے گھر بستے ہین۔ مگر مجھ نگوڑی جانگلو کو آپ کیا بناتی ہین۔ مین آپ کا پیچھا چھوڑنے سے رہی۔ عمر بھر مین تو مجھے یہ سوسائٹی ملی ہے اب بمبئی ہے اور آپ کا مکان اور مین۔ اسوقت البتہ تھوڑی دیر کے لئے اجازت چاہتی ہون

سروری۔ دیکھتی ہو بہن شوکت۔ ایک زبان مین یہ عورت کتنی باتین کہتی
پوچھو مین اسے کیون بناتی ایک شعر یاد آگیا اپنی طبیعت کو کیا کرون۔ گانا اور
رونا سبھی کو آتا ہے۔ اپنے گانے لگی۔ تم اپنے اوپر آخر لو کیون۔ اور ان موئیون کو
مین کیا کہون۔ گھر نگوڑا میرا ہی ہو پڑا۔ خواہ مخواہی مروت و لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ نہ یہ
ہنستین نہ بیچاری ڈاکٹرنی روتی۔ بہنی بُرا زمانہ لگا ہے مسلمانون کے اخلاق ایسے
بگڑے ہین نہ بڑون کا ادب نہ چھوٹونکا لحاظ۔ اپنا ہو یا غیر ہنسی سے کام ہے۔ کبھی
کبھی رکھی رکھی۔ دانت نکلے ہی رہتے ہین۔ نوج ان لوگون کی صحبت مین کوئی بیٹھے
بدنام ہو جائے بدنام۔ سنتی ہو مس فلپ زچکے سے بڑی مس کی دُم بنی ہین)
بہنی مین تمھین کیون جتاتی غضب ہو یہ سب ایسی ہی ہین۔ آدمی کو پاگل بنا دین۔ چلیو
تم کو چار رہلائین۔ اور ابھی تم کیسے جا سکتی ہو لڑکیون کو رنج ہوگا۔ انھون نے آج تمھاری
دعوت کی ہے یہ سب تمھاری طفیلیان ہین۔ شاباش۔ چار پہر۔ ۸ بجے کھانا کھاؤ۔ بھرات
بھوڑی ہے۔ اپنے مریضون کو دیکھتی رہنا۔ ہان اگر کسی کو دل کی بیماری ہو اور
تمھارے زیر علاج ہو۔ تو حاشا مین نہین روکتی۔ جاؤ اور بیچ کھیت جاؤ۔

مس فلپ۔ (ہنسکر) مین نے بھی لکھنو اور دہلی کی بیگمون کی صحبت اُٹھائی ہے
جتنے فقرے چاہیے چست کیجیے۔ جواب مجھ نگوڑی کو نہین آتا۔ بس اتنا سمجھ لیجیے کہ
اتو مین بیمار ہون اور آپ طبیب۔ آپ کا در ہے اور میرا سر۔

سروری۔ چل چل۔ بہت چوچلے نہ بگھار مجھے نہین بھاتے۔ تو صاحب ان کی
جان پر بنی ہے۔ یہ ہماری مریض ہین۔ اور ہم مسیح ہین۔ اس مردی کو جلائین گے
لوگو مین کہتی ہون کہ یہ کیسی عیسائن ہے۔ جسکو یہ ہی نہین معلوم کہ حضرت عیسیٰ
اللہ کے رسول تھے۔ مرد تھے۔ عورت نہ تھے۔ مین عورت ذات ہون۔ اللہ رکھے
لڑکون بالون والی۔

شوکت - جو اس مین آ ؤ - مس فلپ نے تم کو مسیح کب کہا طبیب کہا - بی بی تم کو یہ بھی نہین معلوم کہ مریض کے لئے طبیب اور مردے کے لئے مسیح کی ضرورت ہوتی ہے - اس لئے کہ حضرت عیسیٰ مردون کو جلاتے تھے - ور مین کہتی ہون آخر سروری یہ ہے کیا - یہ کونسی بے تکلفی ہے - جون جون عمر آتی جاتی ہے دماغ بچاری کا قابو ہی سے نکلا جاتا ہے - غضب خدا کا کل مس فلپ سے ملاقات ہوئی اور آج ایسے گہرے پینگ بڑھے کہ زبان مین لگام ہی نہین رہی - تو تکار - مردی - سردی - سبھی کچھ کہڈالا -

سروری - تو خالہ امان کہان انھین بلانے گئی تھی - ہمارے مزاج مین شہد ہے کتنون کو چیتھی بنا چکی ہون - پھر بھی نگوڑیان پیچھا نہین چھوڑتین - ہلی پڑتی ہین چلی آتی ہین - اسیوقت دیکھ لو کوٹھا ہوتا تو موئی چھت پھٹ پڑتی - وہ تو کہئے زمین ہے گھوڑا - گاڑی - موٹر - ٹمٹم - فٹن - ریل - بگھی - جو ادھر چتنے چاہو دوڑا ؤ زبان میری طرح اُف نہین کرتی - بی بی صاحب اس کا حال تو میدان حشر مین معلوم ہوگا عالم بھر کی زمین کو تو جانے دو اس کا ذکر ہی کیا ہے - میرے گھر کا فرش ہوگا اور ان بیگمون کے آنچل - اُسوقت ایک کے بنائے نہ بنیگی مجھے سفارش کے لئے ڈھونڈھتی پھرین گی - اور مین ایسی جگہ ہون گی کہ کسی کو پتہ نہ لگے گا - تم تک تو رسائی آسان ہوگی مگر مین کہان - خوب ہمارا ہی صرف کرائین - ہمین کو الزام دین " سروری اسوقت چار جوڑا لانا - انڈے منگوا لینا - کچھ میوہ ضرور ہو - سموسے گرم گرم تلے جائین " سروری کی چوٹی اُن کے ہاتھ مین ہے - جو ناچ چاہتی ہین نچاتی ہین - جسدن میں ہونگی اُسدن بوا دیکھین گی کہ یہ ناز کون اٹھاتا ہے - جھک کر سات سلام کرتین گی - ایک تو تھوکے گا نہین -

شوکت - (ہنسکر) تو تو دیوانی ہے - تیرے منہ کون لگے - جو چاہتی ہے بکتی چلی جاتی

ہے۔ خدا اچھو تھوٹہ نہ بلائے آپ سب کے گھرون مین کونسا صینہ جاتا ہے کہ دس دن تم دکھا آتی ہو۔ عمر بھر مین ایک دفعہ چار پلا دی۔ وہ بھی ابھی پلائی نہین کہ مارے طعنون کے بوچھار کر دی چونکہ لڑتی ہے زبان سے بات نکلی نہین کہ گلے پر سوار ہو گئی۔ آؤ مس فلپ تم ہی نئی ہو اور سب تو روز سنتی رہتی ہین چلو چار پئین اور دیکھین کہ آج کیا کیا سامان ہے۔

سروری۔ یہ کہہ کر چلائی (ایک ایک کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کے کمرہ مین لیجاتی جاتی ہے) نکلو میرے گھر سے دور ہو [illegible] چار پئے اندو دونگی دیکھون تو شوکت آرا میرا کیا کر لیتی ہین۔ ناظمہ تم نے باہر قدم رکھا تو پاؤن توڑ دیے چلو ادھر چلو۔ آج ہی تمھاری نفاست کا امتحان ہے۔ دیکھون تو بیگم صاحب میرے منہ سے غضب سے آج کس طرح اور کیونکر بچتی ہین۔

دوسرے کمرہ مین بی سروری داخل ہوئین تو مزاج کچھ کا کچھ ہو گیا۔ گڑگڑ کانپنے لگی۔ آرے بڑی سردی ہے۔ آپ ادھر آئیے۔ وہ ادھر بیٹھین۔ مس فلپ تم میرے پاس آؤ۔ دیکھو توسیو کیسے سلونے ہین۔ سموسے کیسے مزے کے ہین۔ یہی دال موٹھ ابھی گرم ہے۔ تکلف کیا تو بگڑ جاؤن گی۔ ارے بہی یہ تازہ پھل کیون خراب کرتی ہو۔ آج ہی کشمیر سے یہ میوہ آیا ہے۔ انگور تو خوب رسیلے ہین غرضکہ بڑی خوشامد بہت لجاجت سے سبھون کو خوب کھلایا۔ کوئی گھنٹہ بھر تک یہی ہنگامہ رہا۔ اُس کے بعد پان والا پچیان کھاتی ہوئی سب باہر نکلین۔ دن ابھی باقی تھا۔ باغ مین گھومنے چلی گئین۔

مس فلپ۔ سروری کی آنکھین بچاکر شوکت آرا کے پاس جن کو کئی بیگمین گھیرے ہوئے تھین ہونچین اور انگریزی مین کہنے لگین۔ مین آپ سے کچھ سبق لینا چاہتی ہون۔

شوکت ۔ (دوسرون سے) مین ابھی آئی۔ کہتی ہوئی ایک جانب کنج باغ مین چلی گئین مس فلپ ساتھ تھین۔

مس فلپ ۔ (تنہائی مین) آپ کے لکچر کا آج مجھپر بہت زیادہ اثر پڑا۔ مین آپ سے مکان جانے کی اجازت چاہتی ہون۔ جب تک بالکل اکیلی بیٹھ کر مین اپنے خیالات یکسو کرونگی مجھے چین نہ آئیگا۔ آپ سے اجازت چاہتی ہون۔ شاید رات کے کھانے مین مین شریک نہ ہوسکون۔

شوکت ۔ (حیرت کے لہجہ مین) میری تقریر تو بہت معمولی تھی۔ اپنے مذہب کو ہر شخص سراہتا ہے۔ بعض خوبیان اُس کی مین نے بیان کردین تھین۔ مین نہین جانتی کہ آپ پر اچھا اثر پڑا یا بُرا۔ اگر اچھا پڑا ہے تو سبحان اللہ کیا کہنا۔ اللہ آپ کو ہدایت دے۔ مین آپ کو اجازت دیتی ہون۔ رہگئی دعوت اُس کے متعلق آپ سروری سے کہئے۔ مین ہرگز مداخلت نکرونگی۔ سچ یہ ہے کہ مین اُس سے ڈرتی بھی ہون۔

سروری ۔ (درختون کی آڑ سے) چہ خوش دخشکہ ؎

ساتھ چھوڑینگے نہ سایہ کیطرح ہم بھی جائینگے جدھر جائیگا

مس صاحب ذرا ادھر دیکھئے گا۔ شوکت آرا میری ولایت وحفاظت مین ہین جو کچھ کہنا ہو اکرے میری معرفت کہا کیجئے۔ آپ جانتی ہون گی کہ مین اور طرح کی آدمی ہون۔

مس فلپ ۔ (خفیف ہوکر) بیگم صاحب کوئی بات نہین ہے۔ مین جانا چاہتی تھی۔ اجازت مانگ رہی ہون۔ آپ سے پوچھنے کی ہمت نہین۔ آپ ہندی کی چندی نکالتین چٹکیون مین اڑاتین مجھ نگوڑی کو جواب بھی نہین آتا ہماری شوکت آرا بیگم صاحب اور مزاج کی آدمی ہین۔ سوچی کہ انسے پوچھ لون

باب (۸)

جنگ طرابلس اور محمد صالح کی طیاریان

جنگ طرابلس بہت زور سے جاری ہے۔ اطالیون کا جنگی بیڑہ نام آور امیر البحرون کی ماتحتی مین طرابلس الغرب کے سمندرون مین بلاے ناگہانی کی طرح داخل ہوگیا ہے نوجوان ترکون سے اب کچھ کہتے دہرتے نظر نہین بنتا۔ سلطان عبد الحمید خان کو لاکھ برا کہو مگر تھے وہ بلا کے شخص۔ انکا تخت سے قدم اتارنا ہی قیامت ہوگیا مدبرین یورپ اس گھات ہی مین تھے کہ کسی طرح یہ بوڑھا خرانٹ مرے یا دفعان ہو تو یارون کے پوبارے ہین۔ لو جو کانٹا کھٹکتا تھا وہ نکل گیا۔ سلسلہ جاسوسی بھی ٹوٹا۔ ترکی قوم کا مایۂ ناز فرزند جس کا لوہا بسمارک تک مانے ہوئے تھا۔ آج سلونیکا کے ایک لب ساحل عمارت مین قیدیون کی طرح زندگی بسر کر رہا ہے۔ محمد خامس بیچارے سیدھے سادھے آدمی تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہین۔ غدارون کی کاٹ پھانس سے غافل۔ غنیم کے پنجۂ آہنی سے بیخبر کاغذات پر دستخط کرتے اور خدا کی یاد مین منہمک ہین۔ تاج سر پر آیا اور تخت پر پاؤن رکھے تو معلوم ہوا کہ بلغاریہ کا حکمران شاہزادہ سے شاہ بن بیٹھا۔ پھر کمال یہ ہے کہ ترکی پالیمنٹ نے بھی بلا چون و چرا اُس کی خود مختاری تسلیم کرلی۔

اللہ اللہ!! ابھی کل کی بات ہے کہ یہی حضرت فرڈیننڈ موجودہ شاہ بلغاریہ قسطنطنیہ سیر و تفریح کی غرض سے۔ یا یون سمجھئے کہ ترکون کے اندرونی حالات دریافت کرنے تشریف لائے تھے۔ عید بیرم کا بعد تھا۔ مراسم سلام علیک زیا

سلاملیق) ادا ہونے والے تھے اُس کی طیاریاں تھین۔ شاہی جلوس دولت سرائے شاہی سے لیکر مسجد تک جانے والا تھا۔ بوڑھے بچے سبھی سلطان کا سنجیدہ اور متفکر چہرہ دیکھنے کے لئے بےچین ہو رہے تھے۔ دن گنے جا رہے تھے۔ اِن حضرت کو بھی اسکی خواہش ہوئی کہ اِس دلچسپ جلوس اور پرہیبت نظارہ مین گارڈ آف آنر کے کپتان کے گھوڑے کی برابر اِن کا بھی گھوڑا ہے۔ کوششین شروع کین۔ سفارشین کرائین۔ توقع اِس کی تھی کہ معمولی سی بات ہے منظور ہو ہی جائے گی۔ سمجھتے تھے کہ مین کیا کوئی گرا پڑا آدمی ہون کہ یہ عزت نہ دی جائے۔ اپنے گھر کا شہزادہ ہون۔ شہریاران یورپ مجھے بڑھانا چاہتے ہین۔ سبھی تو میرے طرفدار ہین آج نہین تو کل بادشاہ ہو ہی جاؤنگا۔ کبھی باجگذار تھا۔ اطاعت شعار تھا۔ اَب تو آزاد ریاست کا خودمختار مالک ہون۔ بات ہی کون سی ہے۔ یہ خیالات دماغ مین گونج رہے تھے۔ درخواست بھی دی سفیرون کی معرفت زبانی بھی کہلوایا مگر بارگاہ سلطانی سے "نا" کے سوا "ہان" نہ نکلا۔ بڑون کی بات بڑے جانین۔ سلطان نے ایسا کیون کیا۔ کوئی وجہ ضرور رہی ہو گی۔ خالی خولی آن نہ تھی۔ وہ بلا کے شخص تھے۔ اُن کا کوئی فعل مصلحت سے خالی نہین ہوتا تھا۔ افسوس وہ زمانہ گیا

بیک گردشِ چرخ نیلوفری نہ نادر بجا ماند نے نادری

ابکی شاہ فرڈینڈ کے تو ٹھاٹھ ہی اور ہین۔ شاہزادہ سے شاہ ہین ہز ہائنس سے ہز مجسٹی ہو گئے ہین۔ قیامت تو یہ ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی نے بیچارے سلطان محمد خامس کو جن کی حالت بالکل شطرنج کے بادشاہ کی ہے اِس کا مشورہ دیا ہے کہ فرڈینڈ آپ کے مہمان ہین اِن کو لینے اسٹیشن تک جایئے۔ نہ جاتے تو نہ جاتے۔ گئے ملکہ بلغاریہ کو باز و دیکر درجہ سے اوتارا اور شاہی مہمان بنایا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اَب شاہ فرڈینڈ ہین کہ پھولے نہین سماتے۔ اور دوسری

طرح نوجوان ترک خوش ہین کہ باہمی میل ملاپ کا پودا ہرا ہوگا۔ بڑھیگا۔ تناور درخت
ہوجائے گا۔ اس کے سایہ مین ہم مذہب وملت سے الگ ہوکر آزادی کی ہوائین
کھائین گے۔ علمی وعملی ترقیان کرین گے۔ گذشتہ عروج پھر عود کرے گا۔ پہلے
فاتح ہوکر یوروپ مین قدم رکھا تھا۔ اپنا لوہا منوا کر حکومت کی تھی وہ زمانہ جاہلیت
تھا۔ اب بھائی چارہ کرین گے اور بڑھین گے۔ فرانس وجرمنی سب ہمارے
ساتھ ہین۔ انگریز بھی ہم کو بڑھاوا دے رہے ہین جمہوری سلطنت قائم کرین گے
یورپ کی اقوام سے برادری کرکے رہنا چاہیے۔ جب اُن کے خون سے اپنا
خون ملادین گے۔ مذہب کو خیرباد کہدین گے اُن کی طرح ہم بھی دہریہ ہوجائین گے
توپھر تعصب بھی قائم نہ رہے گا۔

پنہان تھا دام سخت قریب آشیانہ کے
اوڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

نوجوان ترک برسر اقتدار ہین ممبران انجمن اتحاد وترقی اب مست ہین دل ہی
دل مین خوش ہین کہ اب پالا مار لیا۔ سلطنت اپنی ملک اپنا۔ اسکول وکالج کھولے
گئے۔ تجارت مین ترقی دینے کا خیال ہوا۔ چھوٹی چھوٹی کمپنیان کھولی ہین۔ ان بڑی
رقم کی سوجھی یہ خواب ترقی کا دیکھ رہے تھے کہ خبر آئی بوسنیا وہرزیگونیا
پر شہنشاہ آسٹریا قابض ہوگئے۔ اپنی مملکت مین اس کا الحاق کر لیا۔ لکھا پڑھی ہوئی
سفارت ترکی نے اعتراضات کئے۔ اپنے حقوق پیش کئے۔ وہان سے بھی جواب
ملا کہ یہ مقامات ہر اعتبار سے ہماری ہی شہنشاہی مین رہنا مناسب ہین انکا
خیال جانے دو۔ گھر کا معاملہ ہے۔ تمھارے پاس رہے یا ہمارے پاس ایک ہی
بات ہے۔ اپنی دوسری ولایتون کی اصلاح کرو۔ تمھارے پاس بہت کچھ ہے
انتظامی قابلیت پیدا کرو۔ چارہ کار ہی کیا تھا۔ کاغذی گھوڑے دوڑائے اور

ساکت رہے یہ پہلا تازیانہ غضب تھا کہ جو خدا کی طرف سے نوجوان ترکون پر پڑا۔
اب سُنیئے اطالیہ کی باری آئی۔ وہ للچائی ہوئی نظرون سے طرابلس الغرب کو عرصہ سے دیکھ رہا تھا۔ کیین کان مین یہ بات پڑ چکی تھی کہ سرزمین طرابلس پیداوار خورش کی کان ہے۔ معدنیات۔ سونا۔ چاندی بھی کچھ اُس کی سرزمین مین ہے۔ ترک نااہل ہین۔ اپنا گھر بنانا نہین جانتے۔ جاہل ہین اراضیات کی قدر نہین جانتے۔ آخر یہ مقام نااہلون اور جاہلون کے پاس کیون رہے۔ اس وقت موقع بھی ہے۔ وہ سلطان جو یوروپ کی بساط پر مدتون شطرنج کھیل چکا تھا۔ اور حریفون کو اکثر مات ہی دیتا رہا یا بازیان قائم اُٹھائین۔ اب دنیا کی نظرون سے اوجھل ہے۔ لاؤ اب دام تزویر پھیلائین۔ شاہان یوروپ ہمارے ہم آہنگ ہی ہین کسی کو کانون کان خبر بھی نہ ہوگی ہماری فوجین۔ ہمارے جہازات جب ساحل طرابلس پر ہو چکیں گولہ باری شروع کر دینگے اور ہمارا قبضہ ہو جائے گا تب خبر ہوگی۔ پھر ہمارا کیا کر سکین گے۔ اور فی الحقیقت ہوا بھی یہی۔ ترکی سفیر جس کی اطالیہ مین سُسرال تھی۔ جلسون مین بے تکلف شراب پیتا اور رقص و سرور کے مزے اُٹھاتا رہا۔ مگر یہ اُسے پتہ نہ لگا کہ جس سلطنت کا وہ قائم مقام ہے اُس کے ساتھ دشمنان اسلام کیا کر رہے ہین۔ اطالوی جہازات ساحل طرابلس پر گولہ باری کرنے لگے۔ ترکی جنرل ساحلی قلعہ کو غیر محفوظ سمجھکر اندرون ملک مین مورچہ بند ہوا۔ فوج تو یار لوگون نے مشورہ دیکر پہلی ہی واپس کرا دی تھی۔ جتنی تھی وہ صرف اسی گون کی تھی کہ داد شجاعت دے اور دشمنون سے لڑ کر مرجائے۔ میدان خالی تھا اور یارون کے پنجہ چکے۔ من مانی مراد ملی۔ مگر چرخ کج رفتار کے شعبدون سے واقف نہ تھے ظاہری تدبیرین سب موافق مراد تھین۔ لارڈ کچنر صاحب نے بھی ترکی فوجون کو مصر سے گذرنے کی اجازت دینے سے انکار کیا۔ کیون؟ اس وجہ سے کہ ملک تمھارا اخراجگذار ہے ہوا کرے۔ قبضہ

تو ہمارا ہے۔ ٹھیکہ دار تو ہم ہین۔ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔ اب بیچارے ترک کیا کرتے سوا اس کے اور تدبیر ہی کیا تھی کہ آزمودہ کار افسر تبدیل لباس مین جائین اور شیوخ عرب کو اُبھار دین۔ اُنھین کو ان بے ایمانون کے مقابلہ مین لڑائین لوگ تو کہتے ہین کہ یہ تدبیر اُس مدبر اعظم کی سوجھائی ہوئی ہے جو آج سلونیکا کے قید خانہ مین زندگی کے دن پورے کر رہا ہے۔ اللہ جانے اصلیت کیا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ طرابلس جس کو اطالوی لقمہ تر سمجھے ہوئے تھے انہین نوجوان ترکون کی کارگذاریون سے بلائے بے درمان ثابت ہو رہا ہے۔ گرم بھرا ہنسیا نہ نگلتے ہی بنتا ہے اور نہ تھوکتے ہی۔ مختلف ساحلی مقامات پر محاذ جنگ قائم ہین۔ جہان شیران اسلام لڑتے ہین اور دشمنون کو نیچا دکھلاتے ہین۔ وہ ریگستان اور وہ سنگلاخ زمین جس پر انسان کا گذر مشکل تھا۔ اور جہان کوسون سوائے نخلستان کے کوئی جائے پناہ نہین۔ آج گلزار بنا ہوا ہے نہ اس وجہ سے کہ اطالیون کا خون بہا یا جاتا ہے بلکہ اس وجہ سے کہ جوق جوق چارون طرف سے مرد وعورت مجاہدین اُمڈے چلے آتے ہین۔ بازارین لگی ہوئی ہین۔ موٹر چل رہے ہین چھوٹی بڑی کی ریلین فوج و سامان باربرداری و رسد کے لئے برابر بنائی جاتی رہتی ہین۔ ٹیلیفون کا سلسلہ تمام محاذات کو ایک دوسرے سے وابستہ کئے ہوئے ہے۔ والنیٹر مسلمان اگر ہندوستان سے درمیانی بندشون کی وجہ سے کم آتے ہین تو ترکستان و افغانستان۔ علیٰ ہذا القیاس ایشیا کے دوسرے اسلامی ممالک مذہبی جوش کے اظہار مین کسی سے پیچھے نہین۔ آج افغانی قافلہ آتا ہے۔ تو کل ترکستانی و مصری۔ کہین سے ہلال احمر کے ڈاکٹر معہ سامان آتے ہین تو کہین سے چندہ کی کثیر رقم مسلمان جمع کر کے اپنے رضاکارون کے ذریعہ سے بھیجتے ہین۔

اخبار آج کل دنیا میں کیڑے مکوڑوں کی طرح مارے مارے پھرتے ہیں۔ ہر ہر ملک میں جنگ طرابلس کے پرچے ہیں۔ جھوٹی خبریں بھی آتی ہیں اور سچی بھی ہندوستانی بزدلوں کا جب یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ عربی گرم خون کس قدر کھولتا ہوگا۔ ہر ہر مسلمان بجائے خود دیوانہ ہو رہا ہے۔ کہ کسطرح دامے درمے قدمے اس جنگ میں وہ بھی حصہ لیتا

محمد صالح کو نہ دن چین ہے اور نہ رات انگریزی اخبار ونکا ترجمہ ایک ایک خوشامد کر کے گھر میں بھی سنتے ہیں اور باہر قہوہ خانوں میں بھی۔ عربی جرائد مصر و شام و ٹیونس تمام مقامات سے قیمت دیکر منگواتے ہیں۔ اور ان کو بارہ بارہ بجے رات تک پڑھا کرتے ہیں۔ اور اُن کے مضامین یاران طریقت سے بیان کرتے رہتے ہیں۔ کبھی روتے ہیں اور کبھی ہنستے۔ ایک خفیہ انجمن والنٹیروں کی قائم کر رکھی ہے جنمیں سبھی نوجوان عرب ہیں۔ کچھ پیشہ ور اور کچھ ایسے جن کے اجداد عرصہ سے ہندوستان میں آکر مقیم ہو گئے۔ اس انجمن کا حلقہ اثر۔ پونا۔ کراچی حیدر آباد سندھ۔ اور حیدر آباد دکن تک پھیلا ہوا ہے۔ شام کو ایک خاص مقام پر سب مجتمع ہوتے ہیں۔ اور اپنی روانگی کے متعلق تدابیر کرتے رہتے ہیں۔ چندہ بھی مجاہدین کی امداد کے لئے بہت کچھ فراہم کر لیا ہے اور فراہم کر رہے ہیں۔

محمد صالح کے ہمراہ جانیوالی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی ہے مختلف شہروں سے لوگ آئے ہیں اور ادہر ادہر بمبئی میں ٹکے ہوئے ہیں۔ کوئی کسی کا مہمان ہے اور کوئی مہمان سراؤں میں پڑا ہے۔ غدار شہر ہے۔ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں کہ یہ رضا کار مجاہدین میں طرابلس جا رہے ہیں۔ رات کے سناٹے میں مشورے ہوتے ہیں۔ جو جو سامان ضروری ہے وہ دن میں خریدا جاتا ہے۔ ڈاکٹر احمد اور ان کے احباب بھی مشورہ میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ کسی غیر مقام پر نہیں بلکہ اپنے ہی گھر پر محمد صالح کو نشیب فراز سمجھاتے رہتے ہیں۔ جو جو شیا اب تک اس ضرورت کے

خریدی گئی ہیں۔ وہ سب ڈاکٹر صاحب کے علم و مشورہ سے خود ڈاکٹر صاحب کا یہ حال ہے کہ جنگ میں شرکت کے لئے بیچین ہیں۔ لیکن کیا کریں بی بی بچہ والے آدمی ہیں۔ کار وبار کا پھیلاوا ہے کیا کریں اور کیا نکریں بعض بعض مریض بھی دور و دراز مقامات کے ایسے زیر علاج ہیں کہ جنکی موت و زندگی کا فیصلہ ان کی توجہ پر منحصر ہے ان کو کیسے چھوڑیں امراض میں وہ مبتلا ہیں ایسے صعب ہیں کہ دو چار مہینہ تک اُن سے چھٹکارا ہوتے نظر نہیں آتا چھوڑ کر چلے جائیں تو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ سرکاری آدمی ہوتے تو اُٹھتے اور چلے جاتے۔ پھر بھی ہمک ہمک کر رہجاتے ہیں۔ ایک دن شوکت اور بی سروری سے بی ڈاکٹر نے انھوں نے اپنے جوش کا اظہار کیا تھا شوکت بیچاری کیا بولتیں "تم کو اختیار ہے جو بات جی چاہے کرو۔ مجھے کچھ اعتراض نہیں" کہکر خاموش ہو رہیں مگر سروری بیگم نے خبر لے ڈالی۔ ڈانٹ کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو پہر دن قائم رہا۔ پھر مذاق میں نہیں بلکہ پورے غصہ میں آنکھیں سُرخ بدن میں رعشہ "لو صاحب! پھر شیطان نے اُنگلی دکھائی پھر بھاگنے کا ارادہ ہے آپکی کتنے دنوں کے بعد تشریف لائیے گا۔ محمود بھی پر تول رہے ہیں۔ آپ بھی جا رہے ہیں۔ بسم اللہ کیجئے۔ دھی مچھلی کا شگون۔ بی بی بچو نکو ساتھ لیتے جایئے گا میں اب بوڑھی ہوئی۔ مجھ میں اس کا متحمل نہیں کہ اُن کی نگہبانی کروں یا اُنکے لئے دردر گھوموں۔ اور عزت آبرو اپنی خاک میں ملاؤں۔ ایک بیاہ رہے نہیں تو بیسیوں آپ کے رقیب پیدا ہو جائیں گے کمبخت بوڑھی ہونیکا بھی تو نام نہیں لیتی اللہ جانتا ہے کہ تم نے گھر سے قدم باہر رکھا اور یہ بنا کارخانہ بگڑا۔ بی بی بنو کہتی ہیں کہ جاؤ۔ مجھے اعتراض نہیں۔ دو چار روز خیریت نہ معلوم ہو گی تو نسوی بہائیگی میں نگوڑی اپنے دل کو سمجھاؤں گی کہ ابن تو ڈاکٹر تم میرے غصہ سے واقف ہو چکے ہو دلگی نہیں ہے مجھے تمہارے ساتھ اس وجہ سے محبت ہے کہ میری بہن کی قسمت تمہارے

ساتھ پھوٹی ہے۔ تم اس قابل تھے کہ حور کی بچی تمھاری دولھن بنتی؟ وہ تو کہو نصیب کے اچھے ہو۔ میرا دل شوکت آرا کے لئے ہے۔ تمھارے لئے نہیں۔ ابکی تم گئے۔ اور انھون نے کچھ بھی اثر لیا تو یاد رکھو کہ ان کو سنکھیا میں دیدونگی اور خود بھی تمھارے اوپر اپنی جان دیدونگی مجھے بچون کی پروا نہیں جس خدا نے پیدا کیا ہے وہ آپ خبر لیگا۔ اپنے اپنے دن پار ہین گے۔ تمھارے لئے کہین کا سفر بالکل سازوار نہیں بمبئی سے نکلے اور بلا آئی۔ نگوڑا مدراس کچھ دور ہے۔ بیک تھوکتی ہون تو دہین گئی ہے۔ آپ وہین تو چاند سی دولھن بیاہنے گئے تھے۔ پھر ایسے غائب ہوے کہ دو تون پتہ نہ لگا وہ تو کہیئے اسی شامت کا گردہ تھا کہ ڈھونڈھ نکالا۔ نکاح ہوا مدراس مین اور چوتھی ہوئی بیرم مین۔ شوکت کے سسرے وہین کے تو تھے۔ باپ کے گھر مین دولھن بیاہ کر گئے تھے۔ ہنستا ہے زون ہے کچھر۔ پھر چلے صاحب شکار کھیلنے اے ہین بمبئی مین۔ یہی مرغون اور مچھلیون کا جو محمود دس پانچ روز مارلا یا کرتا ہے گئے گئے آتے کب ہین تین برس کے بعد جب دولھن اُس کی جان سے دور لب گور تھی۔ عذر کیا تھا۔ مجھے سمالی لینڈ کے مُلانے باندہ رکھا تھا۔ اُس کے بیٹے کا علاج کرتا تھا۔ جھوٹے پر لعنت۔ ارے جب تو ایسا بودا ہے کہ ایک ایک عرب تجھے باندھ لیتا ہے تو طرابلس کیا کرنے جائیگا وہان تو لاکھون عرب ہین۔ جس کا جی چاہیگا کان پکڑ کر اپنے خیمہ مین تجھے لیجائے گا۔ اور اُن کی بی بی بچیان تجھ سے ہانڈیان منجوائینگی جنگلون سے لکڑیان تڑوائین گے۔ تو کان پکڑے یہ کوئی اللہ کا بندہ چھڑا دے“ رٹا کرنا۔ نگوڑا ایسا مرد کس کام کا۔ مین شوکت کی جگہ ہوتی تو تجھے چوڑیان پنھا کر چکی پسواتی اور گھر سے نکلنے نہ دیتی۔“ احمد سُنتے ہین اور ہنستے ہین۔ وہان غصہ اور تیز ہوتا ہے آخری فقرات پر ہنستے ہوئے باہر چلدیتے ہین۔ اُس دن سے پھر غریب نے نام نہین لیا۔ چندہ البتہ ہزارون کی تعداد مین جمع کر دیا ہے۔ جو محمد صالح عرب کیساتھ

غازی انور بے کی خدمت میں جائیگا یہ بھی جہاد ہی ہے تیماردن کی ... کی صورت میں مدد کرنا بڑے ثواب کا کام ہے

دو چار روز اور گذرے اب محمد صالح کا سامان سفر بالکل لیس ہے چھوٹی بڑی چیزیں سب انھوں نے خرید لی ہیں عورتوں کے ساتھ جانے کا مسئلہ ... ہے۔ ام کلثوم تو جا ہی رہی ہیں کلثوم کو وہ لیجانا نہیں چاہتے وہ کچھ منھ سے نہیں بولتی مگر ظاہری طور پر بالکل طیار ہے دیکھا چاہیے بالآخر کیا پیش آتا ہے اور یہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔



باب (۹)

طرابلس پر اٹلی کی دست درازیان

تمنا و خواہش اسیوقت تک قابل معافی و درگذر ہین جب تک حد سے نہ بڑہین بھوکھا آدمی کھانے کی طرف ضرور رُخ کریگا اور اپنا پیٹ کسی نہ کسی طرح بھر لینے کے لئے بیچین رہیگا۔ یہ خواہش خواہش جائز کہی جائے گی اور ہر دیکھنے والیکو اُس کے ساتھ ضرور ہمدردی ہوگی۔ اِس لئے کہ تقاضائے فطرت یون ہی واقع ہوا ہے۔ لیکن اگر ایک پیٹ بھرا کسی دوسرے کی غذا ہڑپ کر جانا چاہے تو یقیناً وہ قابل نفرت و ملامت ہے۔ وہ حریص و طامع کہلائیگا اور ہر سمجھدار شخص اُسکی دست درازیون کو بُرا سمجھے گا۔

آج یورپ کے خوان نعمت پر بھی اُدھم مچا ہوا ہے ٹرکی سلطنت بھوکھی بھی ہے اور غریب بھی جو کچھ خشک و تر روٹیان اُس کے دسترخوان پر ہین وہ بھی یار لوگ ہضم کر جانا چاہتے ہین۔ اور تماشہ یہ ہے کہ دوسری سلطنتین اور بڑہا دے دیرہی ہین اِس لئے کہ اِس بساط پر وہ مدبر اعظم نہین جس کا نام عبد الحمید خان تھا۔ اور جو یار لوگون کی چالین سمجھتا اور اُن کی کاٹ کرتا تھا۔ نوجوان ترک نوجوان ہی ہین نا سیاست و ملک داری کوئی قصہ نہین۔ کوئی کہانی نہین۔ آتے آتے آئیگی اور کچھ کھو کر آئے گی بوسینا اور ہرز یگو نیا گیا۔ یہ تو تنبیہی طمانچے تھے۔ ایک آدھ عضو جسم کٹکر رہ جائیگا ضعف و انحطاط اور آئے گا۔ تب غریبون کو اسکا پتہ لگیگا کہ دوست کون تھا اور دشمن کون۔ پھر اگر غیرت دار ہین تو اپنی ہستی قائم رکھنے کے لئے جان لڑانا

پڑے گی کیا رہے اور کیا جائے اس کا علم خدا کو ہے۔

عبد الحمید خان کو تخت سے اُترے ہوئے ابھی کتنے دن ہوئے ہیں۔ ۹ جون ۱۹۱۱ء کو وزیر خارجہ اٹلی مارکو لیس لے گیا نو نے پارلیمنٹ کے سامنے اپنے پیشرو سابق کے یہ الفاظ دُہرائے تھے ”ہماری سلطنت کی یہ ناقابل ترمیم پالیسی رہیگی کہ یورپ ہو یا افریقہ دولت عثمانیہ کی بقا و سلامتی ہمیشہ ہمکو عزیز رہیگی اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ممالک ٹرکی مین ہم دولت عثمانیہ کی حکومت برقرار رکھین مین اپنے وزیر خارجہ سابق کے یہ الفاظ اس وجہ سے دہراتا ہون تاکہ اس بات کا یقین رہے کہ ہماری حکمت عملی مین کوئی تبدیلی نہ ہوگی“ تقریباً چار ماہ کے بعد یعنی ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو یہی حضرت اعلان جنگ اس مضمون کا دیتے ہین کہ اٹالیہ کا قصد صوبہ جات سرنیکا و طرابلس پر قبضہ کرنے کا ہے“

اب فرمایئے ان دوست نما دشمنون سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ مکاری کی کاٹ مکاری ہی سے خوب ہوسکتی ہے۔ ناتجربہ کاری کی حالت مین ان فریبون کا شکار ہوجانا بہت آسان ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ ۱۸۸۱ء سے اٹلی کی نظر دان مین طرابلس چڑھا ہوا ہے اسی زمانہ مین فرانس نے ٹیونس پر قبضہ کر لیا تھا اور یہ امر کرسپی وزیر سابق اٹلی کو بہت شاق گذرا تھا۔ اس لئے کہ وہان اطالوینکی آبادی بمقابلہ فرانسیسیون کے بہت زیادہ تھی۔ مگر یہ سمجھکر سکوت اختیار کیا گیا کہ فرانس بھی عیسائی سلطنت ہے۔ اپنے بھائی سے جھگڑا مول لینا کیا ضرور طرابلس موجود ہی ہے ٹیونس کا معاوضہ وہ ہوجائیگا۔ کرسپی کی وزارت ختم ہو رہی تھی مدت مین توسیع ہوئی نہین۔ ورنہ یہ آج کا حملہ بیس سال قبل ہوچکا ہوتا۔ کرسپی کے دل مین فرانسیسیون کے قبضہ ٹیونس نے بہت سے خطرے پیدا کر دیے تھے وہ ڈرا کہ کہین فرانس اپنے مقبوضات شمالی افریقہ مین وسیع نکرے اور رفتہ رفتہ

بحر روم کہین فرانسیسی تالاب نہ بنجائے اپنے دوست سفیر برلن کو بھی لکھا۔ لارڈ سالسبری سے بھی رونا رویا کہ اگر جمہوریت فرانس طرابلس پر بھی قابض ہوگئی تو انگلستان و اٹلی دونون کو یہ نقصان پہونچیگا۔ انھون نے جواب دیا کہ بھئی یہ سب سچ ہے۔ مگر شکاری کا کام یہ ہے کہ ہرن پر اسیوقت گولی چلائے جب وہ زد پر آجائے۔ تاکہ نشانہ خطا نہ کرے اگر نہ گرے تو کم از کم اتنا زخمی تو ہو جائے کہ زندہ گرفتار ہوسکے۔"

قصہ مختصر فرانس کے قبضہ ٹیونس نے ایک ہیجان عظیم اطالویون کے قلوب مین پیدا کر دیا تھا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ جسطرح ہوسکے طرابلس اپنے قبضہ مین آجائے شاعری کے ذریعہ سے اس کی شادابی و سرسبزی کے ترانے گائے گئے۔ اخبارون نے کالم کے کالم سرزمین طرابلس کی تعریف مین سیاہ کر ڈالے۔ اُس کی زرخیزی۔ اُسکی معدنیات غرضکہ کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کی ثنا و توصیف حد سے زیادہ نہ کی گئی ہو مہاجن ہیجین ہو رہے تھے جلسہ کرتے۔ روپیہ دیتے ممبران پارلیمنٹ کو اکساتے کہ حکومت کو ہر ممکن ذریعہ سے الحاق طرابلس کے لئے آمادہ کر دینا چاہئے۔ یہی دکھلایا گیا کہ ایک زمانہ ایسا تھا جبین سرنیکا و طرابلس ہی یوروپ و نیز کچھ حصہ ایشیا کے لئے غلہ کی منڈی تھی۔ اٹلی و نیز قسطنطنیہ مین غلہ سے لدے جہازات جایا کرتے اور ان دونون مقامات کے باشندے اس طریقہ پر افریقہ کی پیداوار سے مستفید ہوتے۔

غرضکہ گورنمنٹ اطالیہ جس کو دول یوروپ کی مداخلت کا ذرہ برابر بھی اندیشہ نہ تھا بلکہ یون سمجھنا چاہیے کہ کہی بدی تھی۔ خدا جانے کن کن امیدون کو لئے ہوئے الحاق طرابلس کا اعلان کر ہی بیٹھی۔ ترکون کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ یہ کچھ ہونے والا ہے۔ اس لئے کہ حال ہی مین وہان سے ترکی

فوج ہٹا کر بین بھیجی گئی ہے۔ حقی پاشا [illegible] [illegible]
مین کیا گیا ہے کہ طرابلس پر [illegible] کا اندیشہ تو نہین [illegible] [illegible]
نہین۔ فوج وہان سے ہٹائی جائے بات یہ تھی کہ [illegible] [illegible] مین بیٹھے
کلبون اور قمار خانون کو چھوڑ کر آئے تھے [illegible] سال [illegible] عیش
پرستیون کے مزے بھولے نہ تھے [illegible] جلایا کا میو یار [illegible] اپنا
فرض منصبی کیا ب۔ [illegible] جو کچھ [illegible] نتیجہ یہ
ہے کہ ایک لاکھ مین ہزار فوج سے [illegible] کی فوج جو تھوڑی بہت
باقی رہ گئی تھی وہ موجود ہو تو [illegible] [illegible]
مقابلہ کر سکتی۔ [illegible]
کا مقابلہ [illegible]
[illegible]
جیسے نہ نگلتے ہی بنتا ہے اور نہ اگلتے۔ نوجوان ترکی افسر جمجاز پر اپنا کیمپ ڈالے
پڑے ہوئے ہین۔ مجاہدین کو اکٹھا کرتے اُن کو قواعد سکھاتے۔ در لڑائے ہین طلایون
پر میدان کارزار تنگ ہے۔ جھوٹے قصہ من گڑہت خبرین اخبارون مین دیتے
ہین۔ آج کچھ لکھتے ہین اور کل کچھ۔ دروغ گو را حافظہ نباشد کا مصداق ہے
بہترین بیڑہ جہازات جنپر طالویون کو ناز تھا سمندر مین کام کر رہا ہے۔ مگر بیکار
ترکون کے پاس میگزین بھی ہے۔ وہ تو کہیے خوش قسمتی سے فوج سے نہین لے گئی
ورنہ سخت دقتون کا سامنا ہوتا۔ ہتھیارون سے لدا ہوا ایک جہاز بھی پہونچ گیا
ہے۔ مجاہدین سب مسلح ہین۔ اعلیٰ درجہ کے اسلحہ ہون یا نہ ہون جو کچھ ہین کامیابی
کیساتھ مقابلہ کے لئے بہت کافی ہین۔ گورنمنٹ ترکی [illegible] چاہتی
مگر لارڈ کچنر جنکے ہاتھ مین اس وقت حکومت کی باگ ہے [illegible] رضامند نہ ہوئے

ترکی سیادت برائے نام جو مصر پر تھی وہ بھی اب ختم ہوئی جس کی لاٹھی اُس کی بھینس
اسلامی دنیا مین اطالیہ کی اس قزاقی سے عجیب طلاطم ہے۔ مخالفت کی
موجین بڑھ رہی ہین۔ کہین اطالوی مال کا بائی کاٹ ہوتا ہے۔ اور کہین والنٹیر
شرکت جنگ کے لئے طیار ہو رہے ہین۔ اور ہر ممکن طریقہ سے اپنے تئین طرابلس
پہونچانے کی فکرین و تدبیرین کر رہے ہین۔ ہلال احمر کی جماعتین مصر سے بھی گئین
اور ہندوستان سے بھی جا رہی ہین۔ روپیہ کثرت کے ساتھ ہر ہر مقام سے غازی
انور بے کے پاس جا رہا ہے۔ اور برابر چندے ہو رہے ہین۔ مسلمانون مین ہمدردی
کا جوش ہے۔ پنجوقتہ نمازون مین فتح و نصرت کی دعائین مانگی جاتی ہین۔
ان تمام معاملات مین ہندوستان بھی کسی اسلامی ملک سے پیچھے نہین
بے انتہا مذہبی جوش بڑھا ہوا ہے۔ صرف شہرون ہی مین نہین۔ بلکہ قصبات
دیہات۔ قریہ۔ کوئی جگہ اس ہمدردی سے خالی نہین۔ وغریب جو ایک وقت فاقہ
کرتے ہین وہ بھی دو چار پیسہ اپنی محنت مزدوری کے چندہ مین دیدیتے ہین۔
اس شورش سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی نام لیوا قوم مردہ نہین۔ ہر چھوٹی سے
چھوٹی بات کا جس سے کسی طرح مذہب یا قوم کو صدمہ پہونچتا ہو احساس رکھتی
ہے۔ تنظیم کی ضرورت ہے۔ کوئی سرغنا یا لیڈر پیدا ہو جائے تو مشکل سے
مشکل کام انہین نیم خفتہ مسلمانون سے لے سکتا ہے۔ + + + + + + +
الحاصل طرابلس کی خبرین اور اطالوی قزاقی کی داستانین یون تو ہر گھر
کوچہ و بازار بمبئی مین دوش ہوا پر اُڑتی پھرتی ہین۔ مگر ڈاکٹر مشتاق کی کوٹھی
مین محمد صالح عرب کی وجہ سے حالت ہی دوسری ہے۔ وہ بمبئی کے قہوہ خانون
اور ساحلی ہوٹلون مین دس بجے دن سے لیکر دس بجے رات تک مارے
مارے پھرتے ہین جو خبر اس خصوص مین سنتے ہین وہ بیاض دماغ مین نوٹ کر لیتے

ہین اور رات کو آتے ہی ڈاکٹر صاحب کے سامنے نبرد کا نقشہ تازہ کھلتا ہے
اور اسپر رائے زنیاں ہوتی ہین محمود سیاہی ٹھہرے۔ وہ بھی زخمی سانپ کی طرح
تلملاتے پھرتے ہین۔ بادشاہ حسن کو بھی ان سبھوں کا مزاج آشنا صحبت شبانہ
روز نے بنا دیا ہے۔ رات کے کھانے سے فراغت کے بعد پھر اس کا احساس نہین رہتا
کہ شب کے کتنے بجے ہین۔ اطالوی دروغ بافیوں نے جتنی ابھی ترید کم ہوئی ہے
اور بھی پریشان کر رکھا ہے۔ یاران طریقت جمع ہین اور باتین ہو رہی ہین۔

محمد صالح ڈاکٹر صاحب! آپ ہمارا مخدوم ہے۔ اب ہم کو اجازت دیجئے کہ اطالوی کافرون سے لڑ کر شہید ہو جائے۔

مشتاق۔ بھئی کار خیر مین منع ہی کون کرسکتا ہے۔ لیکن جب جنگ شروع ہوئی ہے جلدی کا ہے کی۔ سامان کر کے چلے جانا دس پانچ آدمیون کا قافلہ ساتھ جائے تو اچھا ہے۔ کچھ روپیہ فراہم کر لو۔

محمود۔ آخر مین بھی تو جاؤنگا۔ میرا آپ کا ساتھ ہوگا۔

محمد صالح۔ ہمارا آپ کا ساتھ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ آپ شیب فراز کا دیکھنے والا اور سوچ سمجھکر کام کرنے والا ہم جاہل: صرف: گیا اور جلدیا۔ لڑا بھڑا کٹا۔ اور مرا۔

بادشاہ حسن۔ واہ عرب صاحب کیا قصہ مختصر کیا ہے پھر بھی دس پانچ دن تو دیکھنا ہی چاہئے اور بھی مجاہد کچھ آپ کے ساتھ ہین۔

محمد صالح بہت عرب جیبتی اور حیدر آباد کن کا جانے کو کہتا ہے اور سب اپنا اپنا سامان کر رہا ہے ہم سمجھتا ہے کہ جاتے جاتے ایک بڑا قافلہ ہمارے ساتھ ہو جائے گا۔

مشتاق۔ مگر یہ تو کہئے کہ آپ تنہا جائین گے یا ام کلثوم بھی ساتھ ہون گی میرے

خیال مین اُن کی تو کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی۔ یہ مان بیٹی دونون بدستور یہین رہین پھر اگر آپ شہید بھی ہوگئے تو آپ کی روح یہین آئے گی جمعرات کو ہم آپ کی دعوت کیا کرین گے۔

محمد صالح - راہ خدا مین ہم شہید ضرور ہوگا۔ انشاءاللہ۔ اور ہماری بی بی بھی۔ دل ہمارا یہی کہتا ہے۔ اُم کلثوم جانے کے لئے طیار ہے اور ہم کو اُس سے آرام بھی ملے گا۔ لیکن کلثوم کو آپ یہین رہنے دیجئے وہ ہمارا نشانی ہے۔ اُس کا شادی بیاہ کر دیجئے گا۔ اور یہ تو ڈاکٹر صاحب آپ جانتا ہی ہے کہ شہید مرتا نہین۔ زندہ رہتا ہے۔ اور خدا کے یہان سے اُس کا رزق مقرر ہے ہم شہید ہونے کے بعد بھی اللہ چاہے گا تو یہین رہیگا۔ ہم آپ کو دیکھے گا اور خوش ہوگا پر آپ ہم کو نہ دیکھ سکیگا۔

مشتاق - (متاثر ہوکر) خدا آپ کی ہمت مین برکت دے۔ اب ایسا رفیق ہم کو نہین ملے گا۔ (آبدیدہ ہوجاتے ہین)

محمود - آپ کس راستہ سے جائین گے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ چل سکتے تو اچھا تھا۔ دیکھئے کوشش کرین گے دنیا بری چیز ہے پیچھا نہین چھوڑتی۔ مین سمجھتا ہون کہ آپ مصر کے راستہ سے جائی جلد پہونچئے گا۔

محمد صالح - میرا ارادہ بھی یہی ہے۔

محمود - ڈاکٹر صاحب۔ اُم کلثوم کا جانا تو معلوم ہوتا ہے کہ طے ہی ہوچکا ہے اگر واقعی ایسا ہو تو آپ اُن کو نرسون کے کام کی تعلیم دیدین۔ وہان ہسپتال مین بہت کارآمد ثابت ہون گی۔

مشتاق - اجی تمھاری بھاوجی نے اُن کو بہت کچھ بتا دیا ہے۔ اب تو ایک تعلیم یافتہ ڈاکٹرن مس قلب گھر مین موجود ہی ہین۔ **محمد صالح** کے جانے کی جب سے سُن گن پائی

ہے تب سے دنرات اسی مین انہماک رہتاہے۔ وہ تو خیر مگر کلثوم اس قیامت کی ذہین ہے کہ وہ بے بتائے سب سیکھ گئی ہے محض دیکھتی رہتی ہے۔ اشتیاق جب تنہائی مین بندوق سے نشانہ صاف کرتاہے تو وہ بھی پہونچ جاتی ہے اور نشانہ لگاتی ہے احاطہ اسکول مین سواری مین الگ مشاقی حاصل کرلی ہے۔ مین جہان تک غور کرتاہون وہ بھی اپنے مان باپ کے ساتھ طرابلس جانے کو طیار ہے۔ پوچھتاہون تو یہ کہکر ٹالدیتی ہے کہ "جاتا تو مجھے چاہیے۔ پھر آپ لوگون کی جیسی مرضی ہو" ابھی کل ہی کا ذکر ہے۔ سروری نے بہت ڈانٹا تھا بیمروت بیغیرت۔ مان باپ کی ناک کٹوائے گی۔ کوئی سپاہی پکڑلے جائے گا۔ بائی بہت کی جت ہے۔ جی نہین مانا کہ نگوڑی کیا کرے گی؟ پہلے تو سر جھکائے بیٹھی رہی پھر رونے لگی۔ سروری کو اس کی تاب کہان پہلے تو چپ ہوگئین بیٹھی بیٹھی دیکھا کین۔ جب سمجھین کہ اسکو بیچ پچ صدمہ ہوچکا لپٹا لیا "ارے تو روتی ہے کیا مین کچھ کہنے سُننے کی چیز نہین۔ تو ذرا سی ننھی تھی کھلایا کہ دیا۔ اتنا بڑا کیا۔ قریشیہ اور سطوت سے کم نہین سمجھا۔ بڑے بوڑھے بچون کو سمجھاتے ہی ہین۔ کوئی اس طرح بلک بلک کر روتا نہین۔ اچھا بھئی اب نہ کہین گے" ان سبکا نتیجہ تو یہی نکلتا ہے کہ وہ مانین گی نہین۔ بیگم بھی رات کو کہتی تھین کہ اوس کا اصرار حق بجانب ہے۔ مان باپ مرنے جارہے ہین اُس کا جی کیسے مانے۔

محمود۔ یہ سب سچ ہے پھر بھی جوان لڑکیون کا جانا مناسب نہین لڑائی رنگ بدلتی رہتی ہے۔ انور بے لاکھ بہادر اور ہوشیار سہی پر بے قاعدہ اور باقاعدہ فوج مین بڑا بل ہوتا ہے۔ ان غریبون کے پاس نہ سامان نہ ہتھیار۔ وہان سبھی کچھ بھر اسپرطرہ ہوائی جہاز۔ اور آج کل باقاعدہ جنگ مین بہادری کوئی چیز نہین۔ کمانڈر تجربہ کار ہونا چاہیے کمزور سے کمزور فوج بہادر سے بہادر فوج کو

مار ہٹاتی ہے۔

مشتاق - بالکل صحیح تمھارا خیال ہے۔ مگر عرب خون رگون مین اُس کے دوڑ رہا ہے ریگستان مین پیدا ہوئی جوانی کا عالم ہے ہمت خداداد۔ تندرست وتوانا بھی ہے اگر میدان جنگ مین پہونچ گئی جو ظاہر اسباب امر یقینی ہے تو یاد رکھو کہ غزوات کی مجاہدہ عورتون کے کارنامہ یاد آجائین گے۔ ہندوستانی عورت نہین کہ نزاکت ونخرون کو سرمایہ حسن سمجھتی ہو۔ تعلیم وپاکباز عورتون کی صحبت نے اُس کے خیالات کو ڈانوا ڈول ہونے نہین دیا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ مین۔ تم۔ بادشاہ حسن ہر وقت کے بیٹھنے والے ایک جان تین قالب ہین تم وقت بیوقت زنانہ مین چلے جاتے ہو بادشاہ حسن بھی جب جی مین آیا اُٹھے چلے گئے کبھی تم لوگون نے ادھر چھ برس سے اُسکی صورت دیکھی ہے۔ پھر ہر وقت کا آنا جانا اُسکا بھی رہتا ہے۔ مجھے سلام کرنے ضرور آتی ہے کبھی کبھی مین اس سے باتین کر لیا کرتا ہون اس وجہ سے مجھے اندازہ کرنے کا موقعہ ملا اور ملتا رہتا ہے کہ یہ کیا تھی اور کیا ہو گئی۔ نیت بخیر ہے۔ کوشش تو ہم سب کی یہی ہے کہ نہ جائے۔ اگر گئی تو اللہ حفاظت کرنے والا ہے اور مین کیا کہون۔

محمود - ہان آپ سو سمجھانے بجھانے کیا کہہ سکتے ہین۔ محمد صالح کو البتہ سمجھانا چاہیے اور وہ زور مجبور کر سکتے ہین

محمد صالح - نہین واللہ ہم سے ابھی تک اس نے کچھ کہا نہین لیکن جیسا ڈاکٹر صاحب کہتا ہے معلوم یہی ہوتا ہے کہ وہ مانے گی نہین۔ ہم عرب ہے ہمکو کچھ پرواہ نہونا چاہیے تھا۔ اللہ اپنے بندو کی آپ حفاظت کرتا ہے............

پھر بھی ہندوستان کی آب وہوا نے ہم پر بہت اثر کیا ہے۔ اب پہلا سا وحشی ہم نہین۔ ہم یہ جانتا ہے کہ نوجوان لڑکی کا ایسا جگہ جانا مناسب نہین جہان آگ لگا ہوا ہو۔ ہم ضرور روکے گا اور بیگم صاحب سے بھی کہلوائیگا کہ اسکو

جانے نہ دے۔ اگر وہ نہ گئی تو ہم اور ہمارا بی بی بہت آزاد رہیگا۔
محمود۔ مجھے تو ام کلثوم کے جانے پر بھی اعتراض ہے وہ اگر نہ جائین تو کلثوم بھی نہین جائیگی۔
محمدؐ صالح۔ آپ نہین جانتا کپتان صاحب۔ ہمارا بی بی ضرور جائے گا۔ ہم بغیر اس کے رہ نہین سکتا۔ اور ہم اگر لڑکی کے خیال سے مان بھی جائے۔ تو وہ کب راضی ہوگا۔ ہم ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہے۔
محمود۔ تو بھر ہوچکا۔ آپ جائیے۔ امّ کلثوم بھی اور کلثوم بھی جو ہوگا اُسے بھگت لیجیے گا۔
محمدؐ صالح۔ رنگ کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اس بات چیت کے بعد اور تذکرے شروع ہوگئے۔ دیر تک دوستونکا مجمع رہا محمدؐ صالح آتے اور جاتے رہے۔ محمود کی پیش بینی سے اُن کو بھی طرح طرح کے خیالات نے گھیرا۔ ام کلثوم سے کہہ آئے کہ کلثوم کو جس طرح بنے روکو۔ تم بھی اُسے قائل کرو اور بیگم بھی کہین۔ باہم یہ باتین باہر ہو رہی تھین۔ اندر محل مین اُم کلثوم شوکت آرا بیگم سے کہہ گئین کہ محمود ڈاکٹر صاحب ایسا ایسا کہتے تھے۔ مجھے بھی مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ کلثوم کو آپ دونون ایک دفعہ اور صاف صاف سمجھائین۔ ہان جائے اور نہ جائے تو اچھا ہے۔ مجھے تو وہ خطرہ مین لاتی ہی نہین اور نہ کچھ کھل کر کہتی ہے۔ سمجھ مین نہین آتا کہ کرون تو کیا۔

یہ کہکر اُم کلثوم تو چلی گئین۔ سروری نے شوکت سے کہا کہ ہان ایک کی ایک کر لینا اچھا ہے۔ صاف معلوم ہوجائے آخر ارادہ اُسکا کیا ہے۔ اگر جانے والی ہی ہے تو ویسا کیے۔ مین سمجھتی ہون کہ ضدن وہ بہت ہے۔ آنسوے بہائے گی اور کرے گی وہی جو اُس کے جی مین ہے۔ شوکت نے کہا کہ کہو اچھا ہے۔ لیکن

یہ تو تم بھی جانتی ہو کہ اُس کا ارادہ کیا ہے۔ عمر بن ہی ہے گرم خون رگون مین ہے مین تو کہتی ہون کہ مرد وا ہوتی تو بڑی بہادر ہوتی۔ گھوڑے پر دیکھتے ہی دیکھتے کیسا اچھا بیٹھنے لگی ہے۔ جو اشتیاق اور تمھارا لڑکا محمود سے سیکھتا ہے وہ اُن سے سیکھتی ہے۔ محمود نے ان دونون کو نیزہ بازی اور تلوار چلانا خوب سکھا دیا ہے دونون مشتاق ہو گئے ہین۔ اشتیاق کہتا تھا کہ کلثوم بھی ہم لوگون سے کم نہین ہین جب کوئی نہین دیکھتا تو مکتب کے پشت والے میدان مین گھوڑے پر ہم لوگون کیساتھ سوار ہو کر مشق کرتی ہین۔

سروری۔ ارے ہان وہ کمبختیا ایسی ہی ذہین ہے جس چیز کی طرف جھکتی ہے فوراً سیکھ لیتی ہے۔ معلوم نہین اُس کی تقدیر مین کیا لکھا ہے مرے گی یا زندہ رہیگی

شوکت جو اللہ کو منظور ہو گا وہی ہو کر رہیگا نہ مین کچھ کر سکتی ہون اور نہ تم۔

اتنے مین کلثوم جو بلائی جا چکی تھین کمرہ مین داخل ہوئین۔ سروری نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور شوکت آرا نے سلسلہ کلام شروع کیا۔

شوکت۔ تمھارے مان باپ کب تک جہاد کے لئے جاتے ہین۔ ابھی تک کوئی دن تاریخ مقرر نہین کیا ہے۔ نہین تو معلوم ہی ہوتا۔

کلثوم۔ مجھے بالکل نہین معلوم۔ مجھ سے تو اس کے بارہ مین کوئی بات چیت ہی نہین کرتے پوچھتی ہون تو بھی ٹھیک جواب نہین دیتے۔

سروری۔ آخر لڑکی تیرا کیا ارادہ ہے۔ مین تو دیکھتی ہون کہ تو بھی تلی بیٹھی ہے کچھ آگا پیچھا دیکھتی ہی نہین۔ ہر بات قرینہ کی اچھی ہوتی ہے۔ ہم ہندوستانی شریفون مین جوان جہان بیٹیان گھر سے باہر قدم نہین نکالنے پاتین۔ مین کیسے کہون کہ تم کالے کوسون مان باپ کی محبت مین دوڑی چلی جاؤ۔ مذہب پر قربان ہونا بہت اچھی بات ہے مجھے اگر یقین ہو جاتا کہ تم شہید ہی ہو جاؤ گی تو

مین دل پر پتھر رکھتی - اور اجازت دیدیتی - آج کل کے لوگ فوج والے اور بھی وحشی ہوتے ہین تم ادھر جاؤ گی - ہم دونون یہان ہولین گے کہ نجانے نگوڑی پر کیا افتاد پڑی - اور کس حال مین ہے - ہم دونون کمبخت ایک طبیعت کے ہین - فرق ہے تو یہ کہ مین پیٹ کی ہلکی ہون - جو دل مین وہ زبان پر وہ بھی بھاری بھر کم ہین بہتر ہی بہتر کھولتی رہتی ہین زبان سے اُف نہین کرتین تم نے قدم گھر سے باہر نکالا - ایک فکر اور بڑھ جائیگی پھر ایک وقت کی نہین دن رات کی - ہفتون کی نہین مہینون کی جب اللہ اصل خیر سے پھر دکھائیگا تب اطمینان ہوگا -

کلثوم - (جس کے آنسو ڈبڈبا آئے تھے اور سر جھکائے بیٹھی تھی) مین آپ دونون کو اپنی مان سے کم نہین سمجھتی - جھوٹھ کہتی ہون تو مرتے وقت کلمہ نہ نصیب ہو - (رُک کر) مین اس جنت کو خوشی سے نہین چھوڑتی - مقدر مین ٹھوکرین کھانا لکھا ہے - (ہچکیان لیتے ہوے) آپا واماں ہمیشہ کے لئے جا رہے ہین دل یہی کہتا ہے کہ پھر اس گھر مین اُن کو آنا نہ نصیب ہوگا - مین مرونگی نہین آپ کی جوتیان زندگی بھر سیدھی کرونگی - اور پھر لوٹ آؤنگی - قید ہوگئی تو خودکشی کرلونگی جیسا آپ مجھے بھیج رہی ہین ویسے ہی آؤنگی - (ہاتھ جوڑ کر) مجھے جانے دیجئے - (روتی ہے اور بھرائی آواز مین) آپا واماں کو گھر تک پہونچا آؤن -

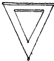
کچھ اس طرح کی دل ہلانے والی باتین کلثوم نے کین کہ سروری و شوکت دونون رونے لگین - سروری نے لپٹا لیا - روتی جاتی تھی اور دلاسا دیتی جاتی تھی - دیر تک جتنی کمرہ مین بیٹھی تھین روتی ہی رہین - آخر شوکت سنبھلین اور کہنے لگین کہ جاؤ بیٹی خدا کے سپرد کیا - اصل خیر سے تمھین اور تمھارے

ماں باپ کو چھوڑ کر کیا [illegible] لیں گے۔ ہم نگوڑیاں ہندوستان کی رہنے والیاں دل و دماغ کی کمزور۔ بات کا بتنگڑ بنا دیتی ہیں۔ کیا کریں یہاں کا پانی اور مٹی دونوں بہت خراب ہیں نہ دلوں میں ہمت نہ ہاتھ پاؤں میں سکت اور نہ خدا ہی پر بھروسہ آخر وہ بھی تو عورتیں ہی ہیں جو اس وقت طرابلس میں اپنے بھائیوں کی خدمت کر رہی ہیں۔ دنیا جیسی ہمارے لئے ہماری دلچسپیوں کو دیکھتے ہوئے ایک لہلہاتا باغ ہے۔ ویسی ہی تو اُن کے لئے بھی ہے مگر وہ ایمان کی مضبوط ہیں اس کا یقین ہے کہ مارنے اور جلانے والا عزت و آبرو قائم رکھنے والا وہی ایک ہے جس کی مرضی بغیر ذرہ کو بھی جنبش نہیں ہوتی۔ یہی سبب ہے کہ نہ تو اُن کو کسی طرح کا ہراس اور نہ کوئی خوف ہے۔ سچ ہے اللہ کی رحمتیں ایسوں ہی کے لئے ہیں اور ایسے ہی لوگ دین و دنیا دونوں کی نعمتوں کے مستحق ہیں ہمت و غیرت۔ اسلامی ہمدردی۔ مذہب و ملت کا پاس و لحاظ ہے۔ سب اللہ کی دین ہے۔ جس کو چاہے دے اور جس کو چاہے نہ دے۔ خدا کا شکر ہے کہ تمھارا خون ابھی ویسا ہی گرم ہے جیسا کہ ایک عرب کا ہونا چاہیئے۔ اپنا فرض پہچانتی ہو۔ ماں باپ کی خدمت کے لئے سب طرح کے آرام و عیش پر لات ماری تم اپنے مکتب کا بہترین پھول ہو۔ خدا کرے تمھاری سی سبھی لڑکیاں ہوں

کلثوم۔ (بھرائی ہوئی آواز میں) یہ سب آپ لوگوں کی جوتیوں کا طفیل ہے۔ میں جنگل میں اگر رہتی تو ممکن نہ تھا کہ اپنا فرض پہچانتی۔ آپ ہی لوگوں نے مجھے خاک سے پاک کیا اور جانور سے آدمی بنایا میرا رُواں رُواں جب تک جیتی ہوں آپ کے جان و مال کو دعا دیتا رہیگا۔

سروری۔ بے بس ہو بی بی اب میں جاتی ہوں۔ مقدر میں اتنی دیر رونا بدا تھا وہ بھی۔ نگوڑا اب تک جی نہیں سنبھلا ہے۔ (کلثوم کی طرف) لڑکی!

اب تو بھی جا۔ اپنی بھولیون کے پاس ہی ہملا۔ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔



باب (۱۰)

ناظمہ بیگم کا راز

اللہ نے اچھائی بھی پیدا کی اور برائی بھی - اچھے و بُرے دونوں اُسی کے بندے ہیں - ایک نیک کہلاتا ہے اور دوسرا بد - اس لئے کہ وہ اپنے عادات و اطوار میں مذہب کا رنگ لئے ہوئے ہے - عقلمندوں اور سمجھداروں کی جماعت نے جس چیز کو بُرا کہدیا اُس نے اپنی گرہ میں باندھا - ماں باپ اپنے زمانہ کے اچھے لوگ تھے تعلیم بھی ایسی ہی دی اور تربیت بھی ایسی ہی - مذہب تعلیم و تربیت نے مل جلکر دل میں پرکھ پیدا کردی جس کی بدولت اچھائی کی طرف دُھیان ہوا اور برائی سے بدگمانی اسی پرکھ کا نام ضمیر ہوا اور ضمیر پر لوگ اترانے لگے یہ یعنی بُرا نفس کا بندہ ہے - دنیا کی مٹنے والی لذتوں کا دلدادہ "راحت میں جو مخل ہو وہ کانٹا ہے راہ کا" اُس کا مقولہ ہے - مذہب کو دور سے سلام کرتا ہے - اور اخلاقی جکڑبند کو بیوقوفی سے تعبیر کرتا ہے - نہ چوری میں باک نہ بے ایمانی کا ڈر - عیب کو ہنر سمجھتا ہے - اور بدنامی کو نیکنامی - اگر رنگ گہرا چڑھ گیا ہے تو پھر ؎

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست
نہ رود جز بوقت مرگ از دست

ایسے ہی بہتیرے اللہ کے بندے نظر آئیں گے - جیل خانے بھی انھیں سے بھرتے ہیں - اور کالے پانی کا جزیرہ بھی انہیں کے دم سے آباد ہے - ہزاروں میں

ہوئے اور ہمیشہ ہوتے رہین گے۔ قابل تذکرہ یہی لوگ ہین۔ جس خاندان جس شہر اور جس قریہ دگاؤن مین اُن کا عنصر غالب ہوا ادھم مچ گیا۔ بہو نکال آ گیا بوڑھے اُن سے عوت کھاتے ہین۔ اور بچے اُن کے نام سے ڈر جاتے ہین۔

ان بدکرداروں اور بداطوارون مین ایسے لوگ بھی کبھی کبھار نظر آجائین گے جو حلبدیا بدیز اپنے کیے پر نادم ہوتے ہین اور پھر تھوڑا سا بھٹکنے کے بعد سیدھا راستہ اختیار کر لیتے ہین۔ کبھی دولتمندی کے بعد افلاس کا تازیانہ راہ پر لے آتا ہے اور کبھی پچھلی صحبت وتعلیم کا اثر جو نفس پرستی کے ہاتھون مدہم پڑ گیا تھا۔ پھر کسی واقعہ کیوجہ سے کھوئی ہوئی آب وتاب حاصل کر لیتا ہی اور تازہ ہو جاتا ہے۔ عورتین اور مرد دونوں اس قماش کے روزانہ اسی دنیا کے اسٹیج پر نظر آتے ہین۔ اور اُن کی زندگی دوسرون کے لئے سبق آموز ہو جاتی ہے۔

یا دش بخیر بی ناظمہ بیگم شوکت کی قدیم سہیلی اور حال کی مصاحبہ سبھی جانتے ہین کہ دولتمندی کے لحاظ سے اُونچے گھرانے کی تھین۔ مان کی دلاری اور باپ کی آنکھوں کا تارہ۔ اپنے کرتوتوں کی بدولت بگھری ہوئین۔ امیر سے مفلس۔ خدا جانے کیا کیا پاپڑ بیلے۔ اللہ بھلا کرے نامدار خان کا۔ قرعہ فال بنامِ من دیوانہ زدند۔ جب اُس کے نکاح مین آئین جنبڑاہی ادر ہو گئین۔ نمازین بھی پڑھتی ہین اور روزہ بھی رکھتی ہین۔ پیسہ کوڑی کی بھی کمی نہین شوکت و سروری دونون بے تکلف ہین۔ اور وہی برتاؤ کرتی ہین جو ایک ہم مکتب کیساتھ ہونا چاہئے۔ اور یہی ان سے بھی چاہتی ہین۔ مگر نہین ناظمہ کو اپنی موجودہ حیثیت کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ بھولے سے بھی کوئی بات ایسی زبان پر نہین آتی کہ جسمین ہمسری کا رنگ پایا جائے۔ ناظمہ بیگم اب پہلی ناظمہ نہین ہین۔ بہت کچھ

کھوکر سیدھی راہ پر آئیں۔ دل کی امنگوں میں ایک بد معاش شخص کے ہاتھوں
یاس پیدا ہوئی تو طبیعت میں افسردگی آئی تیزی طراری سب کافور ہوگئی
ایک مسکراہٹ اب اُن کی اختیاری ہے۔ جو بی سرور ی بیگم کے گرم گرم فقروں
سے دن میں کئی کئی مرتبہ آجاتی ہے۔ باقی زندہ دلی کی اور کیفیتیں ایک ایک کر
سب رخصت ہوگئیں عمر کی بیوفائی اور پھر شدت محبت میں بہت بری چیز ہے
ناظمہ بیگم [illegible] سے شوکت آرا کے محل میں آئیں اور یہاں سیاہ سفید کی
مالک [illegible] کے کام دھندے میں لگی رہتی ہیں۔ شوہر کی ضرورتیں تھوڑی
[illegible] فرض سمجھکر انجام دیتی رہتی ہیں۔ لڑکا بالا کوئی ہے نہیں۔
لہذا تعلقات بھی کم ہیں۔ اچھی زندگی بسر کرتی تھیں۔ ہاں جب سے
مس فلپ کا قدم آیا ہے طبیعت میں ایک ہیجان سا ہے۔ معلوم نہیں کیوں ؟
قریشیہ بیگم کے مکتب خانہ میں کام بیکام اکثر چلی جاتی ہیں۔ مس فلپ سے بھی
بینگ بڑھالئے ہیں۔ وہ بھی اُن کے پاس بیٹھتی ہیں۔ اور یہ بھی فرصت کیوقت
ان کے کمروں میں آتی جاتی ہیں۔ دونوں میں خوب بنتی ہے۔ محمودہ سے بھی بہت
شفقت ومحبت سے پیش آتی رہتی ہیں۔ بچہ تو کیا وہ بھی اُن سے بہت مانوس
ہوگئی ہے۔ مکتب سے فرصت پائی تو پہلے دوڑتی ہوئی سیدھی مس فلپ کے کمرہ میں جاتی
ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ نہیں ہوتیں تو پھر خالہ جان یعنی ناظمہ بیگم کے کمرہ کی
طرف رُخ کرتی ہے۔ وہ شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہو کہ نہ ملی ہوں۔ نہیں تو سو کام
ہرج کرکے چار بجے کے بعد وہ اپنے یہاں موجود رہتی ہیں۔ اور جس طرح مائیں بچوں پر
شفقت کرتی ہیں ویسی ہی یہ محمودہ کو پیار کرتی ہیں۔ کوئی نہ کوئی اچھی چیز ضرور
اُس کے لئے لگا رکھتی ہیں۔ مٹھائی۔ کھٹائی کچھ بھی ہو۔ اُس کے بال سنوارنا
کنگھی کرنا سب اُنھوں نے اپنے سر لے لیا ہے۔ کوئی اچھا کپڑا دیکھا اُس کا فراک

بنوا دیا۔ کوئی زیور خرید دیا ایک آدھ مرتبہ مس فلپ نے منع بھی کیا کہ "کیون مفت خدا زیر بار ہوتی ہو۔ مین اُس کے لئے کیا نہین کرتی۔" اُسکا جواب اُنھون نے یہ دیا کہ بہن ایک بچی میرے بھی تھی اُس سے اس کی صورت بہت ملتی جلتی ہے۔ اس وجہ سے محمودہ کو پیار بھی کرتی ہون۔ کیا کرون دوسرے کا بچہ بھی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اگر تم کو بُرا معلوم ہوتا ہو تو اپنے دل پر پتھر رکھ لون۔ پاس نہ بلاؤن محبت نکرون ہو مس فلپ بولین کہ بہن خدا کے لئے بُرا نہ مانو۔ میرا مطلب یہ نہین بہنے تو تمھاری ہی زیر باری کے لحاظ سے کہا تھا۔" اُس دن سے پھر وہ خبر نہ ہوئین۔ محمودہ کو چاہے ناظمہ کچھ ہی کیون نہ دیدین وہ خوش اور اُن کا خدا خوش۔

سردری بیگم اُڑتی چڑیا پہچاننے والی۔ ذرا ذرا سی بات کی خبر رکھنے والی۔ مس فلپ اور ناظمہ کے پینگ بڑھے دیکھے تو سمجھین کہ کچھ دال مین کالا ضرور ہے۔ ٹوہ مین رہین۔ وقت بے وقت مس فلپ کے کمرہ مین پہونچ گئین۔ ناظمہ کے یہان آگئین۔ ایک آدھ دفعہ محمودہ کا سر گوندھتے بھی دیکھا۔ پیار کرتے بھی دیکھا۔ اتنا کہکر ہنس دین کہ جس کے بچہ بچی نہین ہوتا غیر کے بچون کو پیار کرتا ہے۔ تم تھوڑی کیون ہوتی ہو۔ قریشیہ کو نہین چاہتین کہ سطوت کو نہین پیار کرتین۔ بچے میری طرح تم کو بھی بہت بھاتے ہین۔ مین تو مکتب کی سبھی لڑکیون کو اپنی اولاد سمجھتی ہون۔ اللہ کرتا ناظمہ بہن تمھارے بھی ایک بچہ ہو جاتا۔" بیٹھین چلی گئین۔ ناظمہ بیگم پاس لحاظ سے اگر ساتھ ہونے لگین تو اُن کو روکا "اے ہے بیٹھو بھی۔ اپنا جی بہلاؤ۔ میرا نگوڑی کا ایک جگہ بیٹھے بیٹھے جی اُکتانے لگتا ہے تو اپنے مکانون کا چکر لگاتی پھرتی ہون۔ آج کا نہین ہمیشہ کا یہی دستور ہے۔ اسکول تم کو یاد ہے۔ ہائے کیا دن تھے۔ سبھون کا ایک نہ ایک دہندھا تھا۔ اور میرا جی ایسا ہین لگتا تھا کہ کچھ دیر ایک جگہ بیٹھی اور کچھ دیر

دوسری جگہ"۔ اسی طرح کی باتین کین اور چلتی بنین۔

راستہ بھر کچھ سوچتی گئین مسکراتی بھی جاتی تھین شوکت کے یہان
پہونچین تو دھڑ سے پلنگ پر اوندھی سیدھی گرین۔ وہ تو انھین دیکھ کر
مسکرا دین۔ کچھ سوئی کا کام کر رہی تھین الگ رکھدیا اور یہ آپ ہی آپ باتین
کرنے لگین۔" بہت جھینگی بلی بنین مجھ سے اُڑتی تھین نھی کچھ جانتی ہی نہین مین کیا
شوکت تھوڑی ہون کہ کسی کے فریب مین آجاؤن۔ خدا کی شان! ان دھڑوگی
بات مجھ سے چھپی رہے۔ آخر مین نے پتہ لگا ہی لیا۔ واہ ری مین۔ اور اللہ
ری مین"۔

شوکت۔ کیا ہے بی مجذوبہ کون تم سے اُڑتا تھا اور کس کے فریب کا تم نے
پتہ لگا لیا کچھ کہو گی بھی یا یون ہی اپنی تعریفین کرتی چلی جاؤ گی۔

سروری۔ اے ہے! کچھ بھی نہین۔

بک رہی ہون جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تم سے مطلب۔ غرض۔ واسطہ۔ بہئی مجھے تو خدا نے اسیواسطے پیدا کیا ہے
کہ جب تک جیون تمھاری اور تمھاری بچون کی خدمت کرون۔ اس باغ مین
ذرا سا بھی کانٹا مین ایسا نہین دیکھنا چاہتی جو میری نظرون سے اوجھل ہو کر رہے
ہر وقت اسی کی تو دھن رہتی ہے۔ شوکت جب ہم نہ ہون گے تو ہم کو تم بہت یاد
کرو گی۔ اللہ کی قسم سچ کہتی ہون۔

شوکت۔ تو ایسا ہوگا کیون۔ ہم تم ساتھ مرین گے۔ نہین تو آگے پیچھے جائین گے
چاہے لکھ لو۔ آگے پیچھے سے مطلب یہ ہے کہ فرق اگر ہوگا بھی تو ہفتون اور مہینو
کا ہوگا۔ جب تک تم نگوڑی نہین دیکھ لیتی کس مردار کو چین آتا ہو۔ تمھاری آنکھ مین

موہنی ہے۔ سبھوں کو بناتی اور گالیاں دیتی ہو اور پھر کوئی تمھاری بات کا بُرا نہیں مانتا۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔

سروری۔ میرے گلے میں کالا دھاگا باندھو۔ ہاں تو شوکت اب یہ کلثوم چل ہی جائیگی کوئی صورت ایسی نہیں کہ یہ آپ ہی رک سکے۔ برا معلوم ہوتا ہے بہن مجھے تو اسکی جان کا خوف کم ہے۔ عزت آبرو کا زیادہ ہے۔ اسیو جسے چاہتی ہوں کہ اللہ اُس کے دل میں ڈالدیتا اور رہ جاتی۔

شوکت۔ یہ تو یہ خیال ہی بیکار سا معلوم ہوتا ہے کل کہیں بلک بلک کر نگوڑی رو دی ہے کلیجہ منھ کو آتا تھا۔ مگر شاباش اُسکو بڑی ہمت کی لڑکی ہے۔ ابھی سال ہی کیا ہے۔ اٹھارہواں اُنیسواں سال ہوگا۔ پھر نہ تو بڑی ہی ہے۔ اور نہ کوئی خوف۔ ہم لوگوں نے اجازت دیدی تو کیسی خوش ہوگئی بہن اللہ لڑکی لڑکا دے۔ تو ایسا ہی اطاعت شعار و فرمانبردار۔ اپنا فرض والدین کے ساتھ کس خوبی سے نباہ رہی ہے۔

سروری۔ یہی ایک صورت ہے محمد صالح کسی کے ساتھ بیاہ دیں تو رک جائے تیری جان کی قسم شوکت۔

شوکت۔ (ہنسکر) بال باندھے تو وہ رکنے کی نہیں۔ ایک تو ہتھیلی پر سرسوں ہی کا ہیکو جمنے لگی پھر اگر جمی بھی اور تم نے کوئی ڈھونڈھ نکالا تو پھر خود بھی جائیگی اور دولھا کو بھی لیجائے گی۔

سروری۔ خیر تمھاری مرضی نہیں ہے تو نہ سہی مجھے اُس کی بھولی بھولی صورت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تم جانی ہو۔ کیا معنے کہ میں کسی کو محبت کی نظر سے دیکھوں اور تم اُسے اکھاڑ کر پھینک نہ دو۔

شوکت۔ تو یہ کہئے۔ حضور کو اُس کے ساتھ محبت ہے اور میں اُسے طرابلس

بھیجے دیتی ہون تو پھر آپ سوچ سمجھکر اس کوچہ مین قدم رکھا کیجئے۔
سروری۔ دلبر کس کمبخت کو اختیار ہے جہان اچھی صورت دیکھی نگوڑا پھسلا۔
شوکت۔ وہ تو تم مجھے دے چکی ہو۔ تمھارے پاس ہے کہان۔
سروری۔ اونھ۔ مردار ہندی کی چندی نکالتی ہے۔ بہنی ہوگا بھی تم کو اور کوئی باتین نہین آتین۔ مین کہتی ہون کہ محمود اس کے ساتھ شادی کیون نہین کر لیتے۔ چراغ لیکر ڈھونڈ ہین گے تو بھی ایسی دولھن نہ ملے گی۔
شوکت۔ تم قاضی کہ مفتی وہ اپنے کفو مین کرنا چاہتے ہین۔ ابھی دولھن انہین نہین پسند ہین کئی دفعہ تذکرہ کیا۔ پہلے ٹالتے رہے اب صاف صاف کہتے ہین کہ بنی میل کی ہونا چاہیے۔
سروری۔ مین کہتی ہون کہ یہ مردوا کچھ گھاس کھا گیا ہے۔ پڑھا لکھا سب کچھ پر رہا جانگلو ہی۔ اس کے کیا معنی کہ ہماری ہی ذات اچھی ہے اور سب کمینہ ہین۔ اب تو اصول یہ ہے کہ خاندان سے نکلکر شادی بیاہ کیا جائے۔ لکیر کے فقیر بنے رہنا کچھ ٹھیک نہین۔ اولاد تندرست و توانا ہوتی ہے۔ اپنے گھر کے لوگون مین اگر کوئی بیماری ہو تو دوسری جگہ پیوند کرنے سے وہ بھی جاتی رہتی ہے۔ او ہو! کیا اچھی مثال سوجھی ہے۔ بہنی نہ مانو گی۔ تمھارے فرشتہ بھی کبھی اتنے ذہین تھے اونھ بھولی جاتی ہون۔ اے ہے آنب کے درخت کو لو۔ بہنی تخمی ہے رس پتلا میٹھا سب کچھ ہے۔ لیکن گٹھلی مین تھوڑی سی ترشی ہے اس کے مٹانے کے لیے لاکھ جتن کئے سب پٹ پڑے۔ ہمارے ہی دادا پڑدادا کوئی ہون گے جنھون نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دوسرے درخت مین اس کا قلم باندھ دیا۔ اب لذت ہی دوسری ہوگئی جو برائیان تھین سب رفو چکر۔ لیجئے وہی آم بمبئی ہوگیا۔ دسہری ہوگیا لنگڑا ہوگیا۔ سفیدہ ہوگیا۔ یہی حال آدمی کا بھی ہے۔ قربان جائیے اُس مالک کی

قدرت کے جس نے انسان کو ہر ہر طریقہ سے تعلیم دی ہے۔ پھر بھی وہ نہین سمجھتا۔ کہو کیسی کہی۔

شوکت کیا کہنے ہین تیرے۔ جو بات کہتی ہے لاجواب ہوتی ہے۔ مین نے بھی اس معاملہ مین بہت غور کیا ہے یہی محمود کے لئے عقل وسمجھ کی بھی وہی تعلیم ہے جو تم کہتی ہو۔ اور مذہب بھی یہی بتلاتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اللہ میان خود ہی اُس شخص کو شریف اور قابل تکریم سمجھتے ہین جو متقی و پرہیزگار ہو۔ خدا اور رسول کے کہنے پر چلتا ہو اور اُس سے ڈرتا ہو۔ یہی شرافت کی اصلی پہچان ہے۔ پر کیا کیا جائے سمجھ سے کوئی بھی کام لیتا ہے۔ موئی رسمون کی جکڑبند ایسی ہے کہ وہی ایمان ہو گئی ہین اور وہی مذہب۔

سروری۔ مین صدقہ۔ تیرے قرآن کی ہی سند بتا دی۔ اب تو کسی دن لڑکیون کے ساتھ اسی مضمون پر بکونگی اے ہے شوکت لاکھ مین ذہین ہون پر مجھکو نہین باتی مین مجھکو دی عقل گدے لگا یا کرتی ہون اور تو دور کی کوڑی لے آتی ہے ایک بات کہدی اور مین چپ ہو گئی (ٹھنڈی سانس کھینچکر) توبہ ہے! توبہ ہے!! اب کبھی تمھارا مقابلہ نہ کرونگی

شوکت۔ یہ بات تو نہیں تمھاری سی تیزی مجھ مین نہین۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی معاملہ مین کچھ زیادہ جانتی ہون مجھے اس کا بھی یقین نہین۔

سروری۔ جی نہین آپ غلط کہتی ہین۔ خیر ہوگا بھی۔ ہان شوکت آج تمھین ایک تماشہ دکھائین گے خفا نہ ہونا۔ تم جانتی ہو کہ رومن کیتھولک عیسائیون مین یہ بھی پُرانا دستور ہے کہ اس فرقہ کے مرد وعورت سبھی سال مین ایک مرتبہ پادری صاحب کے سامنے اپنے گناہونکا اقرار کر لیتے ہین۔ تمھارے محل مین میری بھی پادری کی حیثیت ہے۔ کسی نے مجھے بنایا نہین مین آپ بن گئی ہون آج ایک گنہگار بندی میرے سامنے اپنے گناہونکا اقرار کرے گی۔ فرق مجھ مین

اور پادری صاحب میں یہ ہے کہ وہ بالکل اکیلے ہوتے ہیں اور میرے ساتھ دو منکر نکیر بھی ہوں گے ۔ . . . .

. . . . . . آپ ہی دیکھ لو کہ پہلے سے کمدیں مزہ کر کرا ہو جائے چاہئے کے بعد وہ گنہگار بندہ گناہوں سے پاک صاف کیا جائے گا ۔ دو تو بج ہی چکے ہیں ۔ اب دیر ہی کتنی ہے ۔ ذرا گھر لپک کر ہو آؤں ابھی آتی ہوں ۔ آج تعطیل کا دن ہے وکیل صاحب شاید کچھ فرمائش کریں باکی ہو ۔ وہ مفلاتی جب تک میرا حکم نہیں لے لیتیں کوئی بات نہیں ہونے دیتیں ۔ اور پھر مزہ یہ ہے کہ چپ بیٹھی رہتی ہیں ۔ آکے کہتی بھی نہیں ۔ جب جاتی ہوں تو منہ سوکھا کر درد دل بیان کرتی ہیں ۔ ڈانٹو ۔ ڈپٹو کچھ اثر ہی نہیں ۔ تم سے ڈرتی ہوں نہیں تو کھڑے پانی پینے نہ دیتی نکال باہر کرتی ۔ ×

ادہر سروری ہوا ہوئیں ۔ اُدہر شوکت اس تہیہ سے اُٹھیں کہ چلیں سروری کے یہاں دل بہلائیں جا رہی تھیں کہ مس فلپ آتے نظر پڑیں ۔ اُن کو بھی ساتھ لیا اور آہستہ آہستہ سروری کی طرف باتیں کرتی چلیں ۔

مس فلپ ۔ سروری بیگم صاحب تو ابھی آپ ہی کے پاس سے اُٹھکر اپنے محل میں گئی ہیں ۔ بہنی بڑی ہی زندہ دل ہیں ۔ مجھ پر بھی دو ایک اوکھیاں چھوڑ رہی ہیں میں نگوڑی ہنس دی ۔ جواب سوچتی ہی رہی اور وہ یہ چل وہ چل نظروں سے اوجھل ہو گئیں ۔ آپ کیا وہیں جاتی ہیں ۔ میں بھی چلوں کچھ ہرج تو نہیں ۔

شوکت ۔ وی مس فلپ تم بالکل دیوانی ہو گئی ہو ۔ سروری سے اور مجھ سے کبھی راز میں بھی باتیں ہوتی ہیں [illegible]
جواب بھی چاہتی ہے ۔ جیسا [illegible]
کے رشتے والے خواہ مخواہ [illegible]

بیان کردین۔ آج کوئی نیا گل کھلانے والی ہین۔ (گھر مین سہو نچکر) وہ دیکھئے مغلانی پر برس رہی ہے۔

شوکت۔ بس ہوگیا اب جانے بھی دو۔ ابھی تو بہت دن پڑا ہے۔ جس چیز کی فرمائش بادشاہ حسن نے کی ہے وہ تو منٹون مین طیار ہوگی جلدی کیا ہے کھانا کہین آٹھ بجے ہوگا۔

سروری۔ (ہنس دیتی ہے)۔ بس آگئی چڑیل اس سے میرا ایک زور نہین چلتا سب آدمی اسی کے بگاڑے ہوئے ہین۔ مین تو کہہ آئی تھی کہ ابھی آتی ہون۔ تم آئین کیون۔ (مس فلپ کی طرف دیکھکر) خود بھی آئین اور ایک چیلی کی جھتنی کو بھی ساتھ لائین۔

مس فلپ۔ ذرا ہوشیار رہیگا۔ مین گھونسنی بے طرح ہون اور آتی بھی ایسے ہی سرون پر ہون جو سرتاج ہون۔

سروری۔ چپٹھ خیلا۔ تیری سی کتنون کو جلا کر چھوڑ دیا ہے۔ راکھ تک کا بھی پتہ نہین لگتا۔

غرضکہ شوکت و مس فلپ وہین فرش پر بیٹھ گئین۔ بے تکی باتین ایک زمین کی تو دوسری آسمان کی ہوتی رہین۔ پان دالائیچیان شوکت پڑی پڑی چبا یا کین اتنے مین چار بجے۔ مکتب سے لڑکیون نے چھٹی پائی۔ اور دو دو چار چار کی ٹکڑیان ادہر ادہر گھومنے لگین۔ قریشیہ۔ سطوت اور اُن کے ساتھ روز افلپ یا محمودہ بیگم بھی آج شوکت محل پہونچین۔ قریشیہ نجانے کس کام سے مرادی خانم کے دالان مین سطوت کو لئے چلی گئی اور محمودہ ناظمہ بیگم کے کمرہ مین ٹہلتی پہونچین۔

ناظمہ۔ آ۔ بیٹی۔ آ۔ (اُٹھ کر پیار سے منھ پر ہاتھ پھیرتی ہے) پڑھ آئین۔

دہچو کی پر پانی اور صابون رکھا ہے۔ منہ ہاتھ دہو ڈالو۔ کچھ ناشتہ کرلو۔ پھر جانا۔
محمودہ۔ آج آپ ہی کے پاس سیدھی چلی آئی۔ اتان کے کمرے مین بھی نہین گئی۔ (منہ دہونے بیٹھ جاتی ہے)
ناظمہ۔ تو ہرج ہی کونسا ہوا۔ جیسی وہ ویسی مین۔ تم کو مین اپنی ہی بیٹی سمجھتی ہون منہ دہو لیا۔ بال درست کرلو۔ یہ سیب وانگور رکھے ہین چھیلو۔ کھاؤ جلدی کیا ہے (ایک سیب خود چھیلنے لگتی ہے)

ناظمہ سیب چھیل چھیل کر محمودہ کو کھلا رہی تھین کہ اتنے مین دیکھتی کیا ہین کہ بی سروری شوکت کا ہاتھ پکڑے اور مس فلپ کو جلو مین لئے اٹھلاتی مسکراتی چلی آتی ہین۔ ناظمہ کے ہاتھ سے قریب تھا کہ سیب گر پڑے مگر وہ بہت سنبھلین اور کہنے لگین " آئی۔ آئی۔ بی سروری بیگم صاحب جو حکم ہو بجا لاؤن"
سروری۔ بہی ناظمہ ہم تینون ٹہلنے نکلے۔ بچپنا یاد آگیا اور مس روز کا سکول جی مین آیا کہ تم کو بھی لیتے ادہر پھرتے یہان دیکھتے کیا ہین کہ تم ہو اور محمودہ اور ہان والی ماستا کیونکہ ہو جبکہ لڑکا بالا نہین ہوتا اُسے غیر کا بچہ بھی پیارا معلوم ہوتا ہے (مس فلپ کی طرف) چلو تم سستی چھوٹین نقل و اصل مین فرق ہوتا ہے
ناظمہ چاہتی تھی کہ منہ سے کچھ نکالے ہجولیون سے راز دل کہڈالے مگر مارے غیرت کے کچھ بنائے نہین بنتی تھی بیچاری زمین مین آنکھین نیچی کئے گڑ گئی۔ یہ بھی کہتے نہ بنا کہ آپ لوگ بیٹھئے تو۔
شوکت۔ سروری بیٹھو بھی۔ ہم بے چارے ناظمہ کے یہان سے نہ جائین گے مس فلپ تم بھی ایک کرسی لے لو۔

شوکت کے ان فقرون سے ناظمہ کی جان مین جان آئی۔ تڑاق پڑاق الماری کھولی کچھ خشک میوہ۔ دال سوٹھ دو تین طرح کی مٹھائی چار پانچ پلیٹون مین

سامنے لاکر رکھدی۔ اور محمودہ سے کہنے لگی "بیٹی سماور سامنے رکھا ہے۔ پانی گرم کرو۔ میں پیالیاں لاتی ہوں۔ آج سروری بیگم کو کھولتی چار پلاؤنگی۔ مجھے بہت دق کرتی ہیں۔ کیا کہوں زمانہ نے میرا ساتھ نہ دیا وہ بھیتری مار دی کہ میرا ہی دل جانتا ہے نہیں تو میں بھی ایک زمانہ میں بڑی بلا تھی میں اور ان سے دبتی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مس فلپ! بی سروری بیگم اور ہم سب ایک ساتھ کے پڑھے ہیں اور ایک ہی جگہ کے رہنے والے افسوس کیا زمانہ تھا۔ اب پھر نہ آئے گا۔ سروری کچھ بولنے ہی کو تھی کہ شوکت نے زور سے چٹکی لے لی۔ "اندھی سنے بوٹی اُتار لی" یہ کہکر خاموش ہو رہی۔

مس فلپ۔ ناظمہ بیگم لڑکپن کا زمانہ ایسا ہوتا ہی ہے کہ مرتے دم تک نہیں بھولتا۔ آپ لوگ تو بڑی خوش قسمت ہیں کہ ایک ساتھ رہنے کا موقع مل گیا۔ اب بھی وہی باتیں حاصل ہیں۔ نہیں تو ایک کو دوسرے کی خبر تک نہیں ہوتی اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیجیے خدا نظر بد سے بچائے آپ لوگوں کی زندگی بڑی پاک صاف زندگی ہے میں ہر وقت اپنی قسمت پر ناز کرتی ہوں کہ اچھی جگہ مجھے لے آئی۔ جنت میں آگئی ہوں اب تو مر کر بھی یہاں سے نہ نکلوں گی۔ اچھی ساعت میں نے محمودہ کو گود لیا تھا۔ بڑی بھاگوان لڑکی ہے۔ روپیہ بھی خوب کمایا۔ اسی کی بدولت اس محل میں داخل ہوئی اور سب سے بڑی بات سچے مذہب کو قبول کیا۔ اب مجھے دنیا کی کوئی ہوس باقی نہیں۔ ہر طرح کی عیش کر لی۔

اس عرصہ میں چار بھی طیار ہو گئی اس کا دور چلنے لگا۔ سروری نے موقع محل سے محمودہ کو یہ کہکر چلتا کیا کہ آج لڑکیوں کی چار میں یہیں سے بھجواؤنگی

قریشیہ سے کہدو کہ جلدی نکرے - اور مرادی کو بھیجتی جانا جو کچھ تازہ ناشتہ طیار ہولائین"

ناظمہ مجھے بھی تمھاری لڑکی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے - قبول صورت بھی ہے اور نگوڑی چپکی چپکی تعلیم تم نے بہت اچھی دی ہے گن ڈہنگ سلیقہ سبھی اس تھوڑی سی عمر مین اُسے آگیا - مین تو ہر دن اُس کی صورت دیکھا کرتی ہون کسی کا بچہ ہو اچھے کو لوگ اچھا ہی کہتے ہین -

مس فلپ مین نے اپنی بچی اُسے بنایا اور مین بہت خوش ہون ہر وقت ڈرا کرتی ہون کہ کہین ماں باپ اس کے نہ پیدا ہو جائین - اور مجھ سے چھین لیجائین ہاں مین تو ہرگز نہ دونگی چاہے مقدمہ ہی کیون نہ لڑے - پھر طبیعت کو ڈھارس دیتی ہون کہ ماں نے تو کبھی خبر نہ لی باپ کا البتہ کچھ برسون تک پتہ رہا - کبھی کبھی روپیہ بھی بھیجدیا کرتے تھے - اتنو دس بارہ برس سے کوئی خط بھی نہین آیا - معلوم نہین مرگئے یا زندہ ہین - مرہی گئے ہون گے نہین تو خط ضرور آتا -

سردری - مس فلپ بہلا تم ماں کو دیکھو تو پہچان بھی لو ؟ نہین اب کیا پہچانو گی نگوڑی بوڑہی ہوگئی ہوگی - وضع قطع کیا تھی - کچھ محمودہ صورت مین ماں سے ملتی جلتی بھی ہے کہ نہین -

مس فلپ مین کہہ نہین سکتی - رہین تو وہ عرصہ تک اسپتال مین تھین بڑی ہنسوڑ تھین - مگر بیوقوف - ناظمہ بیگم کو جب مینے دیکھا ہے تو ان پر مجھے شبہہ ضرور ہوا تھا - اور اب بھی جب انہین دیکھتی ہون تو محمودہ کی ماں یاد اجاتی ہن - بار بار غور کرتی ہون کہ کہین یہ ہی تو نہ تھین -

ناظمہ - الماری کھولے چاء کا سامان نکال رہی تھین - اور دل بانسون اچھل رہا تھا

اُڑے رہنے بھی دو مین نگوڑی تمھارے اسپتال مین بچہ جننے کہان گئی آج تک تو اس کی نوبت نہین آئی ہے"۔

سروری - ذرا مین صورت تو دیکھون (لپک کر جاتی ہے اور چھپا چہرہ شوکت کی طرف پھیر دیتی ہے) شوکت دیکھو محمودہ کی مان یہی ہے - اب چونچلے رہنے دو، ہم سب تمھارے بچپنے کے ساتھی این - مس فلپ بھی خیر نہین رہین - شک اِن کو مسیر ہئی ہے - اور مجھ سے پوچھو تو مین آج سے نہین جب سے محمودہ کو دیکھا ہے - تمھاری جائی اُسے سمجھتی ہون - اس کا چہرہ مہرہ دیکھو بالکل تمھارا ایسا ہے - آنکھین! - پیشانی اور رنگت باپ کی سی تم سانولی سلونی اور وہ گورے چٹے - شرم اَب کرے تمھاری بلا - توبہ نصوح کر چکین اَب کلیجہ سے لگا کر اُسے رکھو - رہ گیا تمھارا راز وہ ہم تینون کے پاس محفوظ ہے - بس اَب زبان سے نہ نکلے گا - اگر نکلے تو زبان کاٹ کر پھینک دون -

غرضکہ بی سروری نے کچھ ایسی میٹھی میٹھی باتین کین کہ ناظمہ بے اختیار ہو کر رونے لگی - اور قدمون پر گر کر بولی " بیگم میری عزت تمھارے ہاتھ ہے محمودہ پر بھی ظاہر نہ ہو - مرتے وقت اُس سے کہہ دونگی کہ تیری بدنصیب مان مین ہی تھی "- بس ہنگامہ ختم -



باب (۱۱):

کلثوم کی کسب سے رخصتی

بلبل کا چمن کو خیرباد کہنا گل کا ہری بھری شاخ سے جدا ہوکر دامن گلچین مین آنا بہار کی گلستان سے رخصتی۔ کسی رکن خاندان کی خاندان والون سے جدائی۔ عارضی ہی سہی دولھن کا دولھا کے گھر جانا جلسۂ احباب سے ایک مخلص کا علحدہ ہونا ایک سہیلی کا دوسرے کے گلے مین بانہین ڈالکر کہنا "بہن! اب رخصت ہوگے ہین کہا سنا معاف کرنا جیتے رہے تو پھر ملین گے" یہ سب قیامت خیز نظارے ہین۔ جذبات مین ہیجان پیدا کرتے ہین خون رُلاتے ہین مگر قربان جائیے قدرت کے کرشمون کے چشم بینا چاہیے۔ اس بگاڑ مین بھی سیکڑون بناؤ ہین۔ تم جاتے ہو دوستون کا ساتھ زمانہ تم سے چھڑا رہا ہے۔ جاؤ خدا حافظ۔ تمھاری جگہ دوسرا آئیگا۔ اگر تم مین خوبیان ہین۔ تو تمھارے دوست برسون تمھین یاد کرین گے۔ تمھاری یاد کو دل مین تمھاری خیالی تصویر کے ساتھ جگہ دین گے۔ جب تک جئین گے کوئی تذکرہ آئیگا بے اختیار کہہ اُٹھین گے "خدا بخشے نہ بڑی خوبیون کا آدمی تھا۔ جلسہ کی جان وہی تھا بے اُس کے محفل سونی ہے۔ اب ایسے کھیلون مین جی نہین لگتا" اور اگر معاملہ برعکس ہے۔ تو تذکرہ آئیگا ضرور مگر دبی زبان سے سرگوشیان ہون گی۔ کوئی منہ پھٹ ہوا تو کہہ بیٹھے گا "اجی جاؤ بھی۔ کس منحوس کا نام لے لیا تین حرف بھیجو"۔ اس قسم کے تذکرے سمجھدار کے لئے سبق آموز ہین۔ اگر در حقیقت یکجہتی بس ہے آدمی عادات کی اچھائیون و برائیون کو سمجھنے لگتا ہے۔ ہر دلعزیزی کے گُر کو جان جاتا ہے اور اپنے افعال و حرکات کو اُسی نمونہ کے مطابق سنوارنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک طرف تو یہ نفع ہوا اور دوسری جانب عالم کی بے ثباتی پیش نظر ہے "یکے ہمین رود دیگرے ہمین آید"

وسیع معانی ذہن میں آ رہے ہیں۔ یاد احباب دل ستا رہی ہے۔ جی چاہتا ہے کام بے اور بھاگیں۔ اجنبیوں سے پیچھا چھوٹے پھر اپنے چمن میں اپنے ہم صفیروں کے ساتھ چہکیں۔ دنیا کے نشیب و فراز سامنے ہیں۔ تنہائی میں دوستوں کا نقشہ کھنچا کا رنگ نظروں میں جما ہے متعدد صورتوں پر نگاہیں پڑتی ہیں تو کسی کا رنگ پھیکا معلوم ہوتا ہے اور کسی کا گہرا۔ دل کہتا ہے "محمود بڑا محبت کرنے والا ہے۔ حامد میں وہ بات کہاں۔ جدائی تکلیف دہ ہی بڑی معلوم ہوتی ہے۔ مگر دیکھو کیسے کیسے نفع اس میں بھی مخفی رکھے گئے ہیں۔ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا لیکن ان باتوں کو کون دیکھتا ہے ورنہ ذرہ ذرہ حکمت کا گنجینہ ہے تمام عمر آدمی سیکھے اور پھر بھی کتاب قدرت کے اسرار ناتمام ہی رہیں۔

آج قریشیہ بیگم کے مکتب میں غیر معمولی چہل پہل ہے سمجھدار بچیوں کے چہرے نڈھال ہیں۔ دعوتی کارڈ لکھے جا رہے ہیں۔ باغ میں شام کو گارڈن پارٹی محمود کے نام سے کلثوم کو دی جانے والی ہے۔ اور رات کو قریشیہ بیگم اور سطوت آرا بیگم کی طرف سے رخصتی دعوت ہے۔ کلثوم اسکول میں اس قدر ہر دلعزیز ہو رہی ہے۔ کہ چھوٹی بڑی لڑکیاں سب اُس کی جدائی کے خیال سے دل گرفتہ ہیں۔ کام کرتی ہیں مگر چپکے چپکے۔ حزن و ملال قدم قدم پر ٹھوکریں دیتے ہیں۔ تحائف بھی امیر گھرانہ کی لڑکیاں علیحدہ علیحدہ دینے کو طیار ہیں۔ اسی غرض سے بڑی لڑکیوں کی ایک جماعت سروری بیگم کی خدمت میں گئی بھی تھی مگر اُنھوں نے اس ارادہ سے یہ کہکر باز رکھا میں کہتی ہوں تم سب دیوانی کیوں ہو گئی ہو۔ کلثوم طرابلس جاتی ہے سسرال نہیں جاتی۔ جب اصل خیر سے بیاہی جائے گی جو چاہنا دیدینا۔ مری کیوں جاتی ہو۔ دو مہینے میں لڑائی ختم ہو جائیگی۔ اور وہ اُچھلتی پھاندتی تم لوگوں سے آن ملیگی۔ سروری بیگم کا نادرشاہی حکم ٹالتا کون اور مخالفت کون کرتا۔ سب لڑکیاں بددل ہو کر اٹھیں جسکو سروری نے فوراً ہی تاڑ لیا۔

سروری (قریشیہ سے) کیوں۔ تو خاموش کیوں ہو رہی کیا تجھے بیوقوف سمجھتی ہے میں نے

بال دھوپ میں نہیں سفید کئے ہیں۔

قریشیہ۔ بال تو ابھی ممی آپ کے سفید نہیں۔ اور آپ کا حکم سنکر میں نگوڑی کیا جھینپنے لگی جو آپ نے کہا اُس سے کبھی سرتابی نہ ہوگی۔

سروری۔ وری لوگو۔ یہ تبھو کری مجھے کیا سٹری بنا رہی ہے کہتی ہے آپ کے حکم سے سرتابی نہ ہوگی مطلب یہ ہے کہ ابھی بات کہئے یا بُری آپ کے منھ کون لگے ماننا ہی پڑیگی نہیں تو قیامت برپا کر دیجئے گا۔ زمین آسمان سر پر اُٹھا لیجئے گا۔" اس زمانہ کی لڑکیاں خدا بچائے ان سے چٹکیاں لیتی ہیں۔ ایسی بات کہتی ہیں جو دلمیں تیر کیطرح چبھ جاتی ہے وہ تو کہئے میں اُڑتی چڑیا پہچانتی ہوں۔ اِن کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ میری جگہ کوئی دوسری ہوتی تو یہ آدم خور نیاں بھونکر کھالیتیں۔ ڈکار تک نہ لیتیں بوصاحب! ہم بھی تھوڑی کہ بی بی تو کو ہمارا مشورہ ناگوار ہوا ہے۔ منھ بھول گیا سوج گیا۔ کوئی بات مرضی کے خلاف ہوئی آگ ہو گئی بگولا ہوگئی۔ اللہ ری تنتنی ایک تجھ کیا موقوف ہے تجھ سے دو چار جوتیاں بڑھ چڑھ کر وہ چڑیل سطوت ہے جسے بی بی شوکت آرا بیگم صاحب نے اتنا طیسر کر دیا ہے کہ زمین پر پاؤں ہی نہیں دھرتی۔

سطوت۔ خالہ ممی ہیں تو نگوڑی کچھ منھ سے بولی بھی نہیں جی ہم سب کا جاتا ہے کہ کلثوم بھی جا رہی ہیں۔ (آہ سرد بھر کر) دیکھا چاہئے اب کب ملنا نصیب ہوتا ہے اپنی اپنی یادگار کوئی چیز دیتے آپ سے اجازت لینے آئی سکھے مرضی میں ہے خیر نہ سہی۔ دو آنسوؤں سے (آنسو بھر لاتی ہے) خاطر داری کریں گی۔

سروری۔ بس بس رہنے دے شوکت کے سامنے یہ قابلیت لیکر بیٹھنا وہ خوش ہونگی زبان قینچی کی طرح چلی ہی جاتی ہے منھ پکڑ کر مسل دونگی ہاں قریشیہ بی بی بتاؤ آخر کیا دینا چاہتی ہو۔ کلثوم آگ میں پھاندنے جا رہی ہے۔ ماں باپ کی خدمت اُس کا فرض ہے جسے وہ ادا کر رہی ہے جو کچھ اُس کا تھوڑا بہت زیور ہے اُسے بھی اُم کلثوم یہیں رکھے

جاتی ہین۔ خود سو القدی کے میان بی بی کچھ نہین لیے جاتے ۔ وہ بھی اپنے پاس رکھنے کا ارادہ نہین۔ جس کسی کو قابل اعتبار سمجھین گی اُس کے سپرد کر دین گی۔۔ میری راے تو یہ ہے کہ تم دونون بہنین ایک ایک انگوٹھی ہیرے کے نگون کی دیدو اور یہ سب لڑکیان ملکر ایک خوبصورت سی ہلکی جمیل بنوا دین ۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح یہ زیور ایسے ہین جو ہر وقت کلثوم کے پاس رہین گے ۔ معلوم نہین وہان کیا واردات ہو۔ بھیس بدلنا پڑے۔ مردانہ لباس مین رہنا پڑے ۔ اللہ اُس غریب کی عزت آبرو کا نگہبان ہے ۔ خیال کرتی ہون تو دل اُلٹنے لگتا ہے

قریشیہ (دوڑکر گلے سے لپٹ جاتی ہے) میری ممی! اچھی ممی!! صدقے جاؤن آپ کے ۔ پھر آپ ہی جھا دیجیے پرسون تو وہ سدھار جائین گی ۔ ہم لوگ اسی واسطے تو آپ کے پاس آئے ہیں تھے روپیہ ہم سے لیجیے میرے پاس ہے اور سطوت کے پاس بھی ۔ آپ لوگ جو کچھ جیب خرچ کے لئے دیتی ہین وہ جون کا تون پڑا رہتا ہے ۔ کمی جو کچھ ہو آپ ملا دیجئیگا شاید چار سو کی گنیان ہم دونون کے پاس ہون گی ۔ اور سنئے آج گارڈن پارٹی ہے بہنی مجھ سے تو کچھ کہا نہ جائیگا ہان ، رودون گی بہت ۔ سطوت بھی میری ہی سی سٹرن ہے ۔ کلثوم کی زبان سے بھی کچھ شاید ہی نکلے ۔ بنتی تو وہ بڑی بہادر ہین لیکن ہین نے بھی اپنی آنکھوں سے اُن کو اکیلے مین روتے دیکھا ہے رونا دھونا مجھے پسند نہین ہول ہوتی ہے دل مین پنکھے لگجاتے ہین ۔ آپ تقریر ضرور کیجیے گا مگر کھانے کے بعد (منہ سے منہ رگڑتی ہے) سمجھین آپ ۔

سروری (خود بھی پیار سے قریشیہ کو لپٹائے ہوئے) دوی دوی لڑکی یہ ہے کیا مجھے پیچھے ڈالتی ہے لو بچاری سرہی پر چڑھ گئین ۔ سیدھے منہ ذرا بولدی ۔ بس بھتنیون کی طرح جمٹ گئی گھونٹے ڈالتی ہے شوکت سے ایک ذرہ نہین جلتا جان اُنھون نے نیلی پیلی آنکھین کین تانی مر گئی دم دبا کر بھاگتی ہے یہ چونچلے مجھے نہین بھاتے (زانو پر لٹا لیتی ہے) بیٹھ ادھر سیدھی ۔ لو صاحب وہ تو لیٹ گئین ۔ اللہ اللہ بہنی اللہ اللہ قسم ہے آج تجھکو

یون ہی پڑی رہنا۔ مین پوچھتی ہون کہ آخر تو چاہتی کیا ہے بھتیج اپنی سگی کو۔ روپیہ تیرا اور اپنا لے آئے یہ بھی کر دون گی۔ ہو نہ آپ تقریر نکرین گی۔ روئین گی مین ہی تقریر بھی کون میری آڑ تو کہان کہان ڈھونڈھے گی اور مین تیرے ساتھ کہان کہان جاؤنگی۔ شوکت (آجاتی ہے) سروری باسروری!! کیا ہو رہا ہے تو یہان تو پورا کتب خانہ اکٹھا ہے اے ہے یہ نگوڑی سطوت کہان بھاگی جارہی ہے۔ خوب اور سب لڑکیان تو قرینہ سے بیٹھی ہوئی این۔ ادب لحاظ سب ہی کچھ ہے (قریشیہ کی طرف گھور کر) آپ ہین کہ بیٹھی ہی نہین زانو پھیلی ہوئی ہین۔ صاحبزادی بہت تمیزدار ہین۔

سروری ۔ (قریشیہ کے کان ہین جسے ابتک وہ دبائے ہوئے تھی) بول چڑیل اب بٹھواؤن پھر آپ کون آپ سے مطلب جیسے چاہتے ہین اپنے بچے کو رکھتے ہین۔ ہم کو لوگ تھوکین گے ہم کو بُرا کہین گے آپکو کوئی کہنے نہ آئے گا مجھ دیدے نکالو یہ آنکھین ہین نے بہت دیکھی ہین۔ پہلے ڈر جاتی تھی اب انکا جادو مجھپر نہین چلتا۔ (قریشیہ اُٹھکر بیٹھ جاتی ہے) ہان تو شوکت آج پارٹی بھی ہے اور دعوت رخصتی بھی۔ مجھسے لڑکیون کا اصرار ہے کہ کچھ کہون۔ مین سوچتی ہون تو کچھ مین نہین آتا کہ کیا کہون گی۔ تم کو موقعہ محل پر خوب سوجھتی ہے مجھسے زیادہ مشاق بھی ہو اگر تم اس بکھیڑے کو اپنے سر رکھتین تو اچھا تھا۔

شوکت ۔ نا بابا۔ مجھے معاف ہی رکھو۔ مین وعدہ نہین کرتی۔ اُس چھوکری کو مین نے بچپنے سے پالا ہے یقین مانو کہ اگر کچھ بھی بولی تو روتے روتے بدحواس ہو جاؤنگی۔ بدشگونی ہین نکرونگی۔ تم سوتون کو نہ ساتی ہو آج ہی تو خالہ امان تمھارا امتحان ہے۔ اور مین خوانخواہی اصرار بھی نہین کرتی۔ زبان کی پھوہڑ ہو تو کیا ہوا۔ دل کی کچی تم بھی ہو۔ یہی کیا اس چھوکری نے رنگ مین بھنگ کر دیا ہے۔ ماں باپ کو جانے دیتی خود اسکول مین اور لڑکیون کے ساتھ دل بہلاتی۔ یہ کہین اچھا تھا۔

سطوت آجاتی ہے اور گنتیان گن کر سروری بیگم کے سامنے رکھدیتی ہے

۔ یہ گنیاں کیسی ہیں اور کیوں لائی ہو ادہر آکر میرے پاس بیٹھو اور جو حال ہو بیان کرو۔

سطوت۔ ہم سب خالہ جی کے پاس آئے تھے کہ مشورہ لیکر کچھ تحفہ بہن کلثوم کو دیں پہلے تو ڈانٹ پڑی قریشیہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پھر دلاسے ہم سب بہلے گئے (سروری خفگ تیہے منھ میں) اور اس کی اجازت دی گئی کہ اپنا اپنا روپیہ لے آئیں تو انگوٹھیاں منگوا دیجائیں۔ میرے اور قریشیہ کے پاس چار سو کی گنیاں موجود تہیں وہی لائی ہوں۔

شوکت (ہنسکر) تم دونوں بڑی مالدار ہو۔ دولہا کے گھر خزانے لیکر جاؤ گی۔ اس کنجوسی کی بھی کوئی حد ہے۔ جو کچھ خرچ کرنے کو دیا جاتا ہے جوڑ جوڑ کر رکھتی جاتی ہو۔ بس انتہا ہو گئی۔ اور بی سروری بیگم نے عمر بھر کی جمع تہتا ایک دم میں خالی کرالی

سروری۔ اور نہیں تو کیا۔ میری جوتی کو کونسی غرض پڑی تھی کہ اپنا روپیہ صرف کرتی مجھی نگوڑی کو روپیہ کی بہت ضرورت رہا کرتی ہے۔ اب انہیں دونوں صاحبوں سے قرض لیا کروں گی۔

سروری۔ (لڑکیوں سے) اچھا لے اب تم لوگ جاؤ۔ اپنا اپنا کام دہندھا کرو جو جمیل کے لئے چندہ کرنا چاہتی ہوں وہ بھی آج ہی انتظام کرلیں۔ جو زیور منگانا مجھے دکھا دینا۔ بہی قریشیہ میں وعدہ نہیں کرتی ہوں بن پڑے گا تو کچھ کہہ دوں گی۔

قریشیہ آنکھوں ہی آنکھوں میں لجاجت کرتی اور ہاتھ جوڑتی چلدیتی ہے۔

شوکت۔ ارے یہ لڑکیاں بڑی کنجوس ہیں میرے خیال میں بھی نہ تھا کہ دو دو سو روپیہ ان دونوں کے پاس ہوں گے۔ چلو اچھا ہے دولہا کا گھر خوب کریں گی۔ سروری تمہاری تعلیم غضب کی ہوئی ہے۔

سروری۔ تو مطلب کیا ہے۔ روپیہ نگل لیتیں یا ہاتھ پر رکھکر چاٹ لیتیں۔ ضروریں کھانے پینے پہننے کی سب پوری ہوتی رہتی ہیں۔ اسکول میں کبھی کبھار اگر کوئی رقم

دینا پڑی تو اپنے پاس سے دیتی ہین۔ یا فیس نیمبر مین اگر جاتی ہین تو کچھ اپنے پاس سے خرید لیتی ہین۔ حساب کوڑی کوڑی کا لکھتی ہین مہینہ مین ایک دفعہ دیکھ لیا کرتی ہون۔ کوئی پیسہ بے موقع نہین اٹھاتین یکہ میرے ڈر سے اور کچھ تعلیم ہی یون دی گئی ہے۔ پھر جیب خرچ نگوڑا جمع نہ ہو تو کیا ہو۔ مین تو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر کرتی ہون کہ نازون مین پلین مگر عادتین بری نہین۔ ایسی لڑکیان اکثر بہت ضدین کرتی اور خراب ہو جایا کرتی ہین

شوکت۔ ہان ہان مین تو کہتی ہون کہ بہن تمھاری تعلیم بہت اچھی ہے۔ مجھ سے تو ایک نہ بچی کی میری بلا سے یا پڑ بیلتی۔ بیٹے کو ہوتا تو اسکول کی تعلیم و تربیت مین آپ بنجاتین نہین تو اپنا سر کھاتین۔ خیر یہ تو سب آئی سے دو پہر ہونے کو آتی ہے پارٹی کا انتظام کون کرے گا دن چھوٹا ہونے لگا ہے تم خالی خولی باتین بنانا جانتی ہو مین نے یہ کیا مین نے وہ کیا اگر مین بی بی صاحب کو ٹھیلتی نہ جاؤن تو ایک کام نہ ہو چلو اٹھو مجھسے ہدایتین تو کر دو بہت کرنا کھانا میرے ساتھ کھا لینا۔

سروری۔ ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ آپ ہی کے ٹھیلنے سے تو ہم کام کرتے ہین۔ کہو قسمت کی اچھی تھین۔ میری سی ایک جان نثار بہن مل گئی ہے۔ ہر موقعہ پر آڑے آتی ہے نہین تو کوئی تھوکتا بھی نہین اور پارٹی سے مجھ سے مطلب۔ ناظمہ اور مس فلپ کے منھ سے دودھ ٹپکتا ہے! وہ کچھ جانتی ہی نہین! کرنے کیون نہین دیتین۔ لڑکیان اور اُن کی استانیان سبھی تو ہین مین نگوڑی کیا شاخ زعفران لگا دون گی۔ جا رہیے جب سب مہمان بی بیان آئین گی۔ مین بھی چلی جاؤن گی۔ مین ہی ایک اپنے گھر کی منالتو ہون کھانا مین آج تمھارے ساتھ نہ کھاؤن گی۔ اپنے دولھا کے ساتھ کھاؤن گی۔ مدتین گذر گئی ہین یہ بھی مجھے یاد نہین کہ ان کو قرینہ سے کھانا کھانا بھی آتا ہے یا بھول گئے ۔۔۔ تی کیا ہو جو تم کہتی ہون تم اپنا فرض ادا نہین کرتین

تو بین بھی بکرون ۔ آج تعطیل کا دن بھی ہے ۔ نگوڑا آتا ہی ہوگا ۔
شوکت ۔ اللہ ری تو اور اللہ رے تیرے دولھا ۔ تعطیل کے دن دنیا مین کوئی کام اُن کو تھوڑے ہی ہے ۔ بیچارے بیگم صاحب کے پہلو سے لگے بیٹھے رہتے ہین ۔ (ہاتھ پکڑ کر) لے بس اُٹھئے ۔ یہ نخرے مجھے نہین بھاتے بادشاہ حسن آتے ہون تو آئین جم جم آئین کیا میرے مکان کا راستہ اُنھین نہین معلوم ۔
سروری ۔ تو ہاتھ کیون مروڑے ڈالتی ہے ۔ چلتے ہین جان عذاب مین کر دی ہے یہ باتین کچھ اچھی تھوڑی ہین ۔ وہ دوسری کرین گے تو مین کیا کرون گی ۔ میرا بنا بنایا گھر بگڑ جائے گا ۔
شوکت ۔ نوج کلو بیچاری جو منھ مین آتا ہے بکتی چلی جاتی ہے کوئی بات سنجیدگی سے کرتی ہی نہین ۔
سروری ۔ تو ذرا کی ذرا اور بیٹھو مین نے اُنھین سچ مچ بلا یا ہے ۔ انگوٹھیون کے لئے روپیہ دیدون تو چلون ۔
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ بادشاہ حسن آگئے ۔ دو چار فقرے اُنھون نے بی بی اور سالی دونون پر چست کئے ۔ ہنسے ہنسائے گئے ۔ تھوڑی ہی دیر بیٹھنے پائے تھے شوکت نے دو گلوریان بنا کر دی تھین کہ سروری نے روپیہ حوالہ کیا ۔ گنتے ہو چار سو روپے ہین ۔ دو انگوٹھیان اچھے نگون کی لا دو ۔ تمھاری لڑکیون نے منگائی ہین کلثوم کو دینا چاہتی ہین سو دس پانچ زیادہ لگین تو لگا دینا ۔ حساب دوستان دردل "
بادشاہ حسن ۔ خوب یہ حساب دوستان دردل کی اچھی کہی ۔ آپ ہماری دوست ہین بی بی نہین ہمارے آپ کے یارانہ ہے ۔ سنتی ہین بی شوکت آرا بیگم صاحب ۔
شوکت ۔ تو اس مین مضائقہ ہی کیا ہے ۔ بی بی سے بڑھ کر میان کا دوست کون ہو سکتا ہے ۔ آپ نرے جانگلو ہی ہین ۔

اسیطرح دوچار او کیاں اور سننے کے بعد ا، شاہ حسن بیچارے تم لوگوں کے منھ کو ن لگے کہتے ہوے چلے گئے شوکت آرا سروری کو لئے ہوے اپنے گھر گئیں وہیں کھانا پینا ہوا وہ پہر بوٹ پوٹ کر ہنسی مذاق میں کٹی نماز ظہر کے بعد ہی سروری کو گارڈن پارٹی کے سامان کی متعلق دہن ہوئی لڑکیاں بلائی گئیں۔ ڈانٹی گئیں۔ مگر وہاں سب سامان چوکس جلا مس خلپ اور مدرسہ کی استانیاں سب لگی ہوئی تھیں پھل پھلاری تر خشک میوے۔ پکوان کی چیزیں دیسی و انگریزی مٹھائیاں بسکٹ سبھی آچکے تھے باغ کے چمن خس و خاشاک سے پاک روشیں پانی سے چھڑکی۔ چھوٹی چھوٹی میزیں اور ہر میز کے چاروں طرف ایک ایک کرسی۔ غرضکہ جو کچھ ہونا چاہیے سب کچھ ہو چکا تھا۔ چار بجتے بجتے ناشتہ بھی چن دیا گیا۔ تھوڑے سے فاصلہ پر ایک کونہ میں چھولداری نصب تھی جسمیں۔ پانی۔ پان۔ اور چاء کا سامان تھا۔ پونے چار پر شوکت اور سروری آگئیں۔ ہر ہر چیز کو خود دیکھتی بھیں تب اطمینان ہولیا۔ تو ادھر ادھر ٹہلنے لگیں۔ چار بجکر کچھ ہی منٹ آنے پائے ہوں گے کہ بیگمات کی گاڑیوں کی آمد شروع ہو گئی اور پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر رنگارنگ کی ساڑیاں سادی و زرنگار شوکت محل کے پائیں باغ میں نظر آنے لگیں۔ باغ ہیچ پریوں کا پرستان ہو رہا تھا۔ سب مصروف گلگشت۔ سب خوش۔ لڑکیوں کی ٹولی کلثوم کو اپنے جھرمٹ میں لئے ہوے کبھی ادھر اور کبھی ادھر سرگوشیاں بھی ہوتی ہیں اور زور سے باتیں بھی۔

سوخت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

لیجئے خورش شروع ہوئی۔ کبھی اس میز پر اور کبھی اُس میز پر پانی کی بوتلیں بھی کھلیں چاء بھی پی گئی۔ خوش کے گھنٹے پلک مارتے کٹتے ہیں چھ بجتے بجتے کھانے پینے سے فارغ ہو کر کوئی ٹہلنے لگا اور کوئی کھیلنے۔ ٹینس بھی ہے بیڈمنٹن بھی۔ تاش بھی ہے شطرنج بھی

ہر قسم کی بازیون کا سامان دلچسپی کے لئے مہیا تھا جب کامل اندھیرا ہو لیا ہے۔ تب بیگمات سب کی سب اسکول کی عمارت کی طرف ڈھلین جو برقی روشنی سے بقعہ نور بنی ہوئی تھی یہانکی سجاوٹ ہال و ڈائننگ روم دونون کی عجیب دلفریب تھی سات بجے کھانے کا کمرہ مہمانون سے بھر گیا۔ چیزین بہ افراط تھین اور لڑکیون نے کلثوم کی رخصتی دعوت مین کوئی دقیقہ تکلف کا اٹھا نہین رکھا تھا۔ کھانے پینے سے ایک گھنٹہ کے بعد فراغت ہوئی تو پان و عطر کا دور چلا۔ اور کچھ دیر برآمدون مین ٹہلنے کے بعد بیگمات ہال کے وسیع کمرہ مین اس غرض سے جمع ہو گئین کہ رخصتی کی دردناک رسم بھی ادا ہو جائے۔ تو سب کے سب ٹھنڈے دل سے اپنے اپنے گھرونکو سدھارین۔ دولتمندون کا مجمع تھا اس وجہ سے تحائف زیورات و نقد کی صورت مین بہت سے تھے اور وہ ہال ہی مین میز پر ہر ایک بیگم کے ٹکٹ کے ساتھ قرینہ سے لگا دیئے گئے تھے لیجئے ہر ایک اپنی کرسیون پر بیٹھ گئین۔ بیگم طیب جی صدر جلسہ باتفاق رائے قرار پائین۔ انھون نے قابلیت کے ساتھ ایک مختصر سی تقریر مین اسکول کی تعلیم و تربیت۔ لڑکیون کا باہمی میل جول بیان کرنے کے بعد کلثوم کی رخصتی پر اظہار افسوس کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ یہ لڑکی میدان جنگ کی تکالیف کا مقابلہ تحمل کے ساتھ کر سکے۔ اور پھر جلد اپنی بہنون مین آن ملے۔ سبھون نے ایک زبان ہو کر آمین کہی اس کے بعد پھرتی کے ساتھ ایک چھریرے جسم کی متوسط القامت بیگم سراپا عرض صدر انجمن کے پاس ریشمی رومال سے منہ پونچھتی۔ مسکراتی۔ چارون طرف نظرین ڈالتی سنجیدگی و متانت کو جو اُن سے دور دور بھاگ رہی تھی اپنے ساتھ گھسیٹتی آن کھڑی ہوئین۔ یہ بی سروری بیگم ہین جو اپنی منہ بولی بیٹی قریشیہ کی خاطر سے تقریر کرنے آئی ہین۔ بیگم طیب جی صدر جلسہ سے اجازت لینی ضروری تھی۔ لہذا آنکھین بچا کر ایک دبچلی اُن کے لے لی۔ جب گھبرا کر متوجہ ہوئین اور قریب تھا کہ کچھ کہہ بیٹھین تو ہونٹھون پر اُنگلی رکھ کر آپ پوچھتی ہین "اجازت ہے نا" جواب کا انتظار کون کرتا

ہاتھ اٹھتے ہیں رگ رگ پھڑکتی ہے۔ ہاں میں سناتا چھایا ہوا ہے۔ اے لو وہ کوئل کوکنے لگی

سروری بیگم کی تقریر

ساقیا برخیز و دردہ جام را کو

(ارے) خاک بر سر کن غم ایام را کو

آج کی لڑکیو اور کل کی بیبیو! رنگ رلیاں۔ ڈھول۔ دمامہ۔ باجہ گاجا۔ ناچ کود بیاہ برات کی نشانیاں ہیں۔ اپنے پرائے سبھی جمع ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا دل باغ باغ۔ ہر ایک کھلا جاتا ہے "ہریالے بنے" آور ہمیشہ دلبرے سجان سبارک باشد" ویسے ہی ہمیشہ ہیں جیسی کہ مجھ نگوڑی کی تقریر۔ مگر آدمی پر آدمی ٹوٹے پڑتے ہیں۔ ڈومنیوں کو سانس لینا دوبھر ہو جاتا ہے بیل لیتی ہیں۔ حق مانگتی ہیں تیرا آنچل پکڑا۔ میرا چھوڑا لیکن پسینہ میں شرابور۔ ایک طرف تو گرمی اور اوس مارے ڈالتی ہے۔ اور دوسری طرف حرص و طمع اور روپیہ کی لالچ روح میں نئی تازگی پیدا کرتی ہے اور بدن میں سکت بھرتی اپنے فن کے کرتب دکھاتی ہیں لطیفے اور بذلے سبھی کچھ کرتی ہیں۔ جھولیاں بھرتی ہیں۔ دینے والا بھی خوش اور لینے والا بھی نہال۔ اور تماشے کی بات یہ ہے کہ یہ دیوانگی عام ہوتی ہے بوڑھے بچے۔ جوان۔ ادھیڑ۔ پڑھے۔ بے پڑھے۔ سبھی بسوم۔ رچا ہے بعد کو سر پکڑ کر روئیں یا بھی ایسے موقعوں پر۔ بکھا دیکھی۔ یا طعنوں کے ڈر سے اپنی بساط اور اپنی حیثیت پھر تھوڑا بہت دے نکلتے ہیں یہی تعلیم یافتہ لوگ اسے ہنگامہ بے پیے کی مستی۔ جہالت اور فضول خرچی کہتے ہیں اور ہم ایسے اَن پڑھ اتنا جانتے ہیں (صدر انجمن کی جانب مخاطب ہو کر) کہ بیگم صاحب کرتی آپ بھی آدمی ہیں جو ایک موئی گوارن۔ دور کیوں جائیگا ابھی چار ہی دن کا ذکر ہے۔ عباسہ کی شادی میں آپ نے ہزاروں ہی تو لٹا دیئے میں مانتی ہوں کہ دعوت میں آپ نے سو ہی آدمی بلائے۔ انگریز بھی تھے اور ہندوستانی

بھی۔آپ نے کھانا دونون قسمون کا دیا۔ اور نہایت نفیس۔ آپ کا کھانے کا ہال دولھن
بنا ہوا تھا نگوڑا میز سونے اور چاندی کی پلیٹون اور ڈشون کی بوجھہ سے چرچرا رہا تھا
ڈومنیان آپ کے یہان کیون ہوتین گرڈومنے (یعنی گورے) باغ مین بینڈ بجا رہے تھے
میرے اور شوکت کے زور سے عباسہ بیگم کو آپ نے بالاخانہ پر علیحدہ رکھا۔ مگر وہی فرنگنین
اُن کو بھی گھیرے ہوے تھین اور وہ اُدھم مچا ہوا تھا کہ خدا کی پناہ۔ اے ہے مین تو بلبلا
اٹھی۔ ہارمونیم اور پیانو کی آوازین مجھے ٹرٹرک کی آوازین معلوم ہوتی تھین۔ جی چاہتا
تھا کہ کپڑے پھاڑ کر بھاگ جاؤن۔ شوکت اگر نہ ہوتین تو میری ذات سے بعید نہ تھا
کہ ایسا ہی کر بیٹھتی۔ ے بیبیو۔ (اونھ اسر کھجاتے ہوے) مین کیا کہتی تھی اور کہان جا پڑی
یہ میرا مطلب نہین کہ تعلیم یافتہ سوسائٹی پر اعتراض کرون۔ خود نکو بنون اور ہنسی جاؤن
کوئی اپنے یہان مجھ نگوڑی کو دھنسنے نہ دے۔ بہنی یہ تو اپنے اپنے مذاق کی بات ہے۔ مین
ٹھیٹھ گوارن پیدا ہوئی ہون۔ پُرانے زمانہ کی روح میرے قالب مین حکومت کر رہی ہے
آپ لوگ زرق برق ساڑیون مین سچ مچ کی پرستان کی پریان بنی ہوئی زینت محفل معلوم ہوتی
ہین ہماری صدر صاحب راجہ اندر ہین اور یہ ہال راجہ صاحب کا اکھاڑہ۔ مگر مجھ سڑن کو
دیکھئے کہ اس وقت بھی بیگماتی اور خاص لکھنؤ کے ۱۸ کلیون والے پائجامہ مین بطخ کی طرح
کیچڑ کھا رہی ہون۔ اور غوطے لگا رہی ہون۔ (پائجامہ کی طرف دیکھا تو چوڑیدار۔ مسکرا کر)
سڑن تو سڑن اب مین آپ سے پوچھتی ہون کہ یہ ہنگامے کیون ہوتے ہین۔ خیر دولھا کے گھر مین
ہون تو جاسے بھی ہون اُس کو نئی نویلی چاند سی دولھن۔ مونس تنہائی۔ ہمدم۔ ہمراز۔
دل وجان سے فدا ہونے والی ملتی ہے۔ اُس کے ماں باپ لاکھون لٹا دین تو کوئی بات
نہین۔ اچھا حوصلہ ہے۔ لیکن دولھن والون کی کیا شامت ہے کہ بیٹی کو بھی ہمیشہ کے لئے
ہاتھون سے کھو بیٹھتے ہین۔ پھر کیسی بیٹی پڑھی لکھی۔ خوبصورت۔ خوب سیرت گن کی۔
ڈھنگ کی۔ اور روپیہ بھی پانی کی طرح بہاتے ہین۔ آج کیا ہے بہنی سا چق ہے کل کیا؟

میان خود ہی انسان کو "جاہل" فرما چکے ہین۔ اس جہالت سے بڑے میان کا مطلب دنیا کے
علم کی جہالت نہین بلکہ کچھ اور ہی جہالت ہے۔ تم پوچھو گی کہ وہ کیا ہے۔ تو مین نگوڑی
اسی کی ہو گئی کہ بات بتاؤن اور بات کی جڑ۔ اپنی استانیون سے پوچھو جو بڑی بڑی
تنخواہین پاتی ہین۔ مجھے بھی کوئی کوڑی دیتی ہو۔ خیر قریشیہ خوشامد کرتی ہے۔ ماں الی
ماممتا بری ہوتی ہے۔ بتاؤن گی۔ ضرور بتاؤن گی اور نہ بتاؤن گی تو جاؤن گی کہان
(شوکت آرا کی طرف دیکھکر) دریا مین رہنا، ور مگرمچھ سے بیر رکھنا مجھ کے خلاف ہے
جو خیر سے ندارد ہے۔ نہین تو "ظالم و جاہل" کا خطاب کیون ملتا۔ آب سُنو جہالت کا
تمغہ کیون ملا۔ اس لیئے کہ حضرت انسان بچھو بکر تو چھچھوندر۔ آنکھین، کان، ناک، زبان
پا کر اترا گئے۔ لگے "مین" "تین" کرنے۔ حالت تو یہ ہے کہ اتنا نہین جانتے کہ ایک سانس
کے بعد ہونا کیا ہے۔ یا پیچھے کوئی گدھی پر چپت تو نہین لگا رہا ہے۔ خدائی تو جدا رہی بیچھے
بل بوتا خاک نہین مگر اینڈتے پھرتے ہین۔ اپنے تئین تو بہ توبہ۔ قادر مطلق سمجھتے
ہین۔ گھر سے چلے دو چار بیٹے بیٹیان پیدا کرلین۔ لیجئے صاحب اب تو خالق بھی ہو گئے
میان خالق۔ بی بی خالقہ۔ دل مین خدا جانے کیا کیا بھرا ہے سو انتجانہ بنا ہوا ہے
مگر بیٹے کو ڈانٹتے ہین۔ "مین تو میرا ادب نہین کرتا۔ مین تو تیرا خدائے مجازی ہون مجھے
نہین مانتا تو خدا کو کیا مانیگا" بیٹا سمجھا کہ "بابا سچ کہتے ہین۔ مین اگر سعادتمند ہون تو مجھ
انکا ادب۔ احترام خدمت سب لازم ہے۔ جان دیدونگا مگر ان کی نافرمانی نہ کرون گا
اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ دو خیالی فرض اٹھ کھڑے ہوئے (۱) والدین کا اولاد کے ساتھ
اور (۲) اولاد کا والدین کے ساتھ اسی طرح اور اسی ہما ہمی کی بدولت قومی وملکی
فرائض بھی ہوتے ہین۔ جن کے بیان کرنے کی اس سوتح پر مجھے ضرورت نہین معلوم ہوتی
پھر کبھی دیکھا جائے گا۔

اب مین فرض اول کو لیتی ہون۔ یعنی والدین کا فرض اولاد کے ساتھ۔ جو ہندوستانی

طرز معاشرت اور تعلیم کے مطابق جب تک جان چلی جاتی نہیں رہتی ہے چکتا نہیں۔ بھئی بچہ ہوا۔ بڑی
بڑی ارمانون۔ بڑی تمناؤن کا شادیانے بجتے ہین خوشیان سنائی جاتی ہین چھٹی ہے
چلہ ہے۔ مہینہ دو مہینہ یہ وہما چوکڑی رہی۔ اب اُس کی پرورش کی فکر ہے۔ انا مقرر
ہوئی۔ بچہ نے چین کی ماں بلبلا کر دوڑین دو وقتہ ہوا کھانے گاڑی مین جاتا ہے۔
چھینک آئی بار بار پڑا دیکھا جاتا ہے۔ کسن دشمنون کو بخار تو نہین۔ حکیم ڈاکٹر بلائے
جاتے ہین مولویون کے پاس جھاڑ پھونک کو بھیجا جاتا ہے۔ چھ مہینہ کا ہوا کھیر چٹائی
کی تقریب ہوئی بھائی بند بلائے گئے۔ اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ اُٹھا۔ ننھے میان
ماشاء اللہ سے تندرست۔ ماں باپ کی اولاد ہین گلگوتھنا سے پلون بڑھتے ہین۔
آج سب گیہو ہین تو کل انا کی گود مین۔ اور گاڑی پر۔ پرسون پٹی پکڑ کر چلنے لگے۔ پلک
مارتے دودھ بھی چھوٹا۔ پیاری پیاری باتین بھی ریز کرنے لگے۔ اب خیر سے چار برس
چار مہینہ کے ہوئے بسم اللہ کی فکر ہوئی وہ بھی ایک دن دھوم دھام سے ہوگئی۔ جوڑے
تقسیم ہوئے۔ انا کھلائی کو انعام اکرام ملے۔ میان جی مقرر ہوئے قاعدہ پڑھنے لگے
کلام مجید کی باری آئی۔ انگریزی و اردو تعلیم کا سلسلہ چلا۔ آج یہ امتحان پاس کیا اور
کل وہ۔ تعلیم کے ساتھ تربیت بھی چلی جاتی ہے۔ بھئی لڑکا بیراہ نہو۔ برون کی صحبتون مین
نہ بیٹھنے پائے عادات و حرکات بگڑین نہین غرضکہ وہی صاحبزادے جو کل ماشاء اللہ ہین کے
شیر خوار بچہ تھے آج چشم بدور جوان رعنا ہین یا علی گڈھ سے تعلیم پاکر نکلے ہین یا ولایت سے
کوئی امتحان پاس کرکے آئے ہین۔ اب وہ مسکینیت نہین۔ تمکنت ہے خودداری ہے۔
صاحب رائے ہین۔ اہل قلم ہین۔ پڑھنے لکھنے کا ذوق ہے۔ دماغ مین آزادی بسی ہوئی ہے
اماں باوا کی بہت سے باتون کو خام تعلیم پر مبنی کرتے ہین۔ مزاج مین پیدا الگنی علم ہے
کوئی بات مرضی کی خلاف ہوئی تو ہنسکر اتنا کہدیا۔ اوعی آپ کیسی باتین کرتی ہین ہم کھڑکر
باہر چلے گئے۔ ماں باپ کا یہ حال ہے کہ اولاد پیدا کرنے کے بعد ذمہ داری کی جو زنجیر

ان کے سر پڑی تھی اس کی سب کر دیاں ابھی نہیں کٹی ہیں۔ اب اس کی فکر ہے کہ بیاہ مانگ بھی دیتے۔ لاڈوں کے پالے پیٹے گھر والے بھی ہو جاتے۔ کوئی کام کاج بھی۔ جیسے نوکری۔ چاکری۔ وکالت۔ ڈاکٹری۔ پکھر کرنے لگتے تو پاؤں کی بیڑیاں کٹتیں۔ سر کا بوجھ اترتا۔ دنرات اسی کی فکر ہے اور ہر وقت اسی کا چرچا۔ لڑکی مرضی کی نہیں ملتی۔ صورت شکل کی ہے تو لڑکا بدمزاج۔ گن ڈھنگ کی نیک مزاج ہے تو صورت نہیں۔ شوکت کیسی لڑکیاں آئے دن تو پیدا نہیں ہوتیں۔ لیجئے بہت تلاش بہت دوسری سے لڑکی ملی۔ غریب گھرانے کی ہے تو کیا ہوا اگر حور کی بچی ہے۔ فرشتہ رحمت ہے۔ نیک خصلت۔ پڑھی لکھی۔ سیل بانکری ہوسے۔ جراہیں۔ سبھی کچھ بنا لیتی ہے۔ اب دولھا کے ماں باپ کا کیا پوچھنا پھولے نہیں سماتے۔ برات کا سامان ہونے لگا۔ بھائی بند بلائے جاتے ہیں۔ پہردن مشورے ہوتے ہیں۔ کھانے تین دے جائیں۔ ایک عام ایک خاص اور ایک برادری کی بی بیبیوں کو جوڑے دولھن کے ایسے بنیں۔ دولھا کے ایسے۔ پھر زیور بھی رونمائی کے لئے بھاری ہونا چاہیئے۔ ایک بول اٹھی کہ بھئی ناچ ہونا بہت ضروری ہے عمر بھر میں ایکمرتبہ تو جی بھر کر خوش ہولیں اس سے بڑھ کر اور آج کیا خوشی ہوسکتی ہے کہ احمد بیاہا جاتا ہے۔ دولھا کے باد جان ان مشوروں سے نہال ہیں۔ کہتے ہیں اجی سبھی کچھ ہو۔ ناچ بھی آتش بازی بھی۔ کوئی ارمان نکلنے سے رہ نجائے۔ اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ پھر اس کی ناشکری کا ہیکو کریں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مسرت ہوسکتی ہے کہ خدا نے اُسے پروان چڑھایا۔ میرا عظیم فرض میرے ہاتھوں ادا ہو رہا ہے۔ ایک دن شادی بھی ہو گئی۔ سب ہنگامے ختم ہوئے۔ خوب خوب دھومیں ہوئیں۔ یادگار دن تھے۔ اور مزہ کی راتیں۔ ماں باپ کا عقدہ فرض ادا ہوگیا بیڑیاں کٹ گئیں۔ چین سے پیر پھیلا کر سوتے ہیں۔ یہی حالت بیٹی والوں کی بھی ہے تو ہیں یا بھی مسرت اور اصلی خوشی فی الحقیقت اُس بوجھ کے اترنے کی ہوتی ہے جو سر پر ہوتا ہے۔ بیٹی کا فرض اور کٹھن ہے۔ پھر ماں باپ خوشی کیسے نکرین۔

ہو ہاں پاؤں سے عزت آبرو کے ساتھ کٹتی ہیں۔ مجھے دیکھو قریشیہ ماشاء اللہ سے میری آنکھوں خاک جوان ہونے کو ہے۔ میں مارے فکروں کے مری جاتی ہوں۔ نگوڑی سوکھکر کانٹا ہو گئی ہوں۔ جبھی اللہ رکھو اس کے کام سے مجھے سبکدوشی ہو گی۔ گھی کے چراغ جلاؤں گی۔ اور اتنا آرام سے سوؤنگی کہ لوگ سمجھنے لگیں "مر گئی" ہے ہے!! نوج-

بہنو!! تو معلوم ہوا کہ کسی قسم کا قرض ہو اُس سے سبکدوشی باعث مسرت ہوتی ہے۔ اور سبکدوش ہونے والے کو لوگ مبارکباد دیتے ہیں۔ بیٹے بیٹی کی شادی بیاہ اگر بخیر و خوبی نیکنامی کے ساتھ انجام پا جائیں تو والدین ذمہ داریوں عظیم ترین ذمہ داریوں سے نجات پا جاتے ہیں۔ اور اسی کی خوشی میں بیٹی والے کو بابل پوسی بیٹی کی جدائی شاق نہیں ہوتی۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے اسے ایک غیر شخص کو دیدیتا ہے۔ بیٹی بھی دیتا ہے اور پانی کی طرح روپیہ بھی بہاتا ہے عجیب تماشہ ہے۔ اب اس قرض سے میں سبکدوش ہو گئے۔ دوسری ذمہ داری کو دیتی ہوں یعنی اولاد کا قرض والدین کیساتھ لوگو یہ بھی کوئی بات ہے۔ کہ باپ ماں کا قرض تو اتنا ذرا ادا تا ہو اور بیٹے بیٹی کا کچھ بھی نہیں لڑکے لڑکی نے اگر والدین کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پوری کر دیں تو اتنا کہکر ٹالدیا۔ بھئی بڑی سعادتمند اولاد ہے۔ ماں باپ کی کیسی خدمت کرتی ہے۔ خدا بیٹی بیٹا دے تو کل جہان کو ایسا دے۔ آدمی اسی کے لئے اولاد کی تمنا کرتا ہے"۔ اور اگر کہیں نالائق نکلے ماں باپ کو نہ پوچھا۔ سُسرال والوں میں جا بیٹے تو بس اتنا کافی سمجھ لیا جاتا ہے" اُنھو جانے بھی دو۔ کلجگ ہے۔ ماں باپ پڑے بلکتے ہیں۔ صورت دیکھنے کو ترستے ہیں۔ بیٹا جوتی کی نوک پر بھی نہیں مارتا۔ زمانہ اسی کا آ لگا ہے۔ کوئی تمنا کرے تو کیوں۔ پال پوس دیا۔ پڑھا لکھا کر اس قابل بنا دیا کہ دو پیسہ کما کھاتے ہیں۔ اب سُسرے کی ڈیوڑھی بانی کرتے ہیں"۔ بیٹیو و بہنو! یہ دونوں رائیں اپنے اپنے ٹھکانے بہت وزنی ہیں۔ دل سے نکلے ہوئے اور دل میں چبھ جانے والے فقرے ہیں۔ غیرت والے

لئے سنکھیا ہیں۔ اور زہر ہلاہل۔ بے غیرت کے لئے کچھ بھی نہیں۔ مگر ان سے ایک خاص بات کا پتہ چلتا ہے۔ وہ بات نگوڑی کیا ہے۔ یہی کہ اولاد کا فرض اس نرض سے کسی طرح کم نہیں جو والدین نے اپنے سر اوڑھا ہو خرق القدر ہو کہ ایک کا عین جوانی میں انگوٹھے کے سا تھ عشق یعقوبی کے جذبوں میں پلتا اور پرورش پاتا رہتا ہے۔ اور دوسرے کا اگرچہ جوانی میں شروع ہوتا ہے۔ مگر دوسرے جذبات لئے ہوئے۔ ماں باپ کی خدمت اور دلداری بیٹا بیٹی پر فرض ہے لیکن موئی دہاں۔ یاں دولھن اور چھریرہ بدن والا دولھا جب دیکھو گوڑی دل کو مسلا کرتے ہیں۔ اگرچہ نازنین تو دُبلی پتلی کامنی سی ہے تو چھریرہ سا بدن نام خدا ہو تیرے دولھا کا۔ اولاد سمجھدار ہوئی تو کیا کہنا۔ خلوت میں بی بی۔ اور جلوت میں بابا۔ دونوں اپنے اپنے ٹھکانے ہیں۔ کوٹھا بیوی کا مسکن ہے اور دیوان خانہ بابا کا۔ رات وہاں بسیرا لو۔ اور دن یہاں گذارو۔ نہ ان کو شکایت۔ اور نہ ان کو رنج۔ نہ ضمیر کو ملامت کا موقع ملتا ہے اور نہ نفسانی محبت کو دھچکا لگتا ہے۔ ماں باپ پڑھاتے لکھاتے سیکڑوں روپیہ اسی واسطے پھونکتے ہیں کہ عقل میں پختگی آئے۔ اور اولاد کوئی ناسمجھی کا کام بجرے وہ مکتب وہ مدرسہ۔ وہ اسکول بہت مبارک ہے جہاں کے تعلیم پائے ہوئے پاتے ہو سکے کچھ اپنے فرائض کا احساس رکھتے ہوں۔ قریشیہ بیگم کے مکتب خانہ اور اُس کی معلماؤں کو میں صد ہزار آفرین کرتی ہوں کہ جنھوں نے کلثوم کیسی سمجھدار اور خود دار متعلمہ اوس کے والدین کو پھر واپس دی۔ بادیہ نشین عرب کی لڑکی وحشت کی تصویر۔ چند سال اس مکتب میں گذار کر اور علم و عقل کے زیور سے جواہرات سے آراستہ و پیراستہ ہو کر پھر ماں باپ کی خدمت میں جاتی ہے۔ اور کہاں میدان جنگ میں۔ جہاں سپاہی انسانیت سے گذر کر درندہ بن جاتے ہیں۔ جان و غیرت اُس کی سب اللہ کے امان میں سے گلاب کا پھول ہے باغ و مکان کی زینت اس سلئے نہیں کم پوشیدہ کے۔ ماشاء اللہ العلیا جائے ہیرا ہی کان سے نکلا ہوا اور جوہری کی تراش خراش سے تڑپ کا کیا کہنا خاتم

سلیمانی کے قابل ہے۔ اس لئے کہ خوکون کے بھاڑ مین پھینکا جائے یہی حالت (بھرائی آواز مین) میری کلثوم کی ہے۔ آپ لوگ یاد رکھئے کہ یہ لڑکی بہت خوش نصیب ہے۔ مین پیشین گوئی کرتی ہون انشاءاللہ اور اس کا رسول لئے میدان جنگ سے بخیر و خوبی واپس لائے گا۔ زبان کی [illegible] یہ سب جھیلکر سونا تو ہی ہے۔ کندن بنکر آئے گی ماں باپ کی دعائین دنیا مین بھی اور میدان حشر مین بھی اُس کے سر پر تاج بنکر چمکین گی۔ یہ اپنا فرض [illegible] دل سے [illegible] کی [illegible] نہین بلکہ والدین [illegible] کہ یہ لڑکی کیسی خوش نصیب ہے۔ ایک ساتھ [illegible] ذمہ دار [illegible] کے [illegible] ادا کرنے والی ہین یعنی خاندانی فرض بھی اور قومی بھی۔ یہ اس جنگ مین ماں باپ کی خدمت علحدہ کرے گی اور قوم کی علحدہ [illegible] تیسرا فرض [illegible] کے ذہن مین سماہی نہین [illegible] زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ میری عمر کو جب پہونچوگی تب معلوم ہوگا۔

لڑکیو! اس بکواس کا ماحصل یہ ہے کہ فرض ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے آدمی کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے۔ یعنی جب وہ ادا ہوجائے اور اسی کی ادائی کی خوشی مین لوگ ہزارون روپیہ پھونک ڈالتے ہین۔ میرے نزدیک جیسی ذمہ داریان ماں باپ کی ویسی ہی اولاد کی۔ دونون سے سبکدوشی باعث مسرت ہے اسی وجہ سے کتب خانہ مین آپنے چراغان اور دعوت کے سامان دیکھے۔ ہمارا اسکول اپنی بیٹی بیاہ رہا ہے اور اپنے فرض سے ہلکا ہو رہا ہے لہذا یہ موقع ہم سب کی خوشی کا ہے نہ رنج کا جب پرسون کلثوم اصل خیریت رخصت ہوگی تو ایک آہ سرد بھر کے دو آنسو بہا لینا وہ بھی رنج کے نہین خوشی کے اسوقت تو ہین کے جاؤ۔

ساقیا برخیز و در دہ جام را ۔ خاک بر سر کن غم ایام را

.بی سروری بیگم اس شعر کو ذوق شوق مین ہنستی ہنستی بیٹھ گئین۔ اور اُس کے بعد کلثوم نے اُٹھکر ہنستے ہوئے سب بیگمون کا مختصر تقریر مین شکریہ ادا کیا۔ پھر کشتیان تحائف کی لائی گئین اور شوکت آرا بیگم نے اُٹھ کر اپنے ہاتھ سے کلثوم کو مے اور جو زیورات تھے وہ پہنا دیئے۔ اِن تحائف مین جو چیز قابل ذکر ہے وہ ایک منجھولا اسٹیل بکس ہے یہ بی سروری کا تحفہ ہے اور قفل اس کے اندر کیا ہے۔ اِس کا علم اُنھین کو ہوگا۔ جلی قلم سے سفید حرفون مین صرف اس قدر لکھا ہوا ہے "زندگی جب خطرہ مین دیکھو تب اسے کھولو"

باب (۱۲)

محمود کی کوٹھی

کپتان محمود کی کوٹھی بالکل اُسی نمونہ کی ہے جیسی ڈاکٹر مشتاق کی ۔ فرق
اس قدر ہے کہ اب ڈاکٹر صاحب نے اُس مین بہت کچھ اضافہ کرلیا ہے دو منزلین
اوپر بھی ہین ۔ تمام مکان بھی ایک اچھا خاصہ محل ہے ۔ آراضی دونون سے متعلق
بہت کافی تھی ۔ کپتان محمود کی کوٹھی مین دو قطعات بدستور خالی پڑے ہین اور انکے
بیان بادشاہ حسن کا محل اور اسکول کی چھوٹی خوبصورت عمارت بنگئی ہے ۔ دونون
کوٹھیان ایک دوسرے سے قریب ہی واقع ہین ۔ شاید نصف فرلانگ کا فرق ہو کپتان
زیادہ تر ڈاکٹر صاحب کے پاس رہتے ہین ۔ لیکن رات اپنی ہی کوٹھی مین بسر ہوتی
ہے ۔ سپاہی آدمی ہین ۔ لہذا ورزش اور مردانہ کھیلون کے لئے جگہین مخصوص
ہین ۔ اشتیاق روزانہ صبح کو آتے ہین ۔ نشانہ بازی ۔ گھوڑے کی سواری ۔ پیرنا ۔
نیزہ بازی ۔ تلوار چلانا سب یہین سیکھتے ہین ۔ بادشاہ حسن کا لڑکا عمر مین اشتیاق ہی کا
تقریباً ہم عمر ہے ۔ بلکہ دو ایک سال بڑا وہ بھی سپاہیانہ فنون مین محمود کی توجہ سے
بہت کچھ مشاق ہوگیا ہے ۔ ان دو لڑکون کے علاوہ اور بھی نوجوان شام کو محمود
کے پاس آتے ہین اور سپاہگری کا فن سیکھتے ہین لیکن یہ لوگ طرابلس جانے والے
ہین ۔ اس وجہ سے ان کی ٹولی علحدہ ہے ۔ اور اوقات تعلیم بھی مختلف ۔ محمود کو اب فوج
سے تعلق نہین ہے ۔ دس سال تک خدمات انجام دینے کے بعد علحدہ ہو چکے ہین
بوئرون کی جنگ مین افریقہ بھی گئے تھے ۔ اور جس وقت لارڈ رابرٹ کا داخلہ پریٹوریا

ہیں ہوا ہے۔ یہ بھی اُن کے اشارہ میں تھے۔ اور بعض بعض موقعوں پر انھوں نے بہت مردانگیاں کی ہیں۔ ہیں کپتان افسر بنائے گئے تھے کئی تمغہ بھی ہیں۔ پنشن معقول پاتے ہیں۔ اور بنک میں تقریباً ایک لاکھ روپیہ بھی جمع ہے۔ اُسی کے منافع سے آرام کیساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ روپیہ کہاں سے آیا۔ اس کے متعلق کافی علم نہیں حسرت اتنا معلوم ہے کہ حاجی ذکریا کے پاس محمود کے والد سید حامد صاحب نے اُس اپنے اکلوتے بیٹے کی پرورش پرداخت کے لئے آٹھ ہزار کی قلیل رقم چھوڑی تھی جسکو حاجی صاحب نے تجارت میں لگایا اور اُس سے جو کچھ منافع ہوا کیا وہ سالانہ محمود کے نام بنک میں جمع ہوتا رہا۔ حاجی صاحب جب تک زندہ رہے اپنے پاس سے محمود کی کفالت کیا کئے وہ اصل روپیہ اب تک تجارت میں لگا ہوا ہے۔ اور حاجی ذکریا صاحب کے صاحبزادے ششماہی تجارت سے جو کچھ نفع ہوتا ہے برابر کپتان صاحب کو دیتے ہیں۔ غرضکہ روپیہ پیسہ کی طرف سے انکو بھی پورا اطمینان ہے۔ اور اطمینان ہی نہیں حیثیت کے ہوتے دولتمند ہیں۔

حاجی ذکریا دفعتاً قلب کی حرکت بند ہونے سے مر گئے۔ اور محمود کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس گلشن کے پھول ہیں۔ یا کس خاندان کے چراغ۔ جب کبھی اُس کا ذکر آیا۔ حاجی صاحب نے یہی کہکر ٹالدیا کہ میاں سید ہو خراسانی۔ تمھارے باپ کا نام سید حامد تھا۔ خدا ایخشے بہت خوبیوں کے آدمی تھے۔ اور بڑے پایہ کے لوگ۔ آگرہ مسکن ہے۔ تمھارے اعزا اب تک زندہ ہیں۔ بار بار ارادہ کرتا ہوں کہ ایک دفعہ تمھارا اگر تمھیں دکھالاؤں۔ لیکن موقعہ نہیں ملتا۔ یا یوں کہو کہ وقت نہیں آیا۔ خیر جلدی کیا ہے ابھی مرا نہیں جاتا ہوں۔ اللہ نے چاہا تو وہیں کسی بڑے والے گھرانہ میں تمھیں بیاہ ہونگا۔ تمھارے چچا کا خاندان سنتا ہوں کہ بڑا ہے۔ لڑکے لڑکیاں اور پوتے پوتیاں بہت سی ہیں۔ مگر بڑے بھائی کی بے اعتنائیوں سے

تمھارے باپ جائداد سے محروم ہے۔ [illegible] یاد ہو۔ [illegible] خاندان میں پیوند ہو۔ [illegible] طبیعت [illegible] لوگوں کو بھی میں جانتا ہوں۔ کئی خاندان تمھاری برابر کی ہیں۔ امیر بھی غریب بھی وہیں کہیں تمھیں منسوب کر دونگا۔ میں بوڑھا آدمی ہوں اس وجہ سے نسل کا بہت خیال ہے۔ مفصل حالات پھر کبھی فرصت سے بیان کرونگا۔ بو راقعہ سے ابھی محمود کے حسب و نسب کے بارہ میں حاجی صاحب کی آخری بات چیت تھی۔ اُس کے بعد موت نے اُن کو کہنے اور ان کو سننے کا موقعہ ہی نہیں دیا۔ بعد انتقال حاجی صاحب کے محمود نے اُن کے پرائیویٹ کاغذات ایک ایک کر کے دیکھے۔ سوا چند خطوں کے جو سید حامد نے ان کو لکھے تھے اور کچھ نہ ملا۔ وہ بھی اُس وقت کے تھے کہ جب باپ کا آغوش محبت محمود نے نہیں چھوڑا تھا۔ حسرت اتنا اُن سے پتہ چلتا تھا کہ سید حامد کے خلاف بڑی سازش ہے اور اُن کے بڑے بھائی باپ کے ترکہ سے ایک جعلی وصیت نامہ کی بنا پر انھیں محروم کر رہے ہیں۔ یہ خطوط محمود نے اپنے قبضہ میں کئے۔ اسوقت انھیں خیالات میں انہماک ہے۔

(دل ہی دل میں)

"میں بھی کس قدر بیوقوف ہوں کہ دنیا بھر میں گھوم آیا۔ مگر نہ گیا تو آگرہ۔ کچھ نہ تھا تو دادا کی قبر پر فاتحہ ہی پڑھ آتا۔ مانا کہ چچا بُرے تھے۔ اور والد کو جائداد سے محروم کیا۔ لیکن اب وہ بھی اس عالم میں نہیں ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اُن کی اولاد بھی ویسی ہی ہو۔ شیطان کے گھر ولی پیدا ہوتے ہیں۔ پھر وہ لوگ تو بےقصور ہیں۔ باپ نے گناہ کیا تو اس کی بازپرس بیٹے سے نہیں ہوتی۔ مجھے ان لوگوں سے ملنا چاہئے کیا عجب ہے کہ میرے ہمدرد نکلیں۔ یہ کیوں ہوا جس کا عزم کر چکا ہوں اور خیال اب آیا ہے۔ یہ بھی سوچتا ہوں کہ انھیں لوگوں میں کوئی عقد بھی کر لیتا۔ اس سے مجھے بحث نہیں

رہ جائیں گی۔ گو اس میں کچھ ہرج نہیں۔ پھر بھی دیکھنا یہ ہے بیگم سروری کا خود کیا خیال ہے۔

محمود۔ واللہ میری جان میں جان آگئی۔ ضرور چلو۔ جہاں تمھارا ساتھ ہوتا ہے۔ مجھے بڑی تقویت رہتی ہے۔ سمجھتا تھا کچھ نہ بن پڑے گا۔ اور تم اگر ساتھ چلے تو خوب لطف رہے گا۔ آگرہ دیکھا بھی نہیں ہے۔ تاج کا شمار دنیا کے عجائبات میں ہے۔ ایسی نفیس عمارت پھر ہندوستان میں اور ہم اُسے نہ دیکھیں۔

ڈاکٹر۔ خیر دیکھا جائے گا۔ مکان پر چلو تو مشورے ہوں

محمود۔ بھئی اس وقت کھانا یہیں ہو۔ بھابی کو بلاتا ہوں۔ اور بادشاہ حسن بھی چلے آئیں گے کہ طے ہوتا ہے یہیں ہو جائے تو پھر میں ویسا سامان کروں اور ملے ہی کیا ہوتا ہے میں تم کو ضرور لیجاؤں گا۔ دیوانہ را ہوئے بس است۔ میں تو آج کل پاگل ہو رہا ہوں

محمود نے گھنٹی بجائی چپراسی حاضر ہوا۔

محمود۔ (چند سطریں ایک کاغذ پر لکھ کر اور ایک لفافہ میں بند کر کے) دیکھو یہ چٹھی ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر لیجاؤ۔ اور بیگم صاحب کو دو۔ ہاں بادشاہ حسن صاحب کو سلام دینا اور کہنا کہ ایک ضروری کام ہے جلد تشریف لایئے اور کھانا نہیں کھائیگا۔

اس قدر ہدایتوں کے بعد باورچی طلب ہوا اور کھانے میں کچھ تکلفات کا اضافہ کیا گیا۔

چند منٹ میں چپراسی نے چٹھی ڈاکٹر صاحب کے محل میں بھیجی اور بادشاہ حسن سے اُنکے آفس میں کپتان صاحب کا زبانی پیام دیا۔ یہ لوگ تینوں کے تینوں ایک دوسرے کے شیدائی تھے۔ لہذا وہ پیام سنتے ہی چپراسی کے ساتھ ہی روانہ ہوگئے۔ البتہ شوکت آرا بیگم کے یہاں رنگ جما ہوا تھا۔ سروری جیک رہی تھیں۔ مس قلب اللہ ناظمہ بھی تھیں۔ کلثوم کے متعلق کچھ تذکرہ تھا کہ اتنے میں مرادی نے لفافہ

پیش کیا۔

سروری۔ مرادی خط مجھے دو۔ میں نے تم سے ہزار مرتبہ کہدیا ہے کہ دن کے نام کوئی خط کسی کا کیوں نہ ہو جب تک میں نہ دیکھ لوں ان تک نہ جائے۔ مگر عجب شامت ہو رہی ہے کہ تمہی ہے جو جی میں آتا ہے۔

مرادی (ہنسکر) اور اگر ڈاکٹر صاحب کا خط ہو تو آپ کو کیسے دوں۔ میاں بی بی میں ہزار طرح کی باتیں ہوتی ہیں جو دوسرا نہیں جانتا۔ میں نگوڑی پیچھے سے بیگم کیساتھ بلی۔ جب ڈاکٹر صاحب بیگم کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں تو برآمدہ تک میں قدم نہیں رکھتی کرو میں رہنا تو شے دیگر ہے۔ اور آپ کو بھی میں یہی صلاح دوں گی۔ یہی دنیا ہے۔ ہزاروں طرح کی باتیں ہیں جو ہم آپ نہیں سُن سکتے اور نہ سُننا ہی چاہئے غیرت بھی کوئی چیز ہے۔

سروری۔ چل دور ہو کل کی چھوکری۔ آج مجھے سبق دینے بیٹھی ہے۔ وے او مرخط نہیں تو اٹھاتی ہوں جوتی۔ تو صاحب۔ شوکت کا معاملہ ہو اور ہم تعابین مجال ہے ان کی۔ کوئی بات ڈاکٹر سے اُس سے زیادہ کر لیں جس کا سبق میں پہلے سے پڑھا دیتی ہوں۔ رات ہو یا دن ہو۔ میوں دفعہ ان کی خلوت میں گھسی گئی ہوں۔ کیونکہ شوکت کی طرف ایک دزدیدہ نظر ڈاکٹر کا عرض اپنے اطمینان کیلئے

مرادی۔ (قہقہہ لگا کر) ابھی کل میری سامنے اِتی سی تھیں۔ بوٹا سا قد سبز ریشمی ساڑی باندھے ننھی سے گاڑی پر افسر بخشے بی بی کے پاس آیا کرتی تھیں پیروں کھلایا کرتی تھی۔ آپ اللہ رکھو جوان جہان ہیں تو بڑھی خیلا کو چھوکری بناتی ہیں۔ واہ بی سروری بیگم۔ تم ہوا اور دنیا ہو۔ رہ تو نوں تو ہنسائی ہوسکے ہیں سب جانتی ہوں کہ خلوت میں کیسے گھس جاتی ہو۔ رات کو ڈاکٹر صاحب پکڑنے دوڑے ہیں تو بی صاحب کیوں بھاگی تھیں۔ اور مجھ سے کیا کہا تھا۔

سروری۔ لے بس خالہ یہاں چپ رہو۔ خط پڑھنے دو۔ (خط کھولتی ہے اور پڑھتی ہے) اوہی محمود کا خط ہے۔ تم کو کسی مشورہ کے لئے بلاتے ہیں۔ لو دیکھو۔ مرادی کو جا کہ کہدو کہ گاڑی طیار کرے۔ بہن مجھے تو بلایا نہیں ہے مگر شوکت کو میں تنہا جانے دوں گی۔ جاؤں گی ضرور۔ یہ تو کھانا وہیں کھائیں گی۔ میرے لئے ایک خوان میں دس منٹ کے بعد کھانا بھیجدینا۔ ناخواندہ مہمان میں نہ بنوں گی۔

بات کہتے گاڑی طیار ہوگئی اور ڈیوڑھی کے سامنے لگاری گئی۔ شوکت اور سروری سوار ہوگئیں اور دم کے دم میں محمود کی کوٹھی کے احاطہ میں داخل ہوگئیں خود گاڑی کی آواز گھوڑوں کی ٹاپوں کی کھٹ کھٹ سے چونکے اور بھابھی بھابھی پکارتے اور یہ شعر پڑھتے دوڑے

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے ۔۔۔ کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

قریب تھا کہ پٹ کھولنے میں گاڑی بان برساتی میں گاڑی لگا کر دکر الگ ہی ہو گیا تھا۔ گھوڑے شائستہ شوکت آرا بیگم کی سواری کے ٹھکانے پر پہونچ کر ممکن نہ تھا کہ بغیر قدرت سے آواز دی نہیں ہو دی مردوے کیا گاڑی میں گھس آئے گا۔ پیچھے چلے مجھے نہیں بھاتے۔ بھابھی جان تنہا نہیں ہیں۔ میں اُن کی اتالیق ساتھ ہوں۔ اُسس مردوے پیارے کے کارن بہت پاپڑ بیل چکی ہوں۔ مجھے رتی برابر ہم لوگوں کا اعتبار نہیں ڈاکٹر مشتاق اس آواز کو سنکر سیر دیکھنے۔ دبے پاؤں برآمدہ میں آن کھڑے ہوئے۔ ڈرائنگ روم میں بادشاہ حسن پہلے سے موجود تھے۔ بی بی کی آواز سُنی۔ زیر لب ہنسے بھی۔ مشغلہ کے طور پر اخبار اُٹھا لیا۔ مگر کان برساتی ہی کی طرف لگے ہوئے تھے۔ بات یہ ہے کہ ان تینوں میں اسقدر بے تکلفی اور محبت تھی کہ اگر سروری بیگم محمود کے سامنے بھی ہوتیں تو کوئی تعجب نہ تھا۔ مدتوں محمود کا اصرار رہا اور اب بھی ہے بادشاہ حسن نے اجازت دیدی ہے۔ لیکن وہ بندی خدا کی بات چیت کر لیتی ہے

ڈانٹ دیتی ہے۔ کوئی ضرورت ہوئی آڑ سے کہدیتی ہے۔ لکھکر بھیجدیتی ہے پردہ نہین توڑتی۔ ایک نہین کی تو اُسپر قائم ہے۔ کئی دفعہ محمود نے کوشش کی کہ کمرہ مین گھس جائین۔ مگر جب گئے۔ سروری بیگم غائب حیران اپنا سا مُنہ لیکر رہ گئے۔ تھک گئے بالآخر کوشش چھوڑدی۔

محمود۔ اخاہ سرکار بھی ہین۔ تب تو آج میری مراد پوری ہوگئی۔ بادشاہ موجود ہین وہ اجازت دے چکے ہین آج تمھاری زیارت ضرور کرونگا۔

سروری۔ یہ منہ اور چولائی صورت ہنو اور سچ ہے جب تک آدمی جو سد والانہین ہوتا تمیز نہین آتی۔ سامنے چمن مین مالی کام کر رہے ہین۔ خاکرو پیشہ کھانے کے انتظام مین مصروف ہین۔ پلٹنین ادھر سے اُدھر جاتی ہین۔ آپ بھابھی کے لئے اس قدر بے قرار ہین کہ عاشقانہ اشعار پڑھتے چلے آتے ہین۔ کیا صاحب

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے　　کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

اچھے رہے خدا کے لئے طرابلس مین ایسی خوش سلیقگی نہ دکھلایے گا۔ نہین تو خدا جانے کتنی جانین جائین گی۔ نگوڑے سپاہی جاہل اُجڈ ہوتے ہی ہین یہ تو پڑھ لکھکر ایسا جانگلو نکلا کہ خدا کی پناہ۔

محمود اس اچھوتے جھوٹھ کو غنیمت سمجھے۔ گھبرا کر دوڑے پکارتے ہوئے کوئی ہو ادھر نہ آئے زنانہ ہے۔ سواریان اتر رہی ہین" کوئی ہو تو بولے۔ بی سروری برقعہ مین لپٹی ہوئی اُتریں اور چشم زدن مین بغلی کمرہ مین ہو رہین۔ برآمدہ مین مشتاق کا اور گاڑی مین بیگم مشتاق کا مارے ہنسی کے بُرا حال تھا۔ اب محمود کی خفت دیکھنا مقصود تھی۔ اس خیال سے ڈاکٹر پردہ کی آڑ مین ہوگئے۔

محمود۔ (دوڑتے ہوئے گاڑی کے پاس آکر) آپ اترو گی بھی یا یون ہی نخرہ کرو گی۔ آج آپ کی ایک نہ چلے گی۔ میرے سامنے آنا ہی پڑے گا۔ (پٹ کھول دیا) "دین

سروری بیگم کہاں گئیں۔ بھابھی تمھیں واللہ ہماری جان کی قسم ذرا سی آدمی ہیں آپ کی آڑ میں ہو لیگی۔

شوکت۔ (مارے ہنسی کے بدحواس) میں نے تم سے بیسیوں دفع کہدیا کہ اس ارادہ سے باز آؤ۔ جب تک سروری خود نہ چاہیں گی تب تک تمھارا اُنکا سامنا محال ہے۔ اور اُس نے ہمیشہ تم کو چلکو سیر ادڑایا۔ آج بھی فقرہ دیا۔ تم اُدھر گئے وہ کوٹھی میں داخل ہوگئی اور فرض کرو تم گاڑی کھول بھی دیتے تو کیا تھا وہ اُستاد ہے برقعہ پہنے آئی تھی اور برقعہ پہنے تم اُسے کئی دفعہ دیکھ چکے ہو۔

مشتاق۔ (قہقہہ لگاکر) محمود۔ کہو کیسی کہی۔ (بادشاہ حسن بھی ہنستے ہوئے آن کھڑے ہوئے) اب آؤ بھی کھسیانی ہنسی ہنسنے سے کیا فائدہ۔

محمود بیچارے خفیف تو ہوئے ہی تھے بھابھی کو اوتار کر ڈرائنگ روم کے پاس والے کمرے میں چق اُٹھا کر پہونچا آئے چاروں طرف نظر ڈالی۔ سروری کو کہیں نہ دیکھا دوسرے کمرے میں ہونگی ابھی پیچھے دیتا ہوں۔ میں سیدھا سادھا آدمی اُن سے نہ جیتونگا۔ ہاری مانے لیتا ہوں۔"

سروری۔ جناب کپتان صاحب۔ سرکار مجھے ڈھونڈھنے کی تکلیف نہ گوارا کیجئے ہاری آپنے مان ہی لی ہے۔ اب اس لونڈی کو بیحجاب دیکھنے کا خیال دل سے نکال ڈالیے میں یہیں موجود ہوں۔ آنکھیں تو آپ کی شاید بڑی بڑی ہیں مگر نور نہیں یا رات کو سوجھتا ہوگا ابھی تو دن ہی ہے۔ اب آپ اپنے یاروں میں جائیے۔ بھابھی جان کو بھی لیتے جائیے۔ میری رُوح اُن کی حفاظت کرے گی۔

محمود۔ (کھسیانی ہنسی ہنسکر) واللہ بڑی قیامت ہو۔ بادشاہ حسن سیدھا سادھا مسلمان اور یہ پرکالہ۔ کیا خدا کی مشیت ہے۔ ہاں سچ ہے میری قسمت کہاں کہ آپ کا جمال جہان آرا دیکھ سکوں ؎

مرشع جانگدازم تو صبح دلکشائی   سوزم گریست بینم میرم چو رخ نمائی۔

بہی بادشاہ۔ اس شعر پر جلے تو بہت ہوگے۔

سروری۔ گلستان جلدی بھول گئے۔ گوڑے سپاہیو نکا ذہن نا۔ دماغ میں بھی بھوسہ بھرا ہوا ہے۔

شوکت۔ ان کو یاد دلادو۔ وہ کیا شعر ہے وہی۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔

محمود۔ تو ہم شپّر یعنی چمگادڑ ٹہرے۔ کیا جواب دین۔ ہم تمکو بہن سے کم نہیں سمجھتے غائبانہ محبت ہے۔

بادشاہ حسن۔ تو آئے سالہ صاحب۔ یہ آج ہم کو نیا رشتہ معلوم ہوا۔

سروری۔ ہان۔ ہان۔ اب سدہارو بہنوئی بلاتے ہین۔ تم سے بڑے ہی ہون گی۔ جو کچھ مشورہ کرنا ہے کرو۔ آخر سب کو کیون نیوت دیا۔ مین شائستن بے بلائے آئی ہون خیر کچھ ہرج نہیں بھائی کا گھر ہے مجھے ہرطرح کا حق حاصل ہے۔

محمود۔ بہن۔ بہن۔ ہزار مین بہن۔ بیشک بہن۔ مجھے بہن کی سبت تمناہی آپ چاہے تم مجھ سے پردہ کرو۔ مگر جب تک جان مین جان ہے تمھارے ساتھ انشاءاللہ حقیقی بہن کا برتاؤ کرونگا۔ اور ہر چھوٹے بڑے معاملہ مین تمھاری رائے مقدم رکھونگا

سروری (اس خلوص سے متاثر ہوکر) تو محمود مین بھی تمھین دکھادون گی کہ حقیقی بہن کیسی ہوتی ہے۔ یہ پردہ زردہ سب اٹھ جائے گا۔ مگر بھئی بڑی بہن مجھے بناؤ۔ کہو ہان؟

محمود۔ واللہ منظور۔

سروری۔ تو مجھے باجی کہا کرو۔ مین تمھین بھیا کہون گی۔

محمود۔ اچھا باجی (سادگی سے آسمان کی طرف دیکھکر) خداوند تیرا شکر ہے تونے مجھے اکیلا پیدا کیا۔ مشتاق کا سا منہ بولا بھائی حقیقی سے بڑھ کر دیا۔ اب آج ایک بہن مل گئی۔

سروری۔ تو بے دلہن کی کسر ہے۔ بہیا تمھاری باجی ڈھونڈھ نکالے گی۔ محمود تم نے بڑی غلطی کی کلثوم سونے کی چڑیا تھی۔ ہاتھ سے نکل گئی۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب۔ ایک لڑکی اس کی خوبیوں کی نہ ملے گی چند روز پہلے تمھاری بہن بنی ہوتی تو چھوٹے بہائی پر جبر کرتی۔ اب کیا کرون۔

محمود۔ باجی تمھین بتائین۔ بھئی اپنے کنبہ کا پتہ لگانا چاہتے ہین۔ معلوم ہو جاتا کہ ہم ذات کے کون ہین۔ نائی۔ دھوبی۔ جلاہے۔ آخر ہین کون۔ پیوند مین پیوند ملتا تو اچھا تھا۔ بھابھی نے کلثوم کی ہمسے بہت تعریف کی تھی اور بھی بہتون نے کہا مگر ہیو جیسے ہم نے سنی ان سنی کر دی۔

تجام اگر ہین تو حجام ہون اور جولاہے ہین تو جولاہا ہون مین جانا چاہتی ہسیدانی سے ناتا جوڑ کر اپنے تئین گنا ہگار کیون بناتا۔ بڑی وجہ واللہ یہی تھی۔ اور جھوٹھ کیون بولون۔ یہ بھی خیال تھا کہ مشتاق کے گھر مین محمد صالح ایک رفیق سے زیادہ کا درجہ نہین رکھتے تھے۔ بھئی نفس بری چیز ہے بار بار لعنت ملامت کرتا تھا کہ تو مشتاق کا بھائی سمجھا جاتا ہے۔ اب خلقت تجھے کیا کہیگی۔ بھابھی کا حکم نہ ماننے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

سروری۔ تمھاری سادگی، ور سادہ بیانی غضب کی ہے میرا بھائی مورا بانکا سپاہیا، بالکل بھولا بھالا ہے۔ خیر کچھ ہرج نہین۔ مین تو لنکا ہون شوکت مجھے کنکالہ کہتی ہی ہین۔ ہے شوکت چلو ہم تم نکلین اور محمود کے خاندان کا پتہ لگائین۔

محمود۔ (اُچھلکر) واللہ باجی ایک کہی۔ دل کی بات کہدی۔ اسیواسطے تو سب باہر ٹہلے تھے مین آج مشتاق کی کوٹھی پر نہین گیا۔ یہ دھبہ ہو۔ پچھنے دوڑے آئے ہین اس غوطہ مین پڑا تھا کہ آج اگر یہ چلدن اور قبل اس کے کہ میدان جنگ میں چلی دن

خاندان کا پتہ لگاؤن۔ مدتون سے یہ بوجھ میرے دل پر ہے۔ ان سے کہا تو یہ بھی
چلنے پر آمادہ ہوگئے۔ بھابی کا خیال تھا۔ کہتے تھے کہ وہ ابھی پردہ کو رخصت
کرکے سخت دل گرفتہ ہین۔ تنہا کیسے چھوڑ دون۔ مینے مشورہ دیا کہ وہ بھی چلین۔
مشتاق کہتے تھے کہ سروری بیگم تنہا نہ جانے دینگی۔ خود بھی جائینگی۔ اور دگمن
تو لڑکیان اکیلی رہی جاتی ہین اسیکا اصل مین مشورہ ہے۔

سروری۔ اچھے وقت تمنے اپنی باجی مجھے بنایا۔ اب تو میرا جانا فرض ہے ڈھونڈھ
نکالون گی۔ مگر کہتی بڑی ہوں۔ شوکت سے پوچھو رہگئین میری بچیان وہ دس
پانچ روز استانیون اور ناظمہ پر رہسکتی ہین۔ ایلو مین بھول ہی گئی۔ سب کی بڑی
امان تو مرادی خانم موجود ہین۔ چلو اب کسی مشورہ کی ضرورت نہین میرا حکم
کافی ہے۔ آج ہی رات کو ایک گاڑی کرلو۔ اسیوقت انتظام ہوجائے۔ اب
آگرہ کی ٹھان لی۔ بس اب شوکت چلو۔

محمود۔ تو کھانا تو ہوجائے۔

سروری۔ کھانا ہم دونون کا گھر ہی بھیجدو۔ زیادہ مردون مین ٹھہرنا ٹھیک نہین
میری بچی شوکت بھولی بھالی ہے۔ گاڑی منگواؤ۔

باب (۱۳)

یادِ ایام

حصارِ آگرہ پیدا شد از میانۂ گردِ کو
بسان کوہ بردبار ہائے چون کہسار

سلطان محمود غزنوی کے پوتے سلطان محمود پسر سلطان ابراہیم نے جب لہاوان لوری کے جانشین کو شکست دی اور قلعہ آگرہ فتح کیا تو مسعود سعد سلیمان نے جو اُس وقت کے ممتاز شاعروں مین شمار کیا جاتا تھا۔ ایک قصیدہ اُس کی شان مین تصنیف کر کے پیش کیا۔ اِس باب کا افتتاحی شعر اُسی قصیدہ مین سے لیا گیا ہے۔

ہائے! یہ دنیا بھی عجیب جگہ ہے۔ ہر ہر چپہ زمین۔ ہر ہر گوشہ وگوشہ۔ ہر ہر قریہ۔ ہر ہر دیہات۔ ہر ہر شہر۔ اپنی اپنی جداگانہ تاریخ رکھتے ہین۔ جسکا علم زیادہ تر انسان کو نہین۔ اس لئے کہ کبھی کے شہر و بستیان جو اپنے وقت مین اپنی رونق کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہی تھین آج صحرا ہین درندون کا مسکن یا ویرانہ ہین جغدون کا نشیمن۔ کہین دریا بہتے ہین اور کسی جگہ ریت کے ٹیلے ہین۔ کوسون آدم و آدم زاد کا پتہ نہین۔ ان مقامات کو دیکھنے والا مسافر بھولے سے بھی یہ نہین سوچتا کہ جو جگہ اُس کے قدمون سے پامال ہو رہی ہے۔ اپنے دورانِ عروج مین کسی عالی مرتبہ بادشاہ کا تخت گاہ تھی یا کسی پہلوان رستمِ وقت کا اکھاڑہ اس جگہ بہشتِ شداد تھی۔ یا کسی ماہ جبین کی خوابگاہ ہر ہر قطعہ ارضی نے ایک وقت مین اقبال کی صورت ضرور دیکھی ہے۔ اب مزبلہ ہے یا گھورہ تو کیا ہوا۔ کبھی یہان نسیم سحری کا گذر تھا۔ کیوڑہ جوہی۔ گلاب بیلا بھی پھولتے تھے

اُن کی بیٹیں کوسون بڑھ کر اپنی طرف آنے والون کا خیر مقدم کرتی تھیں۔ اب اگر ان مقامات پہ گندگی ہے اور ان کے مزبلون سے بری ہوائیں اٹھتی اور دماغون کو مختل و پریشان کرتی ہیں تو کیا ہوا وہ بھی دیکھا۔ یہ بھی دیکھ چشم بصیرت اگر ہے تو انسان کے لئے دنیا میں سبق دینے والی قدم قدم پر سیکڑون چیزیں ہیں۔ انسان خود ختم ہو جاتا ہے۔ مگر وہ نہیں چکتیں۔ اللہ کے کارخانہ ہیں۔ حضرت خضرؑ ہر اتنے آدمی ہیں۔ قیامت تک جیئیں گے۔ ہم سے آپ سے کہیں زیادہ واقف کار و تجربہ کار ہیں گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے اُن سے بھی اگر پوچھا جائے کہ کہئے حضرت آپ کا علم تو سبھی پر حاوی ہوگا۔ آپ کے ناخنون پر لیل و نہار کی گردشون کے جلوے ہیں زمانہ کے اوراق پلٹتے رہتے ہیں۔ پڑھنے والی ماشاء اللہ سے ایک آپ ہی کی ذات پاک ہے۔ اب تو کوئی بات ماضی وحال کی آپ کے احاطہ علم سے باہر نہ ہوگی۔ آئندہ جو ہوتا ہے وہ تو آپ کے گھر کا خزانہ ہے آج نہیں جانا تو کل جان جائے گا۔ فرمایئے اب تو کچھ سمجھنے دیکھنے کو باقی نہیں رہا۔ شاید اس سوال سے وہ بھی کانون پر ہاتھ ہاتھ رکھیں اور ہنسکر فرمائیں کہ میان صاحبزادے بچے ہو۔ تم سب میں سمجھدار ایک سعدی تھا جو کہہ گیا ہے ؎

توان در بلاغت بہ سحبان رسید نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

خدا کے کارخانے ہیں جب سے ہوش سنبھالا وہ اپنے کرشمہ قدرت کے دکھاتا ہے جب تک جیتا ہون دیکھتا رہون گا۔ مگر اُس کے علم کا اور چھور نہیں قطرہ میں سمندر موجیں مارتا ہے اور ذرہ میں عالم پنہان ہے۔ آنکھیں کسطح دیکھتی ہیں تہ نہیں دیکھتیں جیسے تم جاہل ہو ویسا میں۔ عمر کی کوتاہی و درازی کا فرق ہے۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر صلاح ہے

ان ویرانون صحراؤن جنگلون اور دریاؤن کے دست برد کی کوئی تاریخ نہیں

رہی حضرت خضر ملیں تو شائد کچھ بتا سکیں مگر اتنی فرصت کس کو کہ اِن جھگڑوں میں پڑے۔ آدمی کی بساط ہی کیا۔ آج مرا کل دوسرا دن۔ دنیا تو دوسری چیز ہے۔ بنی نوع انسان ... جس میں کروڑ در کروڑ افراد ہر وقت مرتے و پیدا ہوتے رہتے ہیں اُن میں کا ایک ادنیٰ رکن۔ دنیا تو دنیا ہے۔ اپنے شہر اپنے قصبہ اپنے محلہ کیا اپنے گھر یا خدان کا بھی پورا پورا حال نہیں جانتا۔ ہاں جو باتیں نظروں کے سامنے ہیں وہی اُس کے مشاہدہ کی کائنات ہیں اگر دماغ میں کچھ تحقیق کا مادہ ہے کچھ تاریخ سے دلچسپی رکھتا ہے تو بعض بعض گذشتہ واقعات سُنے سنائے یا کتابوں میں دیکھے۔ کانوں میں پڑے ہیں انھیں پر بیچارے کو ناز ہے اور انھیں کی وجہ سے جاہل اُسے عالم یا مورخ کے بلند لقب سے پکارتے و مخاطب کرتے ہیں۔ پرانے زمانہ کے شاہی خاندانوں کے نام از برہیں تھوڑا بہت یہ بھی جانتا ہو کہ کس بادشاہ نے اپنے عہد میں کیا کیا۔ شہروں کے نام جانتا ہے اُن کی رونقوں کی داستانیں سُنی ہیں دنیا میں ایسے شہر بھی بہت نہیں جو اب بھی عظمت کے اعتبار سے ویسے ہی ہوں جیسے کہ کسی زمانہ میں تھی۔ بس یہی اپنے معلومات ہیں۔ دریں بضاعت انسان ہیچ۔ دنیا ہیچ۔

اسی دنیا کے باقی اور مشہور شہروں میں سے ہندوستان میں ایک شہر آگرہ بھی ہے۔ دریائے جمنا کے کنارہ آباد ہے۔ قدیم زمانہ کا سمجھا جاتا ہے۔ اور بڑے شہروں میں ہمیشہ اسکا شمار رہا۔ عروج اُس کو خاندان مغلیہ کے سرتاج شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں ہوا۔ شہنشاہ نورالدین جہانگیر کی پیدائش کے قبل ہی اُس کے لے قلعہ کو اکبر نے ... سنگ سرخ کا لکھوکھا روپیہ کے صرف سے بنوا دیا تھا۔ دارالسلطنت بھی ... کے زمانہ سے شاہان دہلی کا بھی ہوا۔ اکبر کے والد بابر شاہ نے ... لودی کو شکست دینے کے بعد وہیں قیام فرمایا۔ اور جب پورا تسلط ہو گیا تو ... جمنا کے جانب شرق ایک وسیع قطع اراضی میں ایک بڑے

باغ کی بنیاد ڈالی ۔ گل افشان نام رکھا ۔ سنگ سرخ کی ایک کوٹھی اور ایک مسجد بھی اُسمین بنوائی ۔ خدا جانے اور کیا کیا حوصلے دل مین ہون گے ۔ کہ وقت آگیا اور خلد برین کو سدھار گئے ۔ شاہی باغ تھا اُس کا کیا کہنا ۔ کہا جاتا ہے کہ میوہ جات کے درختون کے علاوہ پھولونکا اُسمین خاص انتظام تھا ۔ اور شاید دنیا مین کم تر پھول ایسے ہونگے کہ جن کے درخت یا بیلین اُس شاہی باغ مین نہ لگائی گئی ہون ۔ بابر شاہ تو اتنا ہی کرنے پائے تھے ۔ اصل رونق اکبر کے زمانہ مین کچھ اور زیادہ تر جہانگیر کے زمانہ مین اس شہر کو ہوئی ۔ شہنشاہ اکبر کو بھی عمارت کا بہت شوق تھا مگر وہ شوق آگرہ مین صورت نہ اختیار کر سکا ۔ بلکہ اُس کا ظہور فتحپور سیکری مین حضرت سلیم چشتی رح کی وجہ سے ہوا آپ ہی کے ارشاد سے جہانگیر پیدا ہوے اور آپ ہی کے نام نامی پر شاہزادہ سلیم کے نام سے موسوم بھی ہوے ۔ اکبر کو آپ سے اس قدر عقیدت بڑھی کہ اتنی دوری بھی گوارا کی اور اپنا دار السلطنت وہین منتقل کر دیا ۔ یہ کچھ تھوڑی بات تھی چندہی روز کے عرصہ مین فتحپور کیا سے کیا ہوگیا شاہی عمارات کی بدولت وہ اب بھی دیکھنے کی چیز ہے ۔ سر بفلک کشیدہ شاہی کوٹھیان ۔ محل ۔ حمام ۔ عالیشان مساجد اگرچہ ۶ سو برس سے زمانہ کا سرد و گرم دیکھ رہی ہین مگر اب بھی جون کی تون کھڑی ہین معلوم ہوتا ہے کہ کل ہی معمارون نے اپنا کام ختم کیا ہے ۔ چونے کی سفیدی آنکھون چکا چوند ڈالتی ہے ۔ کیا مجال ہے کہ کسی مقام پر کوئی دھبہ یا داغ ہو ۔ یا کائی کا نشان پایا جائے ۔ اللہ اللہ کیا زمانہ تھا اور کیسے کیسے صناع ہو گئے اُنھون نے اپنا ثانی نہ چھوڑا ۔ اب علم و ہنر سب کچھ ہے بڑے بڑے کالج کھلے ہوے ہین ۔ ایک سے ایک بہتر انجینر نکلتے ہین ۔ عمارتون مین انوکھی جدتین تراش خراش کرتے ہین مگر دیکھنے والے دیکھتے اور جاننے والے جانتے ہین کہ علم سینہ والی بات کہان ۔ یہ نہ ہوتا تو دلی کی جامع مسجد ۔ موتی مسجد ۔ قلعہ معلی کی عمارتین ۔ سیکری و سکندرہ کے محلون کی صناعیان

تاج آگرہ۔ لکھنؤ مین آصف الدولہ کا امام باڑہ۔ یہ سب بجائے خود عجائبات مین نہ شمار کیئے جاتے اور نہ کوئی اِن کا نام ہی جانتا۔ یا وش بخیر آج تاج آگرہ ہندوستانی صناعون کی زندہ مثال ہے۔ انسان دیکھتا ہے اور محو حیرت ہوجاتا ہے۔ چاندنی رات ہو اور تاج بی بی کے روضہ کی سیر۔ چارون طرف خدا کی قدرت نظر آتی ہے۔ یہ مغلیہ خاندان کے فرشتہ خصلت بادشاہ شاہجہان نے اپنی چہیتی ملکہ کو زیر زمین سپرد کرکے اُسکی یاد مین بنوایا تھا عشق و محبت کی جیتی جاگتی تصویر پانچسو برس ہوے کہ وجود مین آئی اب تک اُسی شان و عظمت کے ساتھ قائم ہے اور ہمیشہ رہیگی۔ گویا زبان حال سے مسکراتی ہوئی کہہ رہی ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کہتے ہین کہ شاہجہان اپنی بی بی کے سوگ مین تھے اور یہ خیال کر رہے تھے کہ ایک عالیشان روضہ اس عفیفہ۔ پاکدامن اور صاحب جمال بیگم کی یاد مین بنوائین۔ نقشے بنا بنا کر ماہرین عمارت پیش کرتے مگر کوئی پسند نہ آتا۔ اسی حیص بیص مین ایک روز ملکہ کو ایک نفیس و زرین محل کے پائین باغ مین مصروف گلگشت دیکھا۔ عمارت ایسی لاجواب تھی کہ حیرت و استعجاب مین کھڑے کے کھڑے رہگئے۔ آنکھ کھلی تو لطف خواب موجود۔ سرور و انبساط دماغ پر حاوی۔ مگر نقشہ ذہن سے ندارد۔ اُٹھی وزرا کو بلایا اور یہ اصرار کہ روضہ ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ خواب مین نظر آیا ہے۔ انعام و اکرام کے وعدے خلعت فاخرہ کی امیدین۔ ملک بھر کے معمارون اور ماہرین فن کی ٹولیان چارون طرف سے پھٹ پڑین۔ سبھون نے زور لگایا۔ مگر ایک نقشہ بھی اُس ٹکر کا نہ ہوا جیسا کہ بادشاہ نے خواب مین دیکھا تھا۔ عتاب سلطانی آیا تو وزرا اور اہل فن سبھون کی جانون کے لالے پڑے۔ ایک مدت مقرر ہوئی اس حکم نادری کے ساتھ کہ اگر اس دوران مین نقشہ ملاحظہ مین نہ پیش ہوا تو سبھون کے سر کٹین گے۔ ہاتھون کے طوطے

اوڑے، جو کچھ آتا تھا وہ بھی بھولا۔ غریبون نے خدا سے رجوع کی۔ اہل القدر کی خدمت مین دوڑنے اور اپنی بے بضاعتی کے افسانے بیان کرنے لگے۔ خوف بڑھا۔ قلب مین رقت پیدا ہوئی۔ خلوص پیدا ہوا۔ بے نیاز کو نیازمندی پسند آئی۔ ایک آوارہ گرد مجذوب نے چند خوش قسمت معارون کے سامنے نقشۂ عمارت آناً فاناً زمین پر کھینچ دیا پھر کیا تھا نقشہ لاجواب تھا ہی زمین سے کاغذ پر آیا۔ رنگ بھر گیا۔ پہلے مجذوب کی نظرون سے گذرا اور پھر ملاحظہ سلطانی مین آیا۔ شاہجہان اُچھل پڑے "واللہ ہمین است" زبان سے فرمایا اور عمارت بننا شروع ہو گئی۔ روپیہ اشرفیان پانی کی طرح صرف ہوئین بیلون اور بوٹون مین ہیرا پنا۔ زمرد۔ یاقوت۔ نیلم۔ پکھراج۔ فیروزہ (جسکا آج طمع وحرص کی بدولت کہین نام نہین) جڑا گیا۔ اور چند برسون کی مدت مین وہ حسن ومحبت کا دلفریب مجسمہ حور جنت کی طرح بصد عظمت وشان آگرہ کی پاک سرزمین مین دنیا کی ہوائین کھانے لگا۔ باغ بھی رشک باغ رضوان احاطہ مین موجود۔ نہرین آبشار۔ حوض۔ فوارے سبھی کچھ وجود مین آئے۔ گویا بہشت زمین پر لا رکھی گئی۔ ہائے موجودہ حکمرانون کے دور مین باغ کا تو اب وجود نہین البتہ سبزہ خوابیدہ چمنون مین لہرین لیتا ہے۔ روضہ مین موتیون اور جواہرات کے قائم مقامی آبگینے کر رہے ہین مگر اُس کی دلفریبی مین ذرہ برابر فرق نہین۔ تہ خانہ مین جایئے تو عین بالائی تعویذ کے نیچے قبرین ملکہ وشاہجہان دونون کے اجسام مطہرہ صاف وشفاف کفن مین لپٹے ہوئے برابر برابر رکھے نظر آئین گے۔ دور دور کے سیاح روے زمین سے زیارت کو آتے ہین اور عش عش کر کے جاتے ہین۔ صبح کے وقت اور چاندنی راتون مین اہل آگرہ بھی اور باہر والے بھی چارون طرف گھومتے پھرتے نظر آئین گے۔ آج جمعہ کا دن ہے۔ صبح کا وقت اور مارچ کا مہینہ ابھی ابھی دوگانۂ یان آن کر رکین۔ تین مرد سیاح انگریزی لباس مین اور تین عورتین دو برقعہ پوش اور ایک بےحجاب اُترین اور مدفن

کے پیچھے پیچھے روضہ مین داخل ہوئین۔ دو خدمتگار گاڑیون کے کوچ بکسون پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی اترے ہین اور زیادہ فاصلہ سے سر جھکائے جا رہے ہین۔ یہ حضرات ڈاکٹر مشتاق۔ کپتان محمود اور بادشاہ حسن صاحب ہین۔ اور اُن کے عقب مین بیگم مشتاق اور بادشاہ بیگم ہین۔ صبح ہوتے ریل سے اترے ہین۔ اور ہوٹل مین حوائج ضروری سے فارغ ہوکر تاج کو دیکھنے آئے ہین۔ ان دو خدمتگارون اور بی کریمن (جو سروری کی قدیم دکھلال خادمہ ہین) کے علاوہ نامدار خان جو اب ڈاکٹر مشتاق کے خادم کی حیثیت نہین رکھتے بلکہ فاطمہ بیگم کے زوج ہونے کی حیثیت سے مختار صاحب کہلاتے ہین بھی ساتھ ہین مگر وہ ہمراہ نہین آئے۔ شہر مین کسی قدیم شریفون کے محلہ مین کوئی حویلی کرایہ کی ایک خدمتگار کو ساتھ لیکر تلاش کرتے تشریف لے گئے ہین۔ ہوٹل مین اسباب کی حفاظت کے لئے ایک خدمتگار اور دو خادمائین چھوڑ دی گئی ہین۔ ارادہ یہ ہے کہ ہفتہ دو ہفتہ جو کچھ قیام ہو کسی پُرانے شریفون کے محلہ مین مکان کرایہ پر لیکر ٹھہرنا چاہیے۔ یہی ایک صورت ایسی ہوسکتی ہے کہ جس سے محمود کے خاندان کا کچھ پتہ لگایا جاسکتا ہے یہ سب تدبیرین بی سروری بیگم کے دماغ کی ہین۔ اور وہی ہر معاملہ مین جو چاہتی ہین اپنی رائے سے کرتی ہین۔ بالفعل روضہ کی سیر مین سب کو انہماک ہے۔ شاہی مزارات پر فاتحہ خوانی کے بعد اب سب کے سب عمارت کو حیرت سے دیکھ رہی ہین اور قدم قدم پر کاریگرون کی صناعیون کی داد دے رہے ہین۔

سروری۔ سبحان اللہ کیا نفیس عمارت ہے اور کیسی خوبصورت ہر چیز مین تناسب معلوم ہوتا ہے کہ ڈھال کر رکھ دی گئی ہے۔

شوکت۔ اللہ کی قدرت کے نمونے ہین۔ کیسے کیسے انسان اُس نے پیدا کئے ہین۔ کیا کیا عجائبات اُن کے ہاتھون سے بنوائے عقل دنگ و حیران رہجاتی ہے۔ (آہستہ سے) ڈاکٹر سے پوچھو کہ ملکون ملکون گھومے ہین۔ کہین ایسی صناعی دیکھی۔ (محمود پاس

ہی تھے عورتوں کی سرگوشیاں سُنکر)

محمود- بھئی مشتاق- لندن و پیرس تم نے سبھی دیکھا ہے- ٹرکی و اسپین سب جگہ تم کو کوئی عمارت بھی اس ٹکر کی نظر آئی-

مشتاق- اس کی نہ پوچھو- مذاق مختلف ہین- لندن مین زمانہ قدیم و موجودہ دونون کی عمارتین موجود ہین اور بجائے خود لاجواب- مگر یہ بات کہان- تاج مین خدا کی شان نظر آتی ہے- ہر چیز مین تناسب و موزونیت حد درجہ کی ہے- روضہ ڈہلا ہوا رکھا ہے- ایک روضہ پر کیا موقوف- یہان چارون طرف جدہر دیکھو درود پڑہنے کو جی چاہتا ہی

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ایک مرد ضعیف- سفید داڑھی میانہ قد- سُرخ و سفید بھی روضہ کی سیر مین مصروف تھے- مشتاق کی زبان سے اس بیساختگی مین شعر سُنا تو ادہر مخاطب ہوئے-

مرد ضعیف- میان صاحبزادے- آپ نے شاید پہلی مرتبہ تاج کی زیارت کی ہے واقعی یہ عمارت ہی ایسی ہے- یہان تو دیکھتے- دیکھتے بوڑھے ہوگئے اب بھی سیری نہین جمعرات کو تو معمولاً چلا آتا ہون- علاوہ اس کے جب کبھی ادہر سے گذر ہوا- حاضر ہوا معاف کیجے گا- آپ نوجوان ہین- انگریزی لباس مین- مین تو آپ کو ہندوستانی ہی نہین سمجھا تھا- مگر آپ کی رطب اللسانی کی بھنک کانون مین پڑگئی تو بیساختہ آپ سے مخاطب ہوگیا-

مشتاق- حضرت ہم لوگ پردیسی ہین- بمبئی کے رہنے والے- یون تو دنیا مین بہت گھوما ہون مگر آج تک تاج کی زیارت نصیب نہین ہوئی تھی- (محمود کی طرف اشارہ کرکے) ان کی بدولت یہ سعادت بھی حاصل ہوگئی اور استغفر اللہ آپ یہ کیا فرماتے ہین- ابھی آپ سے بزرگون کا دم غنیمت ہے- آپ مجھ سے مخاطب ہوئے مین تو واللہ اسے اپنی عزت افزائی سمجھتا ہون-

مردضعیف جزاک اللہ بیٹا میں تو پیر فرتوت ہوں۔ جاہل گنوار کاٹھ۔ تم لوگوں کی صحبت کے قابل کہاں۔ ہاں بس کسی میں زمانۂ موجودہ کی تعلیم کے باوجود اہلیتِ انسانیت دیکھتا ہوں۔ جی خوش ہو جاتا ہے اور زبان سے دعائیں نکلتی ہیں۔ تو لندن و فرانس سب جگہ آپ ہو آئے ہیں۔ اور اس پر بھی آپ اس عمارت کے مداح ہیں۔

مشتاق۔ جناب میں مسلمان ہوں۔ اور ہندی الاصل میرا خیال تو یہی ہے کہ یہ عمارت اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ میری تو رائے یہ ہے کہ مسلمانوں میں عمارت بنانے کا خاص ملکہ تھا اندلس میں بھی مسلمان کاریگروں کی بنائی ہوئی جو دو چار عمارتیں باقی رہ گئی ہیں وہ بھی اپنی خوبصورتی میں یورپ میں تو یقیناً لاثانی ہیں۔ آج میں نے تاج کو دیکھا اسے میں سب پر فوقیت دیتا ہوں۔

مردضعیف۔ خیر یہ تو ہی ہے۔ آپ کا اسم گرامی ؟

مشتاق۔ خاکسار کو مشتاق احمد کہتے ہیں اور محمود کی طرف مخاطب ہو کر یہ میرے بھائی سید محمود ہیں۔ اور حضرت آپ بادشاہ حسن صاحب وکیل بمبئی ہیں۔ میرے سالے

بادشاہ حسن۔ (کچھ جھینپ کر) حضرت معاملہ برعکس ہے۔ آپ یقین نہ فرمائے گا مشتاق سے انگریزی میں اعجب بیہودہ آدمی ہو۔

مردضعیف۔ تو اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ آپ لوگ سب ایک ہی خاندان کے ہیں اور تقریباً سب ہمعمر (ایک آہ سرد بھر کر) اچھا زمانہ ہے۔

مشتاق۔ اور جناب کا اسم مبارک ؟

مردضعیف۔ اس ضعیف کو سید احسن کہتے ہیں۔ آگرہ ہی کا باشندہ ہوں۔ یہاں ایک محلہ شاہ گنج ہے اُس میں میرا مکان ہے۔ آپ لوگ کہاں فردکش ہیں۔ اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو میرا مکان موجود ہے وہیں اٹھ چلئے۔ حتی الامکان کچھ تکلیف نہ ہوگی

مشتاق۔ اجی حضرت تکلیف کیسی۔ آپ بزرگ ہیں۔ مگر مسافروں کے لئے سرائے

ہی مناسب جگہ ہے ہم لوگ دو ہفتہ ٹھہرنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ بالفعل ہوٹل مین فروکش ہوگئے ہین۔ زنانہ بھی ساتھ ہے۔ ایک ضرورت خاص یہان کشان کشان لائی ہے۔ کیا عجب ہے کہ آپ سے اس مین مدد ملے مکان کی تلاش مین ملازم گئے ہوے ہین۔ تاکید یہ کر دی ہے کہ شرفا کے محلہ مین لیا جائے۔ خدا کرے وہ شاہ گنج ہی جائے۔ اور وہین مکان ملے تو جناب کے فیض صحبت سے ہملوگ مستفید ہون۔

سید احسن۔ کاش مجھے پہلے سے آپ لوگون سے ملنے کا اتفاق ہوتا تو مین علحدہ مکان ہرگز کرایہ پر نہ لینے دیتا۔ آپ کے ملازم جاچکے مین آپ کو ایک علحدہ حویلی شاہ گنج خاص مین اپنے مکان کے متصل دیسکتا ہون۔ آج شب کو غریبخانہ ہی پر نان و نمک نوش فرمائیگا۔ اوسوقت تفصیلی ملاقات ہوگی اور جو ضرورت آپ لوگون کو یہان لائی ہے۔ اس مین مین اگر کسی طرح کی مدد کرسکا۔ تو سر و چشم کرونگا۔ آپ اطمینان رکھیئے سید حسن میرا پتہ ہے۔ اس شہر مین شیطان کیطرح مشہور ہون۔ اگر کوئی مکان نملا ہو تو بلا تکلف آپ اپنا ملازم میرے پاس بھیجدیئے گا۔ اُسی وقت مکان ملجائے گا۔ اب مین رخصت ہوتا ہون۔ میری گاڑی آپ کو ہوٹل مین لینے شب کو کیا بلکہ شام ہی کو آسے گی۔ اچھا حضرات سلام علیکم۔

سید حسن صاحب کے جاتے ہی بیگمات جو ایک گوشہ مین بعض کتبون کے دیکھنے مین مصروف ہوگئی تھین نکل آئین۔ بادشاہ حسن اسوقت تک خاموش تھے اور مشتاق کے مذاقیہ فقرہ سے جھینپے ہوئے۔

محمود۔ (بادشاہ حسن سے) تو آخر آپ خفیف کیون ہوے۔ اجی مذاق تھا ہو گیا آپ کیا بیگم مشتاق کو اپنی بہن نہین سمجھتے۔ رات کو آپ دعوت مین چلئے گا۔

مجھے اپنا سالہ کہدیجے گا - اس طریقہ پر ڈاکٹر کے نقرہ کا جواب ہوجائے گا - مگر یہ حضرت بڑے گرو - کس مزے سے فرماتے ہین کہ آپ بادشاہ حسن صاحب وکیل بمبئی ہین اور میرے سالے -

بادشاہ حسن - اجی وہ ہمیشہ کا بیہودہ ہے - کوئی نئی بات ہے - مجھے مذاق نہین آتا لہذا موقعہ بے موقعہ نقرے کستے ہین - اور مجھے اُن حضرت پر آتی ہے جو فرماتے ہین کہ اس مین ہرج ہی کیا ہے اب اس وقت مین شجرہ کھولکر بیٹھتا تو اور بیہودہ بنتا - اس سے مناسب یہی معلوم ہوا کہ کہا بدون - بمبئی سالہ ہی سہی شوکت کا بھائی اور انکا سالہ ہونا تو بیشک فخر کی بات ہے اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے - مگر محمود تم آج سے میرے سالے رہے -

محمود - اجی آج سے کیا - ازل سے ہون - اس کا افسوس ہے کہ بہنوئی بالکل ہی جانگلو ملا - گو قسمت کا دہنی ہے

مشتاق - تو اب واپسی کی ٹھہرے - ابھی سیری نہین ہوئی - مگر پھر کسی دن دیکھا جائے گا - کچھ دنون قیام تو بمبئی ہے - بمبئی ابکی شب ماہ مین آئین گے - دو چار روز چاندکے اور باقی ہین -

محمود - چلیئے ذری چھت پر تو ہولین - مگر مستورات کا ساتھ ہے پست ہوجائین گی خدا کی پناہ صد ہا سیڑھیاں ہین (سروری کے قریب جاکر) باجی مہتابی پر چلوگی - بڑا لطف آئیگا وہان سے جمنا کی آن بان دیکھنے کے قابل ہوگی -

سروری - ضرور چلین گے - مگر اس وقت واپسی ہی مناسب ہے - چاندنی رات مین کسی دن زیادہ رات گئے سیر کی ٹھہرے موئی نقاب کاٹے کھاتی ہے آئے ہے یہ بڑے میان کون تھے - مین نے ان کو تم لوگون کی طرف جاتے دیکھا تو شوکت کو لیکر علحدہ سٹک گئی -

محمود - یہ نہ پوچھو - اسی شہر کے رئیس ہین - اونچے لوگون مین معلوم ہوتے ہین - آج ہم لوگون کی دعوت بھی کر دی ہے - بڑا اصرار تھا کہ اُنھین کے یہان ٹھہرین - مگر باجی اشتاق نے اس وقت عجب مذاق کیا سنوگی تو ہنستے ہنستے لوٹ جاؤگی مجھے بڑے میان سے یہ کہکر ملایا کہ "میرا بھائی ہے" بادشاہ حسن کی باری آئی تو بہت سنجیدگی سے فرماتے ہین کہ "آپ بمبئی کے نامی وکیل ہین اور میرے سالے" بادشاہ حسن بیچارے - کاٹو تو لہو نہین بدن مین - عرق عرق ہوگئے - اب تک جھینپے ہوئے ہین -

سروری - (بیاختگی مین زور سے ہنس پڑی پھر سنبھلکر) وہ جھینپنے کی کونسی بات ہے - مین مشتاق کی سالی ہون - وہ سالے ہوے تو کونسی قباحت ہوگئی -

شوکت - ارے دیوانی سالی کا بھائی سالہ ہوتا ہے اور سالی کا شوہر ہمزلف - یکہ گھانس کھاگئی ہے -

سروری - (دبی زبان سے) بول چال اور ہے - مگر عقل وہی کہتی ہے جو میرا مقولہ ہے -

شوکت - سچ ہے - بی بی سچ ہے - میان بی بی دونون اسوقت بوکھلائے ہوے ہین - مگر یہین اور بادشاہ حسن مین فرق یہ ہے کہ وہ جھینپ جلد جاتے ہین مگر یہ لنگلنا الٹی ہے نہ سیدھی - اپنی زبان سے جو نکلا وہ پتھر کی لکیر ہے زمانہ ایک طرف اور یہ ایکطرف

سروری - چلئے - بس بس بہت قابلیت نہ بگھاریئے - نہین تو برقعہ ورقعہ نوچ کر پھینک دونگی - اور یہین سنگ مرمر کے فرش پر بیٹھ جاؤنگی - مجھ سے اب ٹہلا نہین جاتا - دو گھنٹے گھومتے گھومتے ہوگئے - ہر چیز کی حد ہوتی ہے - رات بھر کے جاگے ہوے ہین - لیٹنے کو جی چاہتا ہے (ڈاکٹر مشتاق کی طرف بڑھکر) لے آب چلو مین تھک گئی -

تاج کی سیر دوسرے دن کے لئے اٹھا رہی اور یہ مسافرون کی ٹکڑی گاڑیون پر

بیٹھ کر ہوٹل روانہ ہوئی۔ فاصلہ زیادہ نہ تھا۔ راستہ جلد کٹا۔ اور اپنے اپنے کمرون مین عورت اور مرد علیحدہ علیحدہ آرام کرنے لگے۔ نامدار خان بھی ان لوگون کے پہونچنے پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد شہر گھومکر آگئے۔ اتفاق دیکھئے کہ شاہ گنج وہ بھی تلاش مکان مین گئے تھے۔ شہر کا ایک واقفکار وہین انھین لے گیا۔ اور تھوڑی ہی دردسری کے بعد ستر روپیہ ماہوار کرایہ پر ایک خوبصورت کوٹھی معہ پائین باغ سجی سجائی مل گئی۔ نامدار آدمی سلیقہ کے ہین۔ اور ڈاکٹر کی نازک مزاجی سے واقف۔ بیگم مشتاق کی پسند کا حال بھی جانتے ہین۔ اس وجہ سے کسی کو اس کا خیال بھی نہ آیا کہ اُٹھنے سے پہلے مکان خود چلکر دیکھ لین۔ قریب بارہ بجے کے اپنی فرمائش کا کھانا ہوٹل سے طیار ہوکر آیا کمرہ ہی مین میز پر لگا دیا گیا۔ اور سبھون نے خواہش سے ایک ساتھ بیٹھکر کھایا۔ اور تکان دور کرنے کے لئے سو سو رہے۔ نامدار کو ہدایت یہ کردی کہ ان لوگون کی بیداری سے پہلے ہی جو کچھ سامان ساتھ آیا ہے۔ لیجاکر قرینہ سے کوٹھی مین لگا دین دو تین خادمائین۔ ایک چوکیدار اور دو ایک چھوکرے اپنی پسند سے اور نوکر رکھ لین کھانے پینے اور چارہ وغیرہ کا سامان سب لیس رہے۔ چار بجے جب یہ سب پہونچین تو ضرورت کی جتنی چیزین ہین سب مہیا ملین اور ہر ایک کی مرضی کے مطابق۔ یہ نہ معلوم ہو کہ مسافرت مین ہین۔ ایک شے ہے اور ایک نہین۔

مشتاق کو اتنی فرصت کہان تھی کہ یہ سب ہنگامہ آرائیان کرتے۔ نامدار اُنکے لازم خاص تھے اور سلیقہ شعار بھی وہ پہلے ہی سے سمجھ چکے تھے کہ کسی ہدایت کی ضرورت نہین۔ البتہ محمود سیاہی آدمی نچلے بیٹھنے والے کب تھے۔ اُن کو یہ بھی خیال تھا کہ یہ سب پاپڑ میری خاطر بیلے گئے ہین کسیکو اور خصوصاً بیگمات کو رفقتے تکلیف نہ پہونچے لہذا نامدار خان کو کافی روپیہ دیکر بطور خود یہ سب ہدایتین کر دین۔ کچھ تعریف بھی کردی لال بڑھا رہے اور سب کے دکھانے کو سو بھی رہے۔ مگر نیند کسی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ساکت

پڑے رہے۔ اُس کے بعد دبے پاؤن اوٹھے اور غسل کرکے کپڑے پہنے۔ گاڑی کرایہ کی ہوٹل مین موجود تھی سوار ہوئے اور شہر چلدیئے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک ایک بڑی دوکان مین ہر قسم کی خریداری کرتے رہے۔ تولیے صابون۔ آئینے۔ برش۔ کنگھیان۔ دو چار آرام چوکیان۔ چینی کے برتن۔ چھوٹے بڑے ہر طرح کے۔ کچھ کھانے کا سامان۔ کچھ آرائش و نمائش کی چیزین سب لے لوا کر شاہگنج پہونچے۔ کوٹھی کی تلاش مین بھی زیادہ زحمت نہین ہوئی۔ وہان میان نامدار خان پہلے ہی سے ایک کرسی پر ڈٹے ہوئے تھے اور تقریباً ایک درجن مزدور دو ملازمونکی نگرانی مین کام کر رہے تھے۔ ہر چیز موجود تھی۔ کچھ قرینہ قرینہ سے لگائی جا چکی تھی اور کچھ لگائی جا رہی تھی۔ محمود کو دیکھکر نامدار خان مسکراتے ہوئے تعظیم کے لئے اُٹھے۔

نامدار۔ مجھے خیال تھا کہ حضور سوئین گے نہین اور آتے ہی ہون گے سب سامان لیس ہے اللہ نے چاہا تو کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہوگی۔ اب آپ تشریف لیچلین اور کمرونکو ملاحظہ

محمود۔ بھئی بڑے سلیقہ شعار اور مستعد آدمی ہو۔ واللہ کمال ہی کیا۔

نامدار۔ پہلے زنانہ مکان ملاحظہ فرمایئے۔ پھر اُس کے بعد مردانی بیٹھک دیکھئیگا۔ غرضکہ ایک ایک کرکے ہر حصہ کوٹھی۔ معہ باورچی خانہ و غسل خانہ محمود نے دیکھا ہر چیز کافی اور ہر شئے دہیا پائی تمام لوازم آرام موجود تھے بہت خوش ہوئے اور انتہائی مسرت مین اپنی سونے کی گھڑی جو پانچسو سے کم کی نہ ہوگی نامدار کو انعام مین دیدی اور خود ہوٹل اسپنے ساتھیون کو لانے چلدیئے۔

باب (۱۴)

سید حسنؑ کا مکانؑ

پُرانی تہذیب کے دلدادہ ۔ وضع داری کے شیدائی ۔ آزادہ روی کے مخالف باپ دادا کے نقش قدم پر چلنے والے یا لکیر کے فقیر ابوالوقت ہی رہتے ہیں ۔ ابن الوقت نہیں ہوتے ۔ دنیا میں سیکڑوں انقلاب آجائیں ۔ زمانہ کی روش بدل جائے سلطنتیں مٹیں ۔ حکمران بدلیں ۔ معاشرت پلٹا کھائے ۔ سوسائٹی نئی کروٹ لے شہر کی صورت بدلے ۔ نئے نئے فیشن ۔ نئی نئی تراش خراش ۔ لباسوں میں تبدیلیاں پیدا کردے ۔ شمعوں کی جگہ لیمپ ۔ اور ہانڈیوں کی جگہ برقی گلوب رونق مجلس ہوں مگر یہاں وہی حالت ہے زمین جنبد زمان جنبد نہ جنبد گل محمد ۔ کون کہے اور کس سے کہے ۔ یہاں تو سر میں یہ سودا سمایا ہوا ہے کہ ست جگ گیا کلجگ آیا ۔ متقدمین جو کچھ کر گئے ہیں اچھا کر گئے ہیں ۔ وہ اچھے اُن کی پسند اچھی اور پھر کیسی اچھی کہ جس میں حرف رکھنے کی گنجائش نہیں ۔ پچھلے حکمران اعلیٰ تھے اب حکمران حکمران نہیں بنئے ہیں تجارت کرنا جانیں ۔ بادشاہی سے کیا مناسبت ۔ وہ بلند نظری نہیں ۔ وہ ظرف نہیں ۔ وہ داد و دہش نہیں ۔ ایک حد تک یہ خیالات بُرے نہیں ۔ بھئی نمازیوں کی پرستش کرو ۔ بڑا ہر وقت میں بڑا ہی ہے ۔ اور بڑا ہی رہیگا ۔ مگر خدا کا جوڑی دار تو نہ بناؤ ۔ انسان لاکھ بڑھ جائے ۔ اپنی دماغی قابلیت سے صفحات تاریخ میں موتر جگہ پائے ۔ پھر انسان ہی ہے خطا و نسیان سے مرکب ۔ جو گذر گئے اُن کا خالق بھی خدا ہی تھا اور جو اب آئیں گے

وہ بھی بندگان خدا ہی ہون گے۔ عقل رسا اور ذکاوت ذہنی پہلے بھی عطیہ خداوندی تھین۔ اور اب بھی ہین۔ ہر کام۔ ہر علم اور ہر فن کے لئے مقررہ اصول ہین جن کو قائم ایک نے کیا۔ اور ترقی دوسرے نے دی۔ پھر اس ترقی مین باریکیان تیسرے نے نکالین۔ تم مشاہدہ سے تجربہ حاصل کرتے ہو۔ انصاف تو یہ ہے کہ اگر اختراع اور ایجاد کا مادہ نہین تو ان تینون کو اُن کے ٹھکانے رہنے دو اور موقعہ موقعہ سے تینون کو سراہو۔ اچھی بات اچھی ہی ہوتی ہے اور بُری تو بُری ہی ہے۔ سبحان اللہ اسلام کا کیسا پیارا اور بانکا سلک ہے خذ ماصفا دوع ماکدر" متاع نیک ہر دکان کہ باشد۔ جس زمانہ اور جس وقت مین اور جہان کہین اچھائیان نظر آئین۔ اختیار کر لو اور برائیون کو چھوڑ دو۔ تیرہ سو برس ہوئے کہ ہمکو یہ اصول تبلایا گیا تھا۔ ایمان سے پوچھو تو اب بھی ویسا ہی کارآمد ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

یادش بخیر۔ سید محمد احسن صاحب جن سے آج ہی تاج مین تعارف ہوا ہے پوتر ڈون کے رئیس ہین۔ باپ دادے سے املاک پائی۔ گاؤن گراؤن بازار کوٹھیان خدا کی دی سب کچھ ہین۔ مگر پُرانے وضعدار لوگ ہین۔ گرمیون مین ڈھاکے کی ململ کا انگرکھہ۔ بجائے کرتہ کے جامدانی کا شلوکہ اور لنکلاٹ کا اکثر بڑی مہری کا پائجامہ استعمال کرتے ہین۔ کبھی کبھی چوڑیدار گھٹنہ بھی مگر بہت کم۔ جاڑون مین جامہ دار کی بنجی بیل ٹکی ہوئی اچکنین اور شالی رومال یہ وضع ہے۔ پاؤن مین دلی کی ساخت کا کامدار جوتہ ہوتا ہے۔ اور سر پر سیاہ مخمل کی طلے کام کی عمدہ مندیل۔ گھر مین ہر طرح کا امیرانہ سامان نمائش و آرائش موجود ہے مگر کرسیان اور میزین اِنی گنی چند ہی ہین۔ اور پُرانی ساخت کی جیسی اُن کے والد یا دادا کے زمانہ مین استعمال ہوتی ہون گی۔ بارہ دری مین نہایت سفید چاندنی کا

فرش معمولاً ہوتا ہے۔ اور صدر مین جابجا استنبولی قالین اور گاؤ تکیہ۔ جو مقام خود اُنکی
نشست کا ہے وہان چاندی کا پیچوان اور نقرئی اُگالدان و خاصدان بھی ایک
نب رکھے رہتے ہین۔ آج چند مہمانون کی دعوت ہے۔ اس لئے مکان اور زیادہ
دیا گیا ہے۔ چھت کے جھاڑون کی پوششین اتار دی گئی ہین۔ اور ان مین
ان چڑھائی جا رہی ہین۔ متعدد خدمتگار ایک داروغہ کی نگرانی مین مصروف ہین
ر بڑے بڑے بدری پیچوان نکالے گئے ہین۔ گنگا جمنی چھوٹی بڑی کشتیان ایک
ے ایک نفیس میوہ جات، پانون اور الائچیون وغیرہ کے لئے صاف کیجا رہی ہین۔
رچی خانہ علحدہ ہے وہان بھی نہایت ستعدی سے نفیس سے نفیس کھانے
یار ہو رہے ہین۔ خود سید صاحب کا باورچی اپنے فن کا استاد مانا جاتا ہے۔ مگر
س کے علاوہ شہر کے کئی رکابدار اور کاریگر کام کر رہے ہین۔ یہ سب تکلفات ڈاکٹر
تاق اور ان کے ساتھیون کے لئے ہوئے ہین۔ اپنے گنے تین مہمان اور اس قدر
امان۔ سمجھ مین نہین آتا کہ آخر کیون۔

وہ دیکھئے سید محمد حسن صاحب اپنی فٹن سے معہ ایک نوجوان شخص کے جو انہین
وضع و قطع کے خوشرو آدمی ہین اُترے۔ ایک دوسرے سے اشبہ زیادہ ہین۔
ر عمر کے لحاظ سے باپ بیٹے معلوم ہوتے ہین۔ آپس مین کچھ باتین بھی ہو رہی ہین
محمد احسن۔ تو محسن (یہ نوجوان ساتھی کا نام ہے) تم ان مین سے کس سے ملکر زیادہ
وش ہوئے۔

محسن۔ حضور یہ تینون حضرات نہایت خلیق اور اچھے لوگ معلوم ہوتے
ین۔ ڈاکٹر صاحب تو بہت بزرگوار اور بذلہ سنج شخص ہین۔ تبحر علمی اور تجربہ کا تو گویا کہنا
س عمر مین کونسا مقام اُنھون نے اوٹھا رکھا کہ جہان نہین گئے۔ سیر و سیاحت بھی
یا چنیر ہے۔ کاش مین نے بھی دنیا دیکھی ہوتی۔ محمود صاحب بھی نہایت سنجیدہ آدمی

ہین اور سودب جتنی دیر آپسے مخاطب رہے ۔ سوا حضور اور خداوندکے دوسرا لفظ زبان سے نہ نکلا ۔ علیٰ ہذا القیاس بادشاہ حسن صاحب بھی نہایت خوش سلیقہ اور پرمغز آدمی معلوم ہوتے ہین ۔ کیا کہنا ایسے لوگون کا ۔ واللہ ہیرا ہین ہیرا ۔

محمد حسن ۔ مین تو تاج ہی مین ڈاکٹر مشتاق کا گرویدہ ہوگیا تھا ۔ اچھی تعلیم وتربیت ہر ولایت سات برس رہے ۔ مگر اخلاق پورے ہندوستانی اور اسلامی ۔ مین تو بھی اس سے بہت خوش ہوا ۔ اعتراض اگر ہوسکتا ہے تو یہی کہ طرز معاشرت بالکل انگریزی ہے مگر اس کے لئے وہ قابل معافی ہین ۔ بمبئی شہر ہی ایسا ہے گویا فرنگیون کی بستی ہے سب سے پہلے وہین تو آئے تھے ۔

محسن ۔ بجا ارشاد ہوا ۔

احسن ۔ دعوت تو انشاء اللہ پرتکلف رہیگی ۔ اقسام طعام مین سے کوئی چیز نہ رہ تو نہین گئی ۔ خود جاکر دیکھ لو ۔ علاوہ برین اپنے اعزا اور احباب کو بھی مین نے بلا دیا تھا ۔ دیکھو فہرست گشت کرآئی اور سب کے صاد ہوگئے ۔

محسن ۔ بہتر ہے ابھی دریافت کرکے عرض کرتا ہون ۔

محسن صاحب اُدھر گئے اور احسن صاحب مکان کی آرائش مین دلچسپی لینے لگے ۔ زنانہ مین یہ ہدایت ہوئی کہ سو دو سو گلوریان پانون کی مہمانون کیلئے طیار رہین ۔ بات زبان سے نکلے اور اُس کی تعمیل ہو ۔ دیر نہ لگے ۔ مغرب کے بعد ہی سے وہ لوگ آجائین گے ۔ دو چار گھنٹہ صحبت رہے گی ۔ جی لگیگا ۔ باپ بیٹے دو گھنٹہ تک مسافرون کا دماغ کھا کر آئے ہین ۔ اب دیکھئے رات کو کیا رنگ رہتے ہین ۔ تین بج ہی چکے ہین ۔ جاڑون کے دن چھوٹے ہوتے ہی ہین ۔ کچھ دیر مین شام ہوتے کو ہے ۔ سید صاحب کے مزاج مین عجلت زیادہ ہے ۔ آدمیون پر تاکید بھی ہوتی ہے ۔ گالیان بھی پڑتی ہین ۔ اُن کی مستعدی ونگرانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ چار بجے

مکان فرش فروش سے آراستہ ہو کر دلھن بنگیا۔ ہر چیز قرینہ قرینہ سے لگا دی گئی خدمتگار بھی اپنی اپنی وردیاں پھنکر لیس ہو گئے۔ آے لیجئیے وہ مغرب کی اذان ہوئی مکان کے احاطہ مین سید صاحب کی ذاتی مسجد بھی ہے۔ وہ وہان فریضہ نماز سے فارغ ہونے گئے اور ادہر حسب ہدایت گاڑی بان نے فٹن مین مشکی جوڑی گھوڑون کی جوتی۔ محسن صاحب کو حکم ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر خود ہی لینے جائین۔ نماز ہوتے ہی محسن صاحب اُدہر روانہ ہوئے اور ادہر سید صاحب نے ایک نفیس شال کا چغہ زیب بدن کیا۔ شالی عمامہ سبز رنگ کا باندھا اور بارہ دری کے چبوترہ پہ منتظر ہین ٹہلنے لگے۔ خدمتگار کچھ فاصلہ سے گڑگڑی لیے کھڑا ہے۔ جی چاہا تو ایک آدہ کش آتے جاتے کھینچ لیا۔ تمباکو اس قدر خوشبودار ہے کہ چبوترہ بھر مہک رہا ہے آدھ گھنٹہ کے انتظار کے بعد گھوڑون کے ٹاپون کی آواز کان مین آئی۔ کوٹھی جو مسافرون نے کرایہ پر لی ہے وہ زیادہ سے زیادہ دو فرلانگ ہوگی۔ اس کی ضرورت ہی نہ تھی کہ سواری جاتی مگر سید احسن وضعدار لوگ ہین۔ خود پیادہ شکل سے گھر کے باہر نکلتے ہین۔ انچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران ہم مپسند۔ کیسے ممکن تھا کہ مہمان پیادہ آئین گاڑی آئی۔ سید صاحب لینے بڑھے۔ تنہا ڈاکٹر مشتاق ہی سوار تھے۔ ان مرد بزرگ کو استقبال کے لئے چبوترہ سے اترتے دیکھکر فوراً دور ہی فٹن رکوا دی اور کود پڑے۔

ڈاکٹر۔ قبلہ آپ کانٹون مین گھسیٹتے ہین۔ آپ میرے بزرگ ہین واللہ تکلیف نفرمائیے۔ مین حاضر ہوا۔

احسن۔ تکلیف کاہے کی۔ اپنے خورد ون کو کیا بزرگ لینے نہین بڑھتے۔ وہ تعظیم نہین ہوتی۔ محبت ہوتی ہے۔ آپ کے اور ساتھی کہان ہین۔

ڈاکٹر۔ وہ لوگ پیادہ آرہے ہین۔ محمود اور بادشاہ حسن نے کہا کہ ہم لوگ ٹہلتے

ہوئے آتے ہیں۔ دو قدم کا تو واسطہ ہے۔ محسن صاحب انھیں لوگون کے ساتھ ہو گئے۔ ہرچند مین نے اصرار کیا مگر نہ مانے۔ خود مین بھی اسوقت پیادہ آنا پسند کرتا مگر اس خیال سے کہ حضور کے خلاف مزاج نہ ہوگا ڈی پر بیٹھ لیا۔

احسن۔ اچھا اچھا۔ کیا مضائقہ ہے وہ لوگ آتے رہین گے۔ ہم آپ چلکر بیٹھین اور باتین کرین۔

ڈاکٹر۔ مین حاضر ہون۔

دونون صاحب اندر بارہ دری مین چلے گئے۔ نکلتے جاڑے تھے اس وجہ سے خنکی ناگوار نہ تھی۔ تاہم بارہ دری کے سب درون مین موٹے پردے پڑے ہوئے تھے۔ صرف رُخ کے درچیوتر یکے سامنے اس وقت کھلے ہوئے تھے۔ مشتاق صاحب نے ایک غلط انداز نظر سے تمام سامان کو دیکھا جھاڑون۔ ہانڈیون اور فانوسون پر نظر ڈالی۔ دل ہی دل مین سید صاحب کی وضعداری پر تعجب کیا۔ خود بھی وہ قصداً اس وقت انگریزی لباس مین نہ تھے۔ حیدرآبادی ہمرو کی شیروانی۔ چھالٹین کا چوڑی دار پاجامہ اور ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ اور پاؤن مین ولایتی پمپ

ڈاکٹر۔ (مسکراتے ہوئے) حضور کو زمانہ موجودہ کی روش غالباً پسند نہیں۔ سبحان اللہ مکان کسقدر نفاست کیساتھ آراستہ ہے مگر ہر جگہ قدیم تہذیب کا جلوہ ہے روشنی بھی موم کی بتیون کی جو ہر طرح بصارت کو مفید بھی ہے اور دیکھنے مین کسقدر صاف وستھری۔ تمام عمر مین آج مین ایسے بزرگ کی خدمت مین جو ہر اعتبار سے گذشتہ اسلامی عظمت وشان کا سچا نمونہ ہین۔ حاضر ہوا ہون یہ شب میری عمر مین یادگار رہیگی۔

محمد احسن۔ بھئی۔ تم لوگ نوعمر ہو زمانہ دیکھے ہوئے۔ جدید طرز معاشرت کے دلدادہ مین بڑھا ہوا [illegible] کا۔ لڑکپن مین جو طریقہ دیکھا وہی پسند ہے۔ اب

قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا ہون - پرانی وضع کیا بدلون - بمیدان درخت جوان راسزد

ڈاکٹر - بجا ارشاد ہوا - مین نے عرض کیا تاکہ آب ایسے نفوس قدسیہ کم ہین -
گذشتہ تہذیب ختم ہو چکی - اور اُس کا رکھ رکھاو بھی مشکل ہے - افلاس جو چاہے
سو کرائے - لوگ ارزان سودے کی طرف جاتے ہین - کم خرچ بالانشین بننا
چاہتے ہین - مثلاً مین عرض کرتا ہون کہ اس بارہ دری مین اتنے جھاڑ اور اتنے
کنول و فانوس روشن ہین - روشنی نفیس و ستھری سہی مگر اس کی جگہ اگر چند لیمپ
ہوتے تو نہ اتنا خرچ ہوتا اور نہ اس قدر دردسری کی ضرورت پڑتی -

محمد احسن - میرا تو خیال یہ ہے کہ ضروریات زندگی مین نفاست اور سامان نمائش
مین ارزانی و کثرت اس مفلسی کے اسباب ہین - گذشتہ زمانہ مین ایک متوسط آدمی
کا شخص ایک فتیلہ سوز پر کمرہ مین کڑوے چراغ کا تیل جلاتا تھا - اور اب وہی
شخص بجائے فتیل سوز کے دو ڈیڑھ روپیہ کا ایک فرشی لیمپ یا آٹھ آنہ کی ایک لو ارگیر
کا عادی ہو گیا ہے - لیمپ کی روشنی چراغ کی روشنی سے دس گنی زیادہ ہوتی ہے
اور دیکھنے مین بھی بھلی معلوم ہوتی ہے - اس وجہ سے چراغ کی جگہ لیمپ نے اور کڑوے
تیل کی مٹی کے تیل نے غصب کی اور اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان مین سے ایک چیز بھی
اپنے ملک کی نہین - لیمپ رکھنے کو شوق سے رکھئیے لیکن فتیل سوز کی اُس مین پائداری
کہان - بلا مبالغہ آٹھوین دن چمنی کا ٹوٹنا - لاکھ احتیاط کیجیے ضروری ہے دو آنہ
کو چمنی آتی ہے - مہینہ مین روپیہ آٹھ آنے کا یہ صرف بڑھا - آب فرمائیے کفایت
کدھر تشریف لے گئی - پھر یہ بھی نہین کہ روپیہ جو آپ اپنی آرام مین صرف کر رہے
ہین آپ کے ہندوستان مین رہتا ہو - برابر باہر چلا جاتا ہے - غیر ملک والے
آپ کو احمق بناتے اور لوٹتے ہین - سر سے لیکر پیر تک آپ ولایتی سامان سے
آراستہ ہین - آپ کے گھر بھر مین کوئی چیز آپ کے ملک کی نہین - پھر آپ دولتمند

ہوے تو کس کام کے خود آپ کی زمینون کی پیداوار بھی غیر ملکی بازار دن اور منڈیون مین چلی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غلہ کا نرخ بڑھتا جاتا ہے غریب بے موت مرے جاتے ہین۔ دولتمند جو کہلاتے ہین اُنکا بھی حال یہ ہے کہ جھول کے اندر پول۔ جو جتنا کماتا ہے ضروریات زندگی کی مد مین باہر والون کو دیکر ہاتھ جھاڑ دیتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے۔ شاہی مین یہ بات کہان تھی۔ ہندوستان مین ہُن برستا تھا۔ نہ اتنے قحط تھے نہ اتنی بیماریان۔ ہر شخص خوشحال تھا۔ گھر مین ایک کماتا تھا اور دس کھاتے تھے اور اب دس کماتے ہین مگر دسون مفلس بیگ ہین اگر پیٹ کو روٹی ہے تو تن کا کپڑا نہین...........

ملکی صنعت و حرفت سب تشریف لے گئی۔ بنارس کے مشروع و گلبدن۔ ڈھاکہ کی ململ۔ ٹانڈہ کی جامدانی ادہی و شربتی۔ لکھنؤ کی زردوزی و چکن حیدرآباد کا ہمرو ایک ایک کرکے سب تشریف لے گئے۔ کارگاہین اوجڑ گئین اور کارخانے تباہ و برباد ہو گئے۔ ان مقامات پر اب بھی کپڑہ ملتا ہے۔ مگر دغلا۔ سوت و ریشم باہر کا ہے محنت جولاہون کی۔ جو کماتے ہین کھاتے ہین جو پس انداز ہوتا ہے باہر جاتا ہے۔ اللہ غنی کیا زمانہ تھا۔ کیا ہو گیا۔ سب کھو بیٹھے اب دوسرون کے محتاج ہین۔ انصاف کیجئے۔ سچ کہتا ہون یا جھوٹھ۔

ڈاکٹر۔ نعوذ باللہ جناب یہ کیا فرماتے ہین ایک ایک بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ مگر گذارش یہ ہے کہ اب حکما اور فلسفیون کی سلطنت ہے۔ زمانہ سابق اور زمانہ حال مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب محض بہادری اور جرأت سے نہ تو ملک گیری ہی ہو سکتی ہے اور نہ حکومت۔ تمام سلطنت مہاجنون اور دولتمندون کے ہاتھ مین ہے۔ تجر حیلہ شعبہ جات علمی مین ایجادات کا باعث ہے تلوار اب متخاصمین کے درمیان مین فیصلہ نہین کر سکتی۔ بندوقین اور توپین تباہیون بربادیون کا

آگہ ہین - مرد نامرد سب ایک لکڑی ہانکے جاتے ہین - دنیا مین کسی مقام کے متعلق
دوال یورپ کو یہ معلوم ہوجانا چاہیئے کہ کار آمد معدنی چیزین اس حصہ زمین
مین بکثرت ہین - بس کمپنیان قائم ہوگیئن تدبیرین ہونے لگین کہ اس مقام
کا اجارہ یا ٹھیکہ کیونکر لیا جائے - وہ گتھی ناخن عقل سے سلجھی تو چلئے ایک مرحلہ
طے ہوگیا - کمپنی کے حصے بکنے لگے - اور ماہرین فن بڑی بڑی جماعتون مین
جہازون کے ذریعہ سے جانے لگے - کام شروع ہوگیا - اور معدنی اشیاء آنے لگین
زیادہ نفع کی اُمیدین قائم ہوئین - رائے قائم کر لی گئی - کہ ملک ہی لے لینا
چاہیئے - جنگ کے لئے کوئی حیلہ تراش لیا گیا - تو آپ غور فرمایئے کہ ملک گیری کا
منشا صرف حصول زر بتجارت رہگیا - اس کو بنیاپن کہئے یا شہنشاہی جس نام سے
چاہیئے موسوم کیجیئے - روپیہ جب ہاتھ مین اور علم دماغ مین ہو تو ایسی قوم سے
سر برہونا اُس وقت تک غیر ممکن ہے جب تک کہ ہمارے عقائد کے مطابق
خدا نہ چاہے - غیر ملکیون کے ہم ہر اعتبار سے دست نگر ہو رہے ہین - یقیناً انکی
مثال جونک کی سی ہے کہ ہمارا خون پیئے جاتے ہین - گر پیدا ایسے زمانہ مین ہوئے
کہ چارہ کار ہی ہمارے لئے کیا ہے - ریل - تار - ڈاک - جہاز سب ہمارے
لئے ناگزیر ہوگئے ہین روح کو الگ رکھیئے ہمارے جسم پر اُن کی ویسی ہی حکومت ہے
جیسی ایام جاہلیت مین عرب غلامون پر رکھتے تھے - علم سیکھنے کے لئے بھی انھین
کے مدرسہ و کالج ہمارے لئے کھلے ہوئے ہین وہ تو کہئے کہ اثرات مذہبی خون
کے ساتھ ہمارے رگ و پے مین سرایت کئے ہوئے ہین - نہین تو روحانی غلام
بھی ہم لوگ انھین کے ہو کر رہتے اور منشا بھی حکمرانون کا اس تعلیم سے ظاہری
طور پر یہی ہے - اس لئے کہ تاریخون مین کارنامے اگر سراہے گئے ہین تو
غیر ملکی بہادرون - بادشاہون اور غیر ملکی علما و فضلا کے ہم اور ہمارے

متقدمین نیم وحشی تھے اور ہین۔ مگر عجیب خدا کی شان ہے نتیجہ ہمارے حکمرانون کے خلاف مرضی نکل رہا ہے۔ یعنی تعلیم سے ہماری آنکھین کھل رہی ہین اور ہم اب اس ادھیڑ بن مین رہنے لگے ہین۔ کہ یہ طوق غلامی کیونکر اتارین دپھینکین۔ یہ انھین کے تعلیم کا الٹا اثر ہے۔ اب اس کو تو مان ہی لیجئے کہ موجودہ لوازمات زندگی ہمارے لئے ضروری ہوگئے ہین۔ کثرت استعمال نے عادت ڈالی اور عادت رفتہ رفتہ طبیعت ثانی ہوگئی۔ ہم یہ دیکھتے ہین کہ ہمارے ملک کا غلہ دوسری جگہ چلا جاتا ہے جہان پیداوار تھی اور جہان نہین سب کی ایک حالت ہے۔ یہ مشاہدہ ہے اس سے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے دوسری طرف ہمارے حکمران ہم کو یہ سمجھاتے ہین کہ اقتصادی اصول یہی ہے۔ تم خسارہ مین نہین۔ جتنا غلہ دیتے ہو۔ اُس کے حساب سے چڑھی ہوئی قیمت بھی پاتے ہو۔ تو اب ہمارے لئے چارۂ کار بجز اس کے کیا رہا کہ شعبہ جات علمی مین اپنے حکمرانون کیسی ترقی حاصل کرین اور رفتہ رفتہ تجارت وزراعت صنعت وحرفت سب اپنے قبضہ مین کرلین۔ جاپان کو دیکھ لیجئے آخر وہ انھین لوگون سے ہنر سیکھ کر مدمقابل بن بیٹھا۔ اب کسی چیز مین اُنکا دست نگر نہین۔ تجارت مین برابر کا مقابلہ کرتا ہے۔ لہذا جو پڑی ہے اُس کے مقابلہ مین سرتسلیم خم کرنا چاہیے۔ اور انھین اسلحہ سے انھین فتح کرنا چاہیئے کہ جنسے انھون نے ہم کو اپنا مطیع بنایا ہے۔ روپیہ آج کل اصل چیز ہے۔ اور یہ حاصل تجارت ہی سے ہوتا ہے۔ تجارت اپنے قابو مین کیجئے آپ سب کچھ ہین۔ افلاس بھی جا سکتا ہے۔ تعصب سے جانا مشکل ہے دُنیا ایک اکھاڑہ ہو رہی ہے۔ زندہ رہنے کے لئے ہر شخص جان توڑ کوشش کر رہا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ زندہ وہی قوم رہیگی جو آٹھون گانٹھ کمیت ہے۔

محمد حسن۔ یہ باتین ہر وہ شخص جانتا ہے کہ جس کو خدا نے آنکھین دی ہین اور جس گر میری راے مین اپنی کرنی اور اپنی بھرنی کا معاملہ ہے علم حاصل کیجئے اور اُسپر

عامل ہوجیے۔ لندن مین انگریزوں کی باتین نہ تبائی جائین تو امریکہ جایئے وہان ناکامی ہو تو جاپان کا سفر کیجیے۔ جرمنی جایئے۔ کوہ کندن وکاہ برآوردن کا معاملہ ٹھہرا۔ صدیان چاہیے کہ اس اکھاڑہ مین آپ کھڑے ہونے کی قابلیت حاصل کر سکینگے اور بات صرف تھوڑی سی ہے۔ اجی ان لوازمات آسائش کیطرف سے آنکھین بند کر لیجیے۔ نرے کھرے ہندی ہوجایئے۔ وہی کھایئے جو یہان پیدا ہوتا ہے اور وہی پہنئے جو یہان بُنا جاتا ہے۔ . . . .

دوسرے الفاظ مین ملک کی صنعت وحرفت مین ترقی دیجیے۔ واللہ آج آپ مالا مال ہوسکتے ہین آج مین ذمہ لیتا ہون۔

ڈاکٹر۔ بہت مشکل ہے۔ کہنے اور کرنے مین بہت فرق ہے

محمد احسن (ہنسکر) مین آپ کا ساقابل نہین مگر میری پیشین گوئی یاد رکھیے ہوگا یہی۔ مردے از غیب برون آید وکارے بکند۔

اس زق زق۔ بق بق مین گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوگیا۔ اس دوران مین محمود صاحب وبادشاہ حسن صاحب نیز دیگر حضرات بھی آتے گئے۔ مگر سید محمد احسن صاحب معمولی سلام علیک ومزاج پرسی کے بعد یہ فقرہ ہر شخص سے کہکر، حضرات معاف کیجیے گا۔ ذرا ڈاکٹر مشتاق صاحب سے نبٹ لون" اپنی بحث مین بدستور مصروف رہے۔ دونون کو ایک دوسرے کے معلومات وقابلیت کا اندازہ ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے بجائے خود یہ سمجھ لیا کہ یہ مرد بزرگ سیانے آدمی ہین۔ سمجھ بوجھکر اپنی قدیم روش پر قائم ہین۔ دوسرے جانب سید صاحب ولمین مشتاق کے معترف تھے اور یہ سمجھنے لگے کہ آدمی ذہین وہوشیار ہے۔ ہندوستان کی موجودہ حالت افلاس سے متاثر۔ بازی برابر کی رہی نہ ہاری اُنھون نے مانی اور نہ اُنھون نے۔ سلسلۂ کلام منقطع ہوا تو باری باری اپنے اعزا واحباب سے سید محمد احسن نے

محمود کو اپنے پاس رکھنا چاہا مگر حاجی ذکریا کسیطرح راضی نہ ہوے۔ اسی وجہ سے مجھ سے اُن سے شکر رنجی بھی ابتدا ہو گئی تھی۔ یہ محمود کا قصہ ہے۔ محمود!! محمود!! مین وطن مین پھر تمھارا خیر مقدم کرتا ہون۔

اس عجیب غریب انکشاف سے گھر بھر مین ایک کھلبلی سی مچی ہوئی تھی زنانہ مین بھی خبر پہونچی۔ مستورات علٰحدہ بیتاب ہو رہی تھین کہ کسی طرح گم شدہ لڑکے کی صورت دیکھی جاتی۔ یہان سید احسن صاحب کا یہ عالم تھا کہ بار بار بچے کو گلے لگاتے اور آبدیدہ ہوتے۔ خود محمود بھی مبہوت ہو رہے تھے اور بے انتہا متاثر تھے۔ بہت ضبط کیا جب نہ رہا گیا تو سید محسن سے بغلگیر ہو کر بہت روے۔ مجمع بھر کی یہی حالت تھی سوا سید ناصر کے کہ وہ تو ساکت بیٹھے تھے۔ ایک مرتبہ وہ بھی احسن صاحب کے کہنے سے ملے ضرور تھے۔ اُس کے بعد سے معلوم نہین کس خیال مین مستغرق اس ہنگامہ کا تماشا دیکھا کئے۔ اسی اثنا مین گھر سے بھی بلاوا آیا مگر سید احسن صاحب نے اس خیال سے کہ معلوم نہین محمود کو وہان سے کب فرصت ملے مناسب یہ سمجھا کہ کھانے سے فراغت حاصل کر لیجائے بارہ دری کی ایک وسیع بغلی صحنچی مین جو بجائے خود بڑے کمرہ کی حیثیت رکھتی تھی حکم ہوتے ہی کھانا چنا جانے لگا۔ اور ایک آدھ گھنٹہ کے اندر ہی اندر بیس مہمان اپنی اپنی جگھون پر بیٹھ گئے۔ سید احسن صاحب صدر مین تھے ان کی داہنی جانب ڈاکٹر مشتاق اور بائین طرف سید محمود۔ ڈاکٹر کے پاس بادشاہ حسن صاحب اور اُن کے پہلو مین محمد محسن۔ باقی اور لوگ اِدھر اُدھر جسکو جہان جگھ ملی بیٹھے۔ وہ حضرت "بسم اللہ" کے معمولی فقرہ سے ابتدا ہوئی۔ ہر شخص کے آگے پُرانے طریقہ کے مطابق ایک ایک کھانا متعدد پیالون پلیٹون مین لگا ہوا تھا۔ علاوہ برین گرما گرم کباب پکوان کی چیزین اور ورقی سموسے پراٹھے برابر آتے جاتے تھے۔ اور لوگون

کے سامنے لگائے جاتے تھے۔ کھانا بہت افراط سے تھا اور اقسام اقسام کا میزبان صاحب خود تو کم کھاتے تھے۔ مگر لوگوں کو برابر اصرار سے کھلا رہے تھے۔ اس کا سلسلہ ختم ہوا تو لوزیات حلودن۔ مٹھائیوں اور تر و خشک میووں کا دور چلا۔ تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ لوگ مصروف رہے۔ کھاتے بھی جاتے تھے اور باتیں بھی ہو رہی تھیں غرضکہ نہایت پُرلطف صحبت رہی۔ دستر خوان بڑھا تو حقہ پان۔ الائچی کا شغلہ شروع ہوا۔ قریب گیارہ بجے کے مہمان جانا شروع ہوئے۔ محمود زنانہ میں گئے۔ ڈاکٹر صاحب بدستور سید صاحب سے سرگرم کلام رہے قریب ۱۱ بجے کے انھوں نے تخفیف تصدیعہ چاہی۔ گاڑی تک سید صاحب و محمد محسن نے مشایعت کی۔ اس کے بعد مصافحہ ہوا اور سلام علیک کے ساتھ یہ ادھر وہ اُدھر روانہ ہو گئے۔ محمد احسن صاحب نے ڈاکٹر سے کہکر محمود کو روک لیا تھا۔ وہ ہنوز گھر ہی میں تھے کہ سید صاحب بھی پہونچ گئے۔ اور دوبارہ اچھی بی بیٹیوں اور بہو سے محمود کو ملایا اور دیر تک سید حامد مرحوم کو یاد کر کے روئے اور رُلاتے رہے۔

باب (۱۵)

محمود پھنس گئے

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیانہ کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

ایک ہفتہ سے اوپر بمبئی کے قافلہ کو آگرہ آئے ہو چکا ہے۔ محمود صاحب اور اُن کے احباب کی کہین نہ کہین روزانہ دعوت ہوتی ہے۔ بیگمات بھی سید حسن صاحب کے یہان دو تین مرتبہ مدعو ہو چکی ہین۔ اُن کے گھر کی مستورات اتنی ہی مرتبہ بازدید کے لئے آئین ہین۔ مگر ظاہری رکھ رکھاؤ اور اخلاقی وسعت مقتضی اسکی ہے کہ نہ یہ اپنی سیری کا اظہار کرین اور نہ وہ۔ مراسم شیطان کی آنت ہین کہ بڑھتے ہی چلے جاتے ہین۔ مذاق کا اختلاف سروری کو کیون نچلا بیٹھنے دیتا۔ وہ ایک منہ پھٹ مگر شوکت ہر وقت گلا گھونٹ دینے کو طیار رہتی ہین۔ اس وجہ سے قہر درویش برجان درویش ساکت ہین۔ دن مین کھلے بند دن اپنی زبان مین باتین کرنے کا موقعہ بھی نہین ملتا۔ ماما ن چھو چھو۔ مہری مغلانی کوئی نہ کوئی ہر وقت مسلط رہتی ہے۔ نہ یہان مرادی خانم ہین۔ اور نہ ناظمہ بیگم جو دور ہی سے اپنی دلیسیون کو دہتکار دیتا ئین۔ یہان ہندوستانی رئیسون کے گھر ہین۔ قدیم عربی آداب ملاقات سے قطعاً نابلد دن ہے تو رات ہے تو کوئی روک ٹوک ہی نہین۔ بیچاری کریمن نے شروع شروع مین کچھ سکہ بٹھانا چاہا تھا مگر جب اُن کی بیگم ہی کی زبان بندی ہے تو وہ کس کھیت کی مولی ٹھہرین۔ آج سر شام ہی سے بی سروری معہ

شوکت آرا ایک کمرہ مین مقفل ہوگئین اور زبانی یہ حکم دے رکھا ہے کہ کوئی بھی ہون گھر والے یا باہر آنے نہ پائین۔ میرے سر مین درد ہے۔ اور شوکت رن کی تمکی سوگئی ہین اس وقت کسی سے نہ ملین گی آپ یہ دونون ایک ایک آرام چوکی پر پڑی ہوئی پان کھاتی جاتی ہین اور باتین کرتی جاتی ہین۔

شوکت۔ بہنی محمو، کی ممانی بڑی خوبیون کی بی بی ہین اُن کی بہو بیٹیان سب قرینہ سلیقہ کی معلوم ہوتی ہین مین آگرہ آکر بہت خوش ہوئی۔ اچھا شہر ہے اور اچھے لوگ۔

سروری۔ ایک بات مین تم سے کہون۔ اتنا تم نے پڑھا لکھا۔ ملکون ملکون گھومین۔ مجھ نگوڑی سے تمھارا تجربہ بہت بڑھا ہوا ہے۔ مگر یا تو تم آدمی پہچانتی نہین یا مجھے دق کرنے کے لئے ایسی ہی باتین چھیڑ چھیڑ کر نکالتی ہو۔ مجھ سے سنو وہ بڑھیا تو ضرور سٹھیا کر قرینہ کی ہوگئی ہے۔ بات جو کرتی ہے سمجھ کی ہوتی ہے اخلاق اچھا ہے۔ جاہل وہ بھی ہے۔ مگر زمانہ دیکھے ہوے ہو جہ سے آنکھین کھلی ہوئی ہین باقی نگوڑیان تو سب بیٹنے کے قابل ہین سونے سے لدی ہوئی۔ بھاری جوڑہ پہنکر چلی آتی ہین۔ کمر کو سیکڑون بل دیتی ہوئی۔ آنکھین ہین کہ چقر مقر چلی جاتی ہین۔ بات بے بات ہنستے دیتی ہین۔ مستی کی دبڑی ہے یا بطخ نے کیچڑ کھائی ہے۔ پوچھو کمبختون سے جو تم وہ مین۔ مجھے اپنی چھب کیا دکھاتی ہو مین مانتی ہون کہ صورت شکل۔ ہُیں دُلھن (رحمن کی بی بی کا خطاب ہے) کی آدمیون کی سی ہے۔ لیکن اندر جب خاک اوڑتی ہے تو بیگڑا ظاہر کس کام کا۔ وہ باتین کرتی ہین میرے تن بدن مین آگ لگ جاتی ہے جی مین آتا ہے کہ زیور کپڑا سب اتر ڈالون اور گھر کے باہر نکل جاؤن۔ بلقیس اور مہر اسید احسن کی زبان اکو دیکھو ایک گن ڈھنگ کی نہین معلوم ہوتین اور مزاج کا وہ حال ہے کہ جب

باتین کرینگی تو تیوریر سیکڑون بل ڈالکر۔ بھابھی کو بات بات پر ٹوکتی ہے اوہن کو تو بولنے ہی نہین دیتی۔ سنتی ہون۔ لے مین کیا جانون وہی زمانہ کا جھوٹھ۔ مشتاق کہتا تھا کہ سید صاحب بڑے ہی سمجھدار آدمی ہین۔ وضع کے پابند ہُیں ہین۔ جو باپ دادا کو کرتے دیکھا۔ اسی پر ابتک قائم ہین۔ لے ہے سمجھداری تو مین نے دیکھ لی۔ بیٹیان الف کے نام لٹھ بھی نہین جانتین۔ روپیہ والے تھے پیسہ والے تھے۔ استانیان نوکر رکھی ہوتین۔ ان مردیون ہیلا ٹھون کو کچھ پڑھایا لکھایا ہوتا تو آج مین ایک کو اپنے بھیا کے ساتھ بیاہ دیتی۔ اب دو دی نوج تپ دق کی بیماری ہین ....

محمود کو مار ڈالنا ہو تو بیاہون لے بی بی تازو! کیا وضعداری کے یہی معنی ہین کہ لڑکیون کو جاہل رکھے۔ نورجہان جاہل تھین۔ زیب النسا رجاہل تھین۔ بولتی کیون نہین ہو۔

شوکت۔ (جو ہنسی کے مارے بیقرار تھین) تم آدمی ہو کہ کھیون کا چتہ۔ منھ سے بات نکلی نہین کہ گلا گھونٹنے کو طیار۔ اری احمق! پہلے زمانے مین بہو بیٹیان خال خال پڑھی ہوتی ہین۔ قرآن شریف پڑھ لیا اور یہی دو چار مسلہ مسائل کی کتابین کھانا پکانا۔ سینا پرونا البتہ اچھی طرح سکھایا جاتا تھا لکھنے لکھانے کی تو قسم تھی ہی کیسی بے غیرتی ہے دولھا کو خط لکھے گی اور وہ خط دوسرون کے ہاتھ پڑیگا اسی وجہ سے تو سب بھولی بھالیان ہوتی تہین۔ منھ سے بولنا نہین جانتی تھین اس ملنک الیکم ہو کہ شرم لحاظ سب بھون کھایا۔ چچا اور چچی تو دوسری چیز ہین۔ مین نگوڑی بڑی بہن زندہ بیٹھی ہون۔ بچو نکا نام میرے سامنے لیتے ہی ڈانٹتی ڈپٹتی ہے۔ خیر لڑکے تو لڑکے وہ غریب دولھا بادشاہ حسن آرا (ری آنکھین جھکا مردی مکر مکر دیکھے جاتی ہے) اُس کے سیکڑون درجہ میرے سامنے ہوتے ہین۔ خون کا گھونٹ

پی پیکر رہجاتی ہون۔ ہاتھ اُٹھ اُٹھ کر رہ جاتے ہین۔ ڈرتی ہون اپنی عزت اپنے ہاتھ۔

سروری۔ لومین شرما گئی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ میری دادی امان پھر زندہ ہو گئیں ہو نہ ہو یہ میری بڑی بہن ہین۔ بزرگ ہین۔ ان کے سامنے بچون کو راہ لگاؤن گی۔ بولونگی نہین بادشاہ حسن کی بیوقوفیان دیکھون گی اور چپ رہون گی۔

شوکت۔ اری نگوڑی چپ زبان نکال لون گی۔ دولھا کا نام لیا نکاح ٹوٹ گیا۔ ہے! ہے آری اِدھر آ کریمن! اشامتن بولتی نہین۔ ارے شکر چھوہارے منگا۔

کریمن۔ (دوڑتی آتی ہے) بیگم صاحب خیر تو ہے۔ شکر چھوہارے کیا ہون گے۔

شوکت۔ اری مردی قاضی کو بھی بلا۔ تیری بیگم کا منہ جھلسون گی ارے یہ سڑن ہو گئی ہے۔ بادشاہ حسن کا نام لے لیا۔ اب تو ہی بول نکاح رہا کہ گیا۔ مین ایک نہ مانون گی۔ اوس کا جی کیا کہتا ہوگا۔ یہ زندہ بیٹھی رہے اور وہ رنڈوا ہو جائے۔ لوگو مین کیا کرون۔

کریمن۔ (جو شوکت آرا کی باتون پر مارے ہنسی کے بیقرار ہو رہی تھی) بیگم سچ سچ یہ تو بڑی بات ہوئی تو غیر شہر مین اتنا دہنامت کیون کیجئے گا۔ شکر چھوہارے مین لئے آتی ہون۔ اللہ رکھو آپ خود پڑھی لکھی ہین۔ قاضی مفتی کا کیون بکھیڑا ہو۔ بادشاہ حسن میان کو مین بلائے لاتی ہون۔ آپ نکاح پڑھ دیجیے مین اور ڈاکٹر صاحب گواہ ہو جائین گے۔ محمود صاحب کے کان مین یہ بات نہ پڑے کاہیے کہ وہ سپاہی آدمی ہین اُن کی بہن کا معاملہ ہے معلوم نہین کیا ظلم کر ڈالین۔

سروری۔ (لو سبھی ہم کو بناتے ہین) چل دور اپنا کام کر ڈاکٹر کو البتہ بُلا لا۔ شوکت آرا کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی ہے۔ اول فول بک رہی ہین۔ وہی علاج کر سکتے ہین لو صاحب ہم نے بادشاہ حسن کا نام لیا اور نکاح ٹوٹ گیا۔ یہ کس شریعت مین لکھا

ہے زکر یہن ماتھے پر ہاتھ مار کر چلی جاتی ہے)
شوکت - بیچاری کے منھ مین لگام ہی نہین جو جی مین آیا بکنے لگین - اری چپ
اب بیہودہ نہ بکنا محمود آتے ہین -
محمود - بھابھی - باجی - باجی کہان ہو بھئی بولو -
سروری - بھیا اب تمھارے مزاج کاہیکو ملین گے - اپنے گھر مین اکیلا دُلادیا
کنبے نلتے کے ماموں چچا بھائی بہن بھاوج سبھی تو مل گئے اب ہم لوگون سے
کیا واسطہ غضب خدا کا آٹھ روز اس مکان مین آئے ہو گئے مشکل سے دن میں
ایک مرتبہ وہ بھی بہزار خرابی صورت دکھلائی دیتی ہے -
محمود - ہاتھ جوڑ کر - مین بالکل بے قصور ہون - واللہ تم لوگ میری اپنی ہو اور
سب غیر گھر مین تو گم گشتہ بچہ ہون اور مفلس بھی نہین اس وجہ سے ہر جگہ پوچھا جاتا
ہون - عورت مرد کوئی پیچھا ہی نہین چھوڑتے - ہر وقت سایہ کی طرح ساتھ رہتے ہین
ڈرتے ہین کہ کہین بھاگ نجاؤن - اس وقت بھی محسن ساتھ آئے ہین باہر بیٹھے ہین
میرا تو دعوتین کھاتے کھاتے ناک مین دم ہو گیا - کوئی شکار کو لئے جاتا ہے - کوئی جلسہ
دکھاتا ہے - آج اعتماد الدولہ - کل فتحپور سیکری کی عمارتون کی سیر ہو - تعریفون
کے پل بندھے ہوئے ہین - بُرا ہو انگریزی تہذیب کا جس نے کہین کا نہ رکھا - مین
تنہائی پسند آدمی ٹھہرا - ہر کام کے لئے وقت مقرر - سیر شکار سب موقعہ موقعہ سے
اچھے ہوتے ہین ایک منٹ کی تنہائی مجھے نہین ملتی - شب کو بھی بڑے سیالی مسہری
کے قریب ہی میرا پلنگ ہوتا ہے - راتون کو ایک ایک بج جاتا ہے نہ خود سوتے ہین
نہ مجھے سونے دیتے ہین - کبھی والد مرحوم کا تذکرہ کرتے ہین اور کبھی والدہ کا خود
بھی روتے ہین مجھے بھی رلاتے ہین - یہ ضرور ہے کہ آدمی بہت محبت کے ہین اور
جتنا اخلاق کرتے ہین وہ دل سے ہوتا ہے - مگر یہان عادتین دوسری ہین اور

مذاق دوسرا۔ سچ پوچھو تو دس ہی دن میں مجھے وطن اجیرن ہو گیا ہے۔ سخت وحشت سوار ہے۔ جی چاہتا ہے کہ آج ہی بمبئی چل دوں ؎

دل ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

شوکت۔ وہ یہ کب سے۔ آپ اور تصور جاناں؟ کس دن نصیب ہوا تھا۔ یہ مونہہ اور یہ جولانی۔

محمود۔ یہی تصور کا ذکر ہے۔ واقعات سے بحث نہیں کیا معلوم کہ بھابھی تھا ری جوڑ کی کوئی خیالی پری۔ کوئی دہمی جہان آرا اسیری دل کے نہاں خانہ میں نہیں

شوکت سپاہیوں میں عشق عاشقی کا مذاق سلیم کہاں تلوار ان کی دولھن اور میدان جنگ ان کی خلوت۔ آدمی تھوڑی ہوتے ہیں جانور ہوتے ہیں۔

محمود۔ بھابھی۔ تم نہ کہو۔ تمھاری قابلیت کے شہرے ہیں۔ تم ہو میں سرودی باجی ہوئیں۔ اچھے اچھے مرد تمھاری ٹکر کے نہیں۔ بیسیوں افسانہ و نظمیں یورپ کی تم نے دیکھی اور پڑھی ہوں گی۔ چودھویں صدی کے صلیبی غازی اپنی معشوقہ کی نشانی لیکر میدان جنگ میں جاتے تھے اور اسی کی خیالی تصویر کے سامنے وہ وہ کارنمایاں کرتے تھے کہ بایدو شاید یا جانیں دیتے اور سر کٹاتے اور یا سرخرو میدان جنگ سے پلٹتے اور گل مراد سے دامن بھرتے۔

شوکت۔ دیکھا اور پڑھا ضرور ہے لیکن ایسے قصوں کو میں تو با دہوائی سمجھتی ہوں۔ جو جو وحشیانہ حرکتیں یہ سپاہی کرتے ہیں وہ تم مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ طرابلس کی جنگ کا آغاز ہے۔ آج کل بھی اخبار انھیں اقسام کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں۔ آدمی مشاہدہ سے تجربہ حاصل کرتا ہے۔ اور تجربہ ہی کی بنا پر یہی رائے قائم کر سکتا ہے۔ مجنوں کو فوج کا کرنل کر دو وہ غریب کیا کرے گا لیلیٰ کی یاد سے اُسے فرصت کہاں۔

محمود - اور اگر خود لیلیٰ یہ عہدہ مجنون کو دے تو کیسی رہی -

شوکت - تو اس وقت میان مجنون یہ شعر پڑھکر چرخے سے گر پڑینگے -

دوگونہ رنج و عذابست جان مجنون را بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

محمود بھابھی تم قیامت کی انسان ہو تم سے سر ہونا مشکل - بیسیون دفعہ ہار مان چکا ہون مگر اسوقت نمانونگا - اپنی بہن سروری بیگم کو حکم کرتا ہون - جو وہ کہین مین بھی مانون تم بھی مانو -

شوکت - منظور - کہو بی سروری تمھاری کیا رائے ہے - ایمان کی کہنا نہین تو خیر نہین -

سروری - بڑی چلی ہے ایمان والی - تیرے ہی پاس تو ایمان ہے کسدن مین نے کسی کی منہ دیکھی بات کہی تھی - رہگیا اس معاملہ کا فیصلہ وہ مین نگوڑی کیا جانون - نہ کوئی مجھپر عاشق ہوا اور نہ مین سوا شوکت کے کسی پر ہوئی - پھر میری رائے ہی کیا - اتنا جانتی ہون کہ محبت بُری چیز ہے عشق اگر سچا ہے تو عاشق معشوق کے کہنے سے جہنم مین بھی چلا جائے گا - مگر سوال یہ ہے کہ عشق کا وجود بھی ہے یا نہین - اگر ہے تو سپاہی بھی دل رکھتے ہین چاہے ولایت مین ہون یا ہندوستان مین - کیا تم نے شوکت سُنا نہین "ٹھمُو رے سپہیا پیارے لشکر تیرا کوچ" ہندنی عورت اپنے چہیتے خاوند یا منگیتر کو جگا رہی ہے اور میدان جنگ مین بھیج رہی ہے -

محمود - (اُچھلکر) واللہ باجی کیا فیصلہ کیا ہے مین قربان - بھابھی تسلیم تسلیم آج ہم بھائی بہن نے ملکر آپ کو قائل کیا -

شوکت - بحث مین بہت گنجائش ہے - مین ہٹی نہین - مانے لیتے ہون لیکن یہ سمجھ لو کہ سپاہیون مین جہان دس بیس ہزار ہون گے ایک ہی آدھ جذبات کا

اثر قبول کرنے والا دل رکھتا ہوگا۔

محمود - یہ مانی۔ ہان تم لوگون سے ایک نہایت ضروری بات کہنی ہے۔ بلقیس کو تو تم نے کئی دفعہ دیکھا اس لڑکی کے متعلق کیا راے قائم کی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میرے سر پڑنے والی ہے۔ ماموںجان اور ممانی جان دونوں نے بطور خود شاید طے کر لیا ہے۔ محسن کی بی بی نے آج صبح مجھ سے کہا بھی تھا۔ کہ آپ اپنا گھر آباد کرو۔ رہو سہو۔ تمہارے لئے دولہن ڈھونڈہین۔ مین نے ہنسکر جواب دیا کہ کنبہ مین دل آیا تو میرا اور تم محسن بھائی کی ہو چکین۔ ہماری نظرون مین تو تمھارے سوا دوسرا جنچتا نہین کچھ جھینپین بجھ لجائین۔ زور سے چٹکی لے لی۔ تم دونون پر رکھکر اولٹا سید ہا مذاق جاہل عورتون کا ساکرتی رہین۔ پھر کہنے لگین کہ کہا مانو تو بلقیس کے ساتھ تمھارا نکاح کردین۔ صورت شکل کیسی اچھی ہے۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب بیاہی جائے گی تو ایسی نکھرے گی کہ غلامی کروگے۔

شوکت - اچھا تو ہے تمھاری خواہش بھی یہی تھی۔ ایک کنبہ ایک خاندان۔ سروری و مبارک اپنے بھائی کی برات کا سامان کرو۔

محمود - بیبی ہنسی مین مت اوڑاؤ۔ میرا کنبہ۔ میرا خاندان تم ہی لوگ ہو۔ میری خود کی کوئی راے نہین اتنا مین جانتا ہون کہ عورتین۔ مرد۔ سوا بڑے میان کے سب جاہل ہین۔ مرد ہیئین کون۔ ایک محسن ہین وہ ابھی ہی و ابھی پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہین۔ جب اُن حضرت کا یہ حال ہے تو بہنون کو کیا کہتے نے کاٹا ہے کہ پڑھتین روپیہ پیسہ خدانے دیا ہی ہے۔ اچھا پہننا۔ اچھا کھانا۔ اور ماماؤن پر حکومت کرنا۔ جہالت کی جتنی بُرائیان ہین انشاء اللہ سب موجود ہون گی۔ صورت بھی معمولی ہے ایک رنگ صاف ہے تو کیا ہوا۔ نقشہ دلفریب نہین۔ ہان آدمی کی صورت ہین۔ میرے سامنے قدرت نے نمونے سانچے کے ڈہلے ہوے رکھے ہین۔ ظاہر دیکھتا ہون

توخدا کی شان نظر آتی ہے اور باطن دیکھتا ہون توسبحان اللہ کہتا ہون "جلوے سیری نگاہ مین کون و مکان کے ہین"۔

سروری۔ محمود تمھاری طبیعت آج بڑے زوروں پر ہے۔ شادی بیاہ کا معاملہ ہی ایسا ہوتا ہے۔ بھئی ہم کو سب مبارک باد دو مین ابھی تو سامان کرتی ہون۔ اے ہے شوکت چلو پہلے بگی پوڑ ہی تو کر آئین۔ کچھ خوان مٹھائی کے بھیجدو۔ امام ضامن باندھ آئین۔ سچ کتنا شوکت بلقیس نگوڑی اچھی خاصی تو ہے۔ منہ پر کیسا جوبن برستا ہے۔ پُرانی زمانہ کی بی بیان یعنی ہماری نانیان دادیان ایسی ہی ہوتی ہونگی اُسوقت کون پڑھتا تھا شین قاف تک درست نہین ہوتا تھا۔ ہاے"یا داتا ہے ترا کیا ہو عوض کا کہنا اور سچ پوچھو تو کچھ زبان میٹھی بھی وہی ہوتی تھی نری آمد کہین آورد کا نام نہین ست جگ کی وہ برکتین تھین اب تو کلجگ ہے۔ لڑکیان پیدا نہین ہوئین کہ آسمان مین تھگلیان لگانے لگین۔ کچھ تو موے زمانہ کا اثر ہے اور کچھ اسوقت کی تعلیم اور چار چاند لگا دیتی ہے۔ یہ پڑھنے ہی لکھنے کا تو اثر ہے کہ شوکت نے ڈاکٹر ڈھونڈھ نکالا۔ ہے ہے کہین اگلا زمانہ ہوتا تو نانی امان گھر سے باہر قدم تو رکھتی نہین زندہ درگور ہو جاتین۔ دل ہی دل مین جلتین گر مجال تھی کہ اُف زبان پر آتی مجھ نگوڑی نے پڑھا لکھا نہ ہوتا تو آتنی دیدہ دلیل کہان سے ہوتی کہ اپنی شوکت کے کارن بھیس بدلتی۔ در بدر ماری پھرتی۔

یہ مجذوبہ اپنی بڑ لگا رہی تھین شوکت بیچاری سناٹے مین۔ سید احسن کی بی بی بچیون کی تعریف کر چکی تھین سمجھتی تھین کہ سروری بیگم اُسی کا جواب دے رہی ہین۔ محمود بھی خاموش تھے کبھی مسکراتے اور کبھی منھ بناتے پانی تھا در نشیب بہتا چلا جاتا تھا۔ اس کا موقعہ ہی نہ تھا کہ اُس کی گہرائی دیکھی جاے آخر ضبط نہ ہو سکا گھبرا کر بول اُٹھے۔

"باجی! سمجھ مین نہین آتا کہ آخر تم نے رائے کیا قائم کی میرے خیال مین تو جاہل عورتین شوہر کے لئے عذاب جان ہوجاتی ہون گی"

سروری۔ پڑھی لکھی بھی ہوجاتی ہین۔ جیسے مین تمھارے بہنوئی کیلئے۔ (شوکت سروری نام کیون نہین لیتی) وہ تو کہو اللہ میان کی گائے ہین۔ اگر ذرا اچیالے ہوتے میری طبیعت تو ابتک کب کی طلاق ہوچکی ہوتی۔ گھر مین جب آتے وہ سارنگی بجاتے اور مین مجیرے پھر بھلا کیونکر بنیٹی۔

محمود۔ (قہقہہ لگا کر) واللہ مار ڈالا کس مزہ سے کہتی ہین "وہ سارنگی بجاتے اور مین مجیرے"۔

شوکت۔ بات بھی کہتی ہے تو نگوڑی دیوانی۔ سُننے والے کو ہنساتے ہنساتے پاگل بنادیتی ہے۔ ارے سارنگی اور مجیرون کا تو ساتھ ہے۔ پھر کیون نہ بنیٹی۔

محمود۔ باجی تم بھول ہو۔ بادشاہ حسن بڑے خوش قسمت تھے جو تمھاری سی ہنسوڑ خوش طبع بی بی ملی۔ باغ دبہار رہو۔ کیسا ہی کھلایا اور مرجھایا آدمی ہو۔ دو لمحہ تمھارے پاس بیٹھے۔ تمھاری باتین سنے سب کلفت دور ہوجائے۔ اگر کوئی مجھے یقین دلادے کہ تم دونون مین ایک کیسی بی بی مجھے دس برس بعد ملے گی تو واللہ مردود ہو جو اس انتظار کی گھڑیان خوشی خوشی نہ کاٹے۔

سروری۔ شوکت کو کہو۔ میرا نام نہ لو۔ مین کڑوا کریلا تھی۔ آدمی نہین۔ اب بھی وہی ہون۔ مگر ان بی صاحب کی جوتیون کا طفیل ہے کہ تم لوگ قدر کرتے ہو۔ غضب خدا مین سنے ہی تو شتاق کے وہ ہتر رسید کیا تھا۔ ہے ہے مین بالکل سڑن ہوگئی تھی۔ جب خیال کرتی ہون مرجاتی ہون۔ کٹ جاتی ہون۔ پھر بھی یہ عادت نہین جاتی مین بہن بنکر تمھارے سامنے آئی ہون۔ اور پھر بڑی۔ بڑی کا مطلب تم سمجھے ہمیشہ ادب سے باتین کرنا۔ میری مرضی کے خلاف باتین نہ کرنا۔ نہین تو تم جانوگے۔

محمود- ان ہاتھون کی مار باجی کسے نصیب

شوکت- نصیب کیون نہین - ڈاکٹر پٹ چکے - بادشاہ حسن تو جوتیان کھاتے کھاتے جیا ہو گیا ہے - ایک عورتون مین - مین ہی ہون کہ جنگلی ہوئی ہون -

سروری- (ہنسکر) تو یہ سب عورتین ہین -

شوکت- عورت نہین ہین تو کیا ہین - مرد وے ہوتے تو پٹتے کیون -

محمود- نہین بھابھی یہ کچھ ہو - واللہ سروری باجی بڑی قابل قدر آدمی ہین جو مشورہ دیتی ہین نہایت اعلیٰ جو بات کرتی ہین نہایت سلجھی ہوئی - بہئی اب مجھے بتاؤ کیا کرنا چاہیئے -

شوکت- تم کو کچھ نہین کرنا ہے - دولھا بننا ہے - مین اور سروری ابھی جاتی ہون لڑکی کو اپنے یہان کے دستور کے مطابق چھپائے آتی ہون معاملہ طے کر لون تو اکیس خوانون مین مٹھائی بھجدونگی چلئے اللہ اللہ خیر صلاح -

محمود- تو اس کے معنے یہ ہوے کہ مین منظور کرون - مگر جاہل عورت سے سابقہ پڑے گا - روز کی تھکا فضیحتی کون برداشت کریگا - مین تو واللہ جلد دونگا - عذاب تو اب آپ کی گردن پر ہوگا - یہ بھی یاد رکھئے کہ صورت بھی ویسی نہین کہ مین پرستش کرون - جہالت کے نخرے مجھ سے نہ اُٹھین گے

سروری- یہ سب باتین ایک ساتھ مشکل سے ہوتی ہین - صورت شوکت کی سی ہو مگر بدصورت بھی نہین کہہ سکتے ہو جوانی کا رنگ روغن مشہور ہے - مشاطگی حاجت نہین - بڑی بات یہ ہو ند مین پیوند ملتا ہے جسکا تم کو ہمیشہ بہت خیال رہا تعلیم کی ضرورکی ہے - نازون کی پلی بھی ہین - دہن دولت مین آنکھ کھولی مزاج مین ضد ہٹ اور چڑچڑاپن ضرور ہوگا - لیکن پھر بھی صحبت کا اثر بہت ہوتا ہے - کیا عجب ہے کہ شوکت کے پاس اُٹھنے بیٹھنے سے اچھی عادتین

اختیار کرلین۔ زیادہ سے زیادہ ۱۰۔۱۷ سال کی ہونگی گھر مین کتب خانہ بھی ہے
شوق پیدا ہوگیا تو پڑھ لکھ جائینگی

شوکت۔ اور اگر پڑھنے کی طرف طبیعت مائل ہوگئی تو سمجھ لینا کہ دوسری سرودی ہوکر رہین گی۔

محمود۔ (خوشامد پڑھ کر) مشکل ہے سرودی باجی کا اگر مزاج تیز ہے تو اُسکے ساتھ غصہ بھی تو جلد نہین آتا۔ ان کی خوشی ور حلیہ بلا بن خداداد ہے ظرافت خلقی۔ تعلیم نے اور چار چاند لگا دیئے ہین۔ انکا سا ہونا محالات سے ہے۔ بھی کچھ طبیعت مائل نہین ہوتی۔ ماتھا ٹھنکتا ہے۔ قیامت یہ ہے کہ اگر انکار کرتا ہون تو کنبہ والے ہمیشہ کے لئے چھوٹتے ہین۔ ماموں ممانی جدہر جاتا ہون آنکھین بچھاتے ہین۔ ماں باپ کی شفقت ان دونوں مین دیکھ رہا ہون۔ چچا صاحب ہین معاذاللہ ان کو تو اندیشہ یہ ہے کہ کہین جائداد کا دعویدار نہ ہوجائے ملتے ہین تو نہایت بنوٹ سے۔ اخلاص کا نام نہین گھر بھر کا یہی حال ہے۔ روکھے پھیکے پھر اختلاف مذہبی ایسی چیز ہے کہ جسکی وجہ سے وہ بھی کھٹکتے ہین اور ہین بھی۔ دعوت ماموں جان کی دیکھا دیکھی ضرور کی۔ تکلفات بھی کئے۔ مگر وہ بات کہان مولوی مدن کی سی۔ اسوجہ سے خیال ہوتا ہے کہ حامی بھر دون۔ پھر جب خیال کرتا ہون کہ عمر بھر نباہنا ہوگا تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔

شوکت۔ آخر تم بلقیس کیجانب سے اتنا بدگمان کیون ہو۔ کونسا سابقہ رہا۔ بدمزاجی نیک مزاجی کا حال کیونکر معلوم ہوا۔ شاید نیک ہی ہو بہت سی عورتین پڑھی نہین ہوتی ہین مگر خوش سلیقہ ہوتی ہین۔ شوہر کے خوش رکھنے کے ڈھب ہوتے ہین۔ کیا جانے ایسی ہون۔ ماں اگر مطیع ہین تو وہ بھی ضرور ہون گی۔ بہت سی باتین تو اولاد ورثہ مین والدین سے پاتی ہے۔

محمود۔ تجربہ تو مجھے کچھ بھی نہین - اور نہ کسی سے سُنا ہے - مگر قاعدہ یہ ہے کہ جتنا چھانو اتنا ہی کرکرا نکلتا ہے - مجھے ہمیشہ اس کا خبط رہا کہ اچھی بی بی ملے - لہذا نہین ملیگی - پھر تماشا یہ ہے کہ قسمت پر شاکر ہو کر بھی نہین بیٹھ رہتا - نہ انکار کرتے بنتا ہے اور نہ اقرار کرتے جو خیال قائم ہوگیا ہے وہ دل سے نکالے نہین نکلتا -

سروری - ہر بات کے لئے وجہ ہوا کرتی ہے - تم نے آخر کس بنا پر رائے قائم کی

محمود - (ہونہہ) ارے بھئی سیاہی او جڑ ہوتے ہین - نرے جانگلو - مگر اتنا تو مجھے ہی ہین کہ دو اور دو چار - دیکھو بہن انسان کی خصلتین صرف دو طریقون سے مرتب ہو سکتی ہین - یعنی تعلیم اور تربیت سے تعلیم کا تو ہمارے گھر مین رواج ہی نہین تربیت کی جانب سے بھی صفائی ہی نظر آتی ہے - کیون؟ اس لیئے کہ اونچے گھرانے والے اپنی بد ترین عادتون کو بھی اچھا سمجھتے ہین - دس پانچ خوشامدی ہر وقت موجود رہتے ہین - جو ہر ددہ عیب کو ہنر سے تعبیر کرتے ہین اور اُس کا یقین بھی دلا دیتے ہین - پھر عادتین بنین تو کیونکر - افلاس بھی بجائے خود انسان کے لئے بڑا معلم ہے - اپنی ہیچی ہر وقت ذہن مین رہتی ہے - برداشت کی عادت پڑتی ہے صبر کی تعلیم دیتا ہے - اچھائی بُرائی مین تمیز کرنا بتلاتا ہے - ہنر کی جانب مائل کرتا ہے - اگر ظرف عالی ہو اور رکالت نہ پیدا ہو تو مفلسی ایک حد تک انسان کے لئے نعمت ہے اس کا بھی سایہ اس وقت تک نہین پڑا ہے - بقول مسخرہ پیرو دلان کے رئیس ہین - یہی سب وجوہات ہین جن کی بنا پر مین سمجھتا ہون کہ اپنے گھرانے مین پیوند میری مرضی کا نہ ہوگا -

سروری - (کچھ دیر ساکت رہکر) کیون بہن شوکت - آزمانا تو چاہیے صحبت عجب چیز ہے - آدمیون کی صحبت مین رہکر آدمی آدمی نہ بنے - لنگوڑے بندر تک تو ناچنے لگتے ہین - بھلا کوئی بات ہے - جیتے رہے تو بلقیس کو محمود کی مرضی کا

کر دین گے۔ ہمارا ذمہ۔

شوکت مرنے کیون لگے۔ تم لا کھ مرو۔ مین کب مرنے دون گی۔ بس بسم اللہ کرو۔ پکی پوڑھی کرکے اپ دن اپنی ماتے بلقیس کو بیاہ لاؤ۔ دھوم، ہر کا جو کچھ کرنا ہے ابھی ہو چکیگا کر لین گے یہان سے ناہی ہاتھ نہ جانا چاہئے۔ لو۔ سروری مین تم کو مبارکباد دیتی ہون۔ بھابھی مبارک۔

محمود۔ مین تو تابع فرمان ہون۔ جو کہو گی کرونگا۔ اچھا اب ڈاکٹر و بادشاہ حسن سے بھی کہہ لون دیکھون اُن کی کیا مرضی ہے۔

سروری۔ بس بس بیٹھو جا کر۔ بیغیرت اپنے بیاہ کے لئے ایک عالم سے پوچھتا پھرے گا۔

محمود۔ ہنسکر چلدیئے۔ مرضی سروری و شوکت دونون کی نہ تھی۔ مگر مامون کا معاملہ تھا۔ اور کنبہ کا واسطہ اس لئے دونون فوراً آمادہ ہوگئین۔ نسبت منگنی کے مراسم بھی قصباتی طریقہ پر ادا ہوئے ۲۱ خوانون مین مٹھائی گئی۔ وہان سے نقدی ملی۔ سروری و شوکت بچون کے لئے پریشان تھین۔ دوسرے ہی ہفتہ مین شرعی طریقہ پر نکاح بھی ہوگیا۔ سید صاحب نے زیور جہیز بیٹی کو بہت کچھ دیا۔ دو گاؤن اور بیس ہزار روپیہ کے پرامیسری نوٹ علاوہ اس کے تھے۔ دعوت بھی تمام برادری اور اعزا کی بڑی دھوم دھام کی۔ دولھا کی جانب سے ولیمہ کا کھانا شاق تے کیا۔ وہ بھی یادگار رہا۔ شوکت و سروری نے رونمائی مین ایسے بیش قیمت زیور دیئے کہ دولھن والیان حیران رہ گئین۔ نکاح کے بعد ایک ہفتہ اور قیام رہا۔ پھر دولھا والون نے چلنے کی ٹھہرائی۔ محمود اور سسرال والون مین رخصتی کا جھگڑا ہے۔ ماموں جانی کہتے ہین، بیٹا اب اپنا گھر آباد کرو۔ آخر دونون بہت جلا وطن رہے۔ وہ کہتے ہین کہ میرا گھر میری املاک سب کچھ یہین ہے۔

بیان رہ نہین سکتا" دیکھئے کیا رنگ رہتے ہین بالفعل تو محمود کو سمجھا بجھا کر مشتاق نے کچھ دنون کے لئے اور آگرہ مین روکدیا ہے - مگر وہ جھکی آدمی ہے - خدا ہی ہے جو مانے



باب (۱۶)

محمود سسرال میں

ایک مہینہ سے اوپر ہوچکا ہے کہ بمبئی کا قافلہ آگرہ کا سفر ختم کرکے واپس گیا۔ محمود نے کہنے کو تو کہدیا تھا کہ ایک ہفتہ میں مین بھی آتا ہوں مگر اس ارادہ میں ابتک کامیابی نہین ہوئی۔ انسان کی طبیعت تازہ بتازہ نو بہ نو کیجانب ہر وقت مائل رہتی ہے۔ زندگی مین انقلاب ہونا چاہیے۔ اچھا ہوا تو کیا کہنا۔ بُرا ہوا تو بھی یہ سمجھکر کہ حال ہمیشہ نہین رہنے کا کچھ نہ کچھ دلچسپی لے ہی لیتا ہے۔ محمود کے لئے تو شادی ایک انوکھی چیز تھی۔ سرد و گرم آزمودہ تھے تو بھی کیا ہوا۔ نئی نویلی دولھن۔ اپنے خاندان کی نک سک سے درست ملی۔ یہ صحیح ہے کہ شوکت و سروری کے پایہ کی نہین۔ پھر بھی نوعمر ہے۔ نام خدا اٹھتی جوانی۔ کہان تک دلفریبی نہ ہوگی۔ روز بروز طبیعت کا رجحان بڑھتا گیا۔ ماموں ممانی خاطرین کیون نہ کرتے۔ دن کا زیادہ حصہ سو کر گذارتے ہین۔ سہ پہر سے بڑے سالے میان محسن کے ساتھ سوار ہوجاتے ہین۔ شاہی عمارتین دیکھتے ہین جن کی آگرہ اور گرد و نواح آگرہ مین اکبر و جہانگیر کے نامور بادشاہون کی بدولت کمی نہین۔ کبھی کبھی کلب بھی چلے جاتے ہین ٹینس کھیل لئے۔ کشتی مین بیٹھ کر جمنا کی سیر کرلی۔ اس طریقہ پر علیش و تنعم مین دن بھی گذرتے ہین اور راتین بھی۔ بی بی کے لئے دوسرے تیسرے کوئی نہ کوئی تحفہ آتا ہے عمدہ سے عمدہ زیور اور نفیس سے نفیس کپڑے۔ وہ کوٹھی جسمین ڈاکٹر و بادشاہ حسن وغیرہ ٹھہرے تھے۔ اب تک نہین چھوڑی ہے۔ ہفتہ دوسرے ہفتہ میکے سے رخصت ہوکر بلقیس

وہین آتی ہین اور مہمانداری کا لطف اٹھاتی ہین ۔ بی بی کی فرمائش ہے کہ یہ مکان بہت بھاگوان ہے ۔ تم مجھے ملے اور مین تمھین ۔ گھربار بھی کوئی اپنا نہین ۔ اسے لے لیتے آخر وطن مین کوئی مکان تمھین چاہیئے کہ نہین ۔ زبان سے نکلنے کی دیر تھی ۔ دولت کی کمی نہین ۔ بات چیت سید احسن صاحب کی معرفت ہو رہی ہے ۔ معاملہ پانچ ہزار پہ توڑ ہوا جاتا ہے ۔ یا یون سمجھو کہ ہو گیا ۔ دو ہی ایک دن مین بیعنامہ لکھا جائیگا روپیہ کے لئے بمبئی تار گیا ہے ۔ آیا اور لیا ۔ دولھن کا اصرار ہے کہ مین تم ایک روپیہ میرا اٹھارا ایک وہان سے کیون منگاتے ہو ۔ یہ کہتے ہین کہ ہرج ہی کیا ہے روپیہ وہان پڑا انڈے بچے تھوڑی دیتا ہے یہین کسی کام مین لگے تو اچھا ہے ۔ وہ بھی سمجھین کہ ٹھیک کہتے ہین ۔ وہان کا مال و اسباب یہین آجاتا مناسب ہے ۔ بن پڑا تو بمبئی کی صورت انھین دیکھنے نہ دون گی ۔ چشم زدن مین دن گذر رہے ہین ۔ دوسرا مہینہ بھی ختم ہونے کو ہے ۔ ڈاکٹر کے خط آتے ہین یہ بھی فوراً جواب دیتے ہین ۔ سروری بہن نے ایکی ہین بناپنے کا رکھ رکھاؤ اس کے لئے مشکل ہے جو مفلس ہو یہان کوئی وقت ۔ آٹھوین دسوین کپڑے کے برابر پارسل آئے عمدہ سے عمدہ کمخواب و اطلس کے بھاری بھاری پاجامہ ۔ اسی کی مناسبت سے دوپٹہ ۔ مگر قبلوکون سے انھین خود کو ہمیشہ نفرت رہی ۔ بس دیئے قمیصین اور جاکٹ بھاری بھاری آتے ہین ۔ یہ خدمت نہ بلقیس ہی کو پسند ہے اور نہ انکے گھر مین کسی کو ۔ صرف محمود کی خاطر سے جب اُن کے گھر مین آتی ہین تو ضرور پہننا پڑتا ہے ۔ بی سروری نے آب اور ہاتھ پاؤن پھیلائے ۔ اب کی پارسل آیا تو شوکت و سروری دونون نے محمود و دولھن کو ایک درجن بیش قیمت ساڑیان مختلف رنگون کی اور ویسے ہی جاکٹ بھیجے ہین ۔ بیٹی ساڑیون پر بانہ ہنے کی بھی ایک نہین آئی ۔ بلکہ کئی ۔ جن مین سونے کی جڑاؤ ڈانین ہیرے یاقوت اور نیلم جڑے ہوے

جب یہ پارسل آیا تو محمود دولھن شوہر ہی کے نوخرید گھر مین تھین - پارسل کھولا گیا تو سامان دیکھ کر دل ہی دل مین خوش تو بہت ہوئین مگر شوہر کے دکھانے کو تیکھی ہو کر بولین بلقیس - دوہی - یہ کوسے جو بھیجے ہین - کسبیون کا لباس مجھے نہین بھاتا - نہ میرے گھر مین آج تک کسی نے پہنا ہے - ابا دیکھین گے تو صورت سے بیزار ہو جائین گے - ابا تو ابا ہین امان ہی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھین گی مین نگوڑی کیسی نکو بنونگی کس کی ہو کر رہون گی - مجھ سے تو یہ لباس نہ پہنا جائے گا -

محمود - (خدا جانے کس غوط مین تھے) مجھے جو لباس اچھا معلوم ہو گا - تم کو پہننا پڑیگا مامو نجان اور ممانی جان کی پسند سے مجھے مطلب نہین - دقیانوسی باتون سے مین چڑھتا ہون - یہ بھی کوئی بات ہے قمیص نہ پہنین گی - کرتے سے دور بھاگین گی - جاکٹ نہ پہنتی ہین پسند کیا ہے وہی جالی کا شلوکہ کشیدہ کے کام کا - لاحول ولا قوت وہ بھی پہناوے مین کوئی پہناوا ہے - پیٹ کھلا ہوا - بازو تک کہین چندی کا نام نہین - ننگی ہی کیون نہین پھرتین رنڈیان ہو یا گھر گرستنین جو اچھا وطیرہ اختیار کرے وہ اچھا ہے - بری چیز کو کوئی اچھا نہین کہتا - اچھی کو سب اچھا کہتے ہین -

بلقیس بیگم امیر زادی نازدن کی پلی تھین - اُن کو یہ عادت کہان کہ کوئی بات اپنے خلاف سنین - دو مہینہ شادی کے گذر چکے ہین میان نے اسوقت تک یہ نہین کہا تھا کہ ادہر سے ادہر بیٹھو پڑہی لکھی بھی بیچاری نہ تھین ناقص العقل بیہ ایشی پھر خوشامد درآمد کی عادی - موقعہ محل کا ہیکو پہچانتین میان کی وقعت ایک انیس خلوت سے زیادہ اُن کے خیال مین نہ تھی - تیور پر بل دیکھے تو آگ ہو گئین - لگین ساڑیون کو پاؤن سے روندنے اور پھاڑنے - جل جاتین یہ نوج نہ آتین یہ - آگ لگاؤن انہین - ان نگوڑے چیتھڑون کے لئے میرا برادن کیا جارہا ہے - مین باز آئی ایسی محبت سے - دور سے سات سلام کرتی ہون

مجھے بخشیں۔ ساس نند جب مجھے خدا نے دی ہی نہین تو مین ان منہ بولی بہن و بھاوج کے نخرے نہ اٹھاؤن گی۔ تمھاری جیتی ہون گی ہون۔ بمبئی مین جاکر دولا کرنا۔ مجھے ان لوگون سے کیا مطلب"

محمود۔ (بگڑکر) بس بس زبان سنبھالو۔ ہوش مین آؤ۔ وہ وہی ہین اور تم تم ہی۔ انکا سایہ پڑجائے تو آدمی ہوجاؤ۔ ایسی بیبیان قسمت والون کو ملتی ہین۔ کیا قدردانی کی ہے۔ اُن کی شفقت و محبت کا صلہ یہی تھا جو دیا جا رہا ہے۔ سیکڑون روپیہ لگاکر ایسے بیش قیمت کپڑے بھیجے ہین کہ دوسری عورت دیکھکر عش عش کرے و داس بیدردی سے روندے جائین۔ سچ ہے چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔ تم جانو کیا۔ نگلیر کی فقیر اُن کی صحبت مین بیٹھو تو آدمی بنجاؤ۔

بلقیس کو اب تاب کہان تھی۔ مارے غصہ کے لال بھبھوکا ہوگئی سیکڑون ورجہ شوکت و سردری کے کرڈالے۔ محمود نے بہت انسانیت برتی۔ "اپنی عزت اپنے ہاتھ" کے مقولہ پر عمل کیا۔ اُٹھے مردانہ مین چلے گئے اور وہان سے ٹہلنے۔ کئی گھنٹہ ادھر ادھر گذار کر زیادہ رات گئے آئے۔ تو مکان خالی پایا۔ ماما مین اس گھر کی کام کرنے والیان موجود تھین۔ پوچھا تو معلوم ہوا کہ بیگم صاحب اسی وقت اپنے میکے چلی گئین۔ آدمی گئی اُس وقت سے ابتک نفیس دولھن کی طرف سے بلانے آچکی ہین۔ سید محسن بھی معمول کے مطابق شام کو آئے تھے۔ کچھ دیر بیٹھے بھی۔ انتظار کرکے چلے گئے۔

محمود۔ یہ جواب سُنکر کچھ دیر ساکت ٹہلتے رہے۔ اُس کے بعد خاصہ طلب کیا دو چار نوالے غم و غصہ مین کھائے۔ پھر سونے کے کمرہ مین چلے گئے حقہ بھی وہین مانگ دیا اور آدمیون سے یہ ہدایت کردی کہ اگر کوئی آئے تو کہدینا کہ آ۔ ام کر رہے ہین۔ ہرگز اطلاع نہ کی جائے۔ یہان انکا یہ حال ہے اور اپنے گھر مین بی بلقیس بیگم

بڑے ہنگامہ اور ہنامت کے بعد اب ٹھنڈی ہوئی ہین - اور دل مین نادم ہین - چاہتی ہین کہ میان کسی طرح آجاتے اور بھابھی جان ملاپ کرا دیتین - آدمی پر آدمی بارہ بجے رات تک دوڑتے رہے مگر وہان کان پر جون نہ رینگی - چوکیدار نے اپنی خیر اسی مین دیکھی کہ پھاٹک سویرے ہی سے بند کرلے - خدا خدا کرکے رات کٹی محمود دیر تک جاگا کئے تھے - اِن نازبرداریون کی عادت نہین - سپاہی آدمی - اکثر دیر تک اپنی قسمت کو رویا کئے - بار بار اپنے اوپر نفرین کرتے کہ مین نے اگر کلثوم کے ساتھ شادی کرلی ہوتی تو ایک تعلیم یافتہ خوبصورت وخوب سیرت بی بی ملتی شوکت وسروری کے نمونہ کی - پیوند مین پیوند ملتا تو کیا ہوتا - آرام سے گذرتی اولاد ہوتی تو کہین نہ کہین کھپ ہی جاتی - مشتاق وبادشاہ حسن یہ نکرتے کہ مجھے برادری سے اٹھا دیتے - اِن عزیزون کو پاکر مجھے کونسا سکھ ملا - اپنی غرض تھی کہ لڑکی بیاہ دی اگر یہ لوگ اچھے ہوتے تو میرے باپ ترک وطن کرکے کیون چلے جاتے - مانا کہ غیرت دار تھے - بات پر آگئے عزیز اقارب سب نے موتھ موڑ لیا - پھر مجھے ساتھ کیون لے گئے - ماموںجان کے پاس کیون نہ چھوڑ دیا - مزید بران غنیمت کہ میرے کفیل خرچ رہتے روپیہ بھی تھا اور خاصی آمدنی بھی - اجی کچھ نہین یہ حضرات سب کے سب جیسے کے تیسے ہین - مین نے بڑی غلطی کی - اس جاہل عورت سے میرا نباہ مشکل ہے - نہ الٹی سمجھتی ہے نہ سیدھی - کس محبت سے وہ دونون مل رہی ہین - ہزارون روپیہ اپنا اس نالائق پر صرف کر دیا - اس سب کا نتیجہ کیا ہوا کہ بیسوا کہلائین - کمینی نہین لاحول ولاقوۃ - مین نے بہت ضبط کیا خدا جانے میرا شیطان کہان گیا تھا تعجب ہے کہ مین نے گولی کیون نہ ماردی - کمبخت - جاہل - اب میرا قیام یہان ٹھیک نہین صبح ہو تو بمبئی کا قصد کرون - سب سے مل جلکر طرابلس جاتا ہون - توبہ ہے کس جھگڑے مین مین پھنس گیا - خیر اچھا ہوا اسی بہانہ سے مذہب کی خدمت کا خیال بھی

دل مین زور شور سے اوٹھا اور نہ مین سمجھا تھا کہ آگرہ کی خاک دامنگیر ہوئی اب طرابلس کہان۔ بمبی تک جانا مشکل ہے۔ اللہ کے عجیب کرشمہ ہین خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دران باشد۔" غرضکہ محمود کی رات انہین خیالات مین کٹی پچھلے کو آنکھ لگی۔ سوئے تو آٹھ بجگئے نہ اب اُٹھتے ہین نہ تب۔ لحہ لحہ کے بعد آدمی۔ ماما ئین دریافت خیریت کے لئے آتی ہین مگر یہان سے یہی جواب ملتا ہے کہ "ابھی آرام کر رہے ہین"۔ اتنی مجال کسی کی نہین کہ بیدار کرے۔ انتظار کرکے ۹ بجے سید محسن خود وارد ہوئے۔ سیدھے خواب گاہ مین چلے گئے۔ اور شانہ پکڑ کر ہلانے لگے "محمود! محمودؐ!! ابے بھئی اُٹھو۔ آخر کہان تک آرام کروگے۔ کوئی حد بھی ہے۔ محسن کی آواز سے سید محمود بیدار ہوئے اور فوراً اُٹھ بیٹھے۔ "بھائی صاحب معاف کیجئے گا۔ آپنے بڑی تکلیف فرمائی۔ اُف۔ اتنا دن چڑھ گیا۔ ارے ادھر آو۔ حقہ لاو۔ آپ حقہ نوش فرمایئے۔ مین ابھی حاضر ہوا۔"

محمود۔ یہ کہکر غسل خانہ چلے گئے اور تقریباً پون گھنٹہ کے بعد کپڑے وغیرہ بدلکر آگئے چاے آئی۔ سید محسن سے اصرار کیا گیا مگر انھون نے کہا کہ بھئی مین تمھارے پاس چار بجکر آیا تھا۔ اب کون سا وقت ہے۔ تم ابھی بیدار ہوئے۔ بسم اللہ کرو۔ مجھے کچھ تکلف تھوڑے ہی ہے مگر یہ تو کہو کہ یہ ہنگامہ کیسا قائم ہے۔ تم اپنی طرف پریشان معلوم ہوتے ہو اور وہان اوس بیوقوف چھوکری نے اُدھم مچا رکھا ہے۔ تمھاری بھابھی بھی آئی ہون گی۔ مین سوا اس کے کیا کہسکتا ہون کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین۔ مردون کو درگذر کرنا ہی پڑتا ہے۔"

محمود۔ (چھوکرے کو باہر جانے کا اشارہ کرکے) حضرت مین آپ سے کیا عرض کرون آپ مجھ سے بڑے ہین۔ گو زمانہ کی روش اب دوسری ہے اور بیجا شرم و لحاظ سے لوگ پرہیز کرتے ہین۔ مگر خدا بخشے حاجی ذکریا صاحب مرحوم نے مجھے وہی تعلیم دی

جو اس گرد و نواح کے شرفا مین رائج ہے۔ لہذا جی تو بہت کچھ کہنے کو چاہتا ہے لیکن غیرت بیجا ہی سمی مانع آتی ہے۔ بھابھی سے البتہ جو کچھ مجھے کہنا ہے عرض کرونگا آپ سے صرف اس قدر گذارش ہے کہ آج مین بمبئی جا رہا ہون ماموں صاحب سے رخصت ہوتے حاضر ہونگا میری طبیعت اب یہان بہت گھبراتی ہے۔"

محسن۔ اجی نہین کیسی باتین کرتے ہو پہلے تو قصد نہ تھا۔ یہ دفعتاً ارادہ کیسا۔ میان بی بی مین کھٹ پٹ ہوتی ہی رہتی ہے۔ روٹھتے ہین اور ملاپ ہوتا ہے۔ گھر کوئی تھوڑے ہی چھوڑ دیتا ہے۔

محمود۔ گھر تو میرا سچ پوچھئے تو بمبئی ہی ہے۔ یہان مین پیدا ضرور ہوا اگر بلا اغیار مین ابتو یہی لوگ عزیزون سے بڑھکر معلوم ہوتے ہین۔ مجھے کل بہت تکلیف پہونچی یہ ناقص تربیت کا نتیجہ ہے۔ افسوس یہ ہے کہ مین اپنے خاندان مین تعلیم کا رواج بالکل نہین دیکھتا۔ عورتین بالکل کندۂ ناتراش ہوتی ہین۔ خدا کے لئے آپ اپنی بچیون کو ضرور پڑھایئے۔ آپ راضی نہ ہون گے ورنہ مین تو عرض کرتا کہ دو چار برس کے لئے بمبئی بھیجدیجے۔ پھر دیکھئے کہ بچیان کیا سے کیا ہو جاتی ہین۔ مذہب کے اعتبار سے بھی اور دنیاوی لحاظ سے بھی واللہ خوش ہو جایئے گا۔ اب لکیر کے فقیر رہنے کا زمانہ نہین۔

محسن۔ اس مین کس کو کلام ہو سکتا ہے کہ بمبئی مین تمھارا وطن ثانی ہے۔ پرورش پرداخت وہین پائی اور وہ لوگ سب تمھارے محسن ہین خصوصاً حاجی صاحب کا خاندان۔ پھر بھی وطن اصلی اور ثانی مین فرق ہے۔ عزیز اقارب عزیز اقارب ہی ہین اور اغیار اغیار ہی۔ تم تعلیم یافتہ اور سمجھدار آدمی ہو بحث مین گنجائش بہت ہے۔ لیکن اگر غور کرو تو جو کچھ مین کہتا ہون اُس کو تم ایک بڑی حد تک صحیح پاؤگے۔ مین ہرگز اس سے انکار نہین کرتا کہ ہمارے یہان کی لڑکیان

جاہل ہین اور نازون کی پلی اسوجہ سے اگرچہ آپ اطاعت شعار نہین مگر بتدریج ضرور ہوجائینگی۔ میری بی بی بھی ابتدأً ایسی ہی تھین۔ مگر اب مجال ہے کہ میرے حکم سے سرتابی کرین مین بدمزاج بھی نہین۔ ہر طرح کی ناز برداریان کرتا ہون اور اُن کا یہ حال ہے کہ میرے تیور دیکھتی رہتی ہین۔ نہ مجھے شکایت ہے اور نہ انہین بھائی جان دو چار برس کی تکلیف آپ کو ضرور ہوگی۔ اُس کے بعد یکجائی اور مزاج شناسی اُنس کا باعث ہوگی۔ اور اُنس بڑہتے بڑہتے محبت اور عشق کی صورت اختیار کرلیگا

محمود۔ (غوطہ مین پڑکر) مجھے بہت مایوسی ہوئی۔ جو کچھ آپ نے فرمایا اُس سے مجھے تسکین نہین ہوئی۔ اور نہ آپ سے بے حجاب ہو کر گفتگو ہی کرسکتا ہون میرے خیالات اور خواہشین جو کچھ ہین آپ کو بھابھی سے آج ہی معلوم ہوجا ئینگے۔

محمود نے ابھی اپنا جواب ختم نہین کیا تھا کہ اتنے مین ماما نے آکر عرض کیا سرکار النفیس دولھن صاحب کی نیس آئی ہے۔

محمود۔ تو تشریف کیون نہین لاتین۔ بھائی صاحب آپ تشریف رکھئے مین بھابھی کو اُتروا لاؤن۔ افسوس ہے کہ جو کام عورتون کا ہونا چاہئے وہ مین کرتے پر مجبور ہون۔

محسن۔ اچھا تو مین رخصت۔ آپ آمد تیمم برخاست مین شام کو ملونگا۔ بمبئی کا خیال خدا کے لئے بدلو۔ مجھے تمھارے ساتھ محبت ہوگئی ہے۔

محمود۔ تو آپ تشریف رکھئے نا۔ مین بغیر کھانا کھلائے جانے نہ دونگا۔ بھلا کوئی بات ہے مین تو آپ کا خورد ہون بھابھی کو میرے سامنے آپ کے پاس بیٹھنے مین آخر ہرج ہی کیا ہے۔

محسن۔ وہ زمانہ بھی آئے گا۔ بچون کو جوان ہونے دو تم جانتے ہو کہ ہم لوگ قدیم وضع کے ہین۔ وہی کرین گے جو ہوتا چلا آیا ہے۔

محمود کے ساتھ ہی ساتھ محسن بھی اُٹھے ۔ کمرہ سے باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ نفیس دولھن صاحب فینس سے اُتر آئی ہین اور سامنے والے کمرہ مین ہین احاطہ کے باہر تک محمود ۔ محسن صاحب کو پہونچانے گئے ۔ پھر وہ اپنے گھر کی طرف سدھارے اور یہ زنانہ مین آئے ۔ اور سیدھے اُسی کمرہ مین گئے جہان نفیس دولھن اپنی چھوٹی نند زہرہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھین ۔

محمود ۔ اخاہ ! بھابھی جان آداب بجا لاتا ہون ؎

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے   کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

نفیس دولھن ۔ تسلیم ۔ یہ چہرہ کیون اترا ہوا ہے ۔ کیا رات بھر کے جاگے ہو آنکھون مین بھی لال لال ڈورے ہین ۔ آخر رات کو آئے کیون نہین ۔ خود بھی حیران ہوے اور مجھے بھی حیران کیا ۔ خوب یہ اچھی بات ہے کہ میان بی بی لڑین اور پریشان ہون ہم ۔ آج اُن کی باری ہے ۔ کل (زہرہ کی طرف اشارہ کرکے) اِن کی باری ہوگی ۔ ہم ابھی کے ہو گئے ۔ بس اَب یہ چونچلے رہنے دو ۔ اور چلو دولھن کے ہاتھ جوڑو ۔ قدمون پر سر رکھو ۔ مین بھی سفارش کرون گی ۔ اور تمھاری چھوٹی سالی بھی ۔ جو دولھا بھائی کے پیچھے جان دیتی ہے ۔ کیون نا بیٹا ۔ (اللہ کرے ایسا ہی بانکا ترچھا دولھا تمھین بھی ملے ۔ (زہرہ شرما جاتی ہے)

محمود ۔ زہرہ بہت پیاری لڑکی ہے ۔ اجی میری بہن ہے ۔ پہلے بہن پھر سالی ۔ تو سالی مین اسے بناتا نہین ۔ دولھن سے کیا سکھ پا رہا ہون کہ سالی سے محبت کی اُمید رکھون ۔ بھابھی سُسرالی رشتہ صرف آپ ہی سے ہے ۔ بقول گنوارون کے "سلیج پوری جوئے" آپ کو اَب قائم مقامی کرنا پڑے گی ۔ آج بمبئی جاتے ہین ۔ چلئے آپ کو بھگا لے چلین ۔ ہم آپ کو پسند ہین اور آپ ہمکو دونون طرف سے آگ برابر لگی ہوئی ۔ بھائی جان چیخ چلا کر چپ ہو رہیں سگے

(ہنسکر) لکیر کے فقیر ہی ہین۔ ناک کٹ جانے کے خوف سے (توبہ۔ توبہ مین کیابکبک
ہون) چپ ہو رہین گے۔

نفیس دولھن۔ تو بیچارے بہت بڑھتے چلے جاتے ہین۔ منہ مین لگام ہی نہین
بڑی سلیچ کے یہ درجے۔ بے غیرت کہین کا۔ اور اچھا ہوا یہ ہم کو بھگا لے چلین گے
اور ہم بھاگ جائین گے۔ ستھ لگائی ڈومنی گائے تال بتیال۔ ایک نگوڑی دولھن
وہ بھی کیسی چاند ایسی میان صاحب سے سنبھالے نہین سنبھلتی۔ دُم دبا کر بمبئی
بھاگتے بن پڑی۔ شیخیان اتنی بگھارتے ہین کہ اس کو بھی بھگا لے جائین گے
اور اُس کو بھی۔ واہ رے مردوے۔ باتین نہ ہون تو کوئی کوڑی کو نہ پوچھے
مجال پڑی ہے کہ بمبئی جاؤ۔ ناک رگڑو گے ہاتھ جوڑو گے۔ ہو کس دھوکہ مین
اب وہ زمانہ گیا کہ خلیل خان فاختہ اڑاتے تھے باندھ بوندھ کیا غلام ڈیوڑھی
بیٹھا کرے سلام۔

محمود۔ (ہنسکر) بھابھی غلام کرنے والے کوئی اور ہوئے ہون گے محسن بھائی
فرشتہ آدمی ہین۔ جو چاہا اور جب چاہا کرا لیا۔ میرے پالے پڑتین تو قدر عافیت
معلوم ہوتی۔ دینے لینے خاطر مدارات مین کمی کردن تو جو چور کی سزا وہ میری
سزا۔ مگر اِس کے کیا معنی کہ جو کپڑا ہم پہنائین وہ نہ پہنین۔ سمجھاؤ بجھاؤ کوئی اثر
ہی نہین۔ وہی مرغے کی ایک ٹانگ لاحول ولا قوت اِس جہالت کی بھی کوئی
حد ہے۔ وہ آدمی ہی کیا جو اپنا اچھا بُرا نہ سمجھے۔ تو وجہ کیا کمینی عورتون کی صحبت
رہی۔ بیٹی مان باپ کی دُلاری۔ روپیہ کی کمی نہین جس راہ چاہا چاہین کسی نے
بھولے چوکے ٹوک دیا تو اُس کی شامت آگئی۔ برس برٹین۔ کچھ پڑھائی لکھائی
جاتین تو آنکھین کھلتین یہ سمجھتین کہ دنیا مین رہنا ہے۔ کس سے معاملت کیسی
ہونی چاہیے۔ مان باپ کے کیا حقوق ہین۔ شوہر کی دلدہی اور دلجوئی کیونکر

کیجاتی ہے اور خدا و رسولؐ کا اس بارے مین کیا حکم ہے"۔ تمانت باجی راگ کو جھا"
شروع شروع مین جب آیا ہون اور اُنکا برتاؤ دیتے آپ کے اور زہرہ کے ساتھ
دیکھا تھا تب ہی مین نے کان کھڑے کئے تھے۔ سروری اور شوکت آرا بیگم سے
(جب آپ نے میرے سرمنڈھنے کا ارادہ کیا تھا، تب ہی مین نے کہدیا تھا کہ یہ لڑکی
مجھے قیامت کی مزاجدار اور ضدن معلوم ہوتی ہے۔ اور سونے مین سہاگہ یہ ہی
کہ تعلیم و تربیت بھی نہین۔ کہین وبال جان نہ ہوجائے وہی ہوتے نظر آرہا ہے مین تو
پاگل ہوجاؤنگا۔ آپ یقین مانئے کہ مجھ سے ناز برداریان نہ ہون گی۔ ہان میری
اطاعت کرین گی۔ تو مین بھی دلجوئی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگا۔ آپ نے بڑی
عنایت کی کہ آگئین۔ دل مین جو کچھ ہے آپ سے کہدون۔ مین صاف آدمی ہون
اونچ نیچ آپ سمجھا دین۔ ورنہ خدا کے یہان آپ مواخذہ دار ہون گی۔
نفیس دلھن۔ دو ی۔ رہنے بھی دو۔ بات کا تبنگڑ بناتے ہو۔ ہتیلی پر سرسون
جمانا چاہتے ہو۔ ابھی کے دن ہوئے اور کے راتین۔ عورتین نگوڑیان موم کی ناک
ہوتی ہین۔ جدھر چاہو پھیر دو۔ مگر یہ نہین کہ شروع ہی سے غصہ غضب کیے لگے۔ کون
دنیا مین ایسی عورت ہے کہ جو میان کی اطاعت نہین کرتی۔ تعلیم تربیت سب دھری
رہتی ہے۔ زمانہ سب خود سکھا لیتا ہے۔ جو گھر مین دیکھا ہے وہ بٹیا بھی کرین اور
پھر کرین۔ اماں جان کیا چچا صاحب کی اطاعت نہین کرتین۔ ذرا ذرا سی چیز کی
تاک رکھتی ہین۔ ہانڈیان دیکھنے خود دوڑی چلی جاتی ہین۔ میان کے تیور پر بل
دیکھے لرزنے لگین انھین مان کی تو یہ بھی بیٹی ہین۔ الھڑ ہین اور ناسمجھ۔ پھر ناندن
کی پلی غصہ آگیا تم مردذات ہو ماشاء اللہ سے پڑھے لکھے سمجھدار کچھ دنون طرح
دو۔ مجال ہے کہ جو کپڑہ تم پہناؤ وہ نہ پہنین اور جو کچھ تم کہو وہ نہ مانین آج نہین
مانا۔ کل ضرور مانین گی۔ بس اب غصہ تھوکو۔ جو ہم کہین وہ کرو۔

محمود۔ مین اپنے جانب سے کبھی بات نہ بگاڑون گا ایک نہین سو مرتبہ طرح دونگا دل سے میری خواہش ہے کہ جس طرح کی مین چاہتا ہون نبجاؤین اللہ نے مجھے کھانے اور خرچ کرنے کو سبھی کچھ دیا ہے مین تو اس فکر مین ہون کہ بڑا لکھا بھی لون واللہ بھابھی میرے ساتھ آج بہُت بہیجد بیجے دیکھئے کیا سے کیا ہوجاتی ہین۔
زہرہ بیگم بھی ساتھ چلو وہان کی صحبت تم لوگون کے لئے اکسیر ہی اکسیر۔ سو گھڑ چڑھی اور ہو اگر بننا چاہتی ہو تو میرا کہنا مانو۔
نفیس دلھن۔ (مسکراکر) اس سے خیر صلاح ہے۔ یہ تو دوڑتی جائین۔ کون نگوڑی ایسی ہوگی جو ملکون ملکون کی ہوا کھانا نہ چاہتی ہو۔ مگر چچا جان نے اپنے مکان کو پنجرہ بنا رکھا ہے۔ کیا مجال ہے کہ جو باپ دادا سے ہوتی آئی ہے اس کے خلاف رتی بھر ہوجائے۔ موئی سودہ والیان جو جانی بوجھی تھین وہ تو ڈیوڑھی کے بہتیر قدم رکھنے نہین پاتین۔ ہم سے قسم لے لو جو ہم نے آج تک ریل کی صورت دیکھی ہو۔ تاج بیچنے مین دیکھا تھا۔ نگوڑا یاد بھی نہ تھا۔ سُنتے آتے تھے کہ چاندنی رات مین بڑی بہار ہوتی ہے دو برس ہوتے ہین کہ تمھارے بھائی سے ضد کی کہ اللہ ہم کو بھی دکھا دو۔ گاڑی گھر کی ہے۔ ڈیوڑھی پر سپاہی موجود ہین اُنکو ساتھ لے لینا۔ بارہ بجے بھی چلو گے تو کچھ ہرج نہین۔ معلوم نہین اُنکا شیطان کہان گیا تھا۔ وعدہ کر لیا۔ اور ایک رات کو جب ہم اپنی امان کے ہان گئے تھے تو یہی دکھانے لے گئے۔ ٹھیک بارہ بج گئے ہون گے۔ کوئی دو بجے لوٹے۔ بٹیا بھی ساتھ تھین اور یہ (زہرہ کی طرف اشارہ کرکے) یہ بھی تھین۔ نا جانے تو ہی ہین ایک دن ان کے منھ سے نکل گیا۔ پھر اللہ دے اور بندہ لے۔ ایسی ایسی جھاڑی گئی کہ تو بہ ہی بھلی اُس دن سے مین نے کان پکڑے شہر مین کچھ ہی کیون نہ ہو۔ مین نام نہین لیتی۔ مردہ سے بدتر ہین۔

محمود - معاذ اللہ یہ بھی کوئی شدت ہے۔ عورتون کہ گویا جان ہی نہین مین تو اس کو سخت ناپسند کرتا ہون - یہان رہنا ہوتا تو ایک ہلڑ مچا دیتا - مگر بھابی آپ ہین سمجھدار کاش آپ کی سی طبیعت آپ کی نند کی بھی ہوتی تو مجھے یہ روز بد یکھنا کیون نصیب ہوتا - سمجھ ہی مین نہین آتا کہ وہ کس مزاج کی ہین - نوعمر لڑکیان سبھی طرح کا لباس پہننا چاہتی ہین - شوہر کی مرضی دیکھی تو اور سونے مین سہاگہ ہوگیا - یہان تو معاملہ بالکل ہی برعکس ہے - مجھے رہ رہکر غصہ آتا ہے - دو ہزار سے کم کی ساڑیان اور جاکٹ نہ ہون گے سب چندی چندی کر ڈالون - وہ دونون (شوکت و سرودری) نہین تو کیسی خفا ہون - دل شکنی بہت بری چیز ہے - مانا کہ نازون کی پلی ہین مگر کچھ عقل سمجھ بھی خدا نے دی ہے کہ نہین - وہ ٹھیک ہو ہی نہین سکتی جب تک اچھی صحبت اُن کو نہ ملے گی - یہی ایک تدبیر میرے امکان مین ہے اور بھابی اس کو کان کھول کر سُن رکھئے کہ مین چاہے ماموں صاحب ناراض ہون یا ممانی صاحبہ سے ضرور جاؤنگا - آج نہ سہی دو دن کے بعد سہی - آپ بخوشی اجازت دلوا دیجئے مین بات بڑھانا نہین چاہتا -

نفیس دولھن محمود کے تیور دیکھکر تاڑ گئین کہ بحث بیکار ہے اور آدمی تھین معقول پسند سمجھین کہ جو کچھ کہتے ہین - بالکل سچ بھی ہے - لاجواب ہوئین تو اسی قدر کہکر چپ ہوگئین - ڈوبی اللہ ایڑ ، دولھن والے - بیچیا کہین کا - لو صاحب بیچارے کو کچھ پاس لحاظ ہی نہین - ہم بڑی بھاوج شرم - غیرت سب ہون کھائی - اچھا بھئی جو کچھ کہتے ہو - ہم چچا صاحب سے کہدین گے - اور جہان تک بن پڑے گا رخصت بھی کردین گے - مگر بھئی ابھی جلدی نہ کرو - ہتیھلی پر سرسون کہین جمی ہے - اب تم نے ارادہ ظاہر کیا ہے موقعہ سے کہین گے - ہم تو چاہتے ہین کہ کوئی بات ایسی نہ ہو کہ دلون مین رنجش پیدا ہو - اتنی بات ہماری مانو کہ دو مہرو ہین گذارو - ہم وعدہ کرکے آئے

ہین کہ تم کو ساتھ لے چلین گے اور کھانا بھی وہین کھلائین گے ۔
محمود ۔ خوب ابھی اس وقت تو مین اور آپ اور زہرہ تینون آدمی کھانا ساتھ کھائین گے دوپہر آپ کے ساتھ منائی جائے گی ۔ (ہنسکر) چھوٹی سی رات دوپہر کی شب کو دیکھا جائے گا ۔

نفیس دلھن اور زہرہ دونون نے لاکھ اصرار کیا ۔ لیکن محمود نے جو کہا سو کہا ایک نمانی ۔ سلیج اور سالی دونون کو بہت تکلف کھانا کھلایا اور وہ بھی اپنے ساتھ دونون نے سیکڑون حیلے کئے بہانے تراشے کہ مردون کے ساتھ ہم لوگ کھانے کے عادی نہین ۔ ہمارے گھر کا دستور یہ ہے کہ پہلے مرد کھانا کھالیتے ہین اُس کے بعد ہم سب کے لئے دسترخوان بچھتا ہے مگر کون سُنتا ہے اسپر بھی دیر تک حجتین ہوا کین ۔ آخرکار نفیس دلھن کو عہد توڑتے ہی بن پڑا ۔ منھ سے نوالہ حلق کے نیچے نہین جاتا تھا مگر اس بندۂ خدا نے قسمین بھی دین واسطے بھی دیئے زبردستی پیٹ بھر کر کھلایا ۔ اُس کے بعد شام تک ادھر اُدھر کی باتین ہوا کین بمبئی کے تذکرہ شوکت کے واقعات ۔ سردری کا صاف ستھرا مذاق غرضکہ کوئی بات ایسی نہ تھی جو اُٹھ رہی ہو ۔ محمود تسان بلا کے تھے ۔ سالی سلیج دونون اُن کی باتون سے بہت خوش ہوئین ۔ دل ہی دل مین کہتی تھیں کہ ایسا چاند سا دولھا ۔ باتین کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے پھول جھڑتے ہین ۔ کون ایسی نگوڑی دولھن ہو گی جو لونڈی بنکر نہ رہے ادھر محمود بھی سالی اور سلیج کی باتون سے بہت خوش ہوئے ۔ بار بار خیال کرتے تھے کہ ان پڑھ جاہل تو ہین مگر کیسی زیرک و فہیم کاش انھین تعلیم دیگئی ہوتی تو چوٹی کی بیبیان ہوتین ۔ افسوس تو یہ ہے کہ نفیس کی طبیعت بالکل مختلف ہے غصہ مین بھنی جاتی ہے کوئی بات مرضی کے خلاف ہو ۔ لال بھبھوکا ہو گئی وہ کیا بنیگی اور کیسے بنیگی چٹکی بجاتے دن گذر گیا ۔ سید احسن صاحب کی ڈیوڑھی سے بار بار

فلیں آئی اور ہر مرتبہ پھیری گئی۔ جب نماز مغرب ہولی تب محمود صاحب نے بہزار خرابی تحفہ تحائف کے ساتھ دونوں کو رخصت کیا۔ چلتے چلاتے نفیس دولھن وعدہ لیتی گئیں۔ قسمیں دیتی گئیں کہ آنا ضرور ساتھ ہی چلو کھانا وہین کھانا۔ مگر محمود نے ایک جگہ دعوت کا بہانہ کرکے کھانے کو تو ٹال دیا۔ اور سیر کو چلدیئے تو بجے آئے ۱۰ بجے بجے سُسرال گئے خلوت مین بھی دیر تک نفیس دولھن اور زہرہ بیگم سے ہنسی مذاق کرتے رہے۔ گیارہ بجے کے بعد بی بی سے بات چیت کی نوبت آئی۔ دو چار باتین کین۔ گلوریان بنا کر دین۔ لیکن کھنچے کھنچے یہ بھی رہے اور وہ بھی خیریت یہ ہوئی کہ بھاوج نے بلقیس کو بہت کچھ ڈانٹا ڈپٹا بھی تھا۔ اور نصیحت بھی کی تھی۔ نہین تو محمود کو دو تین راتین جھینکنا پڑتا تب شاید راہ راست پر آتین تاہم کدورت دلون مین رہی۔ گو کچھ نہ کچھ روز بروز کم ہوتی جاتی تھی ایک ہفتہ مین بلقیس پھر اپنے رنگ پر آگئین۔ تو محمود کو بمبئی کی سوجھی ماموں کو خط لکھا ممانی جان سے کہلوایا محسن سے زبانی باتین کین۔ نفیس دولھن کو درمیان مین ڈالا۔ پہلے قطعاً انکار ہوا سمجھائے گئے۔ مگر جب ایک تمانی تو طوعاً و کرہاً۔ ماموں و ممانی دونوں کو اقرار ہی کرتے بن پڑا۔ بلقیس سے پھر جھڑپ ہوئی وہ بچلی کیون بیٹھتی۔ ذات رات مین خدانخواستہ کم نہ تھی۔ ماں باپ ڈرتے تھے بیٹی کا واسطہ کرتے کیا۔ گھر مین بیٹھنے کی چیز نہین مگر وہ کہاں کی گئی گذری تھی کہ ان کو خطرہ مین لاتی۔ بھوت سوار ہوا تو ہوا۔ عاقبت اندیشی اسکی جوتی کرتی۔ بنی بات بگڑ دی۔ ماموں کہتے تھے کہ ایک مہینہ مین رخصت کردونگا نبی بی کہتی تھین کہ ماں کہین یا باپ اُدھر کی دنیا ادھر ہو جائے۔ مگر یہ بندی آگرہ سے جیتے جی قدم باہر نہ نکالے گی۔ گھر بھر ایک طرف اور وہ ایک طرف محمود وہاں سے تو چلے نا نیارے۔ ایک دن بے کہے سُنے بمبئی چلدیئے اسٹیشن سے محسن صاحب

کے پاس ایک خط اس مضمون کا بھیجا گیا کہ "بندہ جاتا ہے۔ بیگم آئیں تو بھیجئے"
اللہ اللہ خیر صلاح۔



باب (۱۷)

ملقیس بیگم تو بمبئی میں ہیں

جہالت و ناسمجھی دنیا میں انسان کے لئے بری چیزیں ہیں ایک تو ماں باپ کی کوتاہ
اندیشی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسرے فطرت کے بخل سے شیشہ کے ظرف کی
ساخت میں کجی ہے۔ یا شیشہ مکدر رہے۔ روشنی اگر صاف نہیں دیتا یا عکس
ٹیڑھا پڑتا ہے۔ تو موم کی بتی کا نقص نہیں بلکہ ساخت میں بل ہے۔ کاریگر
اپنی صناعیاں ہر طرح پر دیکھنا چاہتا ہے اور دیکھتا ہے۔ ایک ہو اور دوسری نہ ہو
تو بھی غنیمت ہے اور جہاں دونوں کا ساتھ چولی دامن کا ہوا تو پھر کیا کہنا غصہ
بھی ہے۔ بغض بھی کینہ بھی۔ بیوقوفی کہیں لینے جانا نہیں بے وجہ کا حسد
بے سبب کی عداوت۔ غرضکہ ہر چیز ہاتھ باندھے موجود ہے۔ ایک کے ساتھ
دوسری اور دوسری کے ساتھ تیسری۔ سلسلہ ہے کہ چلا ہی جاتا ہے اور
پھر سب بے روک ٹوک۔ وہ کیوں؟ اُم الامراض کہو یا اُم الخبائث جہالت
کی بدولت۔ تھوڑا سا علم ہو تو کچھ سمجھ میں چلا آئے۔ فہم میں تیزی پڑھے۔
حماقت ہو اور بیوقوفی کی حرکتیں سرزد ہوں۔ تو ہونے دو۔ بلا سے حس تو ہے
اگر حس ہوا تو اپنے فعل پر ندامت لازمی ہے۔ ندامت کے معنے ضمیر کی ملامت
کے ہیں۔ اور ضمیر [illegible] ملامت کی۔ پھر اصلاح یقینی ہے حسن و ادراک جاہل میں
بھی ہوتا ہے اور عالم میں بھی۔ ایک میں کمی و بیشی سمجھ و ذہانت پر موقوف ہے
اور دوسرے میں تعلیم و تربیت کے ہاتھوں کمی کا تو اندیشہ ہی نہیں اور بیشی کا

سہرا استعداد کے سر ہے۔ معلومات اور ہر طرح کی واقفیت۔ اچھائی و برائی میں تمیز۔ پڑھنے لکھنے سے تو آتی ہی ہے مگر اچھی صحبت سے بھی حاصل ہوتی ہے حضرت انسان بذات خاص معلومات و مشاہدات کا خزانہ ہیں۔ جسے لوگ اچھا کہیں اُسے اپنے لئے نمونہ بنالو۔ اُس کے حرکات۔ سکنات۔ عادات۔ اطوار۔ طرز ماند و بود کا رکھ رکھاؤ۔ اُس کا برتاوا۔ اپنے اور غیروں سب کے ساتھ دیکھتے رہو۔ وہی نفع ہوگا جو کسی کالج یا مدرسۃ العلوم کے لکچروں میں ہوتا ہے۔ بلکہ اُس سے کچھ زیادہ ہی۔ اس لئے کہ مشاہدہ ساتھ ساتھ ہے۔ جو بات کتابوں کی معرفت سال دو سال میں حاصل ہوتی ہے وہ یہاں دم نقد ہے۔ اسی وجہ سے ہر زمانہ اور ہر وقت میں اچھی صحبتوں میں بچوں کا بیٹھنا اچھا سمجھا گیا ہے اور شاید ہمیشہ سمجھا جائے۔ بمشکل پڑتی ہے تو پردہ دار بچیوں کے لئے جو چار دیواری کے اندر ماں بہنوں کو دیکھتی ہیں اور مہینہ میں دو ایک مرتبہ پھوپھی خالہ یا اور ایسی ہی کنبہ والوں کے گھر ہو آئیں۔ سچ پوچھئے تو ہندوستان کی معاشرت کے ہاتھوں پردہ نشین بچیوں کو اچھی صحبت ملتی ہی نہیں۔ ماں کے سایہ عاطفت میں پلتی ہیں اگر وہ سوگھڑ ہیں اور قرینہ کی تو بیٹی بھی اُسی نقش قدم پر چلتی ہے۔ اور اگر پھوہڑ اور بے سلیقہ ہوں تو اس معصوم کا اللہ ہی حافظ ہے۔ دولتمند اور خوشحال گھرانوں میں اور بھی تربیت ہونے نہیں پاتی۔ نازوں کی پالی پوسی بیٹی اگر انا کی چھوکری یا پاس پڑوس والی غریب لڑکیوں کو تختہ مشق بنائیں تو ماں باپ سے کون فریادی ہو۔ بیٹے بُری بلا ہے۔ بکتی ہوئی اگر گھر بھاگی اور ماں سے شکایت کی کہ چھوٹی بیگم یا ننھی بی نے میرا کان نوچ کر لہو لہان کر دیا۔ یا میرے بال کھسوٹ لئے تو الٹے دو چار دہتّے اور پڑ گئے۔ گالیاں اور کوسنے اُس پر ستزاد۔ "مردار کمین کی اُن کی شکایت کرنے آئی ہے تیری اُن کی کونسی برابری تو تو ہی اور وہ وہی۔ اُن کی بدولت

نمولستی ہے۔ اچھے سے اچھا کپڑہ پہنتی ہے۔ اگر کھیل مین ہار دیا تو کونسی بڑی بات ہوگئی۔ اور اگر تو ایسی ہی ناک والی ہے تو اُن کی ڈیوڑھی پر آج سے قدم رکھنا وہ بیچاری مان کی ڈانٹ سے سمیٹ کر رہ گئی۔ کچھ دیر منھ پھلائے پڑی رہی پھر وہی ننھی بی اور چھوٹی بیگم ہین۔ اور وہی معصومن۔ بیگم صاحب تو مار پیٹ کر فیر ہوگئین۔ کسی نے دیکھا۔ اور کسی نے نہین دیکھا۔ بڑی بیگم صاحب کے پاس کس کی مجال تھی کہ شکایت لیکر جاتا۔ ایک طرف ہاتھ صاف اور دوسری طرف زبان۔ یہ تو لاڈ پیار کی بدولت بگڑ مین۔ اور بگڑ رہی ہین۔ جون جون سیانی ہوتی جاتی ہین۔ بری عادتین بھی جڑ پکڑتی جاتی ہین۔ ہان ہن صحبت مین اگر کچھ سدھری تو غریب معصومن۔ اس کے ذہن نشین پہلے ہی دن یہ ہوگیا تھا کہ تو کچھ نہین ننھی بی سب کچھ ہین۔ زور ظلم انکو زیبا ہے۔ تیرا اگر بچاؤ ہے تو اس مین کہ اُن کے حکم اُن کے اشارہ پر چل۔ اپنی طرف سے کوئی بات ایسی ہونے ہی ندے جو اُن کی مرضی کے خلاف ہو۔ اس طرز عمل سے اوس مین اطاعت شعاری آئی جو بجائے خود اچھی چیز ہے مگر ساتھ ہی ساتھ رکاکت بھی پیدا ہوئی۔ خوشامد اور چاپلوسی بڑہی۔ جھوٹھ بولنے کی عادت پڑی۔ مان اگر سمجھدار ہے جس کی مشکل سے چھوٹے لوگون مین اُمید کیجا سکتی ہے تو بیٹی کو ایسی مشکلات مین سنبھال سکتی ہے۔ لیکن معمولاً ہوتا یہی ہے کہ دو تون بگڑ جاتے ہین۔ اونچے گھرانیوالیان کمینون اور رذیلون مین بیٹھکر اور خراب ہوتی ہین۔ اور ایسی چوٹ کہ جس کا رونا عمر بھر رہتا ہے۔ یہی حال بلقیس بیگم کا بھی ہوا۔ مان باپ کے لاڈ پیار نے دو کوڑی کا کردیا۔ تین بیٹون پر منتون مرادون کی یہ چوتھی صاحبزادی پیدا ہوین۔ مان باپ بھائی سب واری وتشار تھے۔ مولوی اُستانیان ایک نہین دو دو۔ برسون تنخواہین پایا کئے۔ مگر صاحبزادی نے کلام مجید اور دو چار کتابون کے سوا کچھ نہ پڑھا۔

زبان ہاتھ بھر کی تھی۔ غصہ غضب اِس قیامت کا کہ مجال تھی کوئی یہ کہسکے کہ ادہر نہین اُدھر بیٹھو۔ بھابی کو کبھی کچھ نہ سمجھین۔ جب سے اللہ رکھے سیانی ہوئی ہین۔ ادر بھی چٹکیون پر اوڑاتی ہین۔ زہرہ دو برس عمر مین چھوٹی ہے۔ وہی ایسی بیجا تھی کہ جی گئی۔ بچپن مین بھی یہ اللہ کی بندی نہین چاہتی تھی کہ چھوٹی بہن کو کوئی گود مین لے۔ یا وہ کوئی اچھا کپڑہ یا زیور پہنے۔ دن دن بھر مچلی پڑی رہتی تھی۔ اَب جوانی مین بھی یہی رنگ ہے۔ قسمت کے کھیل دیکھیے کہ بلقیس بیگم پڑین تو کس کے سر۔ محمود کے جب سے شوکت آرا اور سروری کو دیکھا ضد یہ تھی کہ دولھن لاؤنگا۔ تو ایسی ہی۔ یا ان دونون کے ٹک بھگ۔ اور پھر شادی بھی کرونگا تو آپ برابر والون مین۔ بلقیس آپ برابر دالی تو ضرور ہین۔ صورت شکل کی بھی بُری نہین۔ جہالت کا حال آتے ہی معلوم ہوگیا تھا۔ مگر مزاج سے واقفیت نہ تھی۔ اور نہ شاید کچھ دنون ہوتی اگر بدقسمتی سے ساڑیون کا پارسل بمبئی سے نہ آجاتا۔ یا آیا بھی تھا تو بھابی کے ہاتھون اونکے گھر مین دیا جاتا تو بہت سی باتون پر پردہ پڑا رہتا۔ نفیس دولھن جاہل ہین تو کیا ہوا۔ سمجھ تو رکھتی ہین۔ ساڑیان چندی چندی تو نہ ہونے پاتین۔ بسیکڑون روپیہ کیا نی تو نہ پڑتا۔ خیر جو کچھ ہونا تھا ہوا۔ اور بُرا ہوا۔ محمود کا دِل بی بی کی طرف سے پھرا تو بری طرح سیدھے بمبئی گئے۔ اور ماموں۔ ممانی سے رخصت ہو کر بھی نہین۔ خدمتگار اسٹیشن تک ساتھ گیا تھا۔ اُس کے ہاتھ ایک خط نفیس دولھن کے نام صرف اس مضمون کا بھیجدیا۔ بھابھی آپ کی نند قیامت کی ہین۔ آپ بناتی رہین اور وہ بگاڑتی۔ مین ابھی جاتا نہین مگر عافیت تنگ کر دی۔ مجبور اُچور کی طرح بھاگا جاتا ہون۔ بمبئی بھیجد یجیے۔ وہان بھی کچھ روز رنگ دیکھونگا۔ سنا ہے آگرہ بھیجدونگا مکان خرید دیا ہے۔ وہ اُنھین کے لئے ہے۔ ماہوار تنخواہ کا بھی انتظام کردونگا

چین سے رہین۔ کبھی کبھی جب آپ لوگون کے دیکھنے کو جی چاہیگا اور شامت سوار ہوگی تو چلا بھی آونگا درگلو یم سنت پیغمبر است۔ اس سے زیادہ اور میرے امکان مین کیا ہے۔ ہان یہ بھی آپ سے کہنا ہے کہ مین نچلا سپاہی ہون۔ یہ بھی قصد ہے کہ طرابلس کی جنگ مین مذہب کے خاطر شریک ہونے چلا جاؤن۔ آپ جواب بھیجین گی تو جہان کہین ہونگا ہفتہ وار خط ضرور لکھونگا" محمود کو سوار کرا کے مخدوم (محمود کا ملازم) سیدھا سید صاحب کی ڈیوڑھی پر آیا۔ آنا کو آواز دی سب سمجھین کہ کسی ضرورت سے آیا ہوگا۔ چھوکری گئی تو خط لئے سیدھی نفیس دولھن کے پاس دوڑتی آئی۔ میان بی بی کی باہمی کشیدگی کا حال تو سب کو معلوم ہی تھا۔ لوگ سمجھے کہ کچھ سلیچ سے بی بی کی شکایت کی ہوگی بیگمین اور مامائین سب نفیس دولھن کا منھ دیکھ رہی ہین کہ کچھ ان کی زبان سے نکلتا تو سنتے یہان ٹھیک طور سے پڑھا ہی نہین جاتا۔ چپکے چپکے ہجّا بھی کرتی ہین۔ آخرکار بول اُٹھین کہ "بھئی چھوٹی بٹیا کو بلاؤ۔ دو کچھ زور لگا لین۔ یہ مردوے لکیرین کھینچ دیتے ہین۔ اس سے غرض نہین کہ پڑھا بھی جائیگا یا نہین"۔ اتنے مین زہرہ خود ہی دوڑتی آگئین اور خط نفیس دولھن کے ہاتھ لیکر پڑھنے لگین۔ کچھ چلا اور کچھ نہین چلا مگر اتنا معلوم ہوگیا کہ دولھا بھائی بمبئی سدھارے اور باجی کو وہین بلایا ہے پھر کیا تھا۔ گھر بھر مین ہنگامہ سا برپا ہوگیا۔ بلقیس بیگم بھی اپنے کمرے کے دروازہ پہ پائینچے سنبھالتی آن کھڑی ہوئین۔ اور اپنی طلبی کی بھُن گن لیکر بڑبڑاتی ہوئی پھر تختون پر جا بیٹھین "ایسی کی تیسی اُن کی۔ یہ مردوا اچھا کیا ہے۔ میری پاپوش بمبئی جاتی ہے۔ ناکون چنے نہ چبوا دیئے ہون تو اپنے نام کی نہین۔ کچھ پہلے مجھے معلوم ہوجاتا تو بتاتی"۔ سید صاحب کی بی بی عابدہ بیگم البتہ پریشان ہوگئین۔ "ذری اللہ یہ کیا گل کھلا" یہ کہکر سر پر ہاتھ رکھ لیا اور آنکھین نیچی

کریں پھر دن ایک سکوت کے عالم میں بیٹھی رہیں جب حواس بجا ہوے تو میاں اور بیٹے کو دیوان خانہ سے بُلا بھیجا - دونوں آئے تو گھر میں ہر ایک کو نقش بدیوار پایا - سبب پوچھا تو عابدہ بیگم نے محمود کا خط میاں کے سامنے ڈال دیا - اور ساکت بیٹھ گئیں -

سید احسن - (خط پڑھ کر) ایں! محمود بلا رخصت ہوے بمبئی چلے گئے رخصتی کے بارہ میں اُن سے انکار ہی کب کیا گیا تھا - میں اس لڑکے کو بہت نیک سمجھتا تھا - مگر بڑے غضب کا نکلا لاحول ولا قوت لڑکی کی قسمت پھوٹ گئی -

محسن - (خط دیکھکر) یہ ہماری بہن کا قصور ہے ورنہ اتنا میں بھی جانتا ہوں کہ محمود ہر اعتبار سے ہزاروں میں ایک ہے وہ ایسا ہی تنگ ہوا ہے تب ہی بلا کہے سنے چلا گیا - میں کئی دن سے اس قسم کے واقعات سُن رہا ہوں ہر چند چاہا کہ یہ لڑکی کچھ سنبھلے - شوہر کے حقوق کا لحاظ رکھے مگر وہ اپنے غصہ میں بھنی جاتی ہے - افسوس جس بات کا اندیشہ تھا وہی پیش آ گئی -

احسن - اجی فضول بکتے ہو ابھی شادی کو ہوے ہی کے دن ہیں - عورت دولھا کے گھر جاتی ہے لونڈی پیشہ نہیں کر لے لگتی - رفتہ رفتہ اطاعت شعاری اس میں آتی ہے - اور پھر کسی غریب محتاج والدین کی بیٹی نہیں ہے - میں نے اتنا کچھ اُسے دیا ہے کہ وہ تمام عمر شوہر کی دست نگر نہیں ہو سکتی - نوراً ماں باپ بھائی بہن کو چھوڑکر اتنا دور دراز جانے پر کیسے طیار ہو جاتی اگر رو کی دھوئی اختلاف کیا تو کونسا گناہ ہو گیا - یہ بھی تقدیر کے کھیل ہیں کہ بلا دیکھے بھالے میں نے بیاہ دیا وہ کہتا ہے کہ کنبہ بھر کی لڑکیاں جاہل ہیں - کوئی گُن ڈھنگ نہیں جانتیں شوہر کو خوش نہیں رکھ سکتیں - جب سے اُس نے آگرہ میں قدم رکھے برابر یہی خیالات سُن رہا ہوں - جواب کون دے - تم کو سلیقہ

ہی نہین - اس کو تو شادی خانہ آبادی کرنا ہی نہین چاہیے تھا - کوئی ڈرنگن لے آتا - یہ اُس سے خوش رہتا اور وہ اُس سے - جب دیکھو اپنی منھ بولی بھاوج اور بہن کو مثال مین پیش کرتا ہے - مین تو کہتا ہون کہ خدا نہ کرے کسی شریف کی ایسی دیدہ دلیل لڑکیان ہون - مین آزادی کے بے انتہا خلاف ہون - لاحول ولا قوت ایک معصوم کی مین نے کیسی قسمت پھوڑی - کسی غریب رشتہ دار کے ساتھ بیاہ دیتا تو ہمیشہ اس کی چین آرام سے گذرتی - اب کس سے کہون اور کیا کہون - مین نے اپنے ہاتھون اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری -

محسن کی مان - قسمت مین جو لکھا تھا پیش آیا - بات بگاڑنا نہین چاہیے - مجھے تو رہ رہکر ہول اُٹھتی ہے کہ کہین لڑائی پر نہ چلا جائے - کسی طرح اُسے بلاتے اور روکتے - تم سے ڈرتا ہے اور تمھاری بات مانتا بھی ہے -

احسن - سُنو ! حضرت - مین اُس چھوکرے کی خوشامد نہ کرونگا - لڑائی پر جائے یا چولھے بھاڑ مین - بس اب اس کے سوا دوسری تدبیر نہین - کہ بیٹی کو کلیجہ سے لگائے بیٹھی رہو - جب تک جیو اُس کی دلداری کرو - اپنے بعد کھانے بھر کا بہت دیکھی ہو پھر غم کا ہے کا - جی چاہے اُس کا آئے اور جی چاہے نہ آئے - مین کچھ اُس کو نہ لکھون گا اور نہ اُس کی صورت پر نظر ڈالونگا -

محسن کی مان - تم غصہ مین نشیب فراز نہین دیکھتے بیٹیان شوہر سے چھڑا کر تمام عمر کسی نے بٹھائی ہین یا مین ہی بٹھالون - کوئی جھوٹھون اونچ نیچ کہہ دے ہزار دشمن ہین اور ہزار دوست - تو بتاؤ کہ آبرو رہی کہ گئی - مین نے جب سے یہ سُنا ہے دم بخود بیٹھی ہون - بار بار سوچتی ہون کہ کسی کی آئی ہو - مجھے آجائے مین بچون کی تکلیف اپنی آنکھون نہ دیکھون اور اپنے کانون کسی کو آدھی بات کہتے نہ سنون (بھری بھوئی تھین یہ کہکر آبدیدہ ہو گئین)

احسن۔ (دیر تک خوط میں پڑکر) تو رونے سے کیا فائدہ۔ ایک تدبیر میرے ذہن مین آتی ہے۔ اگر خدا کو منظور ہے تو شاید اوس سے کوئی اچھا نتیجہ نکلے۔ ڈاکٹر شفاق صاحب۔ اگرچہ ابھی بچہ ہین مگر آدمی سمجھدار ہین۔ اُن کو خط لکھتا ہون۔ وہ اُسے سمجھائینگے۔ اُنکا دباؤ محمود بہت مانتا ہے۔ محسن قلم دوات لاؤ۔ اِن کو خدا نے سمجھ دی ہوتی تو یہ روز مجھے دیکھنا کیون نصیب ہوتا۔ مین بوڑھا ہون۔ بڑھاپا بھی بچپن کے برابر ہوتا ہے۔ مگر یہ الٹے ہین ہی کو بُرا کہتے ہین۔ کسی نئے آدمی کو دیکھ لیا اسی کے معتقد ہوگئے۔ اتنا پڑھایا لکھا سب بیکار ہوا۔

محسن کی ماں۔ اِس وقت خط نہ لکھو۔ تیسرے پہر کو لکھنا یا کل۔ ابھی تم کو غصہ بہت ہے۔

محسن نے باپ کا اشارہ پاتے ہی قلم دوات وکاغذ لاکر رکھدیا اور بڑے میان نے کتابت شروع کردی بہت سنجیدگی کے ساتھ یہ مضمون لکھا:۔

"برخوردار سعادت اطوار سید شفاق احمد صاحب طول عمرہ۔ بعد دعائے درازی عمر و اقبال مطالعہ کرو۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ کہ تا ایندم یہان سب خیریت ہے اور تم سب کی خیریت کا ہر وقت خواہان اور جویان رہتا ہون۔ دیگر حال یہ ہے کہ آج صبح کے وقت نور چشم سید محمود بلا رخصت ہوے بمبئی روانہ ہوگئے۔ جس کا مجھے ازحد ملال ہے۔ اور اُن کی ممانی نے روتے روتے اپنا بُرا حال کیا ہے۔ کیا باعث اور کیا سبب اِس روانگی کا ہوا اس کے متعلق وہی جواب دیسکتے ہین مجھے دریافت کرنے سے اسی قدر معلوم ہوسکا کہ باہم زن وشوہین سفر بمبئی کے بارہ مین کچھ اختلافات تھے وہ اپنے ساتھ اپنی اہلیہ کو بھی لیجانا چاہتے تھے اور اُس کو بالفعل انکار تھا۔ مستورات ناقص العقل تو مشہور ہی ہین مگر ایک فہیم وذکی مرد سے اِس قسم کی حرکت سرزد ہونا خالی از تعجب نہین۔ نور چشمی بلقیس سلمہا نے بہت ناز ونعم مین پرورش

پائی ہے۔ آج تک آگرہ سے باہر اُس نے قدم نہین رکھا۔ ان حالات کے دیکھتے
ہوئے اور نیز اس امر واقعیہ پر خیال کرتے ہوئے کہ اس کا زوج بھی یہین کا ہے
اگر اسنے مخالفت کی تو ہرگز جاے تعجب نہین بہر حال نورچشم مذکور کو اس طرز عمل پر ملامت کا
مقصود نہین۔ کہنے سے غرض یہ ہے کہ اگر اُن کا ایسا ہی عزم مستقل ہو چکا تھا
تو اپنی ممانی سے کہلواتے۔ خود نہ تحریک کرتے۔ تم کو یا اپنی ہمشیرہ مکرمہ کو لکھتے
اور وہ یا تم نورچشمی کی رخصتی کے بارہ مین محرک ہوتے۔ یہ روش بہت زیادہ مستحسن
سمجھی جاتی۔ اور یہی قاعدہ بھی ہے۔ شرفا مین اس قسم کی حرکت یقیناً ناپسندیدہ ہے
مین تو پیر تسمہ توت ہون۔ قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا ہون۔ تم لوگ بھی جو مغربی
تعلیم پائے ہوئے ہو اُمید ہے کہ اس طرز عمل کو اچھا نہ سمجھو گے۔ لہذا یہ تحریر تمھارے
پاس بدین غرض بھیجی جاتی ہے۔ کہ ان صاحبزادہ کو سمجھاؤ تاکہ بیجا ضد سے باز آئین
اور ایسی حرکت کوئی نہ کرین کہ جس سے بداندیشون کو مضحکہ کا موقعہ دین۔
وما علینا الا البلاغ۔ زیادہ دعا۔ گھر مین اور سب بچون اور عزیزون کو نام بنام دعا۔

داعی الی الخیر فقیر سید احسن

خط ختم کر کے سید احسن صاحب نے بڑی بیگم صاحب کو سُنایا وہ بیچاری
دل ہی دل مین خائف تھین کہ دیکھا چاہیئے غصہ مین کیا لکھ مارتے ہین مگر مضمون سنکر
باچھین کھل گئین۔ کہنے لگین کہ اس سے بہتر کوئی کیا لکھ سکتا ہے۔ اُس بھولے
(یعنی محمود) کو خوب قائل کیا ہے۔ اور پھر کوئی بات ایسی نہین کہ جس سے بھائی
آن مین فرق آتا ہو۔ سید محسن نے بھی خط لیکر بار بار پڑھا اور کہنے لگے کہ حضور نے
خوب ہی تحریر فرمایا ہے غالب اگر زندہ ہوتے تو حضور کی شاگردی پر فخر کرتے اور
فخر بجا۔ ان چند سطرون مین سلاست زبانی سے قطع نظر کر کے سبھی کچھ تو ہے
واقعی قلم ہو تو ایسا۔ خیر اُسی وقت پتہ لکھ کے خط ڈاک مین ڈلوا یا گیا۔ بلقیس بیگم

سنتے زہرو نے سب مضمون جا کر بیان کیا۔ وہ بھی والدین خصوصاً باپ کی طرفداری سے بہت خوش ہوئیں۔ البتہ بڑے بھائی نے جو الفاظ شروع میں کہے تھے اُس سے بہت برہم تھیں جس کا بدلہ یقینی ہے کہ نفیس دولھن سے کسی نہ کسی وقت ضرور لیا جائے گا۔ ٹھیک ایک ہفتہ کے بعد جواب بھی ڈاکٹر اشتاق احمد صاحب کے پاس سے موصول ہوا۔ جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

"حضرت قبلہ و کعبہ۔ آداب و تسلیمات غلامانہ۔ گرامی صحیفہ مورخہ پنجم ماہ رجب عزت افزا ہوا۔ برادر عزیز سید محمود صاحب بخیریت پہونچ گئے اور بخیریت ہیں۔ واقعی اُنکا طرز عمل نہایت درجہ ناپسندیدہ رہا۔ مجھے حیرت ہے کہ کیونکر اُن سے یہ حرکت سرزد ہوئی۔ اس لئے کہ بچپن سے وہ مجھے اور میں اُنھیں جانتا ہوں۔ فطرتاً اُس شخص میں صلح پسندی ہے۔ شر کا کہیں نام نہیں۔ اگر ہوتا تو تعجب نہ تھا۔ اس لئے کہ سپاہی اُجڈ مشہور ہی ہیں۔ بات کے دھنی ضرور ہیں۔ جو دل میں آیا۔ آیا۔ حاجی ذکریا صاحب مرحوم ہمیشہ اس کا لحاظ رکھتے تھے کہ کوئی امر خلاف طبیعت اُن کے ظہور میں نہ آئے۔ غالباً اسی کا اثر ہے کہ اپنی افتاد طبیعت کو وہ قابو میں نہ رکھ سکے اس کی انھیں کمال ندامت ہے کہ حضور اور جناب ممانی صاحبہ و نیز بھائی محسن صاحب سے وہ رخصت ہو کر نہیں آئے اور رخصتی کے بارہ میں وہ طریقہ اختیار نہیں کیا جو انہیں فی الحقیقت کرنا چاہیے تھا۔ میں اُنھیں فوراً خدمت عالی میں واپس بھیجتا۔ لیکن مجھے اس کا اندیشہ ہے کہ ندامت اپنے فعل پر تو ہی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ طرابلس کی راہ لیں۔ اور کسی دور کے مقام سے مجھے اطلاع دیں۔ لہٰذا بکمال ادب عرض ہے کہ حضور از راہ شفقت بزرگانہ ان کا قصور معاف فرمائیں۔ اور میری خاطر سے ایک ماہ کے لئے ہمشیرہ عزیزہ اہلیہ سید محمود کو بمبئی رخصت فرمائیں۔ ہم لوگ اُنھیں سر آنکھوں پر بٹھائیں

کسی قسم کی کوئی تکلیف انشاء اللہ نہ ہونے پاوے گی۔ مین فریقین کی مصلحتون پر غور کرکے یہ عرض کرنے کی جرأت کر رہا ہون۔ جواب عریضہ پانے کے بعد اس کا انتظام کر دیا جاوے گا کہ ایک اول درجہ کی پوری گاڑی اسٹیشن آگرہ پر جس تاریخ کو حکم ہوگا موجود رہیگی۔ زیادہ حد ادب۔ محل مین سب خرد و کلان کیجانب سے تسلیم و نیاز قبول فرمایا جائے۔

خادم۔ مشتاق احمد عفی عنہ ۲۵ ماہ اگست ۱۹۱۱ء

اس خط کے ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرا لفافہ سید محمود کا بھی تھا جس مین شروع سے آخر تک معذرت ہی معذرت تھی۔ طلبی کا کوئی ذکر نہ تھا۔ برعکس اسکے اجازت شرکت جنگ طرابلس کی بہت شد و مد سے مانگی تھی اور ضرورت اسکی مذہباً دکھلائی تھی کہ ترکون کی مدد ہر حالت مین ہر مسلمان کو کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر مشتاق کا خط پڑھ کر تو عورت مرد سب خوش ہوئے۔ رخصتی کا مسئلہ دوسرے وقت غور کرنے کے لئے اٹھ رہا۔ رہا سید محمود کا خط تو اُس کا وہ حصہ جس کا تعلق معذرت سے تھا بہت دلچسپی سے سُنا گیا۔ مگر "رن" کی اجازت "ہائے اللہ" غضب ہے گھر بھر مین اداسی پڑ گئی۔ ایک سناٹا سا چھا گیا۔ خیالی بساط جنگ آنکھون کے سامنے قائم ہو گئی۔ توپون کی گرج۔ بندوقون کی تڑتڑاہٹ سنگینون اور تلوارون کی جھنکار کانون کو سنائی دینے لگی۔ پھر اس مین زخمیون کا کراہنا اور مردہ سپاہیون کے زرد زرد چہرے واہمہ نے اور بھی بھیانک کرکے دکھلائے۔ عورت و مرد سب بیخود تھے یہ نہین سمجھ مین آتا تھا کہ مہر سکوت کیونکر توڑی جائے بالآخر سید احسن صاحب ہی گہر افشان ہوئے۔

سید احسن۔ کیا تدبیر اختیار کیجائے کہ اس ارادہ سے باز آئے عجیب تماشہ ہے

سلمان ہندوستان مین آکر بہت بزدل ہوگئے ہین ورنہ ہماری تلوارین وہ تلوارین ہین کہ جن کا لوہا ایک عالم نے مانا ہے۔ ایک دن وہ تھا کہ مان بیٹے کو اور بہن بھائی کو ملک و مذہب پر نثار ہونے کے لئے بھیجتے تھے اور ایک یہ وقت آن لگا ہے کہ محض اس خیال سے کہ کہین سچ مچ محمود طرابلس کا ارادہ نہ کر دے ہاتھ کے طوطے اوڑے ہوئے ہین۔ اللہ غنی! یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

عابدہ بیگم۔ (آہ سرد کھینچکر) وہ زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے نہ پہلے کا سا کس بل ہاہے۔ اور نہ آ سکنے کی سی جرأت۔ پہلے لڑکا بندوق تلوار آنکھ کھولکر دیکھتا تھا۔ انھین کا کھیل تھا اور انھین کا مشغلہ اور اب نگوڑا ایک چاقو بچہ اٹھا لیتا ہے تو گھر بھر مین غل شور مچ جاتا ہے " ہان " " ہان " " غضب ہوگیا۔ ارے کوئی بہلا کر چھری لے لو۔ کہین دشمنون کے ہاتھ نہ کاٹ لے " مین تم سے سچ کہتی ہون کہ مین بوڑھی پھر بھی دل کی بہت مضبوط ہون لیکن کو تو اختلاج شروع ہوگیا ہوگا۔ وقت ہی تو ہے اب کوئی ایسی تدبیر ہونا چاہیے کہ اس ارادہ سے باز آے۔

سید حسن۔ کارگر تدبیر اگر ہے تو یہی کہ اللہ کا نام لیکر بلقیس کو چند روز کیلئے رخصت کر دو۔ اور اُسکو سمجھا دو کہ شوہر کو اپنے سلیقہ اور اطاعت شعاری سے راضی اور خوش کرے اور یہ کوئی مشکل نہین۔ پھر کہین بھی نجائیگا۔ دو چار مہینہ حد چھ مہینہ اگر ٹاک گیا تو لڑائی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور اس قسم کے سفر کا اندیشہ ہی باقی نرہیگا۔

عابدہ بیگم۔ ہان یہی ایک صورت معلوم ہوتی ہے۔ اُس کا عندیہ لیا جائے تو معلوم ہو۔ وہ بھی تو اپنے نام کی ہے۔ کسی کی کوئی حقیقت سمجھتی ہے۔

ان میاں بی بی کو تو یہیں چھوڑیے - آپ آیے دیکھیں بلقیس بیگم پر شوہر کے خط کا کیا اثر پڑا - وہ کوٹھے پر نفیس دولھن کے پاس بیٹھی ہوئی ادہر اودہر کی باتیں بگھار رہی تھیں کہ دفعتاً زہرہ دوڑتی آئی اور خط کا مضمون بیان کیا - پہلے تو بے پروائی سے سُنا - لڑائی کے نام سے کان کھڑے ہوئے - پھر پوچھا اور پھر پوچھا - صبر کہاں - بھابھی کے نام سے خط منگوا بھیجے - زہرہ سے پڑھوایا - نفیس دولھن سے پڑھوایا - خود لیکر بیٹھیں - جب اس کا یقین ہو گیا کہ وہی لکھا ہے - جو سب بیان کرتے ہیں تو چہرہ سے پریشانی پسینہ کے قطروں کی صورت میں ٹپکنے لگی - بت بن گئیں نہ "ہاں" بولتی ہے نہ "نا" محمود قبول صورت دیدارو جوان تھے کون عورت ایسی ہو سکتی تھی جو اُن پر جان نہ دیتی - بلقیس کا بھی یہی حال تھا - دل سے چاہتی تھی - مگر عادتیں بُری پڑی ہوئی تھیں - اپنی بات بالا رہو غصہ ناک پر ہر وقت رکھا رہتا تھا - اسپر بھی شوہر کی کوئی بات کبھی اوسے بری معلوم ہی نہیں ہوئی خدا جانے وہ کونسی گھڑی تھی - جب پارسل کپڑوں کا بمبئی سے آیا - اسیوقت سے دونوں میں ٹھن گئی - اونکے دل میں بھی کدورت آئی اور محمود کا بھی ماتھا ٹھنکا - بی بی کے تمام حرکات سکنات نکتہ چینی کی نظر سے دیکھنے لگی - اور ہر ہر بات میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور نظر آیا - ادہر بلقیس کا یہ عالم تھا کہ حسد بغض - کینہ اور بیوقوفی کا جہالت کے ہاتھوں شکار بنی ہوئی تھی - میاں کی صورت دیکھی نہیں کہ غصہ چڑھا نہیں - پھر بھی دل میں چاہت گھر کر چکی تھی اس لئے ضبط ہی سے کام لیتی - منہ پھلائے بیٹھی رہتی - لیکن کن انکھیوں سے شوہر کے تیور دیکھتی جاتی - اب جو وہ حضرت بمبئی یہ کہے سُنے سدھارے تو دو تین روز تک یہ حال - ہاکہ تنہائی میں اگر اُنکا خیال آجاتا تو سر پیٹ لیتی پہروں بڑبڑاتی - کوسنے گالیاں دیتی اُن کو کم - اون کے ساتھیوں

اور دولا دن کو زیادہ خلوت مین کئی تصویرین محمود کی مختلف لباسون مین جا بجا لگی ہوئی تھین دل کی خاطر اتنی کی کہ اوتار کر پھینکین تو نہین مگر پھر بھی اولٹ دینگی لیکن یہ کیفیت دو ہی چار روز رہی اُس کے بعد محبت نفرت پر غالب آئی الٹی تصویرین سیدھی ہوین۔ جب تنہا اپنے کمرہ مین ہوتی تو پہرون ٹکٹکی لگائے مسہری پر بیٹھی دیکھا کرتی۔ کبھی بڑی بڑی آنکھون مین آنسو بھر آتے اور اُن کو خودداری کے لحاظ سے پی جاتی سے

شرم سے نام نہین لیتے کہ سن لے نہ کوئی دل ہی دل مین تمھین ہم یاد کیا کرتے ہین

یہ شعر بالکل اُس کے حسب حال تھا۔ جس عورت کا یہ حال ہو اور جو اپنی طبیعت پر قابو رکھنے کی قابلیت ہی نہ رکھتی ہو اُس کی ذات سے کچھ بعید نہین کہ محمود کا خط سنکر ایک قیامت نہ قائم کردے۔ بلقیس نے شرم و لحاظ سب بالائے طاق رکھا۔ شوہر کی الفت نیا رنگ لائی زار قطار رونا شروع کردیا۔ بھابی! خدا کے لئے اماجان سے کہو کہ مجھے آج ہی بمبئی بھیجدین۔ ارے اللہ مین کہین کی نہ رہی ہے! ہے!!! اگر دشمن لڑائی پر چلے گئے تو میرا کیا حشر ہوگا۔ مین مر کیون نہ گئی مین ناپید کیون نہ ہوگئی۔ مین اُن کے کارن سب کی جوتیان سیدھی کرون گی لونڈی بنکر رہون گی۔ مگر لڑائی پر نجانے دون گی۔ غرضکہ ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ اوسیدن ڈاکٹر صاحب کو تار دیا گیا کہ رخصتی مین عذر نہین۔ اور نہ کبھی تھا۔ ایک تاریخ دون مقرر کرکے آؤ اور لیجاؤ۔ بمبئی تار کا پہونچنا تھا کہ: بان بغلین بجنے لگین۔ محمود سے کوئی دعوت مانگتا ہے اور کوئی جلسہ وہ تو اپنے خیالات مین مستغرق ہین اور ساکت مگر ڈاکٹر صاحب انتہائی مسرت مین سب کچھ خود ہی کر رہے ہین۔

دوسری طرف بی سروری بادشاہ حسن کو تباہ کرنے پر طیار ہین۔ وہ بیچارے

سُبحان گرتے ہین اور "نہین" سنگ آمد و سخت آمد کا معاملہ ہے۔ کیا کہا جاے۔ لیجیے ایک ہفتہ کٹا۔ محمود۔ مشتاق۔ اور بادشاہ حسن معہ بچون کے بی بلقیس بیگم کو لانے آگرہ گئے۔ دعوتین کھائین۔ ہزارون کا جہیز لیا۔ اب بھی برات اسٹیشن پر آرہی ہے اور کوئی دم مین زنانی سواریان ریل پر بیٹھنے کو ہین۔



باب (۱۸)

بمبئی کا جلسہ

وہ آئین گھر ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اونکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

ابھی ابھی بلقیس بیگم نئی نویلی دولھن بنی ہوئی ۔ ماماؤن مغلانیون اور بمبئی کی شریف بیگمات کے جھرمٹ مین محمود منزل مین اتری ہین۔ کوٹھی سر سے پیر تک آراستہ و پیراستہ ہے ۔ کیوڑہ و گلاب کے عطریات کی خوشبو مین دور تک مکانون کو بسا رہی ہین۔ جہان زنانے اور مردانے دونون مین مہمان چلے آتے ہین۔ طعام کی پخت ہو رہی ہے ۔ غرضکہ ایک عجیب ہنگامہ ہر چہار طرف برپا ہے ۔ مردانہ مین ڈاکٹر مشتاق اور بادشاہ حسن کا طوطی بول رہا ہے انکے احکامات صادر ہوتے ہین ۔ انتظامات ہو رہے ہین ۔ زنانہ مین شوکت آرا بیگم زرق برق لباس مین شگفتہ سے ایک چوکہ پر صدر مین بیٹھی ہوئی ہین ۔ پاس ہی بلقیس اُتار کر بٹھالی گئی ہین ان کی پالکی سے اتارنے والی اور تختون پر بٹھالنے والی وہی دولھن کی نند ۔ دولھا کی بہن پرکالہ آتش ۔ یاد ش بخیر سروری بیگم ہین لباس انکا وہی ہے جو شوکت آرا کا ہے ۔ پورا لکھنؤ کی وضع کا پائجون کی درازی شعرا کی زلف یار یا شب ہجران سے کسی طرح کم نہین ۔ شوکت تو مزہ سے بیٹھی ہوئی جگہ سے جنبش ہی نہین کرتین ۔ یہ بجلی بیٹھنے والی اسامی کہان اُدھر آئین ادھر گئین مغلانی پائنچے سنبھالتی کہان کہان ساتھ پھرے ابھی اُسے جواب دیکہ پاتب اُدھر پائنچہ گھس لئے

ہین۔ تاہم وہ خاصے تکلیف دہ ہین۔ شوکت دیکھتی ہین تو ایک آدھ آوازہ کسدیتی ہین۔ وہ بھی تیل کا آگ پر کام دیتا ہے۔ قدم قدم پر ڈانٹ بیٹتی ہین۔ بڑبڑاتی ہین مگر بہی دولھا کی بہن ہین۔ انتظام نہ کرین تو مہمانون کی خاطر داری کیسے ہو جاتین تو شوکت کی طرح وہ بھی بیٹھ جاتین۔ مرادی خانم۔ کریمن۔ پھر سب کی گرد گھنٹال۔ ناظمہ بیگم کیا نہین جانتین یہ سب ایسی خوش سلیقہ عورتین ہین کہ سیکڑون مہمانون کو سنبھال لیجائین اور کسی کو کانون کان خبر بھی نہ ہو۔ لیکن سروری کا دم جہان ہو وہان پرندہ پر نہین مار سکتا۔ بیٹھی ایک بھی نہین ہین ایک نہ ایک کام مین سب مصروف ہین۔ پر حکم سروری بیگم صاحبہ ہی کا چل رہا ہے آندہی ہے جس کی سمت مقرر نہین ادہر اودہر چارون طرف چلتی ہے۔ یہ پانچوین مرتبہ ہے کہ بلقیس بیگم سے گلے مل رہی ہین اور یہ شعر پڑھتی جاتی ہین ؎

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

خلوص چہرہ سے۔ حرکات سکنات اور ہر ہر بات سے ٹپک رہا ہے جو جو بیگمین ان سے واقف ہین دیکھتی ہین اور سمجھی جاتی ہین۔ اصلی قدر دان بی شوکت ہین ان کا حال یہ ہے کہ سروری ہون اور دنیا ہو۔ بلقیس اس مزہ سے کیا واقف وہ اس اظہار محبت سے بالکل خوش نہین ہوتین۔ دل ہی دل مین بگڑی جاتی ہین رکھ رکھاؤ بری چیز ہے۔ بیچاری کیا کرین۔ پردیس کا واسطہ ہے۔ آگرہ ہوتا تو شاید انکی ضرور ڈھیل دیتین اور بی سروری چارون خانہ چت پڑی ہوتین اس تیکھے پن اور بیشتاقی کے بلون نے شوکت کو ہوشیار کردیا زور سے چٹکی لے لی اور بی سروری شوکت کو گالیان دیتی علٰحدہ ہوین ” موئی تے بوٹی اتار لی دوسرے

کو دیکھ ہی نہین سکتی۔ یہ عجیب شان ہے۔ کسی سے دنیا مین ملون ہی نہین۔ مین اپنا کلیجہ پتھر کا کیونکر کر لون۔ بہار جوانی کی کہین ہو اور کسی مین ہو سب مجھے بھلی معلوم ہوتی ہے۔ نیا کھلا ہوا پھول دیکھتی ہون طبیعت نہین مانتی جی مین آتا ہے کہ آنکھوں مین رکھ لون۔ اور تمھارا یہ حال ہے کہ تم جلی جاتی ہو۔ نگوڑی کلثوم ایک تھی اسکو ایسا پھونسا کہ وہ بے آگ پانی اوڑ گئی۔ (ایک آہ سرد بھر کر) معلوم نہین کہان ہوگی اور کس بیابان مین کھلا رہی ہوگی۔ بی شوکت اب تمھارا زمانہ گیا ہان ایک وقت تھا کہ جہان تمھارا پسینہ ٹپکتا مین اپنا خون گراتی۔ سچ کہتی کوئی بات نہین۔ یہ دنیا کے کھیل ہین کسی کسی کی سدا نہین رہتی ؎

بہار حسن آخر ہے خزان پیری ہے آنے کو
جوانی روٹھی جاتی ہے کسی بچون سانیکو

شوکت۔ (ہنسکر) بہی ہم تو وضعدار ہین۔ تمھاری طبیعت اور ہے۔ ہماری اور ہے۔ ہماری نظرون مین تم اب بھی وہی اسلامیہ اسکول کی چھوکری ہو۔ میری آنکھون سے کوئی دیکھے تماشہ تیرا۔ بس اتنا سمجھ لو پرانے قصے مہمانون کے سامنے نچھیڑو۔ تم بھی خفیف ہوگی اور ہم بھی تلے اب اٹھو کھانے کا وقت آگیا۔ گیارہ کا عمل ہے بھوکھ معلوم ہوتی ہے۔

سروری۔ ہاری مائی۔ اچھا اب ہم جاتے ہین کھانا سب طیار رہے جب چاہو کھاؤ اور کھلاؤ۔

اتنا کہکر سروری بیگم چلدین۔ دل مین شوکت کی جٹکی کا مطلب سمجھ گئی یقین قاعدہ کی بات ہے کہ جب خلوص کا جواب خلوص مین نہین ملتا تو آدمی کو شرمندگی سی ہوتی ہے۔ کھانا پینا۔ ناچ گانا ڈہول دمامہ سب وقت وقت سے ہوا سروری اپنی انتاد طبیعت سے مجبور تھین ایک آدہ فقرہ بلقیس پر

کسد تین مگر جواب کون دیتا۔ خود ہی کہتین اور خود ہی ہنستین یا زہرہ بیگم جو محمود کے اصرار سے بہن کے ساتھ آئی تھی البتہ سید ہا جواب دیتی غرضکہ دن نہایت ہنسی خوشی سے کٹا۔ شام کو قریب قریب سب بیگمین رخصت ہوئین۔ البتہ دو چار ٹھہر گئین جن کے مراسم شوکت و سروری سے زیادہ بڑہے ہوے تھے۔ یا انھین دونون کی لڑکیان اور ان کی اسکول والی سہیلیان تب بھی چھوٹے بڑے ملاکر اچھا خاصہ مجمع تھا۔ بلقیس کا یہ حال تھا کہ کسی سے سیدھے منھ بولتی ہی نہ تھین۔ دل ہی دل مین کڑہی جاتی تھین۔ ہان زہرہ بیگم البتہ سب سے بے تکلف ہوگئی تھین۔ قریشیہ اور سطوت سے تو ایک منٹ کے لئے علیحدہ ہونا نہین چاہتی تھین۔ یہ امر بھی بلقیس کو کچھ پسند نہ تھا ضرورت بے ضرورت زہرہ کو بلا بھیجتین اور چاہتین کہ ان کی پہلو سے پہلو جوڑے بیٹھی رہے مگر یہ بلاتین اور سروری اُسکو چلتا کرتین تب ہے۔ دولہن یہ بھی کوئی بات ہے۔ تمھارا کونسا کام زہرہ بیگم سے اٹکا ہوا ہے خدا کیلئے اوسے تو کھیلنے دو۔ جاؤ بی بی جاؤ۔ تمھاری بہنین تمھارے لئے تڑپ رہی ہین

یہ ہنگامہ کم وبیش اندر باہر تین روز اور قائم رہا۔ محمود کو اپنی عمر مین یہ پہلا جشن تھا جسمین انکے کئی ہزار الٹ گئے نصیب ہوا تھا۔ من چلے تھی چاہتے تھے کہ کیا پاؤن اور کیا صرف کردن وہ تو کہئے کہ دوسرے ہی روز سے بادشاہ حسن نے ٹوکنا شروع کیا۔ اجی یہ کیا واہیات ہے۔ بس ہوچکا۔ آخر کوئی حد بھی ہے یہ سچ ہے کہ برائے نہادن چہ سنگ وچہ زر۔ مگر ہر بات کی انتہا ہوتی ہے۔ اب حضرت اسراف ہی۔ رنڈیونکو کہان تک دیجیگا۔ طرابلس کے مجاہدین کو دیجئے حج کرائیے۔ کوئی مسافر خانہ بنوا دیجئے۔ علیگڈہ کالج مین بھیجدیجئے تو کچھ ثواب بھی ہو۔ ہم سے پیٹ بھرون کو کھلانے سے کیا فائدہ۔ اگر آپ نہین

مانتے تو بندہ رخصت ہوتا ہے۔ وہ بکتے ہی رہے پھر بھی چار روز تک محمود تو ان
مردون سے سعبون نے نہایت دلچسپی سے کاٹے۔ بلقیس بیگم بھی پہلے ہی دن
سے تنہائی چاہتی تھین۔ شوہر سے تو جی کھسوٹی وہ بھی سرورے زور دن
پچھلے پہر رات کو خلوت نصیب ہوتی۔ وہ کسی طرح کافی نہ تھی۔ خدا خدا کر کے
پانچوین روز سب کے سب زبردستی رخصت ہوئے سلسلہ دعوت اور جلسہ
کا دوسرے ہی دن سے ڈاکٹر اور بادشاہ حسن کے یہان شروع ہونے کو تھا
مگر پھر طے یہ پایا کہ ایک ہفتہ آرام کرو اسکے بعد جس کا جو جی چاہے وہ کرے
محمود بیگم کو رونمائی مین ہزار دن روپئے کے زیورات مل گئے اور پھر ایک سے
ایک نفیس نئی تراش کے خاص لندن اور پیرس کے بنے ہوئے اس وجہ
سے یا یون سمجھئے کہ نیا دانہ نیا پانی تھا۔ تھرمامیٹر کا پارہ زیادہ نہین چڑھنے
پایا۔ شوہر سے تنہائی نصیب ہوئی تو باتی شکایتین بھی جو اس طوفان بے تمیزی
نے پیدا کر دی تھین رفع ہوگئین۔ اپنے یہان کے دقیانوسی سامان کے مقابلہ مین
شوہر کی عظیم الشان کوٹھی اور اُس کی سجاوٹ دیکھکر آنکھین کھل گئین۔ ہر ہر
چیز کو حیرت سے دیکھتین اور خوش ہوتین۔ دو تین روز کے بعد شوکت آرا کے
یہان سے طلبی ہوئی۔ محض دن بھر کے لئے جی تو نہین چاہتا تھا مگر محمود کے
تیور کچھ اور رکھتے ہوے معلوم ہوئے۔ لہذا اختلاف کا موقعہ ہی نہ تھا۔ گئین اور
ہنسی خوشی۔ اس مرتبہ ذرا بے تکلفی سے ملین۔ وہان کا سامان اپنی کوٹھی سے
ہزار درجہ بڑھا چڑھا پایا۔ کچھ ڈاکٹر کی خوش مذاقی تو تھی نہین۔ ہان شوکت کے
سلیقہ کی مثال ہر ہر چیز سے ملتی تھی۔ وہ غریب محمود کو کیون کر نصیب ہوتا
خوابگاہ کا کمرہ خصوصاً پری بنا ہوا تھا۔ در و دیوار شیشہ آلات پردے سب ہی
دبانی اور وہ کاریگریان کہ آدمی دیکھے تو بھوکھ پیاس جائے۔ محمود بیگم۔

اوس مین داخل ہوین تو ہکا بکا رہ گیئن۔ گھر کی امیر تھین اور بڑے ظرف کی پھر بھی زبان سے تعریف نکل ہی گئی۔ چاہے بعد کو ندامت ہوئی ہو۔ بادشاہ منزل بھی شوکت محل سے ملی ہی ہوئی تھی پردہ کرانے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ مگر سروری نے ایک دفعہ بھی نہ کہا کہ چلو ہمارا گھر بھی دیکھ آؤ" اس لئے کہ دوسرے دن وہ اسی طرح دن بھر کے لئے اپنے یہان بلانے والی تھین۔ شوکت و سروری نے محمود کی خاطر سے طے کر لیا تھا کہ اس وحشن کو رام بنانا چاہیے۔ اور بن پڑے تو کچھ پڑھا۔ لکھا کر شوہر کے مذاق کا کر دینا چاہیے۔ اسی کی سب تمہیدین تھین۔ دونون جانتی تھین کہ ابھی بھڑک باقی ہے۔ اسیوجہ سے ان دونون کی ملنے والیون مین ایک بھی آج بلائی نہین گئی اور نہ دوسرے ہی دن سروری کے یہان بلانے کا ارادہ تھا۔ ہان تفریح کے سب سامان موجود تھے۔ ہارمونیم پیانو بجے۔ گانا ہوا۔ باغ کی سیر کرائی۔ ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی بھی گھما کر اچھی طرح دکھلائی۔ زہرہ لڑکیون مین ہل مل گئی تھین۔ اُن کو دن بھر بن سے کچھ واسطہ ہی نہین رہا قریشیہ سطوت۔ محمودہ اور اُن کی درجہ کی اور لڑکیان سب ایک ساتھ اور ہم مجولی تھین اُن کے کھیل اور مشغلے وہی تھے جو معصوم بچیون کے ہونا چاہیے۔ چار بجے ڈاکٹر کی فٹن طیار ہوئی اس مین سروری۔ شوکت۔ بلقیس اور مس غلب بیٹھین۔ بادشاہ حسن کی گاڑی مین چارون لڑکیان اور پانچوین مرادی خانم بٹھالی گیئن۔ گھوڑون پر ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادہ۔ اشتیاق احمد اور بادشاہ حسن کے صاحبزادہ شاہنشاہ حسن ساتھ ہوے اور اسی جلوس کے ساتھ سب کی سب سیر و تفریح کے لئے روانہ ہوئین۔ باغون۔ پارکون۔ بندرگاہون غرضکہ کئی مشہور مقامات پر گاڑیان گیئن۔ سمندر بلقیس بیگم نے کا ہیکو دیکھا تھا ایک یا دو مرتبہ چاندنی رات مین نفیس دولھن کے زور دن تاج دیکھا تھا اور وہین سے

جمنا کی بھی سیر کی تھی ۔ کہاں جمنا اور کہاں بحر ہند ۔ شام کا جھٹ پٹا اور جہاں تک نظر کام کرے عالم آب مبہوت ہو کر رہ گئیں ۔ حیرت سے پانی کو دیکھتی رہیں پھر جہازوں اور کشتیوں کے متعلق بھولے پنے سے بیسیوں سوالات کر ڈالے کوئی اور ہوتا تو سروری بناڈالتیں ۔ مگر یہ بھابھی جان کا معاملہ تھا ۔ صورت دیکھتیں اور سنجیدگی سے سوالوں کا جواب دیتیں وہ سنجیدگی کمبخت اس طرح کی تھی کہ شوکت سے ہنسی ضبط نہ ہو سکی مس خلیپ سے دل لگی کا ایک آدھ فقرہ کہا اور ہنسنا شروع کر دیا ۔ غریب بلقیس کچھ کی موئی تھیں سمجھتیں کیا خاک اس لئے بات ٹل گئی ۔ آٹھ بجتے بجتے محمود منزل میں بلقیس بیگم اور زہرہ کو اُتار کر یہ سب باوجود محمود کے اصرار کے اپنے اپنے گھروں میں واپس آئیں ۔ محمود دل ہی دل میں خوش تھے کہ بیگم کی وحشت دور ہو رہی ہے سیکڑوں منصوبے دل میں گانٹھے کبھی سوچتے کہ دو ایک اتالیق عورتیں نوکر رکھ دی جائیں ۔ جو قرینہ قرینہ سے گن ڈھنگ سکھائیں اور کبھی کہتے کہ قریشیہ کے مکتب خانہ میں روز دل بہلانے جائیں ۔ لڑکیوں اور استانیوں کی صحبت کا اثر اچھا پڑے گا ۔ پھر کہتے سب واہیات ہے میں اس جھگڑے میں کیوں پڑوں شوکت آرا بیگم اور سروری بیگم خود ہی اس وحشن کو رام کرنے کی تدبیریں کریں گی میں انہیں پر سب چھوڑ دو ۔ یہ آخری خیال زیادہ معقول تھا ۔ اسی پر معاملہ ختم ہوا مہر سکوت ٹوٹی اور بی بی سے مخاطب ہوئے ۔

محمود ۔ بیگم کہو کچھ بمبئی پسند آیا ۔ یہاں کی صحبت کیسی ہے ۔ اب گھر کا خیال تو زیادہ تکلیف نہیں دیتا ۔

بلقیس ۔ شہر اچھا ۔ لوگ اچھے ۔ اس میں کس کو شک ہو سکتا ہے ۔ اگر دیسے گھر والی محبت ہے وہ کبھی کو ہوتی ہوگی ۔ میں انوکھی تو ہوں نہیں ۔ (ایک آہ سرد بھر کر) ابھی تو سب یاد آتے ہیں ۔ نگوڑا ایک ہفتہ بھی تو نہیں ہوا ۔ (بھرائی ہوئی آواز میں)

بھولتے بھولتے بھولون گی۔

محمود۔ (دل مین غنیمت ہے) اجی تم گھبراتی کیون ہو۔ جب اور جسدن کہوگی پہونچا آؤنگا۔ اور خوشی خوشی مین تو چاہتا ہون کہ آنا جانا لگا رہے۔ دیکھو لوگ کہتے ہین کہ لڑکی دو گھر کی اچھی ہوتی ہے۔ تم خوش قسمت ہو ماشاء اللہ وہان۔ مان باپ بھائی بھتیجے سب موجود ہین اور یہان مین تمھارا چاہنے والا موجود ہون۔ اور کیا چاہیے۔ گھر کی محبت سبھی کو ہوتی ہے۔ مجھے دیکھو کہ مین یہین پلا بڑا ہوا۔ تعلیم تھوڑی بہت جو کچھ پائی یہین۔ بمبئی گویا کہ میرا وطن ہے۔ پھر بھی آگرہ کی یاد نے پیچھا نہین چھوڑا۔ چالیس کے قریب دو دو چار برس کم سہی عمر ہونے کو آئی۔ اسی خیال سے شادی نہین کی کہ ناتا جوڑون تو اپنون سے اور وہی ہو کر رہا۔ ورنہ بمبئی کے بیسیون اونچے اونچے گھرانے اپنی تعلیم یافتہ لڑکیان مجھے دینے کو طیار رہتے۔ اُلٹے پیام آئے۔ مگر طبیعت مین ضد ہے یہان مرغ کی وہی ایک ٹانگ رہی اس کا نتیجہ کیا ہوا تم مجھے ملین اور مین تمھین اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔

بلقیس۔ (جو رد ہی تھین) مین سمجھتی تھی کہ تم غیر نہین۔ مجھے گھر سے قدم باہر نہ نکالنا پڑے گا۔ اپنے شہر ہی مین رہون گی۔ لیکن یہ نہ ہوا مین کب کہتی ہون کہ تم ضدی نہین۔ جو کہا وہی کیا۔ مجھ کمبخت کی ایک نہ چلی۔ آب تو اللہ کا دیا سر پر ہے ہان اتنا کہا مانو کہ لڑائی پر نجانا۔ مین تمھاری لونڈی بنکر رہون گی۔

محمود۔ لڑائی کا کونسا تذکرہ ہے۔ ابھی تو ہماری تمھاری لڑائی ختم ہوئی ہے۔ اس کا خیال بھی نہ کرو۔ کہا مانو گی تو تم میرے دل وجان کے مالک ہو۔ لونڈی کیسی۔ خیر یہ تو ہئی ہے۔ اب بتاؤ کہ شوکت آرا کی کوٹھی اور اُس کی سجاوٹ کچھ پسند آئی۔

بلقیس۔ اُس کوٹھی کا کیا کہنا۔ شاہی محل معلوم ہوتا ہے ایسی ایسی صناعیان

وہان دیکھین کہ جی لوٹ گیا۔ ہزار دن کیا لاکھون اس کی سجاوٹ مین بلٹ گئے ہون گے۔ (طنزیہ لہجہ مین) بہنٔی جیسی وہ ہین ویسی ہی ان کی حویلی باغ سبھی کچھ ہم مین نگوڑی دوچار روز جم کر رہون تو شاید کونہ کونہ دیکھ سکون۔

محمود - پھر وہ کیون نہ گیئن ادھون نے اپنی کوٹھی مین بہت سے عجائبات جمع کئے ہین۔ روپیہ بھی کیون نہین صرف ہوا۔ بہت ہوا۔ لیکن بہت سی چیزین اسمین دستکاری کی تمہنے دیکھی ہون گی۔ اکثر دن مین انھین کی کاریگری ہے۔ خوابگاہ مین ایک مسہری کی چھت مین قرآن شریف پورا کڑھا ہوا ہے۔ ایسا نفیس و دیدہ زیب کہ سبحان اللہ۔ یہ بالکل انھین کے ہاتھ کا کام ہے۔ اُس کے پردون مین اچھی اچھی غزلین۔ مناجاتین سروری بیگم نے کاڑھی ہین۔ ایسی چیزین کہین دولت سے نصیب ہوتی ہین۔ ہاتھ مین ہنر ہونا چاہئے اور ستھرا مذاق۔ انسان کیا نہین کرسکتا۔ تم چاہو تو تم بھی اپنی کوٹھی ویسی ہی درست کرسکتی ہو مگر تم کو روپیہ دنا اور چوگنا صرف کرنا پڑیگا۔

بلقیس (تھوڑے سکوت کے بعد) مین نگوڑی اُنکا کیا مقابلہ کرسکتی ہون۔ صورت نہ شکل۔ چولھے بھاڑ سے نکل۔ دستکاری کون سکھائے۔ شوق کہانسے آئے۔ ایک بات ہو تو اُس کا رونا کوئی روئے (ہنسکر) مجھے تمھارے اوپر افسوس آتا ہے۔ کیسی قسمت تمھاری پھوٹی۔ بھابھی کیسی جوردہرفن ہونی چاہئے ہو۔گر۔ مگر نہ ملنا تھا۔ نہ ملی۔ (زہرہ آجاتی ہین)

محمود - بہنی زہرہ بیگم تم انصاف کرو تمھاری بہن نے بھابھی کا محل اور اُسکی سجاوٹ بہت پسند کی۔ ہم کہتے ہین کہ تم بھی اپنا مکان ویسا ہی سجو۔ وہ کہتی ہین کہ دستکاری کون سکھائے اور سلیقہ کہان سے آئے۔ ہم کہتے ہین کہ اللہ نے تم کو کیا نہین دیا ہے۔ دس کو کھلا کر اب کھاتی ہو۔ چاہو تو سوزن کاری

دست کاری سب ہی سیکھ لو ہو دن گئے ہین کہ راتین ۔ میم کہو تو میم ۔ اور ہندوستانی عورت کہو تو ہندوستانی عورت ایک سے ایک ہوشیار رکھدون ۔ جو چاہو سیکھ لو جو چاہو پڑھ لو ۔ کسی کو کانون کان خبر ہی نہو ۔ اور پھر ہو بھی تو کیا غیرت کا ہیکی تمھارے گھرانہ مین اس طرح کی تعلیم کا دستور نہین ۔ تمھارا کیا تصور ہے ۔

زہرہ بیگم ۔ (بھولے پن سے) ۔ باجی سچ تو ہے ۔ تم کو ہماری جان کی قسم ضرور سیکھو اور ہبئی ہمارا تو نام لکھا دو ۔ قریشیہ بیگم کا مکتب خانہ ایسا اچھا ہے کہ اُس سے آنے کو جی ہی نہین جاہتا ۔ لڑکیان وقت وقت سے ہر کام کرتی ہین ۔ پڑھنے سینے پرونے کھیل سب کے وقت مقرر ہین ادہر گھنٹہ بجا اور ادہر کام بدلا ۔ استانیان یمین ۔ ہندوستانی سب بڑی ہنس مکھ ہین ۔ جب تک پڑھایا تب تک وہ استانی ہین اور یہ سب پڑھنے والیان اور ادہر پڑھنے سے فراغت ملی سب سہیلیان ہوگیئن ۔ اور پھر باجی نماز قرآن کی ویسی ہی تاکید ہے ۔ کیا مجال ہے کہ کسی وقت کی نماز قضا ہو جائے ۔ یا صبح کی تلاوت چھوٹے ۔ سروری بیگم صاحب دن مین کتنے ہی چکر کرتی ہین ۔ دلگی باز ہین ۔ ہنسوڑ ہین ۔ سب کچھ ہے لیکن رعب داب انکا ایسا ہے کہ پڑھانے والیون کی جان نکلتی رہتی ہے ۔ بس آئین اور سرسری نظر ڈالتی نکل گیئن ۔ ایک نگاہ مین استانیون کو بھی اور پڑھنے والیون کو بھی بھانپ لیتی ہین ۔ پھر دوسرے وقت ایسی خبر لیتی ہین کہ اللہ دے اور بندہ لے ۔ ہنسی ہنسی مین پیاز کے سے چھلکے اُدھیڑ کر رکھدیتی ہین ۔ شوکت آرا بیگم صاحب سے اتنا کوئی نہین ڈرتا ۔ ہمارا بے اختیار جی چاہتا ہے کہ ہم بھی پڑھتے اور ان سب کے ساتھ رہتے ۔ باجی للہ اجازت دیدو ۔

بلقیس ۔ زہرہ تم کیسی باتین کرتی ہو ۔ تم کو اماں نے تمھارے دولھا بھائی کے اصرار سے اور بڑی بات میرا جی بہلنے کے لئے ساتھ کیا ہے ۔ یہ تھوڑی کہا ہے

کہ وہاں اسکول میں پڑھنے بھیجدینا اور تم گھبرایا کرنا۔ پھر آپا کا حال جانتی ہو جو بات پہلے سے ہوتی آئی ہے اُس کے خلاف نہیں کرتے میں تو نہیں تو بے پڑھی رہ گئی نگوڑا ایک حرف لکھنا نہیں آتا۔ قران بچپنے میں پڑھا تھا وہ بھی اب اچھی طرح یاد نہیں۔ تمنے اپنے زور دن البتہ تھوڑا بہت پڑھ بھی لیا اور لکھ بھی لیا۔ آپا ہمیشہ خلاف رہے۔

محمود۔ یہ تو بالکل ناسمجھی ہے کوئی اچھی بات نہیں زہرہ بیگم تم کو ہم ضرور سکول میں داخل کرادینگے۔ تم اپنا دل نہ تھوڑا کرو کل نہیں تو ایک ہفتہ کے بعد سہی میں ماموں جان کو خط لکھونگا اور اُن سے اجازت حاصل کرونگا۔ ابھی تم اپنی باجی کو مکتب خانہ لے کیوں نہ گئیں۔ وہاں کے ٹھاٹھ دیکھتیں تو خوش ہوجاتیں اور خود بھی خوشی خوشی نام لکھانے کو آمادہ ہوجاتیں۔ بڑی چوک تم سے ہوئی آخر ہوتا ہماری سالی۔

زہرہ ما۔ میرے دولھا بھائی آپ ضرور مجھے اجازت منگا دیجئے۔ مجھ نگوڑی نے تو بار بار قریشیہ بیگم اور سطوت آرا سے کہا کہ ہم اپنی باجی کو بھی بُلا لاتے۔ وہ بھی جواب دیتی تھیں کہ مکتب کی لڑکیاں اُن کی دعوت کرنے والی ہیں پہلے دعوت ہو لے اور اُس میں ہم سب سے ملاقات ہو جائے۔ پھر اُن کو اختیار ہے جب چاہیں آئیں۔

محمود۔ (دل میں سروری بیگم بڑی عقلمندی سے چل رہی ہیں) تو یہ کہئے آپ کی باجی کو اور آپ کو پارٹی دیجانے والی ہے۔ پھر کیا ہے چین کر دیکھو بھی لیتی چلنا۔ ایک جوڑہ کپڑا اپنا دیدینا۔ لوگ سمجھیں گے کہ کوئی بیگم ہیں۔

زہرہ (ہنسکر) تو آپ محمود سے محمودہ بیگم بننا چاہتے ہیں۔ دولھا بھائی آپ ہمارا کیا اختیار ہے اللہ سے کہئے۔ ہاں آپ مردوانہ ہوتے تو اچھا تھا۔ میں

محبت کرتی ہون ۔ آپ تو خوب سیرین کرتے ہین اور ہم نگوڑیان پنجرے مین بند رہتے ہین ۔

بلقیس ۔ زہرہ مین دیکھتی ہون کہ تم مین بھی بمبئی کی ہوا لگ گئی ۔ ہے ہے تمھارا یہ فقرہ ابا جان سُنتے تو جامہ سے باہر ہو جاتے ۔ ابا جان تو ابا جان ہی ہین ۔ پہلے اماں جان ہی منھ مسل ڈالتین ۔

زہرہ ۔ ددی ۔ گھر پر بھی مین بیسیون دفعہ یہی بکی ہون ۔ یہ بھی کوئی بات ہے کیا ہمارے جان ہی نہین ۔

بلقیس ۔ بس بس مجھ سے باتین نہ بناؤ مجھے یہ دولار نہین بھاتے تم کو تو بھائی نے خراب کیا ہے ۔ نہ کسی کا ڈر ہے نہ خوف ۔ اللہ خیر کرے ۔ دو دن مین یہ حال ہے ۔ آگے ۔ آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے ۔

محمود ۔ آخر اُس بیچاری نے کیا کیا ۔ یہ ڈانٹ ڈپٹ کیون ہے ۔ سب جانتے ہین کہ تم بڑی ہو ۔ مین اُس کا بھائی بھی ہون مجھ سے یہ ظلم نہ دیکھا جائیگا ۔

بلقیس ۔ ہو گئے بھائی ۔ بڑے وہان سے آئے بہنا جو راہ چاہین چلین ۔ کوئی کچھ نہ کہے ۔ ٹوکی نہ جائین ۔

محمود ۔ (ہنسکر) جو راہ کی اچھی کہی ۔ ماشاء اللہ سے سمجھدار لڑکی ہے نا سمجھ تمھاری طرح تھوڑے ہی ہے ۔ خدا نے عقل دی ہے ۔ نیک بد سمجھتی ہے لکیر کی فقیر آخر کیون بنی ۔ ہی ہی ۔ **بلقیس** (بگڑ کر) جی ہان ہم تو بیوقوف ہین ہین ۔

محمود ۔ (دل مین اب ہنسنے سے اکھڑی جاتی ہین) خیر جانے بھی دو ۔ یہ مطلب نہین ہے کہ تم خفا ہو جاؤ تم نے بھی ایک بات کہی ۔ ہمنے بھی کہی ۔ اور زہرہ سے بھائی ہم سے دو دو رشتہ ہین ۔ سالی بھی تو ہین ۔ تم سے زیادہ اُن کی خاطر داری فرض ہے ۔ پیاری کی پیاری اور زیادہ پیاری ہوتی ہے ۔

اِن لگاوٹ کی باتون نے بلقیس بیگم کا غصہ فرو ہوگیا۔ پھر ادہر اُدہر کی باتین ہوتی رہین۔ دوسرے روز بی سردری بیگم کے یہان کا بُلا وا تھا۔ وہان بڑی بڑی خاطرین ہوین۔ باہر والیان کوئی نہ تھین۔ شوکت اور اُنکا خاندان یا دو چار مکتب کی اُستانیان! اپنے اپنے کشیدہ لئے ہوئے یا نون کا کوئی دوسرا کام کرتی ہوئی موجود رہین۔ وہان بھی ہر چیز لاجواب ہی نظر آئی۔ بلقیس دل مین کہتی تھین کہ "یا اللہ کیسی عیش۔ سمجھ اور سلیقہ تو نے اِن سب کو دیا ہے مین تو اِن کی ساتھ موئی گوارن ہون۔ اِس قابل نہین کہ اُن کے پاس بیٹھون۔ مگر اِس خیال کے ساتھ ہی ساتھ خاندانی مرتک اور جہالت کچھ اور سوجھاتی تھی۔ مین پوبڑ و نگی رئیس زادی ہون جس نے دولتمندی مین آنکھ کھولی اُسکو ہنر و سلیقہ سے کیا مطلب سونے کی جوتی جس کے سر پر رکھدی وہی انگوڑی لونڈی بن گئی۔ مغلانیان ایک سے ایک ہوشیار ہوتی ہین۔ سینا پروناؤ اُن سے بڑھ کر یہ دونون کیا جانتی ہون گی۔ گھر کی غریب تھین۔ مان باپ نے سب ہنر سکھا دیے کہ بجاتے بیٹی پر کونسا وقت پڑے۔ مگر قسمت کی دہنی نکلین۔ اللہ کی دین ہے اُس کے بڑے کارخانے ہین جسکو چاہے جتنا دیدے۔" دن ہنسی مذاق کھیل کود مین صرف ہوا۔ بلقیس طبیعت کی افتاد کو کیا کرتین۔ جو نیا سامان آنکھون کے سامنے آتا۔ حسد کی آگ بھڑکتی۔ خیال ہی خیال مین رئیس زادی۔ امیرزادی۔ شاہزادی سب کچھ بنتین۔ تمکنت سے مکھی ناک پر نہ بیٹھنے دیتین۔ پھر بھی ضمیر ملامت کرتا۔ اپنی تکلیف دیتی۔ زہرہ مین یہ بات نہ تھی۔ بھولاپن ابھی اِس مین بہت تھا۔ در ہین دالی نیوٹے سے کوسون دور تھی اِس لیے جو چیز نئی دیکھتی اُس کو خوب پرکھتی جب سمجھ مین نہ آتی اور ذہن جواب دیجاتا تو ترکیشیہ۔ سطوت بس سے موقعہ

مل جاتا اُس سے بچنے کی کوشش کرتی اور بھتی بلقیس میں بھی اگر یہ بات ہوتی تو کیا کہنا تھا - ابھی خیر سے اٹھارھوین سال مین تھین جو ہنر چاہتین سیکھ لیتین - اور پھر نہایت آسانی کے ساتھ اس لیئے کہ سروری اور شوکت دونون اس کا عہد کر چکی تھین کہ جیسے بن پڑے محمودہ بیگم شوہر کے مذاق کی بنائی جائین دکھا چاہیئے - اللہ ہی حافظ ہے لچھن اچھے نہین ۔ رشک و حسد کو کیا کرین جو دوسرے کی اچھائی دیکھنے ہی نہین دیتا - عجیب ظالم چیز ہے - خدا کی پناہ - پڑھون بے پڑھون پر موقوف نہین - دل کی بیماری ہے جہان کہین سما جائے - فرق اتنا ہے کہ پڑھا لکھا دل ہی مین رکھتا ہے، ظاہر نہین ہونے دیتا - اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اُس کے لیئے ترغیب و تحریص کا کام دیتا ہے اور جو اچھائیان غیر دیکھی ہوئی کو بھڑکاتی اور حرص مین شدت پیدا کرتی ہین اُن کے حصول کا ذریعہ بنجاتا ہے بے پڑھون مین یہ بات کہان - بے بسی اور مجبوری جب اپنی اچھی چھپانا بھی مقصود ہو بہت تکلیف دہ ہو جاتی اور اپنون غیرون سب کی نظرون مین ہلکا کر کے دکھاتی ہے - چاہیئے یہ تھا کہ بلقیس بیگم ان دونون گھرون کی خاطر داریون سے بہت خوش ہوتین اور یہان کا سامان اُن کے لیے سبق آموز ہوتا سلیقہ شعاری سیکھتین مگر ایسا نہین ہوا - دیکھا سب کچھ اور شام تک یہی مشغلہ رہا مگر گھبرا گئین اکتا گئین - چاہتی تھین کہ کسی طرح جلدی جھگڑا مٹے تو اپنے گھر جائین مگر کچھ کہہ بھی نہ سکتی تھین - کسی کسی بات پر زہرہ سے بگڑ تین اور اُس پر دیدیے نکالتین کہ کچھ دل کی بھڑاس نکلے - لیکن سروری کی وجہ سے اس معاملہ مین بھی کو دبی ہی رہی - خدا خدا کر کے ٹھنڈا وقت ہوا - اسکول کی لڑکیان دس بارہ ایک ٹولی مین محمودہ بیگم کی خدمت مین حاضر ہوئین - دعوت دینا مقصود تھا -

[illegible] جانتے ہیں [illegible] ہوش

ظاہر کی کہ کل مکتب کی طرف سے رات کا کھانا بھی ہے اور باغ مین پارٹی بھی۔ امید ہے کہ آپ ہم لوگون کی استدعا قبول فرمائین گی۔ اتنا کہکر سطوت جواب کی منتظر ہوئین۔ بلقیس بغلین جھانکتی تھین کہ جواب کیا دین۔ اقرار کرین یا انکار لیکن سروری وہان بھی کام آئین۔ بھابی کو گھبرایا ہوا دیکھکر بول اُٹھین ''اے ہے رجاؤ بھی دعوت منظور ہے۔ یہ تو گھر کا معاملہ ہے اور بیگمون کو بلا دا بھیجو'' اس شہ سے بلقیس بیگم کو بھی کچھ کہنے کی جرأت ہوئی۔

بلقیس۔ بہنی اس کی کیا ضرورت تھی۔ کہان تک دعوتین کرو گی۔ اب ہم کو بھی یہ موقعہ دو۔ کوئی دن خالی ہی نہین جاتا۔

سطوت۔ ممانی جان آپ نے ہمارا مکتب نہین دیکھا ہے۔ ان دو گھرون کے بیچ مین وہ ایک علٰحدہ عمارت ہے۔ ہم سب وہین رہتے بھی ہین یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سب جگہ جائین اور وہان نہ جائین۔ کل چلکر دیکھیے تو آپ بہت خوش ہون گی۔

بلقیس۔ یہ تو فضول کے تکلفات ہین۔ مین وہان ہر وقت چلنے کو طیار ہون مگر یہ دعوت کیون۔ لڑکیون کو تو فضول خرچی سے بچنا چاہیے۔

سطوت۔ ممانی جان۔ ہمارے مکتب کی لڑکیان سب کھاتے پیتے گھرانون کی ہین۔ ماہوار ایک روپیہ فی لڑکی اس مد مین جمع ہوتا رہتا ہے۔ وہ تھوڑی رقم بہت سی ہو گئی ہے۔ مہینہ مین ایک دعوت ہم سب ضرور کرتے ہین جسمین ہر چیز ہمین سب کے ہاتھون کی پکائی ہوتی ہے جو بیگمین بلائی جاتی ہین اگر انھون نے تعریف کر دی تو دل بڑھ گیا۔ اور زیادہ شوق پیدا ہوا۔ یہ فضول خرچی کیون ہوئی۔ اس سے تو مکتب کی نمود ہوتی ہے اب کی مہینہ مین ہم لوگون کی خوش قسمتی سے آپ آ گئی ہین تو اس سے بڑھکر کون اچھا موقعہ حوصلہ بڑھانے کا ہو سکتا ہے

سویرے سے آیئے اور ہمارے مکتب کا تماشا دیکھیئے۔ دن بھر بچوں سے لطف رہیئے گا آپ بھی ہاتھ بٹایا کیجئے گا۔

بلقیس - خیر تمہاری خوشی ہے تو حاضر ہو جاؤنگی۔

سطوت - صبح سویرے ہم لوگ آپ کو لینے آ جائیں ؟ - آپ دونوں وقت ہماری مہمان ہیں

بلقیس - نا بابا - تم تکلیف نہ کرو بس پڑھنے گا تو میں خود ہی دو تین گھنٹے پہلے سے آ رہوں گی - نہیں تو وہیں ہو رہیئے -

سطوت - ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ آپ صبح سے آ جائیں۔ [illegible] آپ بہت خوش ہوتیں - مگر ہمیں [illegible] ایک بات اور ہے بیگم کہ ضرور یہ سمجھ لیجئے گا آپ اس کا خیال نہ کیجئے گا کہ لڑکیاں کھیلتی جائیں ہمارا مکتب ہے اگر مسجد کہنا بے ادبی ہے تو مسجد کی خانقاہ ضرور ہے۔ سب معصوم بچیاں روزہ نماز کرتی رہتی ہیں - اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ خالہ جی ہر وقت لاحول پڑھتی آتی جاتی رہتی ہیں - نگوڑے شیطان کا گذر ہی نہیں -

قریب تھا کہ سرور [illegible] بیگم [illegible] ڈانٹیں۔ مگر سطوت تیور دیکھتے ہی پھرتی سے کھسک گئی [illegible] کہ جب [illegible] تو قریب یہ بیگم نیچی نظریں کئے مسکرا رہی ہے - ہنسوڑا اور زندہ دل تو تھیں ہی۔ شوکت نے قہقہہ جو لگایا تو خود بھی ہنس دیں - اور یہ کہا کہ یہ لڑکیاں [illegible] کا سا رنگ لاتی ہیں - مذہب بدلتی رہتی ہیں - بات ٹال دی۔

سروری بیگم کا اصول [illegible] آپ جیسی [illegible] سب لڑکیوں سے کرتیں موقعہ [illegible] مگر جہاں ان تربیت کی ضرورت ہوتی [illegible] بات سن لیتیں

پھر اللہ دے اور بندہ ہے۔ ایک حشر قائم ہو جاتا۔ ڈانٹ ڈپٹ مار پیٹ کسی میں
بند تھیں۔ علیحدہ کمرہ میں بلا بھیجا اور مارے قمچیوں کے بدحواس کر دیا۔ مجال
نہین کہ اُف منہ سے نکل جائے اسی وجہ سے مکتب خانہ کی کوئی لڑکی ایسی تھی
کہ جس کی روح اُن سے نہ فنا ہوتی ہو۔ ہان ایک قریشیہ کو ڈھیٹھ بنا کر رکھا تھا
جب وہ کسی بات میں ضد کرتی۔ پوری ہی کر لیتی۔ لیکن وہ ماں کی طرح نہایت
سنجیدہ اور سمجھی ہوئی لڑکی تھی۔ وہ ہی ایک مرتبہ ان کے ہاتھ سے پٹی۔
سطوت پر بھی شوکت کی وجہ سے کم دسترس تھا۔ وہ بھی ان سے ڈرتی بہت
تھی۔ مگر تھی تو انہین کی بیٹی بلا کی چلبلی۔ جو بات ذہن میں آتی کہہ ڈالتی تھی
اور جہان تیور بدلے دیکھے تھی کے پیچھے جا بیٹھی۔ بھرنی سروری کی کیا مجال کہ
وہ بولین۔ ڈانٹ بیٹھین اور رہ جاتین۔ یہی وجہ تھی کہ اس سے سیدھے
منہ نہین بولتی تھین۔ ان بندی کا یہ طریقہ تھا کہ پہروں قریشیہ کو اپنی مسہری پر
لٹائے ہوئے دنیا بھر کی باتین اور نصیحتین دگی ہی دگی مین کر ڈالتی۔ قریشیہ اور
سطوت کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ اس وجہ سے سطوت بھی ایسے موقعون پر
ضرور ہوتی اور علیحدہ بیٹھی ہر ہر بات سنتی اور گرہ مین باندھتی۔ شوکت بھی کبھی کبھی
ایسا کرتی تھین مگر اُن کے یہان اہتمام زیادہ ہوتا۔ سب سمجھدار لڑکیان بلائی
جاتین۔ ان کا کھانا پینا بھی ہوتا اور اسی سلسلہ مین طرح طرح کی باتین اپنے اور
غیرون کے تجربہ کی بیان کیجاتین۔ سروری کی تیز نظر محمودہ پر اکثر پڑتی رہتی تھی
اس کے حرکات وسکنات کی جانچ پڑتال بہت کرتین۔ وجہ اگر ہو سکتی ہے
تو یہی کہ ناظمہ بیگم کی بیٹی تھی۔ اور اُس کی جوانی کی اخلاقی خرابیوں کا ثمر۔ مذہبی
تعلیمات کا اگر زبانی تذکرہ چھڑ جاتا تو اُس کے سننے کے لیے یہ ضرور بلائی جاتی
ان سب کا اچھا خاصہ اثر اُس کے ننھے سے دل پر پڑتا۔ نماز اور تلاوت قرآن

کبھی اُس سے ناغہ نہ ہوتی۔ مسلمان ماں باپ کی بچی تھی اس لیے آپ اُس مین عیسائی صحبتون کا ذرہ برابر بھی اثر نہ تھا۔ اوقات کی بڑی پابند تھی۔ صبح اُٹھنا نماز سے فارغ ہوکر اپنی ہمجولیون کے پاس جانا۔ مس قلب ناظمہ بیگم۔ سروری شوکت سب کو سلام کرنا اُس کی عادت مین داخل تھا۔ غرضکہ جہان تک کہ انسانی تدابیر کا دخل ہے قریشیہ کا مکتب خانہ تعلیم و تربیت کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہی تھا۔ علم۔ ہنر۔ فن۔ سلیقہ۔ خدا کا خوف۔ والدین کی اطاعت مذہب کی پاسداری۔ اسلامی بھائی چارہ۔ وہ کونسی بات تھی جو وہان نہ سکھائی جاتی ہو۔ اگر سروری بیگم چاہتین توچٹکی بجاتے اس اسکول کو مدرسہ عالیہ یا کالج کر دیتین۔ کتنی ہی بیگمون اور سررشتہ تعلیمات کی عہدہ دار میمون نے ان سے کہا اور اصرار بھی کیا مگر اس بندی نے ایک ”نا“ کے سوا کبھی حامی نہ بھری۔ ”نا بی بی یہ مکتب میرا کھلونا ہے۔ اپنے بچیون کے لئے مین نے قائم کیا ہے۔ پرائے اندازی کی تعلیم دلواتی ہون۔ جب یہ سب ہوشیار ہوجائین گی اور اللہ نے شوکت کو کوئی اور بیٹی نہ دی تو توڑ دون گی۔ میرے یہ عذاب کون پالے کہ اسکول سے کالج کردون۔“ یہ بی بی شوکت کی اوپچ ہے کہ آئے دن جلسے ہوتے رہتے ہین۔ بھلا چنگا روپیہ خود بھی دیتی ہین اور مجھ سے بھی دلواتی ہین۔ نہین تو کوئی نام بھی اسکا نہ جانتا بلقیس کی دعوت لڑکیون نے کی سوکارڈ بھی سنہرے چھپکر تقسیم ہوگئے۔ بی سروری کو بھاوج کے خیال سے انہماک زیادہ ہے۔ چاہتی ہین کہ سامان و نمائش مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رہے اور تقریر بھی ہو تو ایسے مضمون پر کہ جو خصوصاً بلقیس بیگم کے لئے ایک اخلاقی سبق کا کام دے اسلیے شوکت کی خوشامد بھی کررہی ہین اور لڑتی بھی جاتی ہین ابھی تک کچھ طے نہین ہوا ہے مگر گیا گارڈن پارٹی اور کھانیکا انتظام نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر ہے۔ بمبئی کے مشہور کابلر ایک روز قبل ہی سے مصروف ہین۔ روپیہ پانی کی طرح بے دریغ بے جگری سے صرف ہورہا ہے۔

باب (۱۹)

گارڈن پارٹی

آج قریشیہ بیگم کے مکتب خانہ مین کچھ رات ہی سے بڑی چہل پہل ہے۔ صفائی ستھرائی جو کچھ ہونا چاہیے تھا وہ تو پہلے ہی سے ہو چکی ہے۔ اسکول کا حصہ جس مین پڑھائی ہوتی ہے وہ بدستور اپنی اصلی حالت پر ہے سوا اس کے کہ زمین گرد و غبار اور خس و خاشاک سے پاک آئینہ بنی ہوئی ہے۔ کوئی ردی اور کوئی کاغذ ادھر ادھر نظر نہین آتا۔ بنچین۔ میزین اور کرسیان سب جھکا جھک ہو رہی ہین۔ اسی طرح دار الاقامہ یا بورڈنگ کا بھی ہر ہر کمرہ بہت صاف و شفاف ہے۔ ایک ایک کمرہ مین دو دو لڑکیون کے قیام کا سامان مہیا رہتا ہے۔ بیچ مین دو بڑے بڑے تخت اور ادھر ادھر دو پلنگڑیان نواڑ کی بنی ہوئی۔ سرہانے ایک ایک سنگار میز۔ بغلی الماریون مین کپڑون کے صندوق اور دیگر ضروری چیزین یہ وہ سامان ہے جو اسکول کی جانب سے لڑکیون کو معمولاً دیا جاتا ہے۔ اب یہ لڑکیون کے مذاق اور سلیقہ پر موقوف ہے۔ کہ جس طرح چاہین اپنے صرف سے اور سجین۔ تختون پر دریان - دریون پر چاندنیان اور قالین ہر کمرہ مین بچھے ہی ہوے ہین۔ علاوہ ان کے دیوارون مین آئینے مناظر کی خوبصورت تصویرین چوکھٹہ اور شیشے سے مزین۔ اصلی اور مصنوعی پھولون کے گلدستے شیشہ آلات رنگ برنگ کی جالیون کے پردے۔ لڑکیون کی خاص دستکاری کے نمونے موقعہ سے دیوارون پر آویزان نظر آتے تھے۔ ہر ہر کمرہ دولھن بنا ہوا تھا خیر یہ تو

لڑکیون کے مذاق اور سلیقہ کی سجاوٹ ہے۔ اصلی سیر و تفریح کی جگہ اسکول کا بڑا کمرہ یا ہال ہے۔ اُس کی آراستگی کا کیا کہنا۔ چھت سے لیکر فرش زمین تک اندر کا اکھاڑہ بنا ہوا ہے۔ در و دیوار فرش سب گلابی ہوتے مخمل سے منڈھے ہوے بہت بیش قیمت ویسی ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کی کرسیان۔ اور میزین۔ کہین گلدان قرینہ سے رکھے ہوے اور کسی جگہ پھولون اور گوشہ کے چارت دیوارون مین قد آدم آئینے اور منظرون کی روغنی تصادیر۔ چھت مین برقی روشنی کے قمقمے اور جھاڑ غرضکہ ہر جگہ قدرت خدا نظر آتی ہے۔ اُس کے اندر داخل ہوے تو آنے کو جی نہین چاہتا۔ عطریات کی ہلکی ہلکی خوشبوئین دماغ کو تر و تازہ کرتی ہین۔ ہال کے اِدھر اُدھر بغلی کمرون مین ایک طرف تو کتب خانہ ہے اور دوسری جانب کھانے کا وسیع کمرہ۔ اِس کمرہ مین بھی کھانے کا ناؤ مد چارون طرف پیش نظر ہے طشتریان چار کی پیالیان۔ ہر طرح کے مصنوعی پھل۔ سب مٹی کے بنے ہوے۔ لکھنؤ اور آگرہ کی کاریگریان۔ دیوارون کو زینت دے رہی ہین۔ بی سروری اور شوکت کا ملا جلا مذاق اور سلیقہ ہے اور بے انتہا قابل تعریف۔ سچ یہ ہے کہ عجب دل و دماغ کی یہ دونون عورتین خدا نے پیدا کی ہین۔ داد دینا قیامت ہے اور اپنی کوری کا ثبوت۔

جون جون دن چڑھتا گیا سجاوٹ مکمل ہوتی گئی۔ گیارہ بجتے بجتے سب سامان لیس تھا۔ بائین باغ کی طرف توجہ ہوئی۔ جنوری۔ فروری کا مہینہ۔ موسم بہار کی ابتدا تھی۔ ہر ہر تختہ مصفا ہر ہر روش کہکشان کا مقابلہ یون ہی کرتی تھی۔ سبزۂ خوابیدہ جھونون مین انگڑائیان لے رہا تھا اُس پر صبح شام کی آبیاری اور سونے مین سہاگہ کا کام دیتی تھی۔ پھولون کے گملے ہرے بھرے۔ جو ہی کھٹکی چمپا سب کی خوشبوئین ملی جلی۔ گلاب کی بیلین سرخ و ہلکے

زرد پھول عجب قیامت ڈھاتے تھے۔ فواروں کے چھوٹنے کی بہار۔ اس پر ہوا
کی اٹکھیلیوں نے بھو ہار کا گردو پیش اوڑھنا اور سیر کرنے والوں کے دامن
و چہرہ پر پڑنا بہشت بریں کی عیش کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھینچتا تھا
یہاں بھی بڑے چمن یالان پر شامیانے نصب ہوئے۔ ہر ہر گوشے میں
چھوٹی چھوٹی میزیں اور کرسیاں بچھائی گئیں۔ خشک و تر میوے مٹھائیاں
انگریزی و ہندوستانی۔ پانی کی بوتلیں سب ہی کچھ مہیا کیا گیا۔ مس روز
اور ناظمہ بیگم کا انتظام تھا۔ ہر چیز افراط سے تھی۔ دوپہر ہوئی۔ سہ پہر ہوا
اب شام کے چار بجتے ہیں۔ جو جو بیگمیں بلائی گئیں تھیں کچھ قبل از وقت
ہی آگئی تھیں اور کچھ اب آرہی ہیں۔ زہرہ بیگم اپنی سہیلیوں کے ساتھ بہ
مشکل سے بارہ بجتے بجتے وہ بھی محمود کے زور دن آنے پائیں۔ اصلی دلہن
یعنی بلقیس بیگم کا ابھی تک پتہ نہیں۔ آدمی پر آدمی جاتے ہیں اور وہاں "اب
آتی ہوں"۔۔ اور "تب آتی ہوں" کا راگ الاپا جا رہا ہے۔ محمود نے یہاں کی
دعوتوں کے طریقے بی بی کے ذہن نشین کئے ہیں۔ یہ بھی اصرار ہے کہ
تقریریں ہوں گی تم کچھ شکریہ کے طور پر کہنا ضرور۔ صرار خالی نہیں گیا
بلکہ چھوٹا سا مضمون لکھکر رٹا بھی دیا ہے اس موقعہ کے لئے لباس بھی بی بی کے
واسطے خاص طور پر طیار ہوا ہے۔ ساڑی بندھوانے کا تو اب آگرہ کے واقعہ
کے بعد سے وہم بھی نہیں آتا۔ ہاں اُن کے خاندانی لباس میں کچھ جدتیں ضرور
ہیں۔ قمیض بھی ہے۔ جیکٹ بھی ہے۔ بس اُسیقدر تغیر کہ جو بیگم کی مرضی کے
خلاف نہ ہو۔ پھر بھی بلقیس بیگم میں بہت کچھ فرق ہے چاہے وہ خود محسوس
کریں یا نکریں۔ اللہ۔ اللہ کر کے وہ گھڑی بھی آئی کہ اُن کی گاڑی اسکول
کے پھاٹک پر آ لگی۔ ادھر چھوٹی بڑی سب نے خوش خوش خیر مقدم کے لئے

دروازہ تک پہونچ گئین - لڑکیون نے ہاتھون ہاتھ لیا - آج پہلا دن ہے کہ محمودبیگم نے قریشیہ کے مکتب خانہ مین قدم رکھا ہے - ہر ہر چیز کو غور سے دیکھتی ہین اسکول کے کمرے پڑھائی کے سامان دار الاقامہ سبھی کچھ اُن کو دکھایا گیا ہر ہر لڑکی نے اپنے اپنے کمرہ مین - عطر - پان - الائچی اور پھول کے ہارون سے ضیافت کی - ظاہر مین بہت خوش ہوین - پھر وہان سے بڑے ہال مین آئین - وہان کی سجاوٹ دیکھی - دل ہی دل مین بجھی جاتی تھین - یہ باتین آگرہ مین کہان نصیب ہوتین اور کون اُنکا اس طرح خیر مقدم کرتا - جیسے بڑی بڑی شاہزادیون کا ہوتا ہے - یہ محض سروری کی اونچ تھی روپیہ پیسہ کی کمی نہ تھی - محمود کی منھ بولی بہن بنی تھین اُسکیے رکھ رکھاؤ مین اپنے سیکڑون بلشا دیے - جاہل آدمی مین اگر گھر سے کھاتا پیتا بھی ہوا تو خودداری - غرور و تمکنت کے درجہ تک پہونچ جاتی ہے بلقیس بیگم کی جگہ اگر کوئی دوسری سمجھدار عورت ہوتی تو سروری اور شوکت آرا کی یگانگی اور خلوص کی داد دیتی - داد دینا کیا معنی لونڈی بنکر رہتی مگر یہان وہ بات کہان اپنے منہ آپ میان مٹھو - اس ہنگامہ آرائی کی بدولت کچھ اپنی ہی قدر و قیمت اپنی نظرون مین بڑھ گئی "اللہ ری مین!" اور "واہ ری مین!!" دل مین کہتی ہوئی اِدھر اُدھر غلط انداز نگاہون سے دیکھتی بڑھین - لڑکیون کے جھرمٹ مین تھین کبھی اس سے مخاطب ہوگئین اور کبھی اُس سے - سروری اور شوکت اڑتی چڑیا پہچاننے والی بی بیان تھین - دور ہی دور سے بلقیس کے چہرہ کا اوتار چڑھاؤ دیکھتین اور دل مین ہنستین - سروری سے آخر ضبط نہ ہوسکا چلتے چلتے شوکت کو کھسوٹ لیا "اری دیوانی - مین نہ کہتی تھی کہ کچھ پڑھ لے - کچھ پڑھ لے - جانور سے آدمی بنجا - مگر تو نے میری ایک نہ سُنی - نری جانور ہی رہی - اپنی قسمت کو روتی ہون اور جھیکتی ہون - لیکن اب کیا ہوتا ہے - مین نگوڑی تھک گئی - اب کیا کیون

اور کیسے تجھکو بتاؤن - مین تو پاگل ہوئی جاتی ہون ٭

شوکت (ہنسکر) جو ناچ نچاؤن ناچتی جا - ابھی تو نے کیا دیکھا ہے آگے آگے میرے جوہر کھلین گے -

سروری - تو بی بی تبو - ہم تم کو سنکھیا کھلا کر سلا بھی دین گے -

شوکت - ہم تو زہر نہ دین گے - یون ہی جلا جلا کر تم کو مارین گے اور تم رو رو کر یاد کرین گے تو دین گے - کبھی تو آنکھین کھلین گی اور اچھے برے پہچانو -

سروری - رونا ہے تو یہی کہ آنکھین ہی غائب ہین - ہوتین تو کھلتین - اندھی ہو - مادر زاد دلی - اے ہے - (ماتھے پر ہاتھ مارکر) میری قسمیے ساتھ پھوٹی -

مدرسہ سے مجمع بائین باغ کی طرف مڑا - وہان دلچسپی کا اور سامان - شام کا سہانا وقت - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین - پرندون کی خوش بیانی - کے وقت کے چہچہے - فوارون کا چھوٹنا - لڑکیان تتر بتر ہوگئین - بی بلقیس اپنی مغلانیون کے ساتھ اکیلی رہ گئین - چاہیے یہ تھا کہ خود بھی بے تکلفی کے ساتھ لڑکیون مین ملجاتین اور ادہر ادہر دوڑتی پھرتین - یا اگر بڑاپے کا خیال دامنگیر تھا - تو پھر سروری اور شوکت کی ٹکڑی مین ملجاتین نہ یہ ہوا اور نہ وہ - اپنی خامیان پھر نظرون مین ندامت غصہ کی شکل مین آئین سب سے الگ تھلگ - گلاب کی ٹہنیون مین پھولون کو دیکھنے لگین - کچھ دیر تو سروری نے تجاہل سے کام لیا - پھر نہ رہا گیا تو دوڑی ہوئی آئی - اے ہے ! دولھن کہان ہو - میری بچی کو ان نگوڑیون نے اکیلا چھوڑ دیا - اس کا ننھا سا دل کیا کہتا ہوگا - آؤ - آؤ - بی بی آؤ - دیکھو کوئی کانٹا نہ چبھ جائے - سیر کھائی مجھ سے خفا ہوجائے گا - لاؤ پیار کی باتین کرین تو لیسی کہ تمہین یہان سے کیجاتی

ہن - ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف گھسیٹ لیا - اور مکھڑا دونون ہاتھون مین لیکر محبت سے دیکھنے لگی تو بلقیس کی آنکھین شدت غصہ سے پرنم پائین - لپٹا لیا "ہے ہے - ہے تمھاری بلا رنج کرے - اُنھین نگوڑیون کے ساتھ بی بی تم بھی کودتی پھرتین دیکھو توکیسا اچھا وقت ہے - الھڑین ہین - ہرنون کی طرح بھلانگین مارتی ہین یہبھی تو خیال نہین کہ اب چاء کا وقت ہے مہمانون کو کچھ کھلانا پلانا چاہیئے - اور دولھن مین کمون کیا - اس نگوڑے شہر کا دستور یہی ہے - دیکھو بڑی بڑی عمر والیان دو دو چار چار کے غول مین باغ بھرمین پڑی پھرتی ہین - کوئی ٹینس کھیل رہا ہے کوئی بیڈ منٹن کوئی پھولون کو نوچکر ایک دوسرے کو مارتی ہین - اب تم اُس سبزہ پر چلو - وہان ناشتہ کرو تمھارے جانے کی دیر ہے سب وہین پہونچ جائین گی اور ہپوڑونکی طرح کھانے کی چیزدن پر ٹوٹ پڑین گی - یہان کوئی قاعدہ قانون تھوڑے ہی ہے - خوب کھاؤ - خوب کودو - اسی کا نام گارڈن پارٹی یا باغ کی دعوت ہے - اس طرح کی باتین کرتی اور سمجھاتی ہوئی - بی سردری بیگم - بلقیس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیئے بڑے لان پر پہونچین - محمود بیگم کو دیکھتے ہی چھوٹی بڑی سب کچھ تو ٹوٹ پڑین اور کچھ مسکراتی خراماں خراماں آئین اور کھانا شروع ہوگیا لڑکیون کا غول فراسے بھرتا اور اُدھم مچاتا سب سے بعد مین پہونچا ہر میز کا جائزہ لیا گیا - پھل کھائے بھی گئے اور اُن سے مار بھی کھیلی گئی - یہ سلسلہ ختم ہوا تو پھر باغ مین دھماچوکڑی ہونے لگی - لڑکیون نے بلقیس بیگم کو سُرری کے اشارہ سے آن گھیرا اور بلا لحاظ اُن کی خفگی کے جدھر جی چاہا کشان کشان لے گئین - سطوت اور قریشیہ ادھر ادھر ہاتھ پکڑ لیتین اور دوڑاتی پھرتین - بلقیس نے بھی اسی مین نجات دیکھی کہ بے تکلفی سے وہی کرین کہ جو اور لڑکیان کرتی ہین - تمکنت یہان ایک نہ چلے گی - جیسا دیس ویسا بھیس اسی پر

حائل ہوئین۔ باغ کا ایک ایک کونہ دیکھا۔ ادہر ادہر گوشون مین پھلدار درخت بھی تھے۔ اُن کی شامت آگئی درختون پر پھدکتی پھرین۔ کچے پکے پھل پھلاری جو کچھ ملے نوچ کھسوٹ ڈالے۔ پھر سب کی سب نہر کے کنارے پہونچین۔

وہان ایک جانب سروری و شوکت بھی اپنی چند سہیلیون کے ساتھ مصروف گلگشت تھین۔ سروری نے لڑکیون کا غول آتے دیکھا تو بہت اطمینان سے نہر کے کنارے بیٹھ گئین اور شوکت کو بھی بٹھالا۔ بچین بھی کنارے کنارے پڑی تھین لوٹیر نہین۔ گھاس پر بالکل لب آب۔ کچھ گلاب کے پھول لائی تھین پانی مین اُن کو تیرانے لگین۔ لڑکیان دوسری طرف تھین اُن مین سے ایک نے آنکھ بچاکر یہ حرکت کی کہ ایک کچا امرود عین اُس مقام پر کہ جہان سروری بیگم بیٹھی ہوئی تھین پھینک مارا۔ وہ زور سے پانی کی سطح پر پڑا اور سروری بیگم کا سر و چہرہ پانی کی چھینٹون سے بھیگ گیا۔ شوکت نے سروری کی بوکھلاہٹ پر قہقہہ لگایا۔ پھر اللہ دے اور بندہ لے سروری اور شوکت اور اُن کی ساتھ والیان ایک دوسرے پر پانی پھینکنے لگین۔ ادہر لڑکیون نے وہی حرکت کی چھوٹی بڑی جتنی تھین سبھی تو شرابور ہوگئین۔ بلقیس ایسی کہان کی ڈگاکر آئی تھین کہ وہ بچ جاتین۔ غرضکہ خوب ہی آدھ گھنٹہ تک پانی اُچھلتا رہا۔ پھر سبھون نے کپڑے منگا کر وہین جھنڈون کے پردہ مین ادہر ادہر بدلے شب ماہ تھی۔ باغ ہی مین آٹھ بج گئے۔ اس کے بعد پھر اسکول کی طرف رُخ کیا گیا۔ اور سب کی سب ہال مین جا جاکر بیٹھ بیٹھ گئین۔ اور جلسہ کی کارروائی سروری بیگم کی صدارت مین شروع کردی گئی۔ بلقیس کے لئے بمبئی مین ہر ہر بات انوکھی اور نئی تھی اور یہ تو سب سے پہلے مستورات اُس بیچاری نے عورتون کا ایسا صاف ستھرا مجمع کہان دیکھا تھا ورنہ اُس کے خیال مین ایسے مشغلے ہی

شریف زادیون کے شایان شان تھے۔ دل مین یہ کہکر کہ "اللہ جو دکھائے دیکھو" متوجہ ہوگئی اور پوری محویت کے ساتھ۔

سروری بیگم کی افتتاحی تقریر

بہنو اور بچیو۔ آج کی شب مین تم سبھون نے ایسا اُدہم مچایا کہ مجھ نگوڑی کو بھی اپنی جوانی اور بچپنا دونون ساتھ ہی ساتھ یاد آگئے۔ معمولاً ہوتا تو یہ ہے کہ بچپنا پہلے آتا ہے اور پھر شباب مگر یہان ہر بات الٹی ہی ہوتی ہے۔ باغ مین گئی بوٹیون کی طرح گئی۔ لڑکیون سے الگ ہی الگ رہی۔ کہ جو میری عمر کا تقاضا بھی ہے۔ دیر تک سنجیدہ بنی رہی۔ سب مصروف گلگشت تھین۔ کودتی اُچھلتی پھاندتی تھین۔ لیکن مین اپنی بہن شوکت کو لئے ہوے سب سے الگ تھلگ ہر ہر بنگھڑی اور پتی مین خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ رہی اور خوش ہو رہی تھی۔ کھانے کی چیزین گرد و پیش تھین۔ مگر میری نیت بھری ہوئی تھی۔ کسی چیز کیطرف خواہش نہ تھی۔ اللہ سے کاملون کی طرح لو لگائے ہوے مگن تھی۔ اسی حالت مین اپنی بھاوج کو دلگرفتہ اور تنہا دیکھکر دوڑی گئی۔ اُن کو منت وسماجت سے بڑے چمن مین لے آئی۔ کیون؟ اس لئے کہ اتنی ازخود رفتہ نہ تھی کہ اپنا فرض بھولجاتی آپ سب جانتی ہین کہ مجھ شامتن کے سر جہان بہت سی فکرین ہین وہان ایک فکر (لڑکیون کی طرف اشارہ کرکے) ان بلاؤن کی بھی ہے۔ اولاد کی ماممتا بُری ہوتی ہے۔ یہ جی نہین مانتا کہ ان کی تعلیم نکرون۔ ان کو تربیت نہ دون۔ جس راہ چلین چلنے دون۔ دعوت تو بھابھی کی ان سبھون نے کردی۔ لیکن اُن غریب کو باغ مین لاکر سبھون نے چھوڑ دیا اور خود ہرنیون کی طرح ادہر ادہر قلانچین مارنے لگین۔ کیسی بدتمیزی کی بات تھی کہ مہمان گھر مین ہو اور اس کی خاطر مدارات

نہ کیجائے اور پھر کیسا مہمان جو اپنی آنکھوں کا تارہ اور اپنے پیارے کا پیارا ہو۔ جو اپنے شہر میں اجنبی ہو اور جو ویسا ہی معصوم ہو جیسا کہ پہلے دن کا بچہ ہوتا ہو! یہ فرض تنہا میرا ہی نہ تھا۔ بلکہ آپ سب کا بھی۔ اس لئے کہ انسانیت بھی کوئی چیز ہے لڑکیوں کو تو میں بہ اعتبار کمسنی معذور سمجھوں گی مگر حیران ہوں کہ آپ کے کو فسا حیلہ تراشوں۔ آپ سینگ کٹا کر بچھڑوں میں ملیں اور ایسی ملیں کہ دین دنیا کا ہوش ہی نہ رہا۔ خیر آپ اپنا فرض بھولیں۔ میں نہیں بھولی۔ میں بھی آپ ہی میں کی ایک ہوں۔ اس لئے آپ اپنی صفائی میں یہ کہہ سکتی ہیں کہ ہم تھے یا نہ تھے لیکن ہماری قائم مقام موجود تھی اور یہی ان لڑکیوں کا عذر ہو سکتا ہے کہ ہم کھیل کود میں مصروف تھے تو کیا ہوا۔ ہماری دلیہ اور محافظ تو موجود تھیں۔ کیا کہوں۔ اعتراض بھی کیا تو ایسا کہ آپ لوگوں نے لب بھی نہ ہلائے اور میں اپنی دلیلوں سے آپ ہی قائل ہو گئی۔ گرجی تھی برسنے کے ارادہ سے مگر بجا بھی یا آپ لوگوں کی گرمئی حسن نے بادلوں کو اڑا دیا۔

آپ لوگوں کا فرض تو بیچنے ادا کر دیا۔ یعنی محمود بیگم جو اس جلسہ کی معزز مہمان ہیں انکو ناشتہ کی میز پر لے آئی۔ لیکن اسکا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑا۔ وہ اس طرح کہ آپ سب کے ہجوم میں میں ایسی بے خود ہوئی کہ پھر جوان بنگئی اور پلیٹوں کی پلیٹیں لذیذ غذا اون کی صاف کر گئی۔ جوانی اس طرح آئی۔ پیٹ بھرا تو چہل قدمی کی سوجھی۔ شوکت کا سایہ بنی ہوئی نہر تک چلی گئی۔ وہاں جو کچھ میری اور آپ کی گت ان لڑکیوں کے ہاتھوں بنی وہ آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی۔ اس طرح چند گھنٹہ میں میں جوان بھی ہوئی اور مکتب کی ایک کھلنڈری اور شریر چھوکری بھی بنی۔ آپ سب جانتی ہیں کہ زیادہ عمر میں بچپنے اور شباب دونوں کی یاد انسان کو بہت ستاتی ہے۔ اور یہ اُس کی

دلی تمنا رہتی ہے کہ کاش وہ زمانہ پھر آتا۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ بہنو! زندگی کی وہ گھڑی نہایت مبارک گھڑی ہے کہ جس مین ان تمناؤں کا شائبہ بھی نظر آجائے۔ اس لیے مین آج کی شام کو نہایت متبرک اور یادگار شام سمجھتی ہون۔ کیسے اچنبھے کی بات ہے کہ چند گھنٹہ کے اندر مین جوان بھی بنی اور بچہ بھی اور یہ کس کے قدمون کی بدولت۔ انہین بی بیگم محمود صاحب کے۔ زمانہ کی دشمن خدائی کی قاتل یہی ہین جو گردن جھکائے ہوئے ہین۔ مین انکا اپنی بھاوج ہونے کی حیثیت سے آپ سب سے نہایت خوشی کے ساتھ تعارف کراتی ہون اور اب آرام سے بیٹھتی ہون۔

سرور ی بیگم کے بعد شوکت آرا اپنی جگہ سے اُٹھکر زمزمہ سنج ہوئین۔

شوکت آرا بیگم کی تقریر دبی بی میانکے تعلقات پر

ہر روز روز عید ہے ہر شب شب برات
سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈال کے

صدر انجمن محمود بیگم اور بیگمات! انسانی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی دنیا مین آئے تو ایک ایسا جلیس، غمخوار اور محرم راز بھی ڈھونڈھے۔ اپنی اچھی بری اُس سے کہے اور درد دکھ بیان کرے۔ اُس کے مشورہ کان دھر کر سُنے اگر نا سمجھی کے نہ ہون تو اُن پر عمل کرے۔ دوست احباب مردون مین بھی اسیطرح ہوتے ہین جیسے کہ عورتون مین سہیلیان وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہین۔ خوشی و رنج مین شریک ہوتے ہین۔ خلوص و محبت کے ساتھ۔ اظہار ہمدردی کرتے ہین۔ اُن کی صحبت مین غم غلط ہوتا ہے اور انکی یاد جب آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو دل کو ستاتی ہے۔ ایسے دوست جلیس بھی ہوتے ہین غمخوار بھی اور محرم راز

بھی۔ اور کم و بیش ہر شخص کو نصیب بھی ہوتے ہین لیکن میرا مطلب کچھ اور ہی ہے۔ ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ اِس دنیا مین آنے کے بعد دو طرح کی صحبتون سے اُسے سابقہ پڑنا ضروری ہے۔ ایک عام اور ایک خاص عام انسانون کے ساتھ معاشرت جو دن کے بیشتر حصہ مین کرنا پڑتی ہے اُس کا حلقہ اشد بہت وسیع ہے۔ اور اوس مین تمام اون معاملات سے نپٹنا پڑتا ہے جنکا تعلق انسانی زندگی کے ہر ایک چھوٹے بڑے شعبے ہوتا ہے یہ معاملات پیچیدہ بھی ہوتے ہین اور سلجھے ہوے بھی۔ ہر معاملہ کو اپنی مرضی کے موافق روبراہ لانے مین بہت کاوش اور دردسری سے سابقہ پڑتا ہے۔ انھین کاوشون اور دردسریون کا نام فکر ہے جو انسانی صحت کی ایک بڑے درجہ تک دشمن کہی جا سکتی ہے۔ دن کا بڑا حصہ جب یون صرف ہوا تو دل و دماغ کو راحت و آرام پہونچانے کے لئے لیلائے شب آئی۔ او صحبت خاص کی ضرورت ہر شخص کو محسوس ہونے لگی صحبت خاص کیسی اور کس کی مین ابھی آپ کو سمجھائے دیتی ہون۔ جب آدمی کو روزی کے دہند دن اور دنیاوی کامون سے فرصت ہوئی تو بیٹے کی سوجھتی ہے۔ اور گھر کوتا ہے ابتدا عمر مین گھر کا مالک وہ نہین ہوتا بلکہ مان باپ ہوتے ہین جو ہر طرح کی آرام و آسائش کا لحاظ اُس کے لئے کرتے ہین اور اُن کے سایۂ عاطفت مین وہ بہت عیش اُٹھاتا ہے۔ وہ اُس کے افکار مین بھی مقدور بھر ہاتھ بٹاتے ہین اور روپیہ پیسہ سے بھی اس کی مدد کرتے ہین۔ لیکن وہ یہ سمجھتے ہین کہ بیٹا جوان ہے اور وہ بوڑھے۔ اس کو ابھی مدتون جینا اور دنیاوی جھگڑون سے سابقہ رکھنا اور انھین اپنے فرائض انجام دینے کے بعد جو تقریباً سب ختم ہو چکے ہین محض مرجانا باقی ہے۔ لہذا بیٹا جونہی سن شعور کو پہونچا اُن کی یہی

خواہش ہوتی ہے کہ اس کے لیئے کوئی مونس تنہائی اور سچا ہمدرد وغمخوار ڈہونڈھا جائے۔ جو ابتدائے شباب مین اُس کا کھلونا ہو۔ عمر کی پختگی کے ساتھ اُس کا مخلص دوست بنے۔ اور پیرانہ سالی مین اس طرح کی خدمت کرنے والا کہ جیسی بچپنے مین مان باپ کے ہاتھون انجام پاتی ہے۔ غور کیجئے تو ایسا مخلص رفیق زوج کے لیئے زوجہ سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت آدمؑ کے جسم خاکی مین جب خداوند تعالے نے روح ڈالی اور آپ جیتے جاگتے انسان ہوگئے تو بہشت برین کا ساصاف ستھرا گھر۔ ہر طرح کی دلچسپیون سے آراستہ آپ کو رہنے کے لیئے ملا۔ کچھ دنون قدرت۔ کے مناظر سے آپ تفریح حاصل کرتے رہے مگر تنہا تھے سیر بوستان تنہائی مین کیا بھاتی۔ برداشتہ خاطر رہا کرتے تھے۔ جب یارائے ضبط نرہا تو کہہ اُٹھے کہ "خداوندا اکیلا ہون۔ کسی چیز مین دلبستگی نہین ہوتی۔ یہ حالت رفع ہونا چاہیئے"۔ وہان کیا تھا۔ دادی حوا پیدا کردی گئین۔ بہشت کے درختون کے سایہ مین میٹھی نیند سو رہے تھے جاگے تو ان نیک بخت کو اپنے برابر پہلو مین بیٹھے پایا۔ حسین تھین۔ خوشکیل تھین۔ نور کے لباس سے آراستہ۔ محبت کرنے لگے۔ اللہ میان نے یہ رنگ دیکھے تو نکاح کردیا۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

اس مبارک پیوند کا رواج اُسیوقت سے ہوا۔ یعنی ہمارے جد حضرت آدمؑ کو اس کی تعلیم دی گئی کہ کوئی عورت کسی مرد کی زوجہ جائز اسوقت تک نہین ہوتی جب تک کہ اُس عورت کا ولی وسرپرست ایک مجمع عام مین وکیل وگواہ کے سامنے اپنی ولدیت وسرپرستی اس کے شوہر کیجانب منتقل نکرے۔ (اس موقعہ پر سوال یہ ہوگا کہ بہشت مین مجمع عام کہان سے آیا۔ اور حضرت حواؑ کا ولی

سرپرست کون تھا۔ بہنو! مین اس کے جواب مین کہون گی کہ فرشتون کی خدا کے باغ مین کمی نہ تھی۔ مین تو وہان موجود نہ تھی۔ لیکن انھین سبھو نکا مجمع ہوگا اور وہی وکیل وگواہ بھی بنے ہون گے۔ رہ گئی سرپرستی و ولایت۔ سو ظاہر ہے کہ بہشت مین ان زوج و زوجہ دونون کا اللہ کے سوا کون سرپرست ہوسکتا ہے۔ اگر وہ بہ نفس نفیس تجلی فرمانہ ہوگا تو بھی یہ دونون دولھا۔ دلھن جوان تھے۔ اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے ایک نے دوسرے کو تمام ذمہ داریون کے ساتھ قبول کیا اور مہر بھی دیا۔ ہم مسلمانون مین اسی قسم کے عقد کا رواج ہے۔ آدمؑ کی اولاد مین اللہ کے سب بندے ہین مگر ہر قومیت و مذہب مین عقد کی اہمیت مختلف طریقون سے ظاہر کی گئی ہے۔ ہندؤن مین عورتون کا تن من دھن سب مرد و مکا ہو جاتا ہے۔ اُن کی جداگانہ ہستی ہی بیاہ کے بعد قائم نہین رہتی۔ جیئن تو شوہر کے ساتھ اور مرین تو شوہر کے ساتھ۔ اسی وجہ سے ستی کی رسم کا رواج اُن کے یہان ابتدا سے تھا۔ عیسائیون مین حضرت مریمؑ کی عزت وحرمت مدنظر رکھکر عورت کو مرد پر افضلیت رہتی ہے۔ وہ شوہر کا ہر معاملہ مین بہترین جزو سمجھی جاتی ہے۔ وہ مالک ہوتی ہے اور شوہر خادم۔ جس راہ چاہے چلے اور جس طرح پر چاہے شوہر کی ملکیت پر تصرف کرے۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہین۔ انصاف کیجیے تو دونون مذہبون مین افراط و تفریط ہے۔ ہان مسلمانون مین البتہ نہین۔ یہان ایک دوسرے کی آزادی سلب نہین کرتا۔ بی بی کے بھی حقوق ہوتے ہین اور شوہر کے بھی جن کی نگہداشت دونون پر لازمی ہے قرآن شریف مین ارشاد ہے کہ "الرجال قوامون علی النساء" یعنی مرد عورت پر غلبہ رکھتا ہے۔ اسلیے کہ اگر وہ عورت کے نان نفقہ، حفاظت و آرام کا ایک جانب ذمہ دار ہے تو دوسری طرف بیرا ہے۔ دی اور خود سری کی حالت مین

تنبیہ اور تہدید کا بھی حق اُسے دیا گیا ہے۔ پھر اگر تنبیہ سے بھی عورت راہ راست پر نہ آئے تو طلاق دینے کا بھی وہ مجاز رکھتا ہے۔ اگرچہ اختیاری علحدگی کا یہ طریقہ ہمارے مذہب مین بھی کسی طرح پسندیدہ نہین سمجھا جاتا پھر عورت بھی بالکل بیدست و پا نہین رکھی گئی۔ شوہر کی وہ لونڈی نہین اپنی جداگانہ شخصیت رکھتی ہے۔ بے وفائی۔ ظلم۔ اور اسی طرح کی دوسری تکلیفون کو برداشت کرتے کرتے اگر وہ عاری آجائے تو خلع کی صورت مین علحدگی کا اُسے حق دیا گیا ہے۔ مہر معجل جس کی ادائگی شوہر پر بعد عقد فوراً ہی لازمی ہے اور موجل بعد طلاق یا انتقال شوہر واجب الادا ہوجاتا ہے۔ دونون کی وہ مستحق ہے۔ اور دونون اپنے وقت وقت سے وہ وصول کر سکتی ہے۔ اس بیان سے بہنو! میرا مطلب یہ ہے کہ عورت و مرد دونون کی شخصیتون کو ہمارے مذہب نے تسلیم کیا ہے اور دونون کے حقوق برابر ہی برابر جاتے ہین۔ نہ اس کو کچھ فوقیت ہے اور نہ اُس کو۔ تو اس طرح پر نکاح ہمارے یہان ایک پاک قسم کا معاہدہ ٹھہرا جو زوج و زوجہ دونون کو ایک دوسرے کا انیس۔ جلیس اور محرم راز بھی بناتا ہے۔ اور دونون پر آزادی برقرار رکھنے کے ساتھ ہی کچھ خوشگوار پابندیان بھی عائد کرتا ہے "خوشگوار" مین اس وجہ سے کہتی ہون کہ میان بی بی کے تعلقات مین چاہے ہماری بہن سروری سے پوچھ دیکھئے محبت کا جو بعض طبیعتون مین عشق کے درجہ پر پہونچی ہوئی ہوتی ہے رنگ رہتا ہے۔ اور جہان محبت ہوئی۔ وہان خوشگواری کہین لینے جانا نہین ہوتی۔ طبیعتون کا میل دنیا مین خوب چیز ہے کوئی بات دو شخصون مین مشترک ہوئی۔ اچھی ہو یا بری۔ دونون ایک دوسرے کے دوست ہوجائین گے جہان طبیعت سے اشتراک کا پتہ چلتا ہے اور اس کا ادراک صحبت سے ہوتا ہے۔ ہم نشینی تخلیہ۔ باہمی میل ملاپ ہر وقت کا ساتھ میان بی بی مین جسقدر رہتا ہے اوتنا کسی

اور مین نہین رہ سکتا اسی وجہ سے مزاجی اختلاف چاہے کتنا ہی کیون نہ ہو ایک کو دوسرے کیساتھ کم یا زیادہ اُنس پیدا ہی ہوجاتا ہے۔ یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ عورت مرد سے زیادہ محبت کی بھوکی ہوتی ہے۔ وہ دس آدمیون مین بیٹھنے والا دس جگہ دل بہلانے والا۔ اگر گھر والی سے اچھی نہ پٹی تو اپنی دلچسپی کا سامان اور بھی کر لیتا ہے۔ اور کر سکنے پر قادر ہے۔ لیکن اُس کو یہ بات نصیب نہین۔ چار دیواری کے اندر رہتی ہے۔ شریف ہے موتی کیسی آب دشمنون کے کان بہرے کسی نے جا بجا بات کہدی تو کہین منھ دکھانے کے قابل نہ رہی اُس کی تفریح کا سامان اگر کچھ ہے تو گھر کا دھندا سینا پرونا۔ لڑکون بالون والی ہوئی تو اُن کی نگہداشت یا پڑھنا لکھنا۔ یہ بات سلیقہ و قرینہ پر موقوف ہے۔ اور بہت کچھ تعلیم و تربیت پر بھی کہ اس مختصر سامان دلبستگی مین وہ بہت کچھ وسعت دے لے۔ لیکن گھر کی بات جس سے کلیجہ کو سکھ اور آنکھون کو ٹھنڈک رہتی ہے سب سے پہلے یہی ہے کہ مزاجی اختلاف کے باوجود اُٹھنے بیٹھنے اور ہر وقت کی بات چیت سے ذرہ برابر اُنس بھی جو شوہر کی طرف سے دل مین پیدا ہو۔ اُس کو بڑھائے اور اُس مین ترقی دینے کی کوشش کرے۔ اُنس سے محبت اور محبت سے عشق کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مرد موم کی ناک ہوتے ہین۔ ظاہری صورت پر پہلے نظر کرتے پھر سیرت کو دیکھتے ہین اگر صورت اچھی ہے اور سیرت بری تو طبیعت کا لگاؤ دیرپا نہ ہوگا۔ اور اگر حسن سیرت ہے اور حسن صورت نہین تو یہ ضروری ہے کہ پہلے پہل نئی بی دلنشین ہوگی مگر جون جون زمانہ گذرتا جائے گا سیرت کی خوبی رنگ لائے گی اور وہی کالی کلوٹی بد قوارہ دلہن شوہر کے دل پر حکومت کرنے لگے گی۔ جہان صورت و سیرت دونون ہین اُس کا کیا کہنا۔ دولتمندی ہو تو اور افلاس ہو تو مرد کو اپنا گھر جنت کا لطف دے گا۔

سنو! اس سب بکواس سے میری غرض صرف یہ دکھلانا ہے کہ عورت و مرد
مین دولہا دولھن کا رشتہ قائم ہونے کے بعد وہ کونسی ایسی صورت ہے کہ جس سے میان
بی بی کو ایک دوسرے کی صحبت زندگی خوشی حاصل ہو۔ میرے خیال مین وہ صورت
صرف محبت ہے اور محبت کی حالت یہ ہے کہ بہت کچھ اپنی اختیاری ہے بڑھانے سے
بڑھتی اور گھٹانے سے گھٹتی ہے۔ کچھ خوبیان شوہر مین چن لو اور انھین مین منہمک
ہوجاؤ یہ نہایت سستا اور آسان نسخہ ہے۔ مین کہتی ہون کہ وہ عورتین نہایت
درجہ خوش نصیب ہین جو اپنے شوہرون پر جان و دل سے فدا ہین اور خود بھی
اُن کی محبوبہ ہین۔ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ جذبات محبت کبھی رائگان نہین جاتے
اگر ایک دوسرے سے محبت کریگا تو دوسرے کے ساتھ پہلے کا محبت کرنا لازمی
و یقینی ہے۔ اُس کے بعد وہ عورتین خوش قسمت ہین جنھین باوجود مزاج و طبیعت مختلف
ہونے کے اطاعت شعاری کا مادہ ہے۔ دل سے یہ سمجھکر شوہر کا مطیع و فرمانبردار
ہونا کہ ہماری خوشی اُس کی خوشی سے وابستہ ہے۔ اور ہماری زندگی کا لطف
اُس کی زندگی سے ہے۔ ابتدا ئً تو ادائگی فرض کی صورت مین انجام پائے گا
جس مین خودغرضی بھی شامل رہیگی۔ پھر اس مین دلبستگی ہونے لگے گی دلبستگی سے
طبیعت کی اُلجھن جائے گی۔ اُلجھن گئی تو ذوق پیدا ہوگا۔ اور ذوق سے اُنس کی
بنیاد پڑے گی جو آخر کار محبت کا رنگ اختیار کرلے گی۔ میرے خیال مین ہر دولھن
اس کی محتاج ہے کہ اُس کا دولھا اُس پر واری و نثار رہے۔ محبت بڑھانے اور
عشق کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے گنڈے تعویذ اور طرح طرح ٹوٹکے
کیے جاتے ہین۔ دولھن کے ماں باپ اور بڑے بھی خوش ہوتے ہین جب یہ
سُنتے ہین کہ دولھا دولھن کے پیچھے حیران ہے۔ جاہلون مین تو یہان تک اس معاملہ
مین شدت ہے کہ وہ شادی کے بعد ہی نہین دیکھنا چاہتے کہ دولھا اپنے ماں باپ

سے سلے بھی۔ اُن کے ہیان کی مثل ہے کہ باندہ بوندہ کیا غلام۔ ڈیوڑھی بیٹھا کرے سلام۔ و اقنا و طبیعت انسان کی ہر جگہ یکسان ہے۔ فرق اگر ہیدا کرنیوالی کوئی چیز ہے تو تعلیم و تربیت اگر شریفون مین یہ نہ ہو تو ان کے بھی وہی گندے خیالات ہونا لازمی ہین۔ جو رذیلون کے ہوتے ہین۔ ہر چیز اعتدال کی اچھی ہوا کرتی ہے۔ میان بی بی کے لئے اور بی بی میان کے لئے تو بنائے ہی گئے ہین۔ زندگی بھر چولی دامن کا ساتھ ہے۔ لیکن اول مان باپ۔ بھائی بہن ہین۔ اس کے بعد بی بی۔ سمجھدار دولھن کا کام یہ ہے کہ شوہر کو خوش رکھنے کے لئے اُس کے اعزا کا بھی پاس و لحاظ کرے۔ اور اگر شوہر مین شادی کے بعد والدین کے ادب و احترام مین کمی دیکھے تو اُسے سمجھائے اور وہی کرنے پر دلدہی اور دلداری کیساتھ مجبور کرے جو اس کا بہ حیثیت ایک اطاعت شعار فرزند کے حق ہے۔ اس سے فائدہ ظاہری یہ ہے کہ بہو سُسرے اور ساس کی بھی محبوبہ ہو جائے گی۔ عورت ہو یا مرد ہر دلعزیز بننے کی خواہش ہر دل مین ہوتی ہے۔ دنیا مین کون ایسا ہے جو یہ نہین چاہتا کہ جدھر ہم جائین اُدھر لوگ ہمارے لئے آنکھین بچھائین۔ تھوڑی سی تکلیف خلاف طبیعت عمل کرنے مین ضرور ہے۔ مگر دیکھئے تو اس مین راحت کتنی بڑی ہے۔ تکلیف کیون ہے؟ اس کا بھی راز مین آپ کو بتلائے دیتی ہون۔

عجیب تماشہ کی بات ہے کہ مان باپ کسی طبقہ کے کیون نہ ہون ارمان بھرے دل سے خوشی خوشی بیٹے کو بیاہتے ہین۔ دولھن دیکھ بھال کر صورت شکل والی بیٹے کے لئے تلاش کرتے ہین۔ لیجئے صاحب بیٹا مانگا بیاہا گیا۔ نوجوان ہے آنکھیں بھی رکھتا ہے دل بھی۔ پیدا دولھن گن ڈھنگ۔ شعور سلیقہ کی ملے گی تو آخر کہان تک نہ چاہیگا بس یہ چاہنا غضب ہے اُس کے معمولات مین ذرہ برابر

فرق آیا - بندہ بشر ہے کسی دن سسرال مین دیر ہوگئی - سالی سلہج نے روک لیا - بس ماتھا ٹھنکا - مان باپ لحاظ کرین گے - اُس سے نہ کہین گے مگر تنہائی مین ایکدوسرے سے اظہار خیال ضرور کرین گے یہ زن مرید ہے - دن رات سالی سلہجون کے پاس گھسا رہتا ہے - کام کاج مین جی نہین لگاتا - ابھی شادی کچھ دنون اور نہ کرنا چاہئے تھی پختگی آلیتی - اپنی غلطی ہے اُس کا کیا قصور ؟ ایک طرف مان باپ یون دبی زبان سے شکایتین کرتے ہین اور دوسری طرف بہنین اور بھاوجین لول بولنا شروع کرتی ہین - گذرتی سب پر یہی ہے مگر دوسرے کی کرنی ہے اپنی نہین اس لئے عیب ہے - مردارین یہ نہین دیکھتین کہ تمھارے دولھا بھی تو اپنے اپنے گھرون مین اسی طرح کھیے گئے تھے - یہ حمام ہی ایسا ہے جس مین سبھی ننگے ہین - آخر آپ لوگون نے کبھی اسپر غور کیا کہ بھوے ساس سسرے - بھاوج سے نندین کیون ناراض رہتی ہین - مین آپ کو وجہ تبلاتی ہون - بیٹا - مان باپ کی آنکھون کا تارہ اور دل کی چین ہوتا ہے - اُس کی خوشی سے خوشی ہوتی ہین اور اُس کے رنج سے رنجیدہ اور کیون نہ ہون اپنا خون جگر ہے - مان باپ کے بعد بھائی بہن کا نمبر ہوتا ہے - خون کا لگاؤ - ایک چشمہ کے دو سوتے - وہ بھی یہی چاہتے ہین کہ بھائی ہمارا اے ہمارا ہے - ہماری مرضی اور ہمارے حکم پر چلے - لیکن یہان کیفیت ہی دوسری ہے ایک دل ہزار جگہ بٹا ہوا - ایک دماغ اُس مین سیون نقش - کل جدید لذیذ کا معاملہ ٹھہرا - نئی نویلی دولھن ملی اُس سے جی نہ لگائے تو کہان رہے - مان باپ بھائی بہن تو اپنے ہی ہین - اُن سے پیدا ہوا - انکا خون پیکر پلا - بھائی بہنون کا ساتھ بچپنے سے رہا - اُن کی محبت دیسے نکلنے کی چیز ہے ؟ بی بی نئی نئی ملی اوس سے اب نیا سابقہ ہے اور اُس کی محبت مین نیا لطف اور نئی طرح کا اُسکو اپنانا ہے - پھر آخر دلداری کیسے نکرے - فطرت کو کہان

جھونک آئے۔ آدمی ایک چڑیا بازار سے لاکر پالتا ہے تو دس طرح کے اُس کے
لہاؤ کرتا ہے۔ بہی پنجرہ نیا ہو۔ تیلیون مین تار گتھا ہوا ہو۔ دانے پانی کی پیالیان
نئی ہون مٹی کی نہ ہون چینی کی ہون یا چاندی کی۔ پھر پنجرے کی پوشش اطلس
کی ہو۔ گوٹا بھی کنارے ٹانکا جائے۔ خیال کرو نگوڑی چڑیا دو پیسے کی چیز
رتی بھر کی جان اُس کی اتنی خاطرداری کیون ہوتی ہے محض اس لئے کہ
اپنی ہے اور آپ خرید کر لائے ہین۔ دیکھنے مین اچھی ہے اور اُس کا چھانا
دل کو بھاتا ہے۔ دوھن تو دوھن ہے جو نہ کا بچہ۔ حسین خوبصورت نگوڑی
بھولی بھالی۔ ہنسے تو دلپر بجلیان گرائے اور باتین کرے تو پھول جھڑین
بیٹا ریجھا تو ماں باپ ست کیسے دیکھا جائے "با سایہ ترا نمی پسندم۔ عشق
است و ہزار بدگمانی"۔ نگوڑی دولھن کی شامت آجاتی ہے پوری اس کی سب
ضرورتین اپنی حیثیت کے مطابق خاطر خواہ کرتے ہین۔ مگر وہی اوپری جی
سے کچھ بیٹے کی دلدہی مین اور کچھ سمدھیانہ کے خوف سے اس موقعہ پر بھی
تعلیم و تربیت بہت کام آتی ہے۔ ماں باپ بیٹا اگر جاہل ہوئے تو روز کی
تھکا فضیحتی رہتی ہے اور بالآخر علٰحدگی پر معاملہ ختم ہوتا ہے۔ میان بنرے نازو بی
کو الگ کرایہ کے گھر مین لیکر رہتے ہین جہاں آرام کم اور تکلیف زیادہ عیش و
عشرت سب خاک مین ملجاتی ہے۔

بیٹیو۔ اور بہنو! بیاہی مانگی جاؤ تو یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ نئے لوگون سے
جیسے نہ تم اور جو نہ تم سے واقف سابقہ ہے۔ غصہ غضب میکے ہی مین چھوڑ دو
گھر پر اگر شیر تھین تو سسرال مین بھیگی بلی نبکر رہو۔ ساس سسرے کے دل
مین گھسو۔ نندون سے محبت کرو اگر بڑی ہین تو اُنکا احترام ملحوظ رکھو دولھا کی
اطاعت و فرمانبرداری مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رہے۔ اگر دن کو رات کہے تو اور رات

کو دن تو مانو اسی مین تمھاری بہتری ہے - کچھ دنون تکلیف منرور ہوگی پھر تم ہی تم ہو - ساس سسرے سب تمھارا دم بھرین گے - تمھاری ہی بات بالا رہیگی - دولھا خوش - دولھا کی بہنین راضی - دولھا کے مان باپ نثار اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے - مانا کہ گھر مین تم ایک خاص تراش کا کپڑا پہنتی تھین جو سب شریف گھرانون مین پسند کیا جاتا ہے - اور تمھارا دولھا اس پر اڑا ہوا ہے کہ تم کو میم بنا کر رکھے - سایہ پہنائے - تم کو اس سے اختلاف نہین کرنا چاہیئے - تمھارا مذہب تمھین حکم دیتا ہے کہ دولھا کے دکھانے کو بناؤ سنگار کرو - وہ تمکو ایک خاص سنگار کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہے - اُس کی مرضی مانو - اور موقعہ محل سے اپنے ڈہرہ پر لگاؤ - ایسا نہ کیا تو پچھتاؤ گی - مین نگوڑی بوڑھی ہوئی - جو کچھ کہہ رہی ہون عقل و تجربہ کی باتین ہین - انھین کھونٹ مین باندھ - ایک نہ ایک وقت کان پڑی بات کام آتی ہے اگر اس پر عمل کروگی تو پھر وہی اوپر والا شعر تمپر صادق ہوگا ؎

ہر روز روز عید ہے ہر شب شب برات
سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈال کے

بس اب مین تقریر ختم کرتی ہون - میان بی بی کے تعلقات پر سروری بیگم بہت اچھا کہتین مگر انھون نے اپنی بلا میرے سر ڈالی - مجھ سے جو کچھ بن پڑا وہ مین نے بیان کر دیا - لیکن خود مجھے اس کا ادراک ہے کہ جیسا بیان ہونا چاہیئے ویسا نہین ہوا - اگر آپ لوگ اکتا گئی ہون تو مجھے معاف کیجئے گا -

شوکت آرا بیگم کے بیٹھتے ہی قریشیہ بیگم اسکول کی جانب سے سب مہمانون کا شکریہ ادا کرنے کھڑی ہوین -

"محمود بیگم صاحب اور بزرگ بیگمات! آج کی رات آپ سب کے قدمونکی

بدولت ایسی دلچسپ رہی کہ تمام عمر یاد رہیگی۔ کھانے کو نفیس سے نفیس غذائین ملین اور سننے کو اعلیٰ سے اعلیٰ نصیحتین۔ ہمارا اسکول اس وقت نمونۂ بہشت بنا ہوا ہے۔ سب خوش سب شاد۔ دلون مین خلوص خدا کا ڈر۔ مذہبی رواداری کا خیال۔ بزرگون مین خردون کی محبت اور خردون مین بڑون کا احترام۔ کوئی فکر کوئی غم نہین "بہشت آنجا کہ آزارے نباشد"۔ اور یہ سب باتین کس کی وجہ سے اکٹھا ہوئین۔ ہماری چچی محمود بیگم کی وجہ سے۔ مین لڑکیون کی طرف سے بہ کمال ادب اپنی چچی اور آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہون اور یہ ناچیز زیور مکتب کی طرف سے رونمائی مین پیش کرتی ہون۔ جو میری ماں صدر انجمن صاحبہ بہ حیثیت منتظمہ چچی صاحبہ کو پہنا دینگی۔ مین مکرر آپ سب کا شکریہ ادا کرکے اپنی جگہ پر بیٹھی جاتی ہون۔"

قدسیہ بیگم نے اپنی مختصر تقریر ختم کرنے کے بعد سروری بیگم کی خدمت مین ایک طلائی جڑاو حمیل جو بیش قیمت یاقوتون سے سراپا جڑی تھی اُنکو پیش کی اور سروری بیگم نے اُسے خود اُٹھکر محمود بیگم کے گلے مین پہنا دیا۔ لڑکیون نے اس موقعہ پر نعرہاے مسرت بلند کئے اور تالیان بجین۔ اب بیچاری بلقیس کے شکریہ ادا کرنے کی باری آئی۔ محمود نے خود گھنٹون بیٹھ کر ایک چھوٹی تقریر لکھکر رٹا دی تھی۔ بار بار سنا بھی تھا۔ اور لقمہ بھی بتا دیا تھا۔ لیکن پھر بھی پہلا اتفاق تھا۔ غریب براے نام پڑھی لکھی تھی۔ وہ بھی جب شادی ہوئی لکھنے اور پڑھنے کی مشق پھر سے شروع کردی محض اس خیال سے کہ اب مجھے بھی بنا فرض ادا کرنا ہے۔ پسینہ پسینہ ہوگئی جمیل نے جیسے ہی اُسکا نام لیکر اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر کس طرح سر سے پیر تک بید کی طرح لرزتی ہوئی نہ ہاتھ قابو مین نہ پاؤن نہ زبان۔ آنکھین بند کرلین اور سبق پڑھنے کی کوشش کی

"میری بزرگ بیگمات - مجھ ناچیز (دلہین ہین) ہین ناچیز انیلی - جاہل (کچھ سکوت کے لعد) آپ کی - ا ی ا ی عزت ——— افزائی کا (ساکت) کس زبان سے شکریہ اداکرون - نہ قابلیت (سکوت) نہ لیاقت - بیشک آپ سب کی صحبت بہت - قابل قدر ہے - مین توگرفتار جانور بھی (ساکت) اگرچہ روز آپ کی خدمت مین (سکوت) رہون - تو یقین ہے - ادن - ادن - ادن کہ آدمی بنجاؤن - آپ - تو آپ ہین - مین اس لائق بھی نہین کہ ان لڑکیون کی بھی ...... ہمسری (نہین) جوتیان تک سیدھی کرسکون - (بھول گئی دیر تک سکوت) مین کمال محبت کے ساتھ یہ قلیل رقم مکتب خانہ کے نذر کرتی ہون - اُمید ہے کہ منتظمہ بیگم صاحبہ قبول فرماکر مجھے مشکور کرین گی (بیٹھ جاتی ہے)

اُس کے بعد سطوت آرا بیگم نے سب بیگمات اور نیز صدر انجمن صاحبہ کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ برخاست ہوا - بلقیس بہت خوش تھین کہ بڑی ھم سہری سرودی نے بڑھاوا دینے کے لئے تعریف بھی کردی -

سرودری - دولھن تم نے بہت اچھا بیان کیا - شاباش - ایک ذرا آواز تھرائی تو ضرور - تھی لیکن پھر نباہ لے گئین - کیا ہوا شرم کا عیب سبھی پر ہوتا ہے - مین نگوڑی بوڑھی ہوئی ہوت مین ہی گھبرا جاتی ہوت تم تو ابھی نئی پھنسی ہو -

بلقیس - مجھ نگوڑی نے کیا بیان کیا جو کچھ کہا وہ بھی بہت رک رک کر - ہان اگر کچھ دنون یون ہی آپ کی صحبت رہی تو شاید ذرا آدمی بنجاؤن -

سروری - ودی کیون نہین - آدمی ہی بڑی بڑی تقریرین کرتے ہین - عادت پڑتے پڑتے پڑجاتی ہے - دوچار مرتبہ کہنے کہ دگی جھیپ مٹ جائے گی - بات ہی کونسی ہے ان مکتب کی فتنون کو دیکھو کیسی تڑ تڑ بولتی چلی جاتی ہین - دوچار باتین کاغذ پر لکھ لیتی ہین اُسی پر ضرور باندھتی رہتی ہین - منا ہی بڑا جلسہ کیون نہ ہو

یہ شیطان کی خالائین ایک نہین چھپ سکتین۔ پھر جو کچھ کہتی ہین ٹھکانے اور قرینہ کا ہوتا ہے۔ . . . .

دولھن زہرہ کو ضرور اس مکتب مین داخل کر دو۔ یہ ماشاء اللہ بڑی تیز ہے۔ مین تو کہتی ہون کہ تم خود بھی روز دو ایک گھنٹہ یہین گذارا کرو۔ ابھی تمھاری عمر ہی کون سی ہے۔ بہت کچھ سیکھ لوگی۔ بی بی زمانہ اسی کا آن لگا ہے۔ مردوے دور دور سے پڑھ لکھ کر آتے ہین۔ دوسرے ملکون کی عورتون کو دیکھتے ہین کہ نگوڑیان کیسی کیسی قابل پڑی ہین۔ اُن کو بھی لالچ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری بھی بہنین اور بی بیان ایسی ہی ہوتین تو ہم لوگون کے لئے سوا اس کے چارہ کار ہی کیا ہے کہ پرانی لکیر کو چھوڑین اور ویسا ہی بننے کی کوشش کرین۔ شوکت کو دیکھئے کس بلا کی لڑکی ہے۔ ہنستی کیا ہو میرے سامنے آتی سے تھی۔ اب اللہ رکھو تو دو چار بچے ہو گئے ہین تو کیا ہوا۔ میری نظرون مین تو وہی ہے۔ موئی فرنگنین جب اسکو بولتے دیکھتی ہین تو کان پکڑتی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ منھ سے پھول جھڑتے ہین۔ مجھ پر تو ایک محویت کا عالم طاری رہتا ہے۔ مجھ نگوڑی کا تمام عمر ساتھ رہا مگر وہ بات نہ پیدا ہوئی۔ بھئی اللہ کی دین ہے۔ صورت شکل ویسی۔ علم ویسا۔ تحریر۔ تقریر دونون بلا کی خدا نظر بد سے بچائے۔

بلقیس۔ مجھے تو آپ دونون چاند سورج کی جوڑی معلوم ہوتی ہین۔ ماشاء اللہ سے دونون برابر کی نہ آپ مین کچھ کمی اور نہ اُن مین۔ صورت شکل۔ علم و ہنر۔ دین دولت سبھی اللہ نے دیا ہے۔

سروری۔ (لپٹ جاتی ہے) اے ہے دولھن۔ تم میری ایک قدردان پیدا ہوئین۔ نہین تو کجا مین کجا شوکت۔ کوئی مناسبت ہی نہین۔ اللہ تیرا شکر ہے (ہاتھ اٹھا کر) کوئی میرا بھی قدردان تو نکلا۔ بھئی ہم تم عجا دج۔ بات تو یہ ہے

کہ ہم تم دونوں ایک دوسرے پر نثار رہیں" (گاتے ہوئے) "ساس نندموری جرماکی بیرن۔ سیاں سُسن ہیں مار ڈار ہیں رے"۔ دولھن لیساس تو تمھاری اِس عالم میں ہیں نہیں بہشت میں اپنے میاں کیساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہیں میں ایک شامتن نند باقی ہوں۔ بہئی ہماری تمھاری یہ قسما قسمی ہوجائے کہ نہ تم ہمارے ساتھ بیر کرو اور نہ ہم تمھارے ساتھ بولو منظور ہے۔

بلقیس۔ اے ہے بیر کیسا۔ آپ محبت کریں اور میں نگوڑی عداوت بھلا کوئی بات ہے۔ شوکت دور سے یہ تماشا دیکھ رہی ہیں۔ سمجھیں کہ سروری بھابھی کو بنا رہی ہوگی۔ یہ خیال آنا تھا کہ پہونچ ہی تو گئیں۔

شوکت۔ بہئی ہم بھی آتے ہیں۔ اے ہے۔ سروری کوئی بات ہے۔ دولھن بھابھی کو اکیلی یہاں لئے کیوں بیٹھی ہو دس کا عمل ہے کچھ کھانا دانہ بھی ہوگا۔ یا محض ناشتہ ہی پر ٹرخانا چاہتی ہو۔ دسترخوان چنا جا چکا دہاں بیگمیں بھوکھی ہوں گی تم لوگوں کا سب انتظار کر رہی ہیں۔ اس سے فراغت ہو تو جان چھوٹے۔ اپنے جاکر سوئیں۔

سروری۔ شوکت تم نے ہماری جان عذاب میں کردی ہے ایک منٹ کیلئے مجھے اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتیں بھابھی سے بھی باتیں نکروں میں تو تم سے بار بار کہہ چکی کہ میں بلبل ہوں۔ باغ میں جو نیا پھول کھلیگا اُسکے قریب بیٹھکر اپنا ترانہ ضرور چھیڑوں گی۔ اور تم سے یہ دیکھا نہیں جاتا۔ بہئی تمھارا زمانہ ہوچکا جب تھا تب تھا۔ بہت نباہا۔ اپنی عمر کو دیکھو۔ بھابھی کی اُٹھتی جوانی انکا رنگ روپ میری نظر میں کُھپا جاتا ہے۔ اُن سے تخلیہ کیسے نہ کروں۔ بھلا کوئی بات ہے۔ جب دیکھو سر پر مسلط۔ تم لوگ کھانے پر بیٹھ جائیں۔ مجھے اور دولھن کو بلا بھیجتیں۔ چلو اللہ اللہ خیر صلاح۔ تم کو آخر خود آنے کی کونسی ضرورت تھی۔

چلو بہئی چلو۔ پھر دیکھا جائے گا۔ آج کی دعوت کوئی کھیل ہے۔ ایک بجے گا ابھی لڑکیاں ہارمونیم دہیانو بجائین گی۔ کچھ گائین گی۔ سب مین شرکت کرنا ہے۔ دلہن بیگم سے سو رہنا کوئی ہنسی ٹھٹھا نہین۔ مین ڈاکٹر سے کہلائے بھیجتی ہون کہ میان دوسرا گھر دیکھو۔ اپنے دہندے لگو۔ بیگم آج دوسرے کے بس مین ہین اور ہان مین تو بھول ہی گئی تھی وہ اور اُن کے دوست احباب آج سبھی تو اسکول کے مہمان ہین۔ اُن لوگون کو کھانا گیا یا ابھی نہین۔

شوکت۔ تو بیچاری جو کچھ منھ مین آتا ہے سُناتی چلی جاتی ہین۔ دوسرے کو بولنے کا موقعہ ہی نہین دیتین۔ ہان۔ ہان مین کب کہتی ہون کہ مین بوڑہی نہین ہوئی مگر مین تم کو دوسری جگہ دل لگانے کب دونگی۔ تم کو نئے پھول بھاتے ہین۔ پر مجھے تم ہی بھاتی ہو۔ کوئی دیکھے بیلا چمیلی کے پھول ہیں ہم ہیں کسونجی کی جڑ دیکھتے ہین۔ دولھن کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے تم چلو یہ تو ہمیشہ کی سٹرن ہے۔ دیکھو ویسے ہی نکال رہی ہے مجھے آنکھین دکھاتی ہے۔ اکیلی ہوتی تو مزہ چکھاتی۔

بی سروری نہ معلوم کس غوط مین پڑ گئین کہ شوکت آرا بیگم کی باتین سنتین اور ہنستی گئین۔ اٹھین اور ساتھ ہوئین اور کھانے کے کمرہ مین اپنی بھابھی کے پہلو مین ایک طرف شوکت آرا اور دوسری طرف خود بیٹھ گئین۔ دسترخوان بابت تکلف سے چُنا گیا تھا اور تمام وہ چیزین جو روپیہ سے فراہم ہو سکتی تھین موجود تھین۔ انگریزی و ہندوستانی دونون کھانے تھین بھی اور میٹھے بھی بافراط تھے۔ سب مہمانون نے خوب کھائے اور تعریفون کے پل باندھ دیئے۔

دسترخوان پر بیگم سروری کی بزلہ سنجیان شروع ہوئین۔ ہنستی اور ہنساتی رہین دلق محفل تھین جدہر جھک پڑین ہنسی کو ہنسا دیا۔ الا مس ناہید نے ایک آدھ فقرہ چست کیا تھا۔ پھر اشد رست اور بند ہے۔ ایسا ایسا کوئی بنا کہ بیچاری کو ہاتھ جوڑتے ہی

بن پڑا۔ ناظمہ بیگم غریب علٰحدہ آڑ مین بیٹھی رہین۔ اور دل ہی دل مین دعا مانگتی رہین کہ ان پر نظر نہ پڑے۔ یہ مہذب کبھی کی نہ تھین جب تک اسکول مین رہین۔ بڑی پھکڑ مشہور تھین۔ شریر بھی تھین۔ اور ظریف بھی۔ لیکن قدم کی ایک لغزش نے یا جوانی کی دیوانگی اور اخلاقی تعلیم کی خامی نے کہین کا نہ رکھا۔ دل ایسا مردہ پڑا کہ اب گرمی نام کو نہین۔ اپنے سایہ سے بھڑکتی ہین۔ سہیلیون کی بیداغ زندگی اور خوف خدا کچھ ایسا نظرون مین سمایا ہوا ہے کہ اپنی ہستی کی تھاہ نہین ملتی۔ یہی سبب ہے کہ بڑے جلسون مین جھینپتی ہین! دو دو باتین کرنیکی ہمت نہین پڑتی۔ پھر اُس کنگالہ سروری سے جو سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکتی ہے شوکت کو چھوڑ اور تو سب اُس کے خیال مین اپنلی لڑکیان ہین محض اسواسطے کہ اُنپر مشق کیجائے۔

ایک گھنٹہ کے قریب دسترخوان پر اور فواکہات کی خواہش مین صرف ہوا پھر یہ اکھاڑا اوٹھا اور مکتب کے بڑے کمرے مین داخل ہوا۔ یہان لڑکیون نے ہارمونیم پیانو اور ستار بجایا بیگمون نے جنکو جنکو کچھ گانے سے ذوق تھا گلے بازیان کین لڑکیون نے حمد و نعت کے اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ ایک بج چکا تھا۔ سناٹے کا عالم بہت لطف آیا۔ دو بجتے بجتے جلسہ برخاست ہوا اور موٹرین فٹنین۔ پالکی گاڑیان اسکول کی برساتی مین لگائی جانے لگین اور بیگمین ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگین۔ بلقیس کی طبیعت کا انداز نہ سروری اور شوکت دونون کو تھا۔ اسی وجہ سے وہ اور اُن کے ساتھ زہرہ دونون لڑکیون کے جھرمٹ مین اپنی گاڑی پر سوار ہوگئین مگر آج کی رات اونکی زندگی مین یادگار اور بہت دلچسپ رات تھی۔ خوش آئین تو نہ تھین لیکن خوش گئین بہت۔ اسیطرح شوکت اور سروری کی صحبت مین اگر لطف حاصل ہوتا رہا تو پھر جلد بنجائینگی اور محمود کو اپنی قسمت سے شکایت کا موقعہ باقی نہ رہیگا

باب (۲۰)

محمد صالح عزم سفر مین

ہمنے جب وادیٔ غربت مین قدم رکھا تھا
دور تک یاد وطن آئی تھی سمجھانیکو

محمد صالح پکّے بادیہ نشین عرب تھے۔ بسم اللہ مجریہا و مرسیٰہا کہتے ہوے جہاز پر اپالو بندر سے سوار ہوگئے۔ آئے تو تھے احباب کے جھرمٹ مین۔ سبھون سے ایک ایک کرکے مصافحہ بھی کیا اور "خدا حافظ" بھی کہا۔ مگر ہنسی خوشی کیا مجال تھی کہ جدائی کے خیال سے شکن چہرہ پر آتی یا آنکھین پرنم ہوتین۔ یہی حال ام کلثوم کا شوکت و سروری سے رخصتی کے وقت رہا۔ البتہ کلثوم خود کو اگرچہ بہت کچھ سنبھالے رہی لیکن اس کا دل بیٹھا ہی جاتا تھا۔ بیگمون سے ہنسی خوشی رخصت ہوئی۔ قریشیہ اور سطوت سے دیر تک ملتی رہی۔ مکتب کی لڑکیون سے معانقہ کیا۔ سب سکوت کیساتھ لبون پر مسکراہٹ تھی چہرہ پر شگفتگی پر زبان سے وہ بندی "ہان" کہتی تھی نہ "نا" چلتے وقت بھی ہاتھ سے ہندستانی دستور کے مطابق سلام کیا۔ سلام علیکم جو اُس کا قومی دستور تھا۔ اُس سے اجتناب کیا۔ بعض بیگمین کہتی تھین کہ ہان طوطا چشم ہے۔ سنگ دل ہے۔ پاس رہے سے کی محبت جانور دن تک کو ہوجاتی ہے۔ اس کا دل پتھر کا ہے۔ قریشیہ و سطوت کی آنکھون سے گنگا جمنا بہہ رہی ہے لیکن اسکو کچھ پڑا نہین جدہر دیکھو یہی سرگوشیان ہوتی تھین۔ ہان شاید شوکت آرا اور سروری کو یہ خیال نہ ہوا اس لئے کہ ساکت وہ بھی تھین اور متاثر بھی لیکن

کلثوم کے حرکات و سکنات پر نظر تھی یہ لوگ اپنی گاڑی پر بندرگاہ تک ماں بیٹی کو رخصت کرنے جانے والی تھیں۔ قریشیہ و سطوت بھی ساتھ ہولیں۔ گاڑیاں تیار تھیں برساتی میں لگی ہوئی۔ پھر نہیں گئیں اس لئے کہ کلثوم نے ہاتھ جوڑ کر اشارہ سے منع کیا اور جلدی سے خود دوڑ کر گاڑی میں بیٹھ گئی ایک دفعہ ہاتھ نکال کر سلام کر لیا پھر منھ پھیر لیا اور برقعہ کی نقاب کھینچ لی [illegible] کلثوم اطمینان سے باتچیت کر [illegible] اور اپنی محسنہ کو دعائیں دیتی [illegible]

وغیرہ کے ساتھ علیحدہ [illegible] بیٹھے [illegible]

بادشاہ حسن کے صاحبزادے شہنشاہ حسن علیحدہ علیحدہ [illegible] پر [illegible] کے بعد محمد صالح کے اور ساتھی عرب بھی جو ایک درجن سے کم نہ تھے [illegible] ان سب کا ٹکٹ تیسرے درجہ کا تھا محمد صالح بھی انھیں کے ساتھ بیٹھتے مگر ڈاکٹر مشتاق نے ایک نہ مانی۔ دوسرے درجہ کے تین ٹکٹ پہلے ہی سے منگوا رکھے تھے وہ اُن کے حوالہ کئے۔ اور عورتوں کو خود لیجا کر جہاز کے ایک [illegible]

[illegible]

لیکن اُس کے سر پر ہاتھ شفقت سے رکھے رہے۔ جب جہاز چھوٹنے کی پہلی گھنٹی ہوگئی تو یہ اٹھے اور دو ہزار کے نوٹ کلثوم کے ہاتھ میں دیکر اتنا کہا کہ جاؤ بیٹی۔ خدا حافظ۔ روپیہ کی اگر ضرورت پڑے تو اس کا انتظام مصری بینک سے میں نے کر دیا ہے۔ یہ خط میرا رکھ لو اُس کے نیجر کے پاس بھیجدینا۔ جتنا روپیہ مانگو گی تمھیں ملیگا" رومال سے چہرہ پونچھتے ہوئے اور خدا حافظ کہتے ہوئے [illegible]۔ اشتیاق و شہنشاہ حسن بھی آگئے تھے۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد کلثوم سے [illegible] رخصت ہونے بڑھے۔ ضبط کی طاقت ختم ہو چکی تھی [illegible]

تو پھر آملین گے"۔ یہ کہکر اس قدر رو دی کہ ہچکیان بندہ گئین نقاب الٹے گھٹنے ٹیک کر فرش پر ٹیکے اُن کے چہرن کو دیکھ رہی تھی اور آنسوؤن کی جھڑی بندھی تھی۔ دوسری گھنٹی ہوئی۔ ڈاکٹر مشتاق بھی باہر کھڑے تھے اندر گھس آئے۔ لڑکون کو علٰحدہ کیا اور کلثوم کی پیشانی پر بوسہ دیکر اُسی کرسی پر بٹھالدیا۔ اور "خدا حافظ" کہکر لڑکون کا ہاتھ پکڑے جو روتے روتے بدحواس ہوگئے تھے چلدیے۔ محمد صالح سے مصافحہ کیا۔ سلام علیک کہا۔ سیڑھی سے کشتی پر اُترے جہاز نے سیٹی دی یہ ادہر اور وہ اُدہر

جب تک جہاز عدن نہین پہونچ لیا کلثوم کی حالت غیر رہی۔ بخار بھی آیا۔ جہاز کی بیماری بھی ہوئی۔ ہزیان بھی بکی مگر توی تھی بالآخر طبیعت مرض پر غالب آئی۔ اور اچھی ہوگئی۔ عدن سے خطوط اُس نے دونون بیگمون کو بھی لکھے اور قمر النسا اور سطوت کو بھی۔ جب جہاز پورٹ سعید مین لنگر انداز ہوا ہے تو پھر وہ پوری عربن تھی۔ وہی پھرتی اور وہی چالاکی۔ مختصر یہ ہے کہ یہ لوگ بخیر و خوبی قاہرہ پہونچ گئے۔ محمد صالح نے ایک ہوٹل مین قیام کیا اور اُن کے ساتھی علٰحدہ سرا مین مقیم ہوئے۔ دو ہی روز مین محمد صالح کو اس کا پتہ لگ گیا کہ لارڈ کچنر گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے مصر کے برائے نام خدیوی حکومت کے اصل حکمران ہین۔ اُن کی ہمدردی اطالیہ والون کے ساتھ ہے۔ سلطانی فوج کی براہ مصر جانے کی مخالفت کی۔ ترکی افسر اگر طرابلس جانا چاہتے ہین تو بہ تبدیل لباس جاتے ہین۔ مصری رضاکارون کی راہ مین بھی روڑے اٹکاتے رہتے ہین۔ اِن سے کان ہوگئے اپنے رفقا کے ساتھ ایک ہفتہ قاہرہ مین آرام کرتے رہے۔ بیٹی اور بی بی کو مشہور مقامات کی سیر کرائی۔ آدمی تھے رسا دو چار رئیسون سے یاد اللہ بھی ہوگئی۔ دعوتین بچھین۔ کلثوم کی قابلیت اور حسن کا عورتون مین جابجا چرچا ہوا۔ کچھ من چلے دولتمند

اُن کے خریدار بھی بن گئے۔ پیغام نسبت آنے لگے۔ ہندوستانی بکلف مصری کیا جانین جیت منگنی ہٹ بیاہ کے عادی۔ مصری نوجوان انگریزی تہذیب کے دلدادہ کورٹ شپ کے لئے ہوٹل مین بھی آنے لگے۔ مگر یہان وہ آزادی کہان کلثوم سر سے پاؤن تک برقعہ مین لپٹی بیٹھی رہین۔ محمدؐ صالح نے عربی تواضع و مدارات سے کام لیا۔ کلثوم سے اگر کسی منچلے نے بات کرنا چاہی تو اُم کلثوم نے جواب دیا۔ "بٹیا! یہ ہندیون مین پلی ہے۔ جاو بیجا شرم کرتی ہے۔ غیر مردون سے بات نکریگی" چلئے رفت گذشت۔

خیر یہ تو روز کے دہندھے تھے۔ محمدؐ صالح اس سے بھی غافل نہ تھے کہ ہندوستان سے اُن کو کون سی غرض لائی ہے۔ ایک ہفتہ کے اندر انھون نے چار اونٹ اپنے سفر و بار برداری کے لئے مع ضروری سامان کے خریدے۔ ڈاکٹر شتاق کی عنایت سے پروانۂ راہداری وغیرہ بھی اُن کو اور اُن کے ساتھیون کو بہ آسانی مصری حکام نے دیدئے زیادہ روک ٹوک اور باز پرس اسوجہ سے اور بھی نہین ہوئی کہ اسی زمانہ مین مصری ہلال احمر کی ایک جماعت ترکی زخمیون کے لئے جارہی تھی۔ عورتین اور محمدؐ صالح خود بہ آسانی اس مین نرسون کی حیثیت سے لے لئے گئے اور اُن کے ساتھی بھی اسی جماعت مین کچھ نرس اور کچھ حمال بن گئے چنانچہ قاہرہ پہونچنے کے پندرہوین روز یہ قافلہ طرابلس کی سمت روانہ ہوگیا۔

ریگستان۔ کوسون پانی اور سایہ کا پتہ نہین۔ پہاڑیان دشوار گذار۔ اگر خوش قسمتی شامل حال نہ ہوتی اور ہلال احمر مین داخل نہ ہوے ہوتے تو محمدؐ صالح اور اُن کے ہمراہی مجاہد۔ لاکھ عرب سہی مشکل سے منزل مقصود تک زندہ جان پہونچتے ام کلثوم پیدائشی جفاکش تھین اور ایک مدت تک انہین ریگستانون کی خاک چھان چکی تھین۔ اُن پر اس گرم خشک آب ہوا کا اثر کم ہوا۔ مگر کلثوم پر تو بیت ہی گئی

اس کا گلاب سا چہرہ دن بدن کمھلاتا ہی جاتا تھا - رنگت مین تاریکی آگئی - مسلسل سفر اور تکان نے بہت کچھ کمزور کردیا تخت رواں کی سواری تھی - جتنی آسائش ممکن تھی سبھی تو مہیا تھی - مصری ڈاکٹر اُس کے حسن و قابلیت کا شہرہ سُن چکے تھے - اسی وجہ سے اُن مین کا ہر ایک ان دو عورتون کا خصوصیت کے ساتھ بہت خیال کرتا - اور بھی اس قافلہ مین اسلام کے نام پر جان دینے والی ادھیڑ و نوجوان عورتین تھین - زخمیون کی خدمت انجام دینے کے لئے رضا کار بن بنکر آئی تھین سامان دلبستگی بھی مہیا تھا - مگر پھر بھی صعوبت سفر سے کلثوم ایسی ہوگئی کہ شوکت آرا اور سرور کی اُسے دیکھ سکتین تو مشکل سے پہچانتین جہان کہین ریگستان مین نخلستان ملجاتے وہان کیمپ ہلال احمر کے ضرور پڑتے اور عورتین مرد سب کسی نہ کسی صورت مین تفریح کا سامان کرتے مسلح سب تھے مصریون کا ایک گارد بھی جسمین سب رضا کار ہی تھے قافلہ کی حفاظت دن رات کرتا - موقعہ ملتا تو ... قواعد بھی ہوتی رہتی - اور کھیل و کرتب بھی - لیکن اس سے کیا ہوتا ہے سفر حقیقت مین سقر کا نمونہ ہے - اکثر عورتین و مرد بیمار ہوئے - دوا علاج کہین لینے جانا نہ تھا - اس لئے پڑے بھی اور اچھے بھی ہوئے - مہینہ بھر سے اوپر یہی دوا دوش رہی آخر کار سے

بہر کاریکہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

وہ وقت بھی آپہنچا کہ ... کے دل یہ خبر سنکر کہ تو منزل مقصود پر کل شام تک ... پہنچ گئے - باغ باغ ہوگئے -

ہائے مدعائے دل بھی کیا چیز ہے اور پھر وہ مدعا کہ جو نہ صرف روپیہ سے نہ کسی محبت و دوستی سے یا محض سفارش سے حاصل ہو سکتا ہو بلکہ جس کے حصول

مین دہین دولت۔ محنت۔ مشقت سبھی درکار ہین جان جوکھم کرنا پڑتی ہے۔ اور سر کا پسینہ پاؤن تک آتا ہے جسمین دینی و دنیوی دونون مطالب مضمر ہین۔ جئے تو غازی کہلائے۔ جدھر نکلے لوگون نے سر آنکھون پر بٹھایا۔ دور سے انگلیان اٹھین تھانیو! دیکھو یہی وہ مرد ہے جو اسلام کے نام پر جان دینے نکلا تھا۔ کیسا وجیہ کیسا خوبصورت کیسا کریم النفس۔ پیشانی پر تلوار کا زخم ہے۔ جو قیامت کے روز آفتاب کی طرح چمکیگا"۔ اور مرے تو کیا کہنا۔ شہید کہین مرتے ہین۔ تبدیل صورت کرتے ہین۔ نعمائے الٰہی سے قیامت تک غذا پاتے رہین گے تاریخ مین کارنامے لکھے جائین گے اور آئندہ نسلون کے لئے چراغ ہدایت بنکر باعث تشویق ہون گے۔

محمد صالح اور اُن کے رفقائے سفر جس منزل مقصود کے لئے چشم براہ ہین یہ وہی مدعائے دلی ہے۔ بمبئی سے وہی کشان کشان لایا اور صعوبت سفر اُسی نے برداشت کرائی۔ کلثوم تو بیشک بہت خوش نصیب ہے! جنت نقلی کی نعمتین چھوڑ کر جنت اصلی کی تلاش مین۔ تو اپنا خداداد حسن اور اپنا آرام سب صدقے کر رہی ہے خدا تیرے ارادون مین برکت اور تیری ہمت مین استقلال دے۔

طرابلس مین منزل مقصود کا پتہ لگانا کوئی آسان کام نہین۔ ریگستانون اور پہاڑی راستون سے سابقہ رہتا ہے۔ کوسون آبادی کا پتہ نہین۔ اگر خال خال کسی نخلستان مین کچھ جھونپڑے نظر آگئے تو وہ بھی آج کل اطالیون کے غاصبانہ حملہ کی وجہ سے ویران پڑے ہوئے ہین۔ مجاہدین کا قافلہ اور ہلال احمر کی اسلامی جماعت جانیکو تو نہایت ذوق و شوق مین جا رہی تھی۔ ہر ہر متنفس مذہبی رنگ مین ڈوبا ہوا چشم براہ تھا کہ کہین جلد میدان جنگ نظر آئے اور ترکی کیمپ مین داخل ہو کر ملک و ملت کی خدمت کیجئے کا موقعہ ملے۔ مگر اس کی نوبت نہ آج آتی

تھی اور نہ کل۔ ایک دن طلایہ کے رضاکارون نے سب سے پیشتر اور اس کے بعد بقیہ مجاہدین نے گولہ باری کی آوازین سُنین۔ کچھ ہوائی جہاز بھی دوربین کے ذریعہ سے افق مین منڈلاتے نظر آئے۔ بس ایک دم سے شور مچ گیا کہ "لو عثمانی کیمپ وہ آگیا۔ ایک آدھ دن مین وہان پہونچے جاتے ہین" پھر کیا تھا ایک برقی موج فرحت وانبساط کی مسافرون کے رگ وپے مین دوڑ گئی۔ فرط مسرت مین گلے ملنے اور ترانے گانے لگے۔ دل اور بڑھ گیا۔ پاؤن مین چلنے کی طاقت جو تھکاوٹ کی بدولت بہت کچھ ختم ہو چکی تھی از سر نو آئی اور لگے سرپٹ چلنے۔ ایک دن گذرا دو دن گذرے۔ تین دن گذرے۔ لیکن اب مایوسی نہین۔ طرابلس کی شمالی سرحد ہے اور سمندر کا کنارہ۔ اطالوی جہازات کا بہترین بیڑہ پانی مین موجون کے ساتھ اٹکھیلیان کرتا دکھلائی دیتا ہے۔ سپاہی بھی ہین اور کثیر تعداد مین اور سب مصروف۔ بیڑے کی مناسبت سے سامان جنگ بھی وافر ہوگا۔ اے لو دہ گولہ باری ہونے لگی۔ عرب وترک سپاہی تو نظر نہین آتے۔ یہ توپون کے دہانے کس پر کھُلے ہوئے ہین۔ اور کیون؟ نہین نہین وہ سامنے ساحل پر ترکی قلعہ تو ہے مگر نہ اُسپر عثمانی جھنڈا ہی لہرا رہا ہے اور نہ وہان سے کچھ جواب ہی ملتا ہے قلعہ تو شاید ترکی سپہ سالار نشاط بک نے خالی کر دیا اور اندرون ملک مین چلے گئے اب مد مقابل صرف قلعہ کی دیوارین اور فصیلین رہ گئی ہین۔ شیر جب گولیان کھا کر گر جاتا ہے۔ تب بھی شکاری بہ نظر احتیاط دو چار کارتوس اُس پر خالی کر دیتا ہے محض اس خیال سے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ وہ قریب جائے اور درندون کا بادشاہ غرا کر جھپٹ پڑے اور مرتے مرتے اُسکو بھی ختم کر دے۔ یہی حال جنرل کانیوا کا بھی ہے اُدھر قلعہ کی دیوارون پر توپون سے چاندماری ہو رہی ہے۔ اور اِدھر کئی ہزار فٹ کی بلندی سے کھجور کے درختون پر

ہوائی جہاز بم کے گولے ٹپکا رہے ہین۔ یہ وہ خیالات سے جو قافلے والون کے دلون مین جاگزین تھے۔ اور وہ برابر سفر کرتے ہوئے جا رہے تھے تماشہ یہ تھا کہ اُن کا پرسان حال کوئی بھی نہ تھا نہ جہاز والے ہی اُن سے مخاطب ہوتے تھے اور نہ ہوائی بیڑہ ہی انکو اس قابل سمجھتا تھا۔

ہلال احمر کا ڈاکٹر انچارج ڈاکٹر عزت بک جو ایک تجربہ کار سپاہی ہے اپنے اسٹاف سے یون سرگرم مکالمہ ہے۔

ڈاکٹر۔ اطالوی بڑے بہادر معلوم ہوتے ہین دیکھو خالی قلعہ پر کس خوبی سے گولہ باری کر رہی ہین دو روز کے بعد اس جنگ کی عظمت سے یورپ کے اخبارات بھرے ہوئے ہون گے اور روما مین تو خوشی کے شادیانے بجین گے اور گرجون مین تمازین پڑھی جایئن گی۔ ہم لوگ تو بہی ہلال احمر کے ہین۔ آؤ۔ اگر موقعہ ملے تو دو دو ہاتھ غنیم سے لڑین۔

احمد بک حلمی۔ (دوسرا نوجوان ڈاکٹر) واللہ مناسب تو ہے مین جاتا ہون اور رضا کارون کا ایک دستہ طیار کرتا ہون۔

- ڈاکٹر احمد بک کے جاتے ہی بڑی مستعدی کے ساتھ بیس بیس جوانوں کے چار دستے طیار ہو گئے اور سب نوعمر انسرون کی ماتحتی مین ہمارے دوست محمد صالح بھی اپنے ہمراہی مجاہدین کو لئے ہوے موجود ہین۔ اور موقعہ کے منتظر سب بڑہتے ہوے چلے جا رہے ہین۔ راہ سے بیراہ نہین ہوے ہین ارادہ یہ ہے کہ پگڈنڈی سے متصل اگر اطالوی جوانمرد کہین ملجایئن تو دو دو ہاتھ ہوجایئن۔ ڈاکٹر عزت بک دوربین ہاتھ مین لئے چارون طرف نظرین دوڑا رہے ہین۔

عزت بک۔ (احمد بک سے) ڈاکٹر دیکھو تو اطالوی سپاہی غالباً دو سو کی

تعداد مین جہاز سے اتر کر سیطرت کے ارادے سے بڑھ رہے ہین۔ تو دو سو کی ورجماعت اتری یہ تیسری جماعت ہے۔ ایک توپ بھی لیے جاتے ہین۔ ہوائی جہازات بم کے گولے بڑی پھرتی سے نخلستان کی سمت مین گرا رہے ہین (غور سے دیکھکر) وہان کچھ بکریان چرتی نظر آتی ہین۔ ایک بوڑھی عورت بھی کھجور کے درخت کے نیچے کس اطمینان سے بیٹھی ہے۔ بکریونکا گلہ اسی کا ہوگا دیکھو! دیکھو!! وہ ایک بکری گولہ کی زد مین آگئی معاذ اللہ کس قدر گرد اوڑ رہی ہے۔ بڑھیا اب نظر نہین آتی۔ فوج بھی اسی طرف جا رہی ہے۔ غالباً اطالوی وہان اپنا مورچہ قائم کرین گے۔ کہو۔ ڈاکٹر۔ کیا ارادے ہین نخلستان کچھ دور نہین۔ راستہ سے دو میل ہٹا ہوا ہوگا۔ غنیم کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

محمد صالح۔ (جو قریب ہی کھڑے ہوے تھے)۔ ڈاکٹر۔ کم من فئتہ قلیلتہ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ ہم کو اجازت دیجیے واللہ ہم ضرور غزا کرے گا اور انشاء اللہ دشمن کو [illegible] ہم [illegible] ہمارا ساتھی دشمن کی [illegible]

چشم زدن مین اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوے۔ اور بیس مجاہدین کے رہوا ہوا سے باتین کرنے لگے محمد صالح نے اپنے ہمراہیون کی جماعت دو حصون مین تقسیم کی دس بسرگردگی محمد صالح آگے گئے اور دس پانچ منٹ بعد محمد ابراہیم نامی عرب کی ماتحتی مین اوسی تیزی سے روانہ ہوے۔

عزت بیگ کی پراگندہ خیالی دور ہوئی تو انھون نے بھی پانچ پانچ منٹ کے وقفہ سے بیس بیس مجاہدین کی ٹکڑیان روانہ کرنا شروع کر دین۔ ایک کی کمان اپنے ہاتھ مین لی اور ایک کی احمد بیگ کو دی۔

محمد صالح اور اُن کے ساتھی مجاہد بلا سے بے در مان تھے۔ بجلی کی طرح گئے اور دشمنون کے سرون پر گرے۔ اطالوی فوج پہلے تو گھبرا گئی۔ اس گھبراہٹ مین کتنے ہی جان سے گئے۔ اور کتنے ہی زخمی ہوے۔ قریب تھا کہ بھاگ نکلے مگر تھی بھر آدمیون کی بساط ہی کیا ہوتی ہے۔ آنکھین کھلین تو سنگینین سنبھالین۔ وہی جان فروش نظر آئے سمجھے کہ بات ہی کیا ہے۔ جیتم زدن مین انھین مار لیتے ہین۔ اللہ اکبر کے نعرے بلند تھے اور محمد صالح اپنے مٹھی بھر ساتھیون کو لیے ہوے چارون طرف برق خاطف کی طرح کوندتا پھرتا تھا۔ یہ آیا اور وہ گیا۔ ہنگامۂ قتال دو ہی چار منٹ جاری رہا ہوگا کہ محمد ابراہیم عرب اپنی دس کی جماعت سے اللہ اکبر کے ولولہ انگیز نعرون مین نمودار ہوا۔ اور اسی تیزی سے حملہ شروع کر دیا محمد صالح [illegible] ہی تھے کہ اطالوی فوج کا [illegible] ساتھ ہی ڈاکٹر احمد [illegible] اپنے تین ساتھیون کو لیے ہوے [illegible] نکلے اور اطالوی فوج کی بات پر جوش نعرہ مارتے ہوے حملہ آور ہو گئے۔ محمد صالح اور محمد ابراہیم نے [illegible] جدھر اپنی مختصر جماعت لیے غنیم پر ٹوٹتے صفون کی صفین درہم برہم کر دیتے۔ اطالوی فوج بدحواس تھی۔ پاؤن اکھڑ چکے تھے۔ ہنوز اُن کی قریبی جماعت نہ آنے پائی تھی کہ ڈاکٹر عزت بک نے دفعتاً نمودار ہو کر ایک نہایت پرزور حملہ کر دیا [illegible] دشمن سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلا۔ مجاہدین نے دور تک تعاقب [illegible] مغلوب ہو گئے [illegible] اطالوی ہوائی جہاز فضائے آسمان سے گولے برسا رہے تھے مگر یہ جماعت ہی کتنی تھی منتشر ہو کر لوٹے ایک گولہ بھی نشانہ پر نہ پڑا اور نہ کوئی جان ضائع ہوئی [illegible] گرد آلود البتہ ہو گئے اس مختصر [illegible] یہ ہوا کہ اطالوی جہازون نے گولہ باری

مین اور شدت کردی - توپون کے منھ کھلے ہوئے تھے اور مسلسل چاندماری ہو رہی تھی - سپاہی خستہ خراب پھر جہاز دان پر بلا لئے گئے اور جو مورچہ نخلستان مین جنرل کانیوا نے قائم کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ چند نفر مجاہدین کی بدولت قائم ہوگیا
ام کلثوم اور کلثوم کے لئے لڑائی دیکھنے کا یہ پہلا موقعہ پیش آیا محمد صالح ان دو عورتون کے ساتھ ایک ہی مرد تھے - مان تو بختہ کار تھی اور معمر عورتین وہ تو نہین مگر بیٹی جس نے ہندستان کی ہکر ورا ہوا مین ہوش سنبھالے تھے بدحواس ہوگئی عرب کا خون رگ و ریشہ مین دوڑ رہا تھا حمیت بھی تھی اور غیرت قومی بھی اس لئے اظہار پریشانی زبان سے کیون ہوتا چہرہ کا رنگ البتہ اڑا ہوا تھا - محمد صالح ادہر اپنے ساتھیون کو لیکر گئے نہین کہ ام نے ، وچار ہلال احمر کی نرسون کو اسپر آمادہ کیا کہ چلو لڑائی کا تماشہ دیکھین - وہ جائے اور ام کلثوم نجائین یہ کیسے ہو سکتا تھا - غرضکہ چار چھ مجاہد عورتین برقعہ پوش اوس سمت کو نکل گئین کہ جدہر لڑائی ہو رہی تھی اور ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھ کر مردون کی سرگرمی دیکھنے لگین - جب محمد صالح اطالوی دستہ مین کو دپڑتے کلثوم کھڑی ہو جاتی دل دہڑکنے لگتا - چپکے چپکے دعائین باپ کی سلامتی کی مانگتی اور جب وہ پھر ظاہر ہوتے تو سجدہ مین گر جاتی - خدا کا شکر ادا کرتی - اور ساتھی عورتین بات چیت بھی کرتی تھین - خود ام کلثوم ہنستین قہقہہ لگاتین - مجاہدین کی بہادری کی داد دیتین - اللہ آمین کی ایک بیٹی تھی اس لئے دولاری بھی بہت تھی - اسکے خیالات بنانا ضروری تھا - لیکن وہ بہ ی خدا کی نہ ہنستی تھی اور نہ بولتی - چپکی بیٹھے ہوئے - جس جگہ باپ کبھی کھڑی ہو جاتی - اسی اثنا مین ایک بم کا گولہ [illegible] پر ان لوگون کے قریب ہی پہاڑی سے گرا - اطالوی بہادر نشانہ باز بڑے تھے نشانہ پر کیون لگتا خدا کے فضل سے یہ سب محفوظ رہین - ادہر

لڑائی ختم ہوئی۔ مجاہدین لوٹے۔ اور ادہر یہ عورتین کیمپ کو لوٹین۔ محمد صالح اپنی چھولداری مین گھسے ہی تھے کہ کلثوم دوڑ کر لپٹ گئی "بابی! مین نے آج میدان جنگ کا تماشا دیکھا۔ تمھین اپنی جان کی پروا نہین۔ جب دشمنون کی فوج مین گھستے تھے۔ میرا دل الٹنے لگتا تھا کہین کوئی زخم تو نصیب اعدا نہین آیا ہے (اپنے آنچل سے چہرہ کا غبار پونچھتی ہے) کیا مجاہد یون ہی ہتھیلی پر سر رکھکر لڑتے ہین۔ مین تو سمجھی تھی کہ اب تم سے قیامت مین ملاقات ہوگی۔ مگر اللہ نے بڑا رحم کیا۔ (آنکھون مین آنسو بھر لاتی ہے) ! لی ! ! اتنا تو لڑائی مین خیال رکھا کرو کہ دو دے بس عورتین تمھارے ساتھ ہین۔ یا اللہ اگر تم شہید ہوگئے تو ہم دونون کا کیا حشر ہوگا"

محمد صالح۔ لڑکی تو دیوانی ہوگئی ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے معنی یہ ہین کہ تن بدن کا ہوش نہ رہے مارنے اور مرنے کے لئے مین آیا ہون۔ تیرا خیال مجھے پاگل بنائے دیتا ہے۔ تیری مان کی مجھے پروا نہین وہ نری کھری عرب ہے۔ میرے ساتھ وہ بھی جان دیدیگی۔ اسیواسطے تو مین چاہتا تھا کہ تجھے بمبئی ہی مین چھوڑ دون۔ مگر تو نے میری ایک نہ سُنی۔ خیر۔ اللہ تیرا حافظ و نگہبان ہے میری روح تیری حفاظت کرے گی کاش تو ہندوستانی بیگمات مین نہ رہی ہوتی۔ ایک بادیہ نشین عرب کی جاہل لڑکی ہوتی۔

کلثوم۔ (آنسو پونچھکر) خیر یون ہے تو یون ہی سہی۔ آج سے آپ کوئی ایسا کلمہ میری زبان سے نہ سنین گے۔ ہندوستانیون مین پلی ہون تو کیا ہوا۔ عربی خون میری رگون مین بھی ہے۔ جان دینا مین بھی جانتی ہون۔ زہر کھاکر نہین تلوار کھاکر اور گولی کا نشانہ بنکر انشاء اللہ میری بہادریون کے قصے اخبارون مین لکھے جائین گے۔ مین نہ تلوار سے بزدل ہون اور نہ بندوق سے نشانہ لگانے مین۔ بن۔

پڑے گا تو مین خود آپ کی حفاظت کرون گی۔

محمد صالح۔ اللہ خود ہر جگہ اپنے بندے کی حفاظت کرتا ہے۔ بے وقت آئے کوئی مرتا نہین۔ میرے لئے ڈرنا بیکار ہے۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے اور مسلمانون کا یہی شیوہ۔ مین دنیا مین بہت رہا۔ ساٹھ سال کی عمر ہو چکی ایک نہ ایک دن مرنا سب کو ہے۔ اگر شہید ہون تو سبحان اللہ کیا کہنا۔ حیات ابدی پاؤن۔۔۔ ہندوستانیون کی صحبت کا مجھ مین بہت کچھ اثر آگیا ہے۔ تمھاری وجہ سے ڈرتا تھا میرا کہنا مانتین اور بمبئی مین تم رہجاتین تو آج مجھے بہت بیفکری ہوتی تم کیون مانتین جہاد کے نام سے تم نے بھی میرا ساتھ دیا پھر مین کیسے روکتا۔ اب دل کو لاکھ سمجھاتا ہون کہ یہی تو ناحق تڑپا جاتا ہے۔ مین آخر کون کلثوم خدا کی بندی ہے وہی میری زندگی مین اور میرے بعد اس کی عزت آبرو کی حفاظت کریگا۔ پھر بھی وہ نہین مانتا۔ آج جنگی رنعہ مین زرغنیہ پر حملے کئے ہین۔ دنیا اور مافیہا کو خیرباد کہکر پھر بھی لڑکی تیرا خیال میرے ساتھ۔ ہاے کیا تھا! ہندوستان کی آب وہوا اور ہندوستانیون کی محبت کا اثر اگر اپنے وطن ہی مین ہتا تو یہ بات نہ ہوتی۔ تأمل کار کو نہ سوچتا۔۔

کلثوم۔ یہ سچ ہے کہ انسان بعض وقت مجبور ہوتی ہے۔ [illegible] بات کا [illegible] اور اُن مین [illegible] تو یہ فیصلہ [illegible] لکھنے پر مجبور کرتی ہے آپ اپنے وطن مین ہوتے تو [illegible] کی لذتون سے آپ واقف ہوتے اور [illegible] آرام [illegible] ہوئی قومون کو حاصل ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی بدولت آپ [illegible] زندگی مین [illegible] انشان نقدر ہو۔ آپ بمبئی آکے آپ نے [illegible] دنیا [illegible] زندگی مین اب آپ کے سادگی نہین۔ کپڑے اچھا پہنتے ہین اور کھانا اچھا کھاتے

ہین اَب آپ بادیہ نشین عرب نہین رہے بلکہ ایک رئیس اور دولتمند عرب
ہین۔ کھجور۔ پنیر۔ دودھ روٹی جو نہایت سادی اور اچھی غذا اہم لوگون کی ہے
وہ اَب آپ کے دسترخوان پر ہفتون کیا مہینون نہین دیکھی جاتی کئی طرح
کے سالن کباب۔ پراٹھے۔ پلاؤ۔ اب یہی آپ کھاتے ہین کسیدن اگر کھانا
بد ذائقہ ہوا تو آپ ناک۔ بھون چڑھاتے ہین۔ غصہ مین اُٹھ جاتے ہین۔ لباس
کا بھی یہی حال ہے۔ موٹے کپڑہ کا کرتہ اور تہبند اب آپ نہین استعمال کرتے
آپ کے بکس نفیس عباؤن۔ کرتون۔ ترکی کوٹون قمیصون اور ہندوستانی وضع
کے پاجامون سے بھرے ہین۔ دوسرے یا تیسرے روز آپ تبدیل لباس
کرتے ہین۔ علیٰ ہذا القیاس خیالات مین بھی آپ کے مین کافی انقلاب پاتی
ہون۔ پہلے آپ تقدیر پر بھروسہ کرتے تھے۔ جو دل مین آتا تھا اچھا ہو یا بُرا۔
کر ڈالتے تھے اَب آپ تدبیر کو آگے کئے ہوئے ہین اور تقدیر کو پیچھے۔ ترے کھرے
دنیا دار بنے ہوئے ہین۔ بیرم مین آپ ہوتے تو کیا جہاد کے لئے آپ اتنا انتظام
کرتے۔ سنتے اور ٹوٹا پھوٹا نیزہ و تلوار لیکر اُٹھ کھڑے ہوتے والدہ بھی ساتھ
ہوتین اور مین بھی۔ نہ عزت کا خیال ہوتا اور نہ آبرو کا۔ وقت پر جو پیش آجاتا۔
رضینا بقضاءِ اللہ پر آپ کا عمل ہوتا۔ اللہ غنی آپ نے مجھے بمبئی مین رہجانے
کے لئے بیسیون تدبیرین کین۔ یہ کیون؟ اس لئے کہ آپ اب وہ نہین ہین جو
پہلے تھے۔ مین بیگمات ہند پر قیاس کی گئی۔ انہین کے عادات و اطوار آپنے
مجھ مین دیکھے اور ویسی ہی نفاست و نزاکت آپ سمجھے کہ یہ میدان جنگ
مین سہم جائے گی۔ بہوت مرجائے گی۔ مین بھلا کب ماننے والی تھی۔ ہون تو عرب
تدبیر کو مین خدا نہین سمجھتی۔ یہ میرا ایمان ہے نہ ہوگا وہی جو مقدر مین لکھا ہے۔
ابھی تو ہندوستان مین کوئی پشت بھی نہین گذری پڑھا یا لکھا یا آپ نے مجھے

ضرور۔ مآل کار سوچنے لگی ہون۔ اور اس مین شاید کوئی ہرج بھی نہین۔ عقل اسیواسطے خدا نے دی بھی ہے۔ مینے آج آپ کی تلوار کے تماشے دیکھے اُس کی کاٹ دیکھی۔ عمر مین پہلا اتفاق ہے۔ مگر خائف ذرا نہین ہوئی۔ مین تو جانتی ہون کہ جہان گولی اور تلوار چلی۔ پھر آدمی اپنے ہوش مین نہین رہتا۔ جس کو کہتے ہین کہ خون سوار ہوگیا۔ وہی ہوتا ہوگا۔ بار بار جی مین آتا تھا کہ خود بھی شریک ہوجاؤن تنہا ہوتی تو یہی کر بھی بیٹھتی۔ ہم سب مین جوش تھا۔ مصری لڑکیان بھی متوسط الحال گھرانے والیان ہین۔ شہر سے باہر کم نکلی ہین اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتی ہین۔ انکا بھی یہی عالم تھا۔ بڑی بوڑھی ایک امان تھین جو سب کو روکے ہوے تھین اور خود جانا چاہتی تھین تو اپی۔ اس کو مین نہین مانتی کہ ہندوستانی عورتین دل کی کچی ہوتی ہین یا بودی ہین۔ یا ہندوستان کی آب وہوا آدمی کو راس نہین آتی بزدل بنا دیتی ہے۔ یہ سب کہنے کی باتین ہین۔ مصر مین وسش بارہ دن رہے۔ بعض دولتمند۔ بعض متوسط الحال خاندانون کی عورتون کو دیکھا ان کے عشرت خانے دیکھے سامان نمائش و آرائش دیکھا۔ کھانا۔ پینا۔ کپڑا۔ لباس سبھی دیکھ ڈالا۔ ہندوستانی عورتون کو یہ بات کہان نصیب امیرون کو چھوڑ دیجیے بیچ والا طبقہ تو کچھ ہی نہین۔ غریبون سے بدتر ہے۔ پھر سب سے بڑی بات آزادی۔ عورتون اور مردون کا میل جول یہان قریب قریب ویسا ہی ہے جیسا عیسائی ملکون مین ہوتا ہوگا۔ زندگی کا عیش جو یہان والون کو بے روک ٹوک نصیب ہے وہ ہندوستان کی چار دیواریون مین جہان محرم و نامحرم کی بحث چھڑی رہتی ہے۔ کہان میسر۔ پھر جب یہان والیان ہنسی خوشی سے مذہب کے نام پر جان دینے کو طیار رہتی ہین تو ہندوستان والے اور ہندوستان والیان کیون پس و پیش کرینگی۔ وہان نہ بے زری اور مردون مین یہ خیال کہ بی بی بچے کسپر چھوڑ ین گھر

سے باہر نکلنے نہیں دیتا - عورتیں لکیر کی فقیر نیاں - جاہل اس سوچ میں رہتی ہیں کہ نامحرم پر نظر نہ پڑے - کوئی بدن کا رویاں نہ دیکھ لے - بات یہی ہے کہ عرب کی سادگی ہندوستان میں قیام کیوجہ سے بالکل تشریف لے گئی - ابھی نہیں ہمارا خاندان اگر دو چار پشتیں وہاں رہتا تو اُس کی بھی یہی حالت ہوتی - (ایک آہ سرد بھر کر) خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا - شوکت آرا بیگم - سرمدی بیگم - قریشیہ بیگم - سطوت آرا سبھی نظروں میں بسی ہوئی ہیں - انشاء اللہ اب بہشت کے درختوں کے ٹھنڈے اور دلفریب سایہ میں اُن سب سے ملاقات ہوگی - دنیا نام اسی کا ہے - (چپ ہو جاتی ہے)

محمد صالح - (دل میں کہتی تو سچ ہے) تو بڑی قانونی ہو گئی ہے - علم کے ساتھ تجھے خدا نے سمجھ و عقل بھی دی ہے - اب مجھے اطمینان ہو گیا کہ تجھ پر جو پڑے گی جھیل لیجائے گی - اللہ کا شکر ہے - گو میں تیرا مرنا ابھی نہیں چاہتا دعا یہی ہے کہ تو پھلے و پھولے آئندہ جو اُسکو منظور رہو -

لڑائی ختم ہو چکی - مجاہدین کے سروں پر سیکڑوں میل کی بلندی سے طاقتی ہوائی جہازات منڈلا رہے ہیں اور رُک رُک کر گولے ٹپکاتے ہیں - جو سو پچاس قدم کے فاصلہ سے ادہر اودہر گرتے ہیں اور بالو میں دھنس کر پھٹتے ہیں جسکی وجہ سے گرد و غبار کی کوئی حد نہیں - بگل بجا - سفر شروع کرنے کی اطلاع ہے - سامان اونٹوں پر لدنے لگا - دم کی دم میں قافلہ طیار ہو گیا اور مجاہدین چلتے پھرتے نظر آئے - ہوائی جہاز بدستور دیر تک غبار کے شامیانہ پر اس خیال میں کہ مجاہدین بیچ ہی میں ہیں گولے برساتے رہے - خدا کا فضل ہے کسی شامل حال ہوا اس کا بال بیکا نہیں ہوتا - کئی میں جب یہ قطع مسافت کر چکے تو پھر ہوائی جہازات اُن کے ساتھ ہوئے - پورے بارہ گھنٹہ آفتاب گیا - گرمی کا تجربہ -

یہ پہلی بانگی ہوائی بیڑے کی کارکردگیون کی اطالیہ والون نے اس غاصبانہ جنگ مین دکھلائی ہے۔ کہان تک وہ کارآمد ثابت ہوا اس کا فیصلہ ماہرین جنگ کر سکتے ہین مگر ظاہری طور پر جو رائے قائم کیجا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ غنیم کے فوجی مورچون اور تعداد فوج کا پتہ اس سے خوب لگایا جا سکتا ہے۔ دشمن کا میگزین اوڑانے اور عمارات کو صدمہ پہونچانے مین بھی غالباً یہ بکارآمد ہوگا فوج اس سے تباہ نہین ہوسکتی۔ البتہ پریشان کیجا سکتی ہے۔ یہ نفع اسی حالت مین اٹھایا جا سکتا ہے جبکہ ایک ہی جانب ہوائی جہازات کام کرتے ہون جیسا کہ جنگ طرابلس مین واقع ہوا۔ ترکون کے پاس بھی اگر طیارے ہوتے تو اطالیہ والون کو یہ بات نصیب نہ ہوتی۔ بلکہ فضاے آسمان مین ایک دوسری جنگ قائم ہو جاتی۔ خیر۔

مجاہدین اب عثمانی کیمپ کے قریب پہونچ گئے ہین۔ دہان چلنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ترکی افسرون نے اپنے ملک و ملت کی حفاظت مین کیا کیا ہے اور کیا کیا کر رہے ہین۔



باب (۲۱)

ترکی کیمپ

طرابلس الغرب کا سپہ سالار معظم سلطانی فرمان کے رو سے بطل حریت لفٹنٹ کرنل انور بے ہی حسین نوعمر شخص بلا کا پھرتیلا غضب کا ماہر جنگ۔ آدمی کاہیکو اگر فرشتہ رحمت اسے کہیں تو بالکل بجا ہے یوں تو نشا طلب کا نڈر عزیز اور ان کے مددگار فتحی بے اور جاوید بے سبھی یادگار لوگ ہیں اور جتنا ترکی ان ہستیوں پر ناز کرے بالکل بجا و درست ہے۔ لیکن انور بے کی شان ہی جداگانہ ہے۔ "آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری"۔ عین وقت پر معلوم نہیں کن کن مصیبتوں سے اُس شخص نے اپنے تئیں اس سرزمین میں پہونچایا ہے اور جب سے آیا اس ریگستان میں اُسکی آواز نے گویا کہ صور اسرافیل پھونکدی ہے۔ اخوت اسلامی کی روح کو جس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اب ہر ہر متنفس کی رگ و پے میں خون کے ساتھ دورہ کر رہی ہے۔ ترک و عرب جو پاس دوسرے کے مخالف تھے۔ اور ہمیشہ فساد باہمی پر آمادہ رہتے تھے۔ اب شیر و شکر ہو رہے ہیں کھانا پینا۔ سونا۔ لیٹنا۔ مرنا۔ جینا سبھی ساتھ ساتھ ہے۔ ایک ارادہ۔ ایک نیت اور ایک [illegible] کو [illegible] ہوئے ہے۔ اور ہر جوان کو [illegible] رہ گیا ہے۔ یہی کہ اطالیہ [illegible] سرزمین سے ذلیل و خوار کر کے نکالدیں۔ خدا [illegible]

[illegible]

مجاہدین کے ڈیرے خیمے قرینے قرینے سے لگے ہوئے ہیں۔ بعض بعض مقامی عمارات
بھی اس میں پڑ گئی ہیں۔ ایک چھوٹی عمارت میں خود انور بے معہ اپنے اسٹاف
اور دیگر افسروں کے تکلیف کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ نہ کوئی فرنیچر۔ نہ سامان
صرف معمولی وسعت کے دو تین کمرے ہیں جنہیں کھانا۔ پینا۔ سونا۔ دفتر۔ ٹیلیفونکا
ڈیپارٹمنٹ سبھی کچھ تو ہے۔ یہیں سے احکامات ٹیلیفون کے ذریعہ سے جسکا
سلسلہ تمام محاذوں پر قائم ہے۔ یا کبھی کبھی پیغامبروں کی معرفت جاتے
ہیں۔ اور اُنپر عملدرآمد ہوتا ہے۔ موٹر سروس بھی ہے جس کے ذریعہ سے
افسران فوج ہلال احمر کے ڈاکٹر۔ اور مجاہدین اِدھر سے اُدھر آتے جاتے ہیں۔
اور رسد کا سامان منگایا جاتا رہتا ہے۔ صبح سے شام تک انسانی مصروفیتوں کا
وہی عالم ہے۔ اور کام کاج اُسی پھرتی سے ہوتے رہتے ہیں کہ جس طرح کسی
بڑے آباد اور بارونق شہر میں ہوتے ہوں گے۔ بازار خاص توجہ سے دیکھنے
کے لائق ہے ہر چیز با فراط موجود ہے۔ آٹا۔ غلہ۔ گوشت۔ مُرغ۔ آلو۔ انڈے
سبھی کچھ ملتے ہیں۔ اور کچھ ایسے گران نہیں بکری کا گوشت اچھے سے اچھا
آٹھ آنہ سیر ہر وقت لے لیجیے اور انڈے بھی آٹھ آنے درجن۔ البتہ روٹیاں
جو دوسرے مقامات پر سوا آنہ فی روٹی کے حساب سے ملتی ہیں یہاں دو آنے
کے حساب سے آتی ہیں۔

جنگ کی حالت اور یہ ارزانی سوا اس کے کہ خدا کی رحمت کہی جائے
اور کیا خیال کیا جا سکتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی تو یہ حالت ہوئی کپڑے لتے
اور دیگر ضروریات زندگی کی یہ کیفیت ہے کہ جا بجا انبار کے انبار لگے ہوئے ہیں
اطالوی فوج سے جو غنیمت میں ملا ہے [illegible] مجاہدین بازاروں میں لا کر
کوڑے سے کر لیتے ہیں۔ نفیس سے نفیس چیزیں [illegible] تیں۔ یہ الور

جو سب کوڑیون کے مول ملجاتے ہین۔ فن مصوری کے شایقون کو حسینان اطالیہ کی تصاویر بھی کثرت کے ساتھ دستیاب ہوسکتی ہین۔ وہ اس طرح کہ کوئی اطالوی افسر یا سپاہی ایسا نہین کہ جس کو حسن پرستی کا لپکا نہ ہو میدان جنگ مین جسم تو ہتھیارون سے مسلح رہتا ہے اور روحی تقویت کے لئے قلب کے مقابل معشوقہ کی تصویر رکھتے ہین کیجب قرون وسطےٰ مین صلیبی مجاہدین یا غازی میدان جنگ کو جاتے اپنی منگیترون کی زلفون کے بال یا تصویر رومال یا اور کوئی نشانی اپنے ساتھ ضرور لیجاتے تھے اور اُسی کے بل پر وہ وہ بہادریان دکھاتے تھے کہ باید و شاید۔ اُن کے کارنامون سے صفحات تاریخ رنگے پڑے ہین۔ اطالیہ والے اس معاملہ مین اُن صلیبی شیرون کی نقلین تو ضرور کرتے ہین لیکن دل کے کچے ہین بہادری کہان سے لائین صلیبی غازیون کا ایک ایک فرد سیکڑون پر بھاری ہوتا تھا اور ان کا یہ عالم ہے کہ ان کے سیکڑون کیا ہزارون پر ایک ایک ادنیٰ بدوی عرب بھاری ہوجاتا ہے۔ یہ ہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا بقول شخصیکہ یہ منہ اور چولائی۔ ان سلاطین یورپ مین ایکا بہت ہے۔ ترک سبھون کی نظرون مین کھٹکتے ہین۔ دہریت کا چارون طرف دور دورہ ہے۔ مذہب نفیفن مین داخل ہے۔ پھر بھی تعصب خون کے ساتھ رگون مین دوڑتا ہے۔ عیسائی یورپ مین رہین مسلمان کیون رہین؟ یہ ایک ایسا خیال ہے کہ جو سبھی عیسائی قلوب مین جاگزین ہے۔ اور اسی کے برتے پر یورپ کی ادنیٰ حکومت بھی دست درازیان کرنے مین دلیر ہے۔ بڑی بڑی سلطنتین تماشہ دیکھتی ہین۔ معنوی مدد بھی روپیہ پیسہ اور سامان جنگ سے دیتی ہین۔ اسپر بھی غضب یہ ہے کہ جب اپنے پٹھو کو پٹتا دیکھتے ہین تو مداخلت کرتے اور صلح کرانے کو طیار ہوجاتے ہین۔ معاہدہ صلح جو ہوتا ہے اُس مین بھی ترک ہی گھاٹے مین رہتے ہین۔ نہ تاوان خرچۂ جنگ

پائے ہین اور نہ فتح کی ہوئی زمین۔ اس اندھیر کا کوئی ٹھکانا ہے گذشتہ سو برس مین ایک دن بھی غریبون کو ان بے ایمانون کی وجہ سے چین سے بیٹھنا نہ نصیب ہوا آج یہ جزیرہ گیا اور کل وہ صوبہ یہی لیل و نہار ہین تو ترک ایک دن سرزمین یوروپ سے ناپید ہو جائین گے۔ ایشیائی مقبوضات بھی کا ہیکو رہنے لگے اللہ اُن کی مدد فرمائے۔

غرضکہ [illegible] کی بازار بہت دلچسپ جگہ بنی ہوئی ہے صبح سے شام تک برابر خرید فروخت جاری رہتی ہے اور ہر طرح کا سامان آتا رہتا ہے۔

بازار کو چھوڑیئے اور عربون کی بوسیدہ جھولدار یون کو دیکھئے وہان بھی عجیب دلچسپ نظارہ ہے۔ ہر ہر مجاہد جدا گانہ مشغلون مین مصروف ہے کوئی قہوہ یا چائے پی رہا ہے تو کوئی بندوقون اور تلوارون کے صاف کرنے مین منہمک ہے اور کوئی نشانہ بازی کر رہا ہے۔ عربون کی یہ عجیب عادت ہے کہ ضرورت بلا ضرورت فیر کرتے رہتے ہین۔ اس کا خیال مطلق نہین ہوتا کہ کارتوس بیوجہ ضائع ہو رہے ہین۔ یا گولی کسی کے لگجائے گی۔ صبح سے شام تک دھڑ دھڑ ہوتا رہتا ہے۔ اس اثنا مین اگر یہ خبر مل گئی کہ غنیم کی کوئی ٹکڑی جہاز سے اتر کر اندرون ملک مین گھسنے کا ارادہ رکھتی ہے تو پھر نہ پوچھئے ہر ایک مقابلہ کے لئے طیار ہو جاتا ہے ترکی افسرون کے روکے نہین رکتے۔ روز انہ مہاجرین کے قافلے آتے ہین اور انور بے نے انتظام یہ رکھا ہے کہ ایک ہفتہ یا دس روز اُن کو فنون جنگ کی تعلیم دیکر وجہ طریقہ حرب سے واقف کر دیتے ہین۔ پھر یہ سپاہی بھی کسی باقاعدہ فوج کے سپاہیون سے قابلیت مین کم نہین ہوتے۔ فرق اگر ہوتا ہے تو یہی کہ [illegible] مطیع نہین ہوتے تو وجہ کیا جہاد کے ارادہ سے آئے ہین شہادت کی تمنا یا غازی کہلانے کی خواہش شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست۔ جو نہین بتایا جاتا ہے گرہ میں باندھ

ہین۔ حافظہ مین رکھتے ہین۔ ایک ہفتہ یا دس روز کی دن دن بھر کی مشق پورے طور سے واقف کار بنا دیتی ہے۔

ہلال احمر کے ڈاکٹرون اور تیمارداروں کا کیمپ فوج کے عقبی حصہ مین ہے مدرسہ کی ایک مختصر عمارت اتفاقات وقت سے ہاتھ آگئی ہے۔ عمارت دومنزلی ہے۔ اسی کے سلسلہ مین متعدد خیمے بھی پڑے ہوئے ہین جسمین زیادہ تر ڈاکٹر و تیماردار رہتے ہین۔ مریض اگر زیادہ ہوگئے۔ تو اُن کو بھی خیمون مین جگہ دیجاتی ہے دواخانہ عمارت کے اندر ایک کشادہ کوٹھری مین ہے۔ بالائی منزل پر تیماردار عورتین مقیم ہین جو اوقات مقررہ پر اپنے فرائض ادا کرتی اور چلی جاتی ہین۔ چھت پر ایک ہلال احمر کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ غنیم کو واقفیت رہے اور اُسے گولون کی زد نہ بنائین مگر اطالوی ہوائی بیڑہ جہازات کئی مرتبہ اس عمارت پر بھی بم گرا چکا ہے۔ وہ تو کہئے اللہ نے بڑی خیر کی نقصان بھی نہین ہوا۔ ایک مرتبہ عمارت کے ایک خالی گوشہ کو خفیف صدمہ ہو کر بچا تھا لو خیر۔

آج اس کیمپ مین معمول سے زیادہ چہل پہل ہے جدید خیمے نصب ہو رہے ہین۔ اور نئی نئی صورتین نظر آتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ یا تو مریض زیادہ آگئے ہین یا کوئی دوسری ہلال احمر کی جماعت ہے۔ اے لو! وہ سامنے ڈاکٹر عزت بک رئیس مصری ہلال احمر کسی سے کھڑے باتین کر رہے ہین۔ ہو نہ ہو یہ مصری قافلہ ہے۔ ڈاکٹر معہ اپنی جماعت کے یہان قیام کے لئے بھیجے گئے ہین اور مجاہدین فوجی بارکون مین ٹھہرائے گئے ہین۔ کچھ برقعہ پوش عورتین بھی نظر آرہی ہین۔ اُن کے ساتھ اسباب بکس وغیرہ ہین۔ ہسپتال کی ایک لیڈی ڈاکٹر جو شاید کوئی ترکی خاتون ہے انھین اپنے ساتھ لئے جا رہی ہے۔ ام کلثوم کا نام کا بھی شبہ ہال ڈھال دیکھ کر ہوتا ہے ... وہی ہون گی مصری

ہلال احمر کی تیماردار عورتوں میں انکا نام بھی تو درج رجسٹر ہے۔ محمد صالح البتہ نہیں دکھائی پڑتے۔ لیکن وہ کیوں ہونے لگے۔ وہ تو مجاہدین۔ فوجی بارک میں ٹھہرائے گئے ہوں گے اور انھیں اب قواعد سکھلائی جائے گی۔ اُس کے بعد جہاد کی اجازت ملے گی۔ ہر ہر کام قاعدہ قرینہ سے یہاں ہوتا ہے۔ من مانی گھڑ جاتی نہیں۔ یہ کچھ تو بند شیں لگا رکھی ہیں اور پھر کیسر با دیہ نشین عربوں بجز خدا کے سوا کسی کے سامنے سر اطاعت جھکاتے ہی نہیں۔ پھر بھی انور بے کی بیچ یہ ہے کہ طرابلس میں پرستش ہوتی ہے۔ اس قدر یہ شخص ہر دلعزیز ہو رہا ہے کہ جس کی حد و غایت ہی نہیں۔ "پیغمبر" تک تو لوگوں نے کہڈالا اور گیا جا انور بے کا نام زبان پر آجانا چاہیے۔ تعظیماً سر جھک جاتے ہیں۔ اللہ کی دی ہوئی عزت ہے۔ جسے چاہے عنایت فرمائے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایمان کی بات یہ ہے کہ انور بے بھی اس وقت افریقہ کی اس سرزمین میں اعجاز کر رہا ہے۔ ایک طرف جدال و قتال انتہائی کامیابی سے ہو رہا ہے اور دوسری جانب باشندگان طرابلس کی اصلاح مد نظر ہے۔ سیکڑوں اسکول عربوں کی تعلیم کے لئے اس مختصر مدت میں کھل گئے ہیں صنعت۔ حرفت و زراعت کی تعلیم علیحدہ ہوتی ہے۔ معلمین کے لئے ایک بڑے مدرسہ کا ابھی حال ہی میں افتتاح ہوا ہے۔ پانی کا ذخیرہ بہت کم تھا۔ اُس کے لئے ترکی انجینیروں کا ایک محکمہ الگ ہے۔ جو زمین کو دیکھ بھالکر اور اس کا انتخاب کر کے کوئیں کھدواتا ہے۔ اس لئے آب شیریں کی اب کمی نہیں۔ با فراط کیمپ میں بھی آتا ہے اور زمینیں بھی زراعت کی غرض سے مستفید ہوتی ہیں۔ سچ ہے "عدو شود سبب خیر گر

خدانخواستہ اطالیون کے دندان آز طرابلس الغرب کو ہضم کرنے کے لئے دراز ہوتے اور شاید اُس کے دن پھرتے۔ غازی انور بے نے ابھی ایک اخبار کے نامہ نگار سے دوران ملاقات مین کہا کہ "اطالوی تو برائے نام طرابلسی عربون کے دشمن ہین ایسی مفید جنگ کسکو نصیب ہو سکتی ہے جانی و مالی نقصان اس مین کچھ بھی نہین ہان غریب عرب اس کی بدولت مالا مال ہوئے جاتے ہین۔ آج جو سامان یورپ کی امیرانہ محلسراؤن کے لئے مخصوص ہے وہ عربون کے جھونپڑون اور کمبلون کے خیمون مین با فراط موجود ہے۔ اگر یہ جنگ نہ چھڑتی تو کاہیکو انھین خواب مین بھی نظر آتا۔ اگر سیکڑون برس بھی یہ جاری رہے تو عرب بوڑھے بچے سب اسی رحمت الٰہی سے تعبیر کرین گے۔ اصلی دشمن ان عربون کی جہالت ہے۔ میرا مقصد اُسی کے مقابلہ مین جہاد کرنا ہے۔ جسے مین بہت مستعدی کے ساتھ کر رہا ہون"

صلح کے متعلق خبرین اُڑتی ہین کہ اطالیہ کی جانب سے سلسلہ جنبانی ہو رہی ہے۔ دول یورپ بھی اٹلی کی حالت دیکھتے ہوئے مداخلت پر آمادہ ہین۔ کہا جاتا ہے کہ باب عالی کو بھی منظور ہے۔ مگر عرب اور اُن کے سرغنا شیوخ سنوسی کسی ایسی تحریک کو سننا ہی گوارا نہین کرتے اور نہ غازی انور بے کا منشا ہے وہ تو عربون کی اصلاح کرنا چاہتے ہین اور اُن کی جہالت دور کرنے کے درپے ہین۔ اس سے بہتر کونسا موقعہ ہو سکتا ہے۔ یک کرشمہ دو کار کا معاملہ ہے۔ بقول شخصیکہ چپڑی اور دو دو۔ جانی نقصان نہین۔ اگر دو چار مجاہد دسوین پانچوین شہید ہو گئے تو کیا مضائقہ جس کی آ گئی جائیگا ضرور۔ ایڑیان رگڑ کر نہ مرے شہادت کا درجہ ملا۔ سیدھے جنت مین داخل ہو گئے۔ نہ حساب نہ کتاب پھر مالی نفع خاطر خواہ سامان جنگ مزید بران۔ سونے کی گھڑیان، سونے کی پینین، لاکٹ انگوٹھیان، قیمتی پوشاکین، چیزیان۔ غرضکہ کونسی ایسی چیز ہے کہ جو غنیمت

مین نہین آتی۔ کیمپ کیا ہے ایک شہر بسا ہوا ہے۔ بازار ق ودق دنیا بھر کی جنس
وہ بھی کوڑیون کے مول جس وقت جا ہئے لے لیجئے۔

آج ہی کا واقعہ ہے کہ تمام زاویون کے شیوخ معہ انور بے اور عرب مجاہدین کے ایک مسجد مین جمع ہوے تھے۔ دیر تک مشورے ہوتے رہے۔ انور بے نے تقریر کی بحث کیا تھا یہی گفتگوے صلح بالآخر طے یہ پایا کہ اگر سلطان المعظم صلح کر بھی لین تو بھی عربون کے لئے وہ معاہدہ قابل پابندی نہ ہوگا۔ سبھون نے قبلہ رو ہوکر قسمین کھائین کہ جب تک ہم مین کا ایک بھی زندہ ہے بوڑھا ہو یا آٹھ برس کا بچہ لڑائی برابر جاری رکھین گے یہان تک کہ اطالیہ والے ہماری سرزمینون سے بالکل دور نہ ہو جائین۔ وہ جوش تھا اور الٰہی توبہ! بس کہ خدا کی پناہ۔ خیمون اور راوٹیون مین بھی جلسہ ختم ہو جانے کے بعد بہرون غل شور مچا رہا۔ کان پڑے بات نہین سنائی دیتی تھی۔ ہر شخص چہ میگوئیان کرتا تھا۔ اور قسمین کھاتا تھا۔

مصری ہلال احمر کی جماعت آئی۔ ڈاکٹر عزت بے اپنے ہمراہیون کے ساتھ غازی انور بے سے ملے پھر مجاہدین کی باری آئی۔ محمد صالح بھی باریاب ہوے۔ ہندوستانی مجاہد تھے۔ بمبئی کے مسلمانون نے تقریباً ایک لاکھ روپیہ چندہ جمع کرکے اسلامی فوج کی امداد کے لئے بھیجا تھا۔ انھون نے ڈاکٹر مشتاق کے خط کے ساتھ وہ رقم اشرفیون کی صورت مین پیش کی۔ انور بے نے نہایت خوشی کے ساتھ قبول کی اور فوراً بیت المال مین داخل کردی دیر تک محمد صالح سے باتین کرتے رہے۔ ہندوستانی مسلمانون کے خیالات اس جنگ کے بارے مین پوچھے اور [illegible]
انور بے کا نام [illegible]

شکریہ کا خط اسیوقت لکھا اور براہ مصراوس کے بھجوانیکا انتظام کیا۔ کلثوم اور ام کلثوم کے متعلق خط میں خاص سفارش تھی۔ اس لیے یہ دونوں عورتیں ہلال احمر کے کیمپ مین مخصوص احکامات کیساتھ بھیجی بھی گئین۔ خود محمد صالح انور بے کے رسالہ باڈی گارڈ مین داخل کر لئے گئے

کلثوم اور ام کلثوم کو عمارت کے بالائی حصہ مین ایک محفوظ اور ہوادار کمرہ ملا ہے خدمت کے لئے ایک حبشن ہے جو عربی خوب بولتی ہے اور فرصت کے اوقات مین دنیا بھر کے واقعات ان دونون سے بیان کرتی ہے۔ دو تین روز تک تو یہ دونون تکان سفر کیوجہ سے تیمار داری کرنے ہی نہین پائین صبح شام حبشن کے ساتھ ہوا کھاتے اور مجاہدین کے کیمپ کی حالت دیکھنے جایا کرتی تھین۔ محمد صالح بھی قواعد سے فارغ ہوکر روز شام کو ایک مقررہ جگہ پر ملجایا کرتے تھے اور دو ایک گھنٹہ بی بی۔ اور بیٹی سے باتین کرنے کے بعد چلے جاتے۔ قواعد سیکھ رہے تھے اپنی مشاقی کا ثبوت دے بھی چکے تھے۔ پھر بھی مدت پوری نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک کسی جنگ مین شرکت کی اجازت نہین ملی تھی۔

اس دوران مین جنرل بریکولا کی فوج اور تقریباً دو سو مجاہدین سے ایک جھڑپ پھر ہوگئی۔ چھ گھنٹہ کی لڑائی تھی۔ نماز صبح کے بعد سے شروع ہوئی اور بارہ بجتے بجتے ختم ہوگئی۔ میدان حسب معمول ترکون ہی کے ہاتھ ہاتھ رہا۔ اطالوی فوج اندرون ملک مین مورچہ قائم کرنے توپون کے سائے مین بڑھ رہی تھی۔ لیکن مجاہدین نے جانبازانہ حملہ کرکے پھر پیچھے ساحل تک ہٹا دیا۔ اطالوی نقصان کا تو کوئی حساب نہین۔ البتہ عرب دس شہید ہوے اور کچھ ایسے ہی زخمی۔ زخمیون کی آمد سے ہلال احمر کے ہسپتال مین تھوڑی

دیر کے لئے چہل پہل پیدا ہوگئی تھی۔ ڈاکٹر اور نرسین سبھی دوڑ دھوپ مین مصروف تھین زخمون سے گولیان نکالی گئین ٹانکے دیئے گئے۔ مرہم پٹی ہوتا رہا۔ مزید تیمارداروں کی ضرورت پڑی تو اس مرتبہ کلثوم اور آم کلثوم کو بھی کام دیا گیا۔ سیکھی سکھائی تھین۔ ڈاکٹر سب سمجھتے تھے کہ ہندوستانی عورتین اپنے مذہب کی حمایت مین نکل کھڑی ہوئی ہین۔ اِس کام کو کیا جانین۔ لیکن سب کے سب اِن دونون کی ہوشیاری اور چابکدستی سے دنگ ہوگئے۔ آپریشن کے وقت بے کہے سُنے ہر چیز لئے موجود ہین۔ زخمون کے دہونے مین بھی پوری پوری مدد دی۔ کلثوم خاصکر بہت پھرتیلی اور ہوشیار ثابت ہوئی۔ پٹی دیکھتی اگر مریض کے کرب و بے چینی سے ڈھیلی ہو جاتی تو خود ہی نہایت ہوشیاری و سہولت سے درست کر دیتی۔ فرشتہ رحمت بنی ہوئی وقت بے وقت ہر بستہ کے قریب جا بیٹھتی اُس کی نگرانی مین ہوبانہ ہو پہونچ جاتی اور جس چیز کی ضرورت دیکھتی یا سمجھتی فوراً مہیا کر دیتی۔ زخمیون کی دو تین راتین زیادہ تکلیف کی ہوئی ہین۔ خواب آور دوائین اسیوجہ سے دیجاتی ہین۔ مسلمانون مین شراب حرام ہونے کی وجہ سے کسی قدر احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر بھی افیون تو اِن قسم کے عرقیات کا جزو خاص رہتی ہے اور اسی کی غفلت مین بیچارے پڑے رہتے ہین۔ زخمون مین اندمال شروع ہوا اور تکلیف مین کمی ہوئی۔ پھر بھی جب تک انگور نہین بندھتا تیماردارون کی شب بیداری قائم رہتی ہے اور ہر دو گھنٹون کے بعد آکر دیکھ جانا نرسون کا فرض ہے۔

کلثوم اور ام کلثوم دونون نے کام بہت اچھا کیا۔ ڈاکٹر بہت خوش تھے اور جو رپورٹ زخمیون کی حالت کے بارے مین غازی انور بے کو بہ حیثیت سر عسکر بھیجی گئی اُس مین اِن دونون کی خاصکر بہت تعریف کی گئی تھی۔

محمدؐ صالح کو جب اپنے بی بی اور چھیتی بیٹی کی کارگذاریون کی خبر ملی تو بہت خوش ہوے ۔ مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے تھے ۔ اپنے احباب کے جلسہ مین جب بیٹھتے تو یہی کہتے ۔ واللہ ڈاکٹر مشتاق صاحب بڑا ماہر شخص ہے ۔ اُسی کی جوتیون کا فیض ہے کہ اُم کلثوم اور کلثوم ایسا ہوشیار تیمار دار ہو گیا ۔ وہ ہمارا محسن ہے اور ہم اس کا شکر گذار ہے اب اُس سے جنت مین ملاقات ہوگا ۔ بی بی اور بیٹی تو اپنا فرض خوبی کے ساتھ ادا کر رہی ہین ۔ جو مریض اُن کی نگرانی مین تھے اچھے ہو رہے ہین اور امید کی جاتی ہے کہ پھر جنگ کے قابل ہو جائین گے ۔

مگر خود محمدؐ صالح کو اس وقت تک درنہ مین آنے کے بعد لڑائی مین شرکت کا موقعہ نہین ملا ۔ دو مرتبہ انور بے سے کہہ بھی چکے ہین کہ مین گھبراتا ہون مجھے بھی جہاد کرنے کی اجازت دیجئے ۔ مگر موقعہ بھی تو اس کا آے مجاہدین کی ٹولیان شکاریون کی طرح اس تاک مین پھرتی ہین کہ اطالوی نوج آگے بڑھے تو اُن پر ٹوٹ پڑین یہان حال یہ ہے کہ ایک شکست کے بعد پھر دس بارہ روز تک سکوت رہتا ہے ۔ بقول شخصیکہ نانی مرجاتی ہے ۔ توپون سے گولہ باری کیا کرتے ہین ۔ اور ہوائی جہازون سے اندرون ملک مین بم اُتارتے رہتے ہین ۔ لوگون کو خونزدہ کرنا چاہتے ہین ۔ کبھی اشتہارات و اعلانات کی بوچھار چارون طرف ہوتی ہے جسمین جاہل رعایا کو عربی زبان مین سمجھایا جاتا ہے کہ ہم تمھارے دوست ہین ۔ اور ترک تمھارے پشتینی دشمن ہمارا بادشاہ بڑا عادل ہے ۔ وہ تم کو تمھارے دشمنون کے پنجہ سے چھڑا کر تمھین کو اس سرزمین کا حاکم بنائے گا ۔ اور اپنی فوج واپس بلا لیگا ۔ چین سے براجنا ہم تمھاری دستگیری و مدد کے لئے ہر وقت مستعد رہین گے ۔ روپیہ ۔ اشرفی کپڑہ ۔ جو مانگو ہم دینے کے لئے طیار ہین اس کے بدلہ مین ہم اتنا چاہتے ہین

کہ اپنے اور ہمارے دشمنوں کو نکال باہر کرو۔ ہمارے تمھارے کوئی لڑائی نہیں۔
اتفاق وقت سے اگر کوئی عرب قید ہو جاتا تو اُس کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ
کرتے۔ دوا ورمن کرکے اُس کو چنگا کرتے اور پھر اُس سے ہر طرح کی خبرین
پوچھتے یہ بھی بڑے چالاک ہوتے ہین۔ خوب جھوٹی سچی باتین بنا کر اطالوی
افسرون کو شیشے مین اُتارتے تاکہ جلدی قید سے نجات ملے۔ اور چلتے
وقت افسرون کا پنستارہ لادکر رخصت ہوتے جسے وہ لاکر انور بے کی خدمت
مین تحفتاً پیش کرتے۔

اسی قسم کا ایک دلچسپ واقعہ ہے جو اخبار "العلم" قاہرہ کے نامہ نگار
مقیم طرابلس نے اپنے اخبار مین چھپوایا ہے اور جس کا اس موقعہ پر بیان کرنا
خالی از دلچسپی نہین۔ عیسیٰ جبریل قبیلہ الحارسہ کا ایک جان باز مجاہد ۲۶ صفر
کے شب کے معرکہ مین شریک تھا وہ لاپتہ ہوگیا۔ زخمیون اور شہیدون مین کی
تلاش ہوئی مگر بے سود۔ لوگون کو خیال ہوا کہ جبری اور بہادر تو تھا ہی اطالوی
مورچہ مین گھس گیا ہوگا اور وہین شہادت پائی۔

سترہوین ربیع الثانی کو دیکھتے کیا ہین کہ غازی انور بک کلبہ پیام لئے ہوے
آپ وقت سے تشریف لا رہے ہین۔ "ہین! تم کہان؟ کیا مرے اور پھر زندہ
ہوگئے؟" یہ وہ سوالات تھے جو چارون طرف سے ہونے لگے۔ اب اُن کا
جواب سُنئیے وہ بھائیو! معرکہ کی رات حملہ کرتے ہوے مین دشمنون کے مورچہ
مین گھس گیا۔ تن تنہا پہرون لڑتا اور اپنی تیغ خار اشگاف کے جوہر دکھاتا
رہا لیکن کوئی حد بھی ہے۔ تن تنہا خونی سمندر مین کب تک تیرتا۔ گولیون
پر دشمنون نے رکھ لیا سینہ اور پہلو چھلنی ہوے بیدم ہوکر گرا اور پھر
مجھے ہوش نہین۔ مرا نہ تھا۔ دشمن قید کر لے گئے۔ آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہون

کہ اپنی عادت کے خلاف اطالوی میری تیمار داری مین پوری تندہی کر رہی ہین تعجب ہوا کہ یہ معاملہ کیا ہے اور مین کیون زندہ چھوڑا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی میری حیرت رفع ہوئی اور مین اس توجہ کے معنے سمجھا۔ ہوش حواس جونہی اپنا کام کرنے لگے۔ اطالوی کمانڈر کو اطلاع دی گئی اور وہ میرے پاس آیا اور عربی کیمپ کی قوت اسلحہ خانہ۔ رسد خانہ اور تمام فوجی مرکزون کے حالات کے متعلق مجھ سے مسلسل سوالات شروع کر دئیے سوالات کیا تھے خوف اس تعجب وحیرت کے پیدا کردہ دلی جذبات تھے جو الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر ہو رہے تھے۔ میری چرب زبانی جانتے ہی ہو۔ مین نے جب یہ کیفیت دیکھی تو وہ قلابے زمین وآسمان کے ملائے کہ باید وشاید۔ کمانڈر صاحب کے رہے سہے حواس بھی مختل ہو گئے۔ دیر تک ساکت سر جھکائے بیٹھا رہا میرا تو خیال ہے کہ اُس کی قوت گویائی ہی تھوڑی دیر کے لئے معطل ہو گئی تھی۔ پھر اُس نے کوٹ کی جیب سے بہت سی تصویرین نکالین۔ تاش کے پتون کی طرح ملا کر میرے سامنے ڈالدین اور کہنے لگا کہ اس مین سے انور بے کی تصویر نکالو۔ مین نے نکالدیا پھر اُس نے وہ سب تصویرین ملا دین اور وہی پہلی خواہش کا اظہار کیا۔ مین نے پھر انور بے کا فوٹو اور تصویرون سے علٰحدہ کر کے پیش کر دیا۔ ہاتھ مین لیکر دیر تک دیکھتا رہا معلوم یہ ہوتا تھا کہ غازی موصوف کا وہ عاشق زار ہے اور اُن کی صورت اُس کے لئے ایک ایسی نعمت ہے جس سے وہ کبھی سیر ہی نہین ہو سکتا۔

پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔ دیکھو! ترک عربون اور اُنکے بھائی اطالوی لوگون کے درمیان عداوت و دشمنی پیدا کرنا چاہتے ہین۔ اب تک ترکون نے تم کو کیا دیا۔ طرح طرح کے مظالم کا شکار تم کو بنایا

اپنا غلام بنا کر رکھا اور ہمیشہ خودغرضانہ طریقے پر اپنا کام تم سے نکالا کہا مانو
انکا ساتھ چھوڑ دو۔ہم تمھارے سچے دوست ہین۔تم کو خود مختار...........
اور علم و دولت سے ...... مالا مال کر دین گے۔اگر ہمارے کہنے پر نہ چلے تو
پچھتاؤ گے۔مین رہا کر دونگا لیکن اس شرط سے کہ عربی قبیلون کو سمجھا بجھا کر
جنگ کرنے سے باز رکھو"

مین نے جواب دیا کہ"میرے امکان مین نہین عرب لوگ سوا شیخ سنوسی
کے کسی کا کہنا نہین مانتے مین لاکھ سمجھاؤن کیا ہوتا ہے ہان اس کا دعدہ
البتہ کرتا ہون کہ میرا قبیلہ جس کا مین سردار ہون میرے سمجھانے بجھانے
سے غیر طرفدار ہو جاوے گا۔اور آخر مین ساتھ اُس کا دیگا جو غالب رہے"
میرے اس چلتے فقرہ نے کہ"مین اپنے قبیلہ کا سردار ہون" اطالوی کمانڈر
پر بہت اثر کیا وہ یہ سمجھا کہ بلا سے ایک قبیلہ تو ترکون سے اس طریقہ پر علحدہ
ہو جائے گا۔رفتہ رفتہ اور بھی اسیطرح راہ راست پر آسکین گے۔فوراً ہی تو
اُسی نے بچیس گنی اور ایک اطالوی فوجی نئی تہ زرد وردی منگا کر مجھے
دی اور بہت سے اشتہارات جو نہایت خوشخط عربی زبان مین لکھے ہوے
تھے عربون مین تقسیم کرنے کے لئے میرے حوالے کئے مین سب لے دے کر اون
صاحب کو سلام کرکے دل ہی دل مین ہنستا ہوا کہ یہ خوب بے وقوف بنا۔
چلتا ہوا اشتہار بھی اخبار العلم قاہرہ مین چھپا ہے جس کا مضمون حسب ذیل ہے۔
"اے برادران دینی! عاقل وہ ہے جو دوسرون سے عبرت پکڑے"
"اور مسلمان وہ ہے جو ہر حال مین قرآن مجید پر عمل کرے۔جس کا"
"ارشاد ہے کہ اپنے ہاتھون اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالو۔نیز فرمان"
"رسول ہے کہ تم مین اچھا وہ شخص ہے کہ جب وہ اپنی خطا کو معلوم"

" کرے تو نصف راستہ سے لوٹ جائے۔ تم نے ہمارے اطالوی "
" بھائیون سے مقابلہ کیا۔ حالانکہ وہ تمھارے لئے ظالم اور جابر ترکون "
" سے ہزار درجہ بہتر ہین۔ تم نے ترکون کے بہکانے سے اپنے تئین "
" مفت مین مبتلائے ہلاکت کیا اور دوستون کو دشمن سمجھا کیا تم نہین جانتے "
" کہ جب کل کو لڑائی ختم ہوجائے گی۔ تو وہ تمھین چھوڑ کر چلدین گے "
" اور تم کو بھی اُسیطرح بیچ ڈالین گے کہ جس طرح الجزائر اور تیونس "
" کو بیچ چکے ہین۔ اب بھی سنبھل جاؤ اور رسول اللہ صلعم کے اس "
" قول کے مصداق بنو کہ آدھے راستہ سے لوٹ جانا بھی دلیل "
" نیکی وعقلمندی ہے "

اس اشتہار کے آخر مین پانچ شخصون کے دستخط بھی تھے جو یقیناً اپنے قبیلے مین ممتاز ہون گے۔ روپیہ اور ضرورت بڑی بلائین ہین جب ان دو کے چنگل مین آدمی پڑجاتا ہے تو پھر مذہب اور ملت اس کی نظر دن مین کچھ وقعت نہین رکھتے وہ وہ حرکتین اُس سے سرزد ہوتی ہین کہ جو کسی طرح شایان انسانیت نہین ہوتین۔ قرآن وحدیث کو بھی وہ موقعہ بموقعہ اپنے استدلال مین پیش کرتا ہے نہ خدا سے خوف کرتا ہے نہ رسول سے ڈرتا ہے۔ یہی حالت طرابلس الغرب کے اُن قوم فروش عربون کی بھی ہے جو اس وقت اطالیہ والون کے ساتھ ہوگئے ہین اور اپنے بھائیون سے برسر پیکار ہین۔ خدا اُن پر رحم کرے اور راہ راست پر لائے۔



باب (۲۲)

ترکون اور عربون کے جوش کا ایک منظر

آزادی وحریت۔ مذہب وملت۔ قومیت ویگانگت۔ میل وملاپ۔ اتفاق ویکجہتی۔ اخوت ومحبت جسم وروح۔ اتحاد مقاصد ومطالب دنیا مین عجیب چیز ہین قلوب انسانی پر اُن کی حکومت ہے جسم وروح دونون اُن کے زیر اثر رہتے ہین اور وہ کارنامے ان کی بدولت ناچیز ہستیون سے ظہور پذیر ہوے ہین کہ جو صدیون کے انقلابات بھی کسی طرح میٹ نہین سکتے تاریخون کے صفحات ان سے رنگے جاتے ہین اور شاعرون کی رزمی وبزمی بلند پروازیان ان سے ترتیب پاتی ہین۔ رومیون نے پارسیون کے مقابلہ مین کیا کیا سکندر نے دارا کا طوق اطاعت کس طرح گردن سے نکال پھینکا۔ مٹھی بھر جنگلی عرب سرزمین حجاز سے لواے مذہب بلند کئے ہوے کیونکر نکلے اور دس سال کی قلیل مدت مین کن کن فرعونون کو تخت سلطنت سے اوتار کر قعر ذلت وگمنامی مین گرایا اور کس عنوان سے ظلم وستم جور وجفا کا خاتمہ کیا اور انصاف کا ڈنکا بجایا۔ قرنون کے مظلوم اور ستم رسیدہ فرانسیسیون نے نپولین کی ہستی واحد کی رہنمائی مین کس طرح خون کی ندیان بہاکر شاہی مظالم اور اقتدار کو الفاظ غلط کی طرح صفحۂ عالم سے محو کیا۔ یہ اور بیسیون ایسے ہی واقعات جن سے تاریخین بھری پڑی ہین۔ انہین جذبات کے ادنی کرشمے ہین۔ ان مین تلاطم و ہیجان پیدا ہونا اور قیامت کا آنا دونون برابر ہین سلطنتین تباہ وبرباد ہوجاتی

ہین۔ شہر کے شہر آن واحد مین مٹجاتے ہین۔ بہادری وجرات کا امتحان خونی اکھاڑہ مین ہوتا ہے اور بڑے بڑے نامی وگرامی سورما وبہادر اپنے اپنے سپاہیانہ کرتب دنیا کو دکھلا کر چلتے پھرتے نظر آتے ہین۔ یہ قدرت کے انداز ہین اور قادر مطلق کی ادائین جن کا ظہور طول وعرض عالم مین کہین نہ کہین ہوتا ہی رہتا ہے آج ایشیا ہے تو کل یورپ کی باری آئے گی۔ پرسون افریقہ یہی مناظر پیش کریگا اور نرسون امریکہ اکھاڑہ مین اتریگا ؎

بہ یک ساعت بہ یک لحظہ بیکدم
دگرگون میشود احوال عالم کو

اہل اطالیہ جو بہادری کے مدعی ہین مگر بہادر نہین یورپ کی علمیت و تہذیب سے آراستہ وپیراستہ ہین لیکن ویسے ہی خود غرض بھی ہین آج یہ عاشق نما معشوق سرزمین طرابلس کے لئے ہنگامہ آرا ہین۔ ترکون کی ملکیت اور املاک دندان آز۔ کوئی وجہ۔ کوئی سبب؟ سچ پوچھو تو کچھ بھی نہین شاہان یورپ مین ملک گیری کا سودا ہے اسی ہوس نے ان کو بھی گھیرا ہے مدت سے اس ملک پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ پرانی تاریخون مین کہین دیکھ پایا تھا کہ یہ سرزمین غلہ کا کھلیان ہے۔ یہان سونا برستا ہے اب بھی اسی خیال مین ہین سمجھتے ہین کہ ترکون مین انتظامی قابلیت نہین اس لئے سرسبزی وشادابی مفقود ہے۔ ہمارے ہاتھ آئے تو سرمایہ دارون کی دولت اسپر لگائین اور خاطر خواہ نفع اٹھائین کمبخت یہ نہین سمجھتے کہ عمروا قبال۔ شجر وحجر سب کے ساتھ ہے۔ جو آج بستی ہے کل ویرانہ ضرور ہوگی۔ جہان اس وقت گھورا پڑتا ہے کل یہین عالیشان اور سربفلک کشیدہ عمارتین تھین۔ دنیا مین آتش فشان پہاڑ بھی ہین اور بہت زلزلے بھی ایک زمین کی صورت وحیثیت بدل کر اوسے بنجر بنا دیتے ہین تو دوسرے اسکو

تہ آب کر دیتے ہین سیکڑون کیا ہزارون شہرون کا یہی حشر ہوا اور یہی قیامت تک ہوتا رہے گا۔ مانا کہ سرزمین طرابلس صدیون قبل سبزہ زار تھی اقسام اقسام کی اجناس پیدا کرتی اور دنیا کی بازارون مین بھیجتی تھی۔ لیکن اب تو دشت زار ریگستان ہے کہین کہین قابل زراعت قطعات ضرور نظر آتے ہین۔ پھر بھی بہت کم ہین۔ اُسمین روپیہ لگانا معدنیات کی تلاش کرنا۔ قوت پیداوار اس مین ڈھونڈھنا۔ کوہ کندن وکاہ بر آوردن کا مصداق ہوگا۔ یہ بھی تسلیم کر لیا جاے کہ نہایت عمدہ ملک ہی خوب آباد ہو سکتا ہے تو بھی غیر کی ملکیت ہے۔ آپ قبضہ کرنے والے کون ؟ کیا یہ ڈکیتی نہین۔ مداخلت بیجا نہین۔ اخلاقی کمزوری نہین۔ افسوس صد افسوس کس کے سامنے رویا جاے اور کس سے کہا جاے شاہان یوروپ مین سبھی ایک رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین۔ "انصاف" "انصاف" پکارتے پھرتے ہین چار دانگ عالم مین مظلوم نوازی اور دادرسی کا شہرہ ہے مگر دیکھنے والے دیکھتے ہین کہ ڈھول کے اندر پول ہی پول ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی بھیڑین کبھی بھیڑین ہون گی۔ اب تو بھیڑیے ہین۔ اپنی قومیت و مذہب کا جہان معاملہ آیا۔ پھر تعصب اندھا کر دیتا ہے۔ اطالیہ والون کی نگاہین سب پہچانتے تھے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ طرابلس الغرب کسطرح اُس کی نظرون مین ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ اس قزاقانہ روش سے اسے باز رکھتے پڑوسی کا گھر بچاتے۔ چور کو دھینے نہ دیتے لیکن نہین۔ اور بڑھاوا دیتے رہے۔ "ترکون کی جائداد باوا کا مال ہے۔ جس سے بن پڑے لیوے اور چلتا بنے" یہ اصول رہا اور اسی پر عملدرآمد۔ بیس برس قبل سے وہ اسی فکر مین تھا کبھی حملہ ہو گیا ہوتا مگر لارڈ سلیسبری نے یہ کہکر روک دیا کہ ابھی موقعہ نہین۔ جب ہرن زد پر آئے تب گولی چلانا تاکہ نشانہ خطا نکرے اب وہ رہے نہین۔ وقت و موقعہ دیکھنے والے بھی خال ہی خال ہین۔ سمجھائے کون مشورہ کون دے۔ اناڑی کی بندوق

چل گئی ۔ سمندر ، وان مین بہترین آلات حرب سے مسلح بیڑہ منڈلا رہا ہے ۔ عمدہ قواعد دان نوج ۔ تجربہ کار جرنلون کی ماتحتی مین سواحل طرابلس پر اتری ہے مگر مٹھی بھر ترکون اور سر بکف عربون کے مقابلہ مین ایک نہین چلتی ان جانفروشون کا جوش اللہ غنی اس کا حال کیا پوچھتے ہو بیان مین نہین آسکتا ۔ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے مشتے نمونہ از خروارے بیان کیا جاتا ہے ۔ سنئے اور کان دہر کر سنئے ۔

اٹلی نے جب بیڑہ جہازات ساحل بیروت پر گولہ باری کی نیت سے بھیجا تو وہان کیا تھا میدان خالی صرف "عون اللہ" نامی ایک عثمانی جنگی جہاز محافظ بحر نظر آیا ۔ آسان شکار تھا ۔ محاصرہ مین لے لیا گیا ۔ اس کے بعد اطالوی امیر البحر نے محصورین کو پیغام بھیجا کہ " اب ہمارے پنجۂ غضب سے نکلنا مشکل ہے ۔ مناسب یہ ہوگا کہ ہتھیار رکھدو اور اپنے تئین ہمارے حوالہ کر دو ورنہ توپون کے دہانے تمپر کھل جائینگے ۔ اور چشم زدن مین موت کے گھاٹ اُتار دیے جاؤگے "

لیکن تاریخ عالم اس واقعہ کو سنہرے حروف مین لکھے گی کہ "عون اللہ" کے اعلیٰ و ادنیٰ ہر سپاہی و افسر نے اطالوی مریم پرستون کی غلامی سے صاف انکار کردیا اور توحید اسلامی و شرف عثمانی کے آگے اپنی جانون کی کچھ پروا نہ کی گولہ باری شروع ہوئی اور موت کا بازار گرم ہوا ۔ [illegible] "عون اللہ" کی تباہی کی آخری گھڑیون مین جہاز کے ایک افسر فوادبک نے اپنے وطن عزیز اعزا اور خاندان والون کے نام جو آخری پیام لکھا وہ حسب ذیل تھا ۔

"وطن عزیز اور خاندان محبوب کے نام" :-

"آج مین مر رہا ہون اور یہ میری زندگی کی آخری ساعتین ہین ۔ معلوم نہین کہ مین اپنی اس وصیت کو ختم بھی کر سکونگا یا نہین ۔ لیکن میرے قلب [illegible] موت کا ہراس نہین ۔ مضطر ہونے کے بجائے وہ مطمئن ہے اور ہجر حیات کے غم سے غمگین

ہونے کی جگہ شادان و فرحان کیون ؟ اس لئے کہ مین اپنے بلاد محبوب اور ملت عزیز کے شرف و عزت کی راہ مین مر رہا ہون"

"اطالوی نامرد ہمین ورغلانتے ہین۔ اپنی حالت پر ہمارے دل و دماغ کا قیاس کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ ہم موت کی تلخی سے ڈر کر ان کی غلامی اور قید کو منظور کرلینگے اور انسانیت کی اس انتہائی ذلت و حقارت پر راضی ہو جائین گے۔ مگر یہ سخت دھوکا ہے کہ جس مین وہ مبتلا ہین۔ مانا کہ وہ شرف انسانی کے جذبات سے محروم ہین تو کیا انھون نے تاریخ کے صفحون اور قومی روایتون مین بھی کبھی انسانیت کی صدائے دلپذیر نہین سُنی ؟ عنقریب ہمارا خون سمندر کے پانی مین ملکر محو ہو جائیگا اور لاشین شکستہ جہاز کے تختون کے ساتھ موت و گمنامی کی موجون مین چھپ جائین گی۔ ہماری قبر سمندر کی بڑی بڑی مچھلیون کے پیٹ مین ہوگی۔ یا مرغان صحرائی کے معدون مین۔ خشکی پر بسنے والے اب کبھی ہم کو نہ دیکھین گے اور نہ مٹی کا کوئی کونہ ہمکو نصیب ہوگا۔ لیکن پھر بھی ہم مطمئن ہین۔ سمندر اور سمندر پر آنے والے آلات ہلاکت دونون اپنا زور دکھا رہے ہین مگر ہمارے قلوب مین سکون ہے۔ ہم کو یقین ہے کہ ہم انسانیت کا بہترین فرض ادا کر رہے ہین۔ ہماری روح اپنے خدائے حی و قیوم سے شرمندہ نہین۔ جو اس وقت اطالوی توپون کے گولون اور جہاز کے تختون پر ہماری تڑپتی ہوئی لاشون کو دیکھ رہا ہے"

"گمنامی کی خصلتی ہے اس لئے اس کا اندیشہ ہے کہ ہمارے بعد ہمارے دشمن معلوم نہین کیا کیا غلط خبرین مشہور کرین۔ اسی نظر سے یہ آخری پیغام اس امید پر چھوڑا جاتا ہے کہ شاید ہمارے وطن محبوب تک کسی طرح پہونچ جائے۔ اور ہمارے عزیز ہموطنون کو یہ معلوم ہو جائے کہ دنیا کی کسی دلفریبی اور زندگی کی کسی دلربائی نے ہمکو اپنی ملت مقدس کا اعزاز قائم رکھنے سے باز نہین رکھا ہم نے عزت کی

موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دی اور الحمدللہ کہ اپنے آبا و اجداد اور شہداے کرام کے زمرے مین داخل ہونے کے لئے پابرکاب ہین "

مین یہ خط لکھ رہا ہون اور دشمنون کے گولے میری یمین و یسار مین پھٹ رہے ہین اور اس کی خبر دیتے ہین کہ میری زندگی کے آخری ساعات ہین اب بہت کم لمحے باقی رہ گئے ہین۔ الوداع! الوداع!! اے ملت محبوب اور اے وطن مالوف و مقدس۔ الفراق! الفراق!! اے خاندان عزیز! اور اے خاک مہجور!!"

"ہان میری عزیز اولاد! تیرے لئے میری یہ وصیت ہے کہ ملک تیری تربیت و تعلیم مین غفلت نکرے بجھے خالص اسلامی تربیت دی جائے تاکہ تو جان سکے کہ دنیائے بے ثبات کی کیا ہستی ہے اور ملت وطن کیا شے ہین۔ اور تجھے اس کی ترغیب ہو سکے کہ تو راہ خدا مین اپنی جانون کو قربان کرے۔ اسلامی روح سرایت کرنے کے بعد پھر ملک کو اختیار ہوگا کہ جس زبان کو چاہے تجھے سکھائے اور جس علم کی چاہے تجھے تعلیم دے "

اس کے سوا دوسرا میرا پیغام نہین اور نہ دنیا سے کوئی اور آرزو و توقع۔

+ + + + + + + + + + + + + + + + " یہ جوش مذہب اور یہ شاندار وطن پرستی جس قوم مین ہو وہ مٹنے کے لئے نہین۔ الا ماشاء اللہ۔ اے نوادک اسلامی شرف و عظمت کے شہید اے محبوبیت الٰہی کے تاجدار۔ تونے یہ کیا کہا کہ "مین مر رہا ہون" اگر موت تیرے لئے ہے تو پھر زندگی کہان؟ اگر تیری موت موت ہے تو ایسی موت پر چالیس کروڑ مسلمانون کی زندگیان قربان کیجا سکتی ہین۔ اگر تیرے مقدس وجود کے لئے پرمعصیت دنیا کا دامن تنگ ہے تو بد دل نہ ہو کہ ہم تیرے اور تیرے ہمراہیون کے مقبرے اپنے قلوب مین بنائین گے۔ اگر تیری میت کو پھولون کی چادر نصیب نہ ہوئی تو کچھ مضائقہ نہین۔ ہماری آنکھین آنسوؤن کی چادرین تیرے نام پر چڑھائینگی

یہ یاد رکھ عالیشان گنبدون اور مقبرون مین سونیوالون کی نشانیان مٹ جائین گی مگر تیری سمندر پر بہنے والی لاش کو دنیا کبھی نہ بھولے گی ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ تو ایک ترک سپاہی کی وطن پرستی ہے۔ اب عربی قبائل کی ہمتین اور ذوق دیکھنا ہے جس کی ایک مثال ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

مسلمانون مین قرن اولین کے غزوات ایسے تاریخی واقعات ہین کہ جن مین عورتون نے بھی مردون کے دوش بدوش جنگ کی ہے۔ ایک مذہبی جوش تھا کہ جس کا اثر مسلمان مردون۔ عورتون۔ بوڑھون اور بچون سبھی مین توسرایت کئے ہوئے تھا۔ وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادیٔ عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی۔ تیرہ سو برس سے اوپر گذر چکے لیکن تاریخ نے اب تک بدر و اُحد کی جنگون کی نظیر نہین پیش کی تھی۔ آج ہم دیکھ رہے ہین کہ طرابلس الغرب مین وہی ہنگامہ پیش نظر ہے۔ عرب مجاہدین کے خاندان کے خاندان آگئے ہین تنہا نہین بیبی بچون کو لئے۔ بوڑھے۔ جوان کم عمر و شیر خوار کی تمیز نہ رہی ہے۔ اور سب خدا کے نام پر قربان ہوجاتے ہین۔ عورتین اگر ہتھیار اٹھانے کی قابلیت وصلاحیت نہین رکھتین تو یا تیمار دارون کی خدمت ہلال احمر کے شفاخانون مین کرتی ہین۔ یا میدان جنگ کے اندر گولیون اور گولون کے مینہ مین مشکیزے لئے ہوئے جان بلب سپاہیون کو پانی پلاتے ہوئے نذر اجل ہوجاتی ہین۔ بہتری ایسی بھی ہین کہ جو دونون کام انجام دیتی ہین اور موقعہ موقعہ سے مردانہ لباس مین جنگ بھی کرتی ہین۔

جن قبائل نے سب سے زیادہ لڑائی مین حصہ لیا ان مین ایک مشہور اور ممتاز قبیلہ "البراعصہ" بھی تھا۔ جو کثرت آبادی و رسوخ کے لحاظ سے اندرون طرابلس

مین اچھا خاصہ اثر رکھتا تھا۔ شیخ عبداللہ اس قبیلہ کا سردار تھا جسکو لوگ "عبداہ عبداہ" کے نام سے پکارتے تھے۔ جو عظیم الشان خدمات موجودہ جہاد مین اس بزرگ ہستی نے انجام دئے ہین ان کی تفصیل کے لئے ایک جداگانہ کتاب کی ضرورت ہے۔ مگر مختصر یہ ہے اور اسپر سب ترکی افسرونکا بھی اتفاق ہے کہ اگر ابتدائی جنگ مین عبداللہ نے ایسے نمایان کام نہ کئے ہوتے اور ان کے جانفروشانہ عزایم مجاہدین کا ساتھ نہ دیتے تو بعد کی کامیابیان ہرگز حاصل نہو سکتین۔ اسی اسلام کے فدائی نے اپنے قبیلہ کو بھی اُبھارا اور گرد نواح کے قبائل کو بھی آمادہ جہاد کیا۔ جتنا مال و متاع اپنے ملک مین تھا ترکی افسرون کے حوالہ کر دیا اسپر طرہ یہ تھا کہ دوسرے عرب مجاہدین کی طرح اپنے اور اپنے اہل و عیال کی کھانے پینے کا بار بھی بیت المال پر نہین ڈالا صاف انکار کر دیا راہ خدا مین خاندان کے لوگ ایک ایک کر کے ختم ہو چکے ہین۔ تعلقات کی تمام کڑیان ٹوٹ چکی ہین اب شیخ جی تن تنہا مردون مین خود زندہ ہین اور اولاد مین ایک گیارہ برس کی لڑکی۔ فاطمہ نامی۔ دونون سر بکف میدان معرکہ مین جاتے ہین۔ ایک تلوار لیے اور دوسرا مشکیزہ کمر پر لادے فرائض جدا جدا ہین۔ نہ باپ کو بیٹی کا حال لڑائی کے دوران مین معلوم ہوتا ہے اور نہ بیٹی کو باپ کا۔ جب جنگ سے مہلت ملتی ہے جس کا موقعہ اکثر آتا رہتا ہے تو حالت دوسری ہو جاتی ہے۔ پھر بھی فاطمہ ہلال احمر کے ہسپتال مین زخمیون کی خدمت کرتی رہتی ہے۔ سُرخ رنگ کی وہ دلدادہ ہے۔ چاہے خون کی لالی ہو یا لالہ کی۔ دونون پر یکسان اُس کی جان نثار ہے۔ شہیدونکا خون نہ سہی ہلال احمر کا رنگ احمر بھی اُسے ویسا ہی مرغوب ہے۔

شفاخانہ مین ہماری ہندی عرب بی کلثوم اور فاطمہ کا ایک دن سامنا ہو گیا وہ جوان اور یہ بچہ لیکن معلوم نہین کیا فطری مناسبت ہے کہ روز بروز پینگ بڑھتے

ہی جاتے ہین۔ ایک کو دوسرے کے بے دیکھے چین نہین۔ اب فاطمہ بھی اسی کمرہ مین اُٹھ آئی ہے جس مین کلثوم اور اُم کلثوم دونون رہتی ہین۔ کھانا پینا۔ اُٹھنا بیٹھنا سبھی ساتھ ہے۔ ام کلثوم فاطمہ کی درد بھری کہانی۔ ماں بہنون اور بھائیون کی شہادت۔ اور خانہ ویرانی کی داستانین سُنتی اور روتی ہین مگر خود فاطمہ ہنستی اور قہقہے اُڑاتی ہے۔ اور بوڑھی اُم کلثوم کو آیات قرآنی مصری لہجہ مین پڑھکر سُناتی اور سمجھاتی رہتی ہے۔ اُس کی تقریر بلا کی دلپذیر ہوتی ہے اور دنیا کی بے ثباتی کا ایسا نقشہ کھینچتی ہے کہ بے اختیار زبان سے سبحان اللہ نکلجاتا ہے

اُم کلثوم۔ (ایک روز) کیون؟ فاطمہ تم کو تو اپنا بھرا پُرا گھر۔ بہن بھائی بہت یاد آتے ہون گے۔

فاطمہ۔ (ہنسکر) مین بھی تو اسیواسطے جانے مین جلدی کر رہی ہون مگر نگوڑی دیر ہی ہوتی جاتی ہے۔ معلوم نہین کب میرا وقت آئیگا وہ سب جنت مین مزے کرتے ہونگے۔ اور شاید مجھے یاد بھی کرتے ہون بعض وقت اس خیال مین میرے آنسو نکل آتے ہین۔

ام کلثوم۔ تم کو اپنے باپ کی تنہائی کا خیال نہین۔ اگر تم بھی شہید ہوگئین تو وہ پھر تنہا ہی رہجائین گے کون جانتا ہے کہ وہ کب تک زندہ رہین۔ شاید ان کی قسمت مین شہادت نہ ہو اور وہ لڑائی کی سب سختیان جھیل لے جائین۔

فاطمہ۔ (لن تنالوا البرحتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ مصری لہجہ مین پڑھتی ہے) مین اور آپ دونون اس بات کو خوب سمجھتے ہین کہ دل ایک ہی ہے وہ نہین چاہے اسے دنیا کی محبت کا گنجینہ بنائے یا خدا کا گھر۔ اللہ کی راہ مین میرے باپ نے اس عالم کی سب چیزون کو قربان کر دیا۔ وہ مجھ سے یہی کہتے اور سمجھاتے رہتے ہین کہ

ایک مین ہی اب اون کی اولاد مین باقی رہ گئی ہون۔ مین نہ ہون تو بس او نکے لئے خداہی خدا رہجاے۔ وہ ٹھیک کہتے ہین وہ بھی خوش ہین اور مین بھی خوش ہہان ہم دونون کو اس کا یقین ہے کہ شہادت ہمارے حصہ مین بھی ہے اور یہ لڑائی ہمارے کل خاندان کو اس دنیا مین ختم کردے گی۔ پر ہم زندہ ہمیشہ رہین گے۔ یہی اللہ کا وعدہ بھی ہے کوئی نیکی نہین ملتی جب تک اُس کے لئے سب محبوب چیزین قربان نہ کردیجائین پھر خدا تو خدا ہے۔ یہ باتین میری سمجھ سے باہر تھین لیکن میرے باپ شیخ عبداللہ نے مجھے خوب سمجھا دیا ہے۔ اب مجھے اس دنیا مین کسی چیز کی پروا نہین اور نہ کسی بات کا شوق ہی ہے۔

کلثوم۔ خیر فاطمہ۔ یہ تو سب ہی ہے۔ اب کی اطالیہ والونکا حملہ ہو تو ہم کو بھی میدان جنگ مین لے چلنا تمھارا ہاتھ ہم بھی بٹائین گے۔ زخمیون کو پانی پلائین گے۔ آرام پہونچائین گے۔ آخر آئے ہین کچھ تو کرین۔

ام کلثوم۔ تم دونون کے ساتھ مین بھی چلون گی۔ مین بوڑھی ہوئی۔ خوب دنیا دیکھ ڈالی اب میرے لئے مرنے کے سوا باقی ہی کیا رہگیا ہے۔ رہے ہے۔ یہ تھی۔ (نیچی انگلی سے بیٹی طرف اشارہ کرکے) دشمنون کی صفون مین تیرتی پھرے پھر شوق شہادت مین مین نگوڑی بوڑھی یونہی بیٹھی بیٹھی پلنگ کے بان توڑون مجھ سے نہ ہو گا۔

فاطمہ۔ ہان۔ ہان۔ تم دونون ضرور چلو۔ (شدت ذوق مین اُٹھ کھڑی ہوتی ہے) کلثوم سے مجھے محبت ہوگئی ہے۔ شاید جنت مین ہمارا انکا ساتھ ہو جائے۔ کیا کہون بار بار جی مین آتا ہے کہ ایک گھوڑا مین بھی لے لون اور دشمنون مین گھسکر کشت و خون کرون پھر یہ سوچتی ہون کہ جان ہتھیلی پر رکھے زخمیون کو پانی پلاتی ہون۔ یہ بھی بڑی خدمت ہے۔ نہین تو تلوار۔ نیزہ۔ بندوق سب چلانا مین بھی جانتی ہون۔

کلثوم۔ تو پھر یہ کیون کہون کہ مین مردانہ لباس پہنکر لڑون اور تم دونون پانی پلاؤ۔

امان بوڑھی ہوین وہ نیزہ تلوار چلانا جانتی نہین مین جانتی ہون۔

فاطمہ۔ عورتین لڑتی تو ہین مگر سردار غازی انور بے سے خبر آئی۔ ان کا حکم یہ ہے کہ عورتین شفاخانہ مین مریضون کی خدمت کرین۔ یا زخمیون کو پانی پلائین وہ سمجھتے ہین کہ سپاہی کے لئے قواعد ضروری چیز ہے۔ اور اگر عورتون کو اجازت دیجائیگی تو وہ معاملہ خراب کردین گی۔

کلثوم۔ چوری چھپے ہی سہی۔ مجھے اپنے ساتھ ضرور لے چلنا۔

فاطمہ۔ انشاء اللہ۔ تم اپنے والد سے بھی اجازت لے لو۔

کلثوم۔ ہان مین پوچھ لون گی۔ والدہ کو منظور کرا ہی سکین وہ بھی انکار نکرین گے آج ہی یہ مرحلہ طے ہوجائیگا۔

اسی دن محمد صالح سے بھی تذکرہ آیا پہلے تو وہ کلثوم کے کسی ایسے ارادہ کے بہت خلاف تھے۔ ہندوستانیت اور شرفاء ہندوستان کی صحبت کا اثر بہت تھا پردہ کے بھی زبردست حامی تھے۔ اسیواسطے کلثوم کو بمبئی ہی مین چھوڑنا چاہتے تھے۔ لیکن اب محمد صالح وہ محمد صالح نہین ہین۔ طرابلس مین آنے کے بعد ہندستانی زنگ اتر گیا صیقل ہوگئی۔ پورے بدوی بن گئے۔ جوش مذہب وخدا پرستی رگون مین خون کے ساتھ دوڑ رہا ہے۔ شہادت کی دھن ہے۔ نہ بی بی کی پروانہ بچے کا غم۔ خدا اپنے بندوںکا آپ حافظ حقیقی ہے وہ پریشان ہونے والا آخر کون۔ اب یہی انکا مقولہ ہے جس کو ہم کاشوہر [illegible] کے سامنے کئی دفعہ دہرا چکے ہین آج جو کلثوم نے اپنے ارادہ کو باپ سے [illegible] تو وہ بجائے برہم ہونے کے خوش نہیں ہوئے۔ کہنے لگے کہ خدا تمھاری ہمت مین برکت دے کوئی نئی بات نہین شروع زمانہ اسلام مین ہماری مائین بہنین اپنے بھائیون اور شوہرون کے دوش بدوش کھڑی ہوکر لڑی ہین۔ قید ہوگئین تو بھی اپنی عصمت بچالائین۔

خدا نے ان کی مدد کی اگر تمھاری نیت خالص ہے اسلام کا درد دل مین ہے تو بال بیکا نہ جائے گا ہر موقعہ پر اللہ مدد کریگا جہاد مین تو تم شریک نہی ہو۔ زخمیون کی خدمت اور تیمار داری کا بھی بڑا اجر ہے۔ اگر تم اس کو کافی نہین سمجھتین اور دشمنان اسلام کے مقابلہ مین مردون کی طرح غزا کرنا چاہتی ہو۔ تو بسم اللہ کرو مین بھی انشاء اللہ میدان ہی مین ہونگا۔ میری دعا تمھارے ساتھ رہیگی؟

کلثوم اس جواب کو سنکر بہت مطمئن اور خوش ہوگئی اب اس فکر مین غلطان و پیچان ہوئی کہ لباس کے لئے کیا انتظام کرے اور کس کے ذریعہ سے منگوائے رات کو دیر تک اسی خیال مین نیند نہین آئی پلنگ پر لیٹے لیٹے اوٹھ بیٹھی۔ یاد آیا کہ سروری بیگم کے تحائف مین ایک مقفل بکس بھی ہے۔ جس کے بارہ مین ہدایت ہے کہ جب ایسی ہی پریشانی دامنگیر ہو تب کھولون۔ اس سے بڑھکر اور کیا پریشانی ہوگی۔ آؤ دیکھین اس مین کیا ہے شاید یہ مشکل حل ہو جائے ۔ ماں بھی سو رہی تھین اور فاطمہ بھی بچپن کی نیند۔ دنیا اور مافیہا سے بیخبر تھی۔ دبے پاؤن اوٹھی اور اسباب کی کوٹھری مین چراغ لئے ہوئے گئی۔ روشنی تو ایک اونچی جگہ پر رکھدی اور سروری بیگم کے دئے ہوئے بکس کو اور سب سامان سے علیحدہ کیا۔ چراغ کے قریب لائی اور اوپر کی تحریر کو پھر پڑھا۔ کنجیو نکا گچھا نکالا۔ اور بسم اللہ کر کے صندوق کھولا۔ اندر کا سامان تولیے سے ڈھنکا ہوا تھا اُسے اُٹھایا تو پہلے ایک خوبصورت سا عربی وضع کا عمامہ ترکی ٹوپی پر بندھا ہوا ایک بڑے سے رومال مین جس پر بھورے رنگ کے ریشمی پھول کڑھے ہوئے تھے پڑا نکلا پھر ایک لانبا عمدہ بادامی رنگ کا ڈھیلا ڈھالا کرتہ۔ ایک نیچی سفید صدری وہ بھی بہت نفیس کپڑہ کی نیز ایک عربی وضع کی شلوار اور ایک عنابی رنگ کی بیش قیمت صوف کی عبا۔ کلثوم ان کپڑوں کو ذوق مین اٹھاتی جاتی تھی۔ اور دل ہی دل مین خوش ہوتی تھی۔ دو جوڑے اسی وضع کے

تھے سب سے نیچے ایک عمدہ قسم کی تلوار اصفہانی میان مین کی ہوئی رکھی تھی اور ایک رائفل ہلکا پھلکا ایک میل سے اوپر کی مار کا۔ علاوہ اِن کے ایک جوڑی طپنچون کی بھی تھی اور کئی کارتوسون کی پیٹیان۔ اور دو جوڑے انگریزی بوٹون کے۔ ایک خط بھی لفافہ مین کیا ہوا رکھا تھا۔

کلثوم کی حالت اُس وقت دیکھنے کے قابل تھی۔ سروری بیگم کی محبت اور دور اندیشی کے خیال نے اُسے پچھلی صحبتین پھر یاد دلا دین۔ آنکھون سے گنگا جمنا بہ رہی تھی ایک طرف دردِ فراق تڑپا رہا تھا اور دوسری جانب مذہبی جذبات کے عملی صورت اختیار کرنے کا مکمل سامان ایک خوشی و انبساط کی موج رگ و پے مین دوڑا رہا تھا۔ متضاد اثرات کیوجہ سے پسینہ پسینہ ہو رہی تھی اور تمام جسم پر لرزہ طاری تھا کئی منٹ کے بعد طبیعت سنبھلی تو خط لیکر اٹھ کھڑی ہوئی۔ روشنی کے سامنے لے جاکر کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

"پیاری کلثوم رہنے سہنے سے جو نسبت پیدا ہو جاتی ہے اس کا اثر اگر سہیلی اچھی ہوئی اور مطیع تو دل پر بہت پڑتا ہے۔ مین نگوڑی صورت و سیرت دونون پر سے کی بھی کیون نہ ہو واری جانے کو طیار رہتی ہون۔ تم کو شوکت نے بچپنے سے پالا مین بھی تمھارا اٹھان دیکھتی رہی۔ اللہ نے تم مین بہت سی خوبیان رکھی ہین جنھین مین نے اچھی طرح پرکھا اور تم سے ویسی ہی محبت کرنے لگی جیسے مان اپنی اولاد سے کرتی ہے۔ میرا جی نہین چاہتا کہ تم اتنا دور دراز کا سفر کرو۔ لیکن روکتی تم ایک بڑا فرض ادا کرنے کے لئے آمادہ ہوئی ہو خدا تمھارے ارادہ مین برکت دے۔ لڑائی مجھ شامت کی ماری نے کبھی کاہیکو دیکھی ہے۔ پھر بھی اُس کا نقشہ میری نظرون مین ہے توپ کی گرج اور بندوقون کی تڑتڑاہٹ اِس وقت مین بارہ بجے رات کو سن رہی ہون عصمت و آبرو عورت کے لئے انمول موتی ہین۔ اور دنیا بہت بری جگہ ہے۔

تمھارے لئے لرزتی ہون - اندر والا کہتا ہے کہ تم سب کڑیان جھیلکر پھر آن ملوگی
دلی تو ہون نہین اور نہ شیطان کہ اپنے یقین پر بھروسہ کرلون اس وجہ سے تمھارا
میدان جنگ مین ہونا مجھے سہار رہا ہے - کل تم رخصت ہو جاؤگی - تم کو بیگمین اور
لڑکیان زیورات تحفے مین دے رہی ہین - شوکت اور مین کچھ نہ دونگی - صرف دو
جوڑے مردانے لباس کے - تلوار - دبنہ دق دطپنچون کی جوڑی اس بکس مین میرے
اور اُن کے مشورہ سے مقفل کئے جاتے ہین - تمھاری ہمت دیکھتے ہوئے مجھے اندیشہ
اس کا ہے کہ تم جوانی کی ترنگ مین چوری چھپے سے اطالیون سے لڑنے ضرور جاؤگی
اور اپنی جان دینے مین کوئی کسر اٹھا نہ رکھوگی - لیکن جان - جان آفرین کی ہے
جب تک وقت نہ آئے گا اُسے کوئی نہین لے سکتا - یہ لباس تمھارے جسم کا ہے
ٹھیک اوتریگا - تمھارے سر کے بال بہت بڑے ہین - کاکلین بہت سے عربون
کے ہوتی ہین - زیادہ حصہ ٹوپی کے اندر کرلینا اور کچھ لٹکنے دینا - رومال بڑا جوڑا
ہے وہ تو عربونکی وضع کے موافق ٹوپی پر ڈالو ہی گی - اس سے یہ ہوگا کہ بالون کا
عیب بہت کچھ چھپ جائے گا - اس کی نصیحت کرتی ہون کہ صفون مین نہ گھسنا -
گھمسان لڑائی سے بچنا ایسا نہ ہو کہ زخمی ہو کر دشمنون کے پنجہ مین پڑو اتنا سمجھ لو
کہ عورت کے لئے قید ہونے سے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے - ہیرے کی انگوٹھی
اپنی اُنگلی سے الگ نکرنا جب عزت آبرو بچنے کی صورت کوئی باقی نرہے تو پھر
خودکشی کو ترجیح دینا - یہ مطلب نہین ہے کہ قید ہوتے ہی ہیرا چبا جاؤ - نہین جبتک
راز راز رہے اور دشمن پر یہ ظاہر نہ ہو کہ عورت مرد کے بھیس مین ہے اُس وقت
تک امداد غیبی پر بھروسہ رکھنا اور اُس کا انتظار کرنا ہر ہر موقعہ پر عقل دسمجھ سے
کام لینا بیوقوفی نکرنا - بس خدا حافظ -

دیدہ سعدی ودل ہمراہ تست   تا نہ پنداری کہ تنہا میروی للہ

سردری ۱۲ ربیع الاول

یہ خط پڑھ کر کلثوم سردری و شوکت کی محبت یاد کرکے پھر دن روتی رہی جب کچھ طبیعت سنبھلی تو سب کپڑے برابر کرکے بکس مین بند کئے اور جاکر پھر اپنی جگہہ پر لیٹ رہی۔ کروٹین بدلا کی پھر نیند کہان خدا خدا کرکے صبح ہوتے آنکھ جھپکی تو بمبئی کا سمان پیش نظر تھا۔ شوکت محل۔ بادشاہ منزل۔ مکتب خانہ۔ پائین باغ ایک ایک کرکے آنکھون کے سامنے آتا۔ کبھی قریشیہ اور کبھی سطوت۔ کبھی اسکول کی دوسری سہیلیان کھیلتی۔ پڑھتی چہلین کرتی دکھلائی دیتین اور پھر او جھل ہو جاتین۔ شوکت کو بھی دیکھا۔ سردری بھی نظر آئین۔ ان کے وہی متانت کے ٹھاٹھ تھے اور ان کا وہی مذاق۔ دونون سے کچھ باتین بھی ہوین باتون مین دلچسپی بھی تھی سلسلہ قائم ہی تھا کہ فاطمہ نے الصلوٰۃ خیر من النوم دلفریب لہجہ مین چپکے سے کان مین کہا آنکھ کھل گئی اٹھ بیٹھی۔ سب ہی جاگ چکے تھے۔ سب ضروریات سے فارغ ہوکر نماز میں مصروف تھے کچھ وضو کر رہے تھے کچھ ابھی بیدار ہوئے تھے۔ تڑکا تھا نسیم سحری چل رہی تھی دلون مین فرحت تھی اور چہرون پر انبساط۔ کلثوم بھی اٹھی اور جلد جلد حوائج ضروری سے فراغت کرکے نماز مین مصروف ہوگئی۔ نیند پوری نہین ہوئی تھی اس کے جھونکے برابر آرہے تھے پھر بھی ٹھنڈی ہواؤن نے جاگنے کے ملکان کو بہت کچھ دور کردیا۔ نماز و تلاوت سے فارغ ہوکر کلثوم تو مریضون کی خبر لینے فاطمہ کو ساتھ لیکر چلی اور اُم کلثوم نے چا طیار کرنے کا بندوبست کیا ان مان بیٹی کے ساتھ غازی انور بے کے حکم سے خاص رعائت کیجاتی تھی۔ راتین ان کی اپنی تھین۔ زخمیون کی نگرانی انسے متعلق نہ تھی۔ دن کے گھنٹون مین البتہ ان کو کام کرنا پڑتا تھا۔ وہ اس ترتیب سے کہ بیٹی جائے تو مان آرام کرین اور مان جائین تو بیٹی گھر پر رہے۔ فاطمہ جائد

تھی اور شیخ عبداللہ کی اکیلی بیٹی۔ وہ آزاد تھی۔ کام کرے تو واہ۔ واہ۔ اور نہ کرے تو واہ۔ واہ۔ کوئی خاص خدمت دن یا رات کی اُس سے متعلق نہ تھی پردہ فرشتہ تھی۔ نچلی کا ہیکو بیٹھتی۔ زندگی اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر چکی تھی۔ اسلئے جب سکون کا زمانہ ہوتا تب بھی اس کے لئے بیسیون کام تھے۔ کلثوم اور اُم کلثوم سے تعارف کے بعد اس کے اکثر گھنٹے ایسے بھی ہونے لگے تھے کہ جن مین وہ ان دونون کے پاس بیٹھکر پہرون اپنے خاندان اور اپنے قبیلے کے حالات بیان کیا کرتی تھی۔

کم وبیش ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد یہ دونون اپنے فرایض انجام دیکر واپس آئین چائے دم ہو چکی تھی۔ حلوہ انڈے اور بسکٹ کا ناشتہ ہوا۔ ایک ایک پیالی چار کی ان تینون اور چوتھی حبشن خادمہ نے نوش کی اس سے فراغت ہوئی تو ام کلثوم مریضون اور زخمیون کی ضرورتین دیکھنے چلین۔ اور فاطمہ و کلثوم گھر پر رہین۔ باتون کا سلسلہ شروع ہوا۔ بمبئی کے تذکرہ تھے اور شوکت آرا و سروری کی تعریفین۔ کچھ دیر کے بعد کیا جانے کیا خیال آیا کہ کلثوم "ابھی آتی ہون" کہکر اُٹھ گئی۔ کوٹھری کا رُخ دوسرے کمرہ مین تھا اُسے کھولا اور سروری کا علیہ مردانے لباس کا ایک جوڑہ زیب بدن کیا۔ سر پر عمامہ رکھا۔ بال اندر گھرسے کچھ باہر نکلنے رہے۔ رومال سر پر ڈالا کمر کی پیٹی مین تلوار لٹکائی اور بندوق پشت کی جانب شانہ سے آویزان کر کے باہر نکلی آئینہ مین صورت دیکھی۔ خود اپنے تئین نہ پہچان سکی۔ خوش ہوئی دوسرے دروازہ سے دراتی ہوئی اور چہرہ پھر کرتی اس کمرہ مین داخل ہوئی جس مین فاطمہ حبشن سے بیٹھی ہوئی گوشت و ترکاری لانے بارے مین ہدایتین کر رہی تھی بیچاری گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئی "تم کون ہو اور کہاں شفاخانہ کے زنانہ حصہ مین بلا اجازت گھس آئے ہو" یہ سوالات تھے جو اُس نے

فوراً ہی کئے۔ جواب مسکراہٹ کے ساتھ مردانہ لب ولہجہ مین یہ ملا کہ یہ گھر ہمارا ہی ہے یہیں رہتے ہین۔ گھبرانے کی بات نہین۔ آج کچھ جی مین آگیا کہ تم نیک بہنون کو اپنی صورت دکھلا دین۔ اللہ کی راہ مین جو شہید ہوتے ہین وہ مرتے نہین قیامت تک زندہ رہتے ہین اور اسی کی خوان نعمت سے انہین عمدہ عمدہ غذا ئین ملتی رہتی ہین۔ تم لوگون کو دل توڑ کر اسلام کی خدمت مین مستعد رہنا چاہئے دونون جہان تمھارے ہین "

فاطمہ۔ اے شہید بھائی مین تم سب سے کب تک آملونگی؟ مین یہان گھبرا رہی ہون۔ اب اس دنیا مین رہنا نہین چاہتی۔

مصنوعی شہید۔ اللہ عالم الغیب ہے۔ الدنیا سجنٌ للمومنین وجنتٌ للکافرین مشہور حدیث ہے جو پڑے اُسے جھیلنا چاہئے اور ہر حال مین اللہ کی مرضی پر شاکر رہنا چاہئے۔

اُم کلثوم آجاتی ہے اور اجنبی مرد کو دیکھ کر نقاب چہرہ پر ڈال لیتی ہے

ام کلثوم۔ (گھبراہٹ کے لہجہ مین) تم کون ہو اور یہان کیون آئے۔

مصنوعی شہید۔ (مسکرا کر) اللہ حافظ مین جاتا ہون یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرنا۔

یہ کہا اور سلام علیکم کہتی ہوئی پھرتی کے ساتھ کمرہ مین ہو تی ہوئی کلثوم کوٹھری مین چلدی اور وہان ایک زور سے قہقہہ لگا کر کپڑے اتارنا شروع کردئے



باب (۲۳)

بلقیس بیگم

محمود کی شادی کو ۶، ۷ ماہ کا زمانہ گذر چکا ہے اس عرصہ مین ایکمرتبہ بلقیس بیگم آگرہ ہو بھی آئین لیکن ایک ہی مہینہ کے قیام کے بعد داماد کے اصرار سے مولوی محمد احسن صاحب نے پھر بھیجدیا۔ اور نہ کیون بھیجتے۔ بیٹی کو خدانخواستہ کوئی تکلیف تو تھی نہین اچھے سے اچھا پہنتین اور اچھے سے اچھا کھاتین بیش قیمت زیورات سے بھی لدی ہوئی تھین۔ وہ خود تو اپنی زبان سے کاہیکو کہتین پھر بھی یہ اپنی مثل ہے کہ اللہ کو آنکھ سے نہین دیکھا عقل سے تو پہچانا ہے۔ سوغات لائین تو وہ کثرت سے۔ ہر ہر آدمی کے لئے کپڑے بھی۔ زیور بھی نمائش کا سامان بھی۔ مان باپ۔ بھائی بھاوج۔ ماما اصیلین۔ مغلانیان۔ اور سب کنبے والے۔ غرضکہ کوئی چھوٹا بڑا رشتہ ناتہ کا ایسا نہ تھا کہ جس کے لئے کچھ نہ کچھ چیزین آئین نہ ہون۔ بلقیس کا خود تو خیال اتنا وسیع نہ تھا۔ مگر شوکت وسیروری کے ہاتھ کھلے ہوئے تھے۔ یہ اگر ایک کہتین تو وہ دس منگا تین گئی بکسون مین تحفہ تحائف بھرے ہوئے تھے۔ جب کھولکر تختون پر سامان پھیلایا گیا ہے تو اچھی خاصی ایک دوکان لگی ہوئی تھی جس مین ادنی اعلی ہر قسم کا سامان تھا۔ سو دو سو کا نہین خدا جھوٹھ نہ بلائے تو دو ہزار روپیہ سے کم کی مالیت کا نہ ہوگا۔ مولوی صاحب اور انکی بی بی دکھلانے کو خفا بھی بہت ہوین کہ آخر اس طرح روپیہ برباد کرنے کا کونسا نتیجہ۔ بیٹی سے بھی کہا اور داماد سے بھی۔ محمود سوا اس کے اور کیا جواب دیتے کہ "مجھے تو خبر بھی نہین کہ

عورتوں نے کیا معگو اکو ساتھ کر دیا ہے میری خود تو اگر ہے لیجاتی تو مین اتنا کم سامان نہ لانے دیتا۔ خدا نے جب دیا ہے تو آخر کیوں نہ صرف کیا جائے" دوسری طرف زہرہ بیگم تو بہنوئی کا کلمہ پڑھتی ہوئی اُتریں۔ مولوی صاحب پوتڑوں کی رئیس تھے اور بڑے غیرت دار بھی۔ ہر طرح کا کپڑا اچھے سے اچھا زہرہ بیگم کے پہننے کے لیے ساتھ کر دیا تھا۔ مگر وہ جون کا توں رکھا رہا۔ قریشیہ کے مکتب خانہ کا سادہ لباس یعنی قمیص۔ جیکٹ۔ چوڑی دار ریشمی پائجامہ۔ اصلی جنگل باری کی اوڑھنی ریشمی موزے ولائتی زنانہ جوتہ ان کے جسم پر تھا۔ کانوں میں ہیرے کے بندے۔ اور ہاتھوں میں سونے کے کڑے۔ اللہ اللہ خیر صلاح۔ لیکن اس سادگی پر سیکڑوں بناؤ نثار تھے زہرہ بری عادتیں اور جہالت ساتھ لیکر گئی تھیں۔ چار مہینہ کے بعد جو لوٹیں تو وہ زہرہ ہی نہ تھیں۔ ایسا کایا پلٹ ہوا کہ سب دیکھکر ہکا بکا رہ گئے۔ صبح تڑکے اُٹھنا نماز پڑھنا تلاوت کرنا۔ پھر معمولی طور پر کنگھی چوٹی کے بعد کوئی نہ کوئی سوزن کاری کا کام لیکر بیٹھ جانا ماں باپ بڑے بھائی اور بھاوج کو سلام کرنے جانا اور تھوڑی دیر ادب سے بیٹھکر کچھ نہ کچھ کام اُن کے آرام کا کر دینا۔ اس کے بعد کوئی کتاب پڑھنا یا کچھ لکھنا انکا شغل تھا مولوی صاحب چھوٹی بیٹی کے یہ اطوار دیکھکر باغ باغ ہوگئے البتہ بڑی پر جہالت کا ملمع پکا چڑھ چکا تھا اس لئے ان میں فرق کم تھا وہی پہر دن چڑھے سو کر اُٹھنا پہروں پلنگ پر کروٹیں بدلنا۔ غصہ خفگی۔ چڑچڑا پن گھٹنے کی جگہ کچھ اور بڑھ ہی گیا تھا آزادی تھی اپنا گھر۔ بڑا بوڑھا کوئی ٹوکنے والا نہ تھا۔ بعض بعض باتوں میں کچھ سمجھداری ضرور تھی میاں کی آرام کا خیال سب باتوں پر مقدم تھا۔ ان کی مرضی ہر بات میں دیکھنے کی عادت پڑ گئی تھی۔ کچھ کہنے سننے سے اور کچھ رہتے سہنے کی محبت سے پہر بھی وہ بارہ گھر سے جلنے میں جھلیں بہت۔ محمود سے کہا ابھی کیا ابھی نگوڑے چار ہی دن تو ہوئے ہیں میں نے اچھی طرح اپنے کنبے والوں کو دیکھا بھی نہیں ایسی

کونسی جلدی ہے۔" لیکن وہ کب ماننے والے اسامی تھے۔ طرابلس جانے کی ٹھان چکے تھے۔ وہاں سے خبریں آتیں۔ سپاہی آدمی دل چاہتا تھا کہ اڑ کر پہونچ جائیں۔ گھر میں شادی کی بھی امید تھی خیال یہ تھا کہ لڑکا بالا بمبئی ہی میں ہو۔ وہاں ڈاکٹر و ڈاکٹرن گھر ہی میں موجود ہیں۔ مولوی صاحب کی بی بی اور بہو مہینہ بیس روز کیلئے تکلیف کریں گی۔ بھاوج کی معرفت کہلوا بھیجا۔ ساس یہ خبر سنکر خوش تو بہت ہوئیں۔ پر اس کی حامی نہ بھری کہ خود یا بہو بمبئی جائیں۔ داماد سے اصرار اسی کا رہا کہ ولادت کا زمانہ جب قریب آئے تو آگرہ ہی میں بھیجدینا۔ اپنا گھر ہے زچہ کو آرام زیادہ ملے گا۔ محمود نے سبھی اونچ نیچ دکھایا اور وہاں قیام کی مصلحت سمجھائی۔ لیکن کون سنتا ہے۔ یہ کچھ کہتے رہے اور سسرال والے کچھ کوئی بات طے نہ ہوئی بعد کی خط و کتابت پر معاملہ اٹھ رہا۔ بلقیس پھر تھوڑے دنوں کے بعد بمبئی آگئیں زہرہ کے دوبارہ ساتھ کرنے پر ماں کو کچھ تکلف تھا۔ البتہ مولوی صاحب تعلیم و تربیت کے خیال سے یہ چاہتے تھے کہ سال ڈیڑھ سال بمبئی اور رہ آئے تو پھر گن ڈھنگ سب درست ہو جائیں۔ بی بی سے یہی کہا بھی پر وہ کسی طرح راضی نہیں ہوتی تھیں بارے محمود کی خوشامد درآمد سے یہ مرحلہ بھی طے ہو گیا۔

ولادت میں دو ہی تین ماہ کا وقفہ اور باقی ہے۔ بلقیس سست و نڈھال رہتی ہیں۔ دبلی بھی ہو گئی ہیں آگرہ پھر جانا چاہتی ہیں میاں سے کئی مرتبہ کہہ چکی ہیں کہ معلوم نہیں کیا افتاد پڑے مجھے گھر ہی جانے دو۔ وہاں زیادہ آرام ملے گا ہر وقت سب میری دیکھ بھال کریں گی۔ یہاں وہ بات کہاں۔ محمود کہتے ہیں کہ تمہارے ہی خیال سے تو میں روکتا بھی ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ عورتوں کے لئے یہ زمانہ بہت نازک ہوتا ہے۔ آرام کا بھی میں نے پورا بندوبست کر دیا ہے۔ بہاجی اور باجی بلا ناغہ روز آتی ہیں اور اپنے ساتھ تم کو لیجاتی ہیں ہر طرح کے مشغلوں میں تمہارا جی بہلاتی ہیں

صبح کو سس تم آپ ضرور تمھین دیکھ جاتی ہین اور آتی ریزہ حال پوچھ جاتی ہین۔ یہ بات آگرہ مین کہان میسر ہو سکتی ہے۔ وہان گھر کی چار دیواری مین بند پڑی رہوگی مان دیکھا بھی البتہ نہین۔ زہرہ پاس ہی ہے۔ ان کے لئے بھی مین برابر خط وکتابت کر رہا ہون اگر قطعاً انکار کر دین گی تو مین اس کا وعدہ کرتا ہون کہ خود جا کر ہاتھ پاؤن جوڑ دونگا اور لے آؤنگا۔ مگر وہ ایک نہین مانتی ہین اب اتنا سلیقہ ضرور آگیا ہے کہ میان سے الجھتی نہین۔ اگر وہ کسی بات پر اڑ جاتے ہین تو یہ دلبر جبر کر کے خاموش ہو جاتی ہین اور پھر موقعہ محل سے اسی بات کو چھیڑتی ہین۔ اس ترکیب سے اکثر معاملون مین کامیابی ہوئی ہے اور محمود نے وہی کیا ہے جیسے بی بی کا اصرار رہا۔ البتہ اس خاص بات مین کہ ولادت آگرہ مین ہو ابھی تک اپنی ضد پر قائم ہین۔ سرور ی و شوکت دونون سے تذکرہ آچکا ہے۔ وہ بھی یہی کہتی ہین کہ اگر یہان قیام مین اللہ وہ دن دکھائے کہ لڑکا ہو تو کیا پوچھنا ہم سب کوئی دقیقہ دولھن کے آرام کا اٹھا نہین رکھین گے لیکن اگر ان کا اصرار اپنے گھر ہی جانے کا ہے تو جانے دو کیا مضائقہ ہے مان باپ کے پاس اولاد کو بہت ڈھارس رہتی ہے۔ تم کہو گے تو ہم لوگ بھی دس پندرہ روز اُس زمانہ مین رہ آئین گے۔ آگرہ بھی بڑا شہر ہے۔ ڈاکٹر و حکیم سبھی وہان ہین۔ خدا نکرے کہ ان لوگون کی مدد درکار ہو۔ لیکن محمود ابھی تک آگرہ بھیجنے پر آمادہ نہین۔ بی بی ہین بد دماغ تو کیا ہوا پھر بھی گھر کا لطف شادی کے بعد اونہین بلقیس کی صحبت مین آنے لگا ہے جب طبیعت اوچاٹ ہوئی زنانہ مین آن بیٹھے اور ادھر ادھر کی باتین بی بی سے شروع کر دین۔ شام کو زہرہ پڑھنے لکھنے سے فارغ ہو کر آجاتی ہین۔ مکتب مین کبھی کبھار رہ گئین تو دوسری بات ہے۔ مگر اور لڑکیون کی طرح بلقیس نے مستقل طور پر رہنے کی کسی طرح اجازت نہین دی۔ صبح جانا اور شام کو واپس آنا۔ پڑھائی کا دن ہو یا چھٹی کا یہی دستور ہے لڑکی ذہین اور

سلیقہ کی ہے اس وجہ سے چھ ہی سات مہینہ میں کیا سے کیا ہو گئی ہے۔ بہن کو جب خوش دیکھتی ہے تو بعض بعض باتوں میں بہجاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی ڈانٹ پڑجاتی ہے اور کبھی "ہاں ہوں" میں بات ٹلجاتی ہے۔ محمود سالی سے بہت خوش ہیں اور دل ہی دل میں اکثر کہتے ہیں کہ زہرہ بلقیس ہوتی تو کیا کہنا تھا۔ لیکن آدمی کا مقدر اس کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ جوڑا وہی ملتا ہے جو تقدیر میں لکھ گیا ہے۔ لاکھ انسان کوشش کرے پر ایک بنائے نہیں بنتی۔ لوگ "تدبیر تدبیر" پکارتے ہیں۔ قسمت کا بُری طرح مضحکہ اوڑاتے ہیں پر اپنی مجبوریاں نہیں دیکھتے۔ جب کسی کام میں جو ہونیوالا نہیں ہوتا گرہ پڑجاتی ہے تو کسی طرح ناخن تدبیر کے سلجھائے نہیں سلجھتی۔ بہت ایسے اللہ کے بندے اس دنیا میں پڑے ہیں کہ علم و فضل۔ فہم و فراست میں اپنا جواب آپ ہی ہیں۔ مگر نان شبینہ کو محتاج ہیں دنیا کمانیکی فکریں کرتے ہیں دولتمندوں اور با اختیار لوگوں تک رسائی بھی ہے وہ انہیں نفع بھی پہونچانا چاہتے ہیں لیکن نہیں پہونچاسکتے اللہ کی مرضی اور اُس کی دین ہے۔ خوبصورت کو بدصورت اور بدصورت کو خوبصورت نیک کو بدمزاج اور بدمزاج کو نیک بی بی ملتے دیکھی ہے۔ پھر یوں تو خدا کی مشیت ہے۔ محمود بھی اسی قسمت کے چکر میں چکر گھنیاں کاٹتے ہیں۔ خیر۔ آج بی زہرہ اسکول سے بہت خوش خوش آئی ہیں اور سیدھی دوڑتی ہوئی بہن کے پاس پہونچیں۔

بلقیس - ددی! ددی!! خیر تو ہے۔ آج تم بہت خوش معلوم ہوتی ہو۔ کچھ انعام اسکول میں مل گیا کیا؟

زہرہ - باجی ہمارے اسکول میں اگلے جمعہ کو جلسہ ہوگا۔ سروری بیگم صاحب آج حکم دے گئی ہیں اُسکی سب کو خوشی ہے میں بھی خوش ہوں۔

بلقیس - بھئی! میں تو کچھ خوش نہ ہوئی بڑی کھکھیڑ کرنا پڑتی ہے۔ آدھی رات

گذر جاتی ہے۔ اپنی آرام مین خلل پڑتا ہے اور یہ بھی نہین بنتا کہ نجاؤن بھابی جی
اور باجی مجھ نگوڑی کی ایسی خاطر کرتی ہین کہ انکار کرتے بن نہین پڑتا۔
محمود۔ (جو قریب ہی آرام کرسی پر پڑے کتاب دیکھ رہے تھے) نہین نہین
ضرور جاؤ ایک رات دل ہی بہلیگا اور پھر ان لوگون کی صحبت کس کو نصیب
ہوتی ہے۔ واللہ یارس ہین پارس۔ مین تو تم ہی مین زمین آسمان کا فرق
ہر اعتبار سے پاتا ہون۔
بلقیس۔ اے ہے جاؤن گی کیون نہین۔ نہ جاؤن گی تو کہان رہون گی۔
محمود۔ تم کو اختیار ہے جاؤ یا نہ جاؤ مین تو کسی معاملہ مین تم کو مجبور نہین کرتا
ہان رائے ضرور دیدیتا ہون جس کا شاید مجھے حق ہے۔
زہرہ۔ (بات کاٹتے ہوئے) دولھا بھائی دیکھئے ہم نے آپ کے لئے رومال
بنائے ہین۔ چھ ہین اگر آپکے پسند آجائین تو بات ہے (دوڑ جاتی ہے اور
رومال لاتی ہے)
محمود۔ واللہ خوب ہین۔ (ایک ایک کرکے دیکھتے ہین) بہت خاصے تم نے
تو انعام کے قابل کام کیا ہے (ہنسکر) اور یہ انگریزی مین آپ نے ریشم سے
کیا لکھا ہے " فارگٹ می ناٹ " شاباش تم نے بہت جلد ترقی کی۔ اب
کیا بنا رہی ہو۔
زہرہ۔ ایک اونی ویسٹ کوٹ طیار کر رہی ہون۔
محمود۔ وہ کس کے لئے ہے
زہرہ۔ وہ بھی آپ ہی کے لئے ہے۔ ابا یا بھائی صاحب اس قسم کے کپڑے
پہنتے نہین۔ بھابی کے لئے بیلین ریشمی اور سوتی دونون طرح کی طیار کی ہین
محمود۔ اور اپنی بھابی کے لئے۔ میرے لئے رومال بنائے ہین ویسٹ کوٹ طیار

کر رہی ہو ان کے لئے اگر کوئی چیز نہ ہوگی تو خفا نہ ہو جاین گی۔

بلقیس - کہہ تو رہی ہے کہ بھابھی کے لئے ریشمی بیلین طیار کی این۔

محمود - میرا مطلب تم سے تھا۔ زہرہ میری چھوٹی بہن ہے۔ تم اُس کی بھاوج ہی تو ہون۔

بلقیس - خوب میری ماں جائی بہن مین کچھ نہ ہوئی اور تم سب کچھ ہو گئے یہ نہین کہتے کہ میری ہی بدولت اپنون کو جانا۔ ماموں۔ ممانی اور بھائی بہن والے ہوے۔

محمود - تمھاری بدولت کیون مین خود آگرہ گیا تھا یا تم مجھے لینے بمبئی آئی تھین اپنے کنبے کی تلاش تھی۔ بچھڑے ملے تم گلے کا ہار بنین پہلے بہن۔ پھر جورو زہرہ کا رشتہ زیادہ قریب کا ہے۔ چاہے تم مانو نا۔ ہان زہرہ تم نے اپنی باجی کے لئے کچھ نہین بنایا۔

زہرہ - ذرا ہاتھ اور صاف ہوے تو ایک جیکٹ طیار کر دون کی تھوڑی کسر اور ہے۔ آپ کے لئے رومال ہی ڈرتے ڈرتے لائی تھی کہ کہین آپ ہنس نہ ڈالین۔

محمود - نہین زہرہ ہم بہت خوش ہوے۔ ایک درجن رومال ہمکو اور بنا دو ہم اب تمھارے ہی بنائے ہوے رومال رکھین گے۔ (بی بی سے مخاطب ہو کر) کل ہم دو جوڑ گلو بند لائے تھے۔ تم نے کونسا پسند کیا۔ ذرا منگانا تو (بلقیس نے گلو بند لا کر میان کو دیے)

محمود - (زہرہ سے) دیکھو! ان مین سے تم اپنی بہن کے لئے کون پسند کرتی ہو۔

زہرہ - (دونون جوڑ ہاتھ مین لیکر) وضع تو دونون کی یکسان ہے۔ نہین نہین کچھ یون ہی سا فرق ہے ایک مین نیلم جڑا ہے اور ایک مین یاقوت۔ باجی آپ نے

نیلم کی جڑائی پسند کی ہوگی۔

بلقیس۔ نہیں میں تو یاقوت کا جڑا ہوا پسند کرتی ہوں۔

محمود۔ اچھا تم (دل ہی دل سے) اپنی پسند کا گلو بند پہنو اور زہرہ تم اپنی پسند کا ہم کہیں کہ کیسے معلوم ہوتے ہیں۔ (بلقیس ہنسکر ہیں لیتی ہیں۔ لیکن زہرہ چلدیتی ہے)

محمود۔ (زور سے آواز دیکر۔ زہرہ! زہرہ!!) کیسی بیوقوف لڑکی ہے۔ میری چیز سے انکار ہے۔ اچھا تم نہ آؤ میں ماموں جان کو آج ہی لکھو نگا (بلقیس سے) تم اس احمق کو بٹھاؤ اور زبردستی پہناؤ۔ اگر نہ لے گی تو مجھے بہت رنج ہوگا۔

بلقیس۔ (زہرہ کو آواز دیکر) ادہر آؤ یہ کونسی بات ہے۔ وہ اپنی خوشی سے ایک چیز دے رہے ہیں تم کیوں نہیں لیتیں۔ وہ دینے کی چیز ہیں اور تم لینے کی۔ پھر نگوڑا انکار ہی کیا۔

زہرہ (آتی ہے) دولھا بھائی آپ ناحق خفا ہوتے ہیں۔ لڑکیاں ایسے زیور بہاہے کنبہ میں نہیں پہنتیں۔

محمود بیوقوفی کرتی ہیں سلوت اور قدشیہ کو دیکھو وہ پہنتیں ہیں یا نہیں تمھارے عتب میں کتنی ہی ایسی بچیاں ہونگی کہ جن کے گلے میں ایک آدہ بیش قیمت زیور ضرور ہے۔

زہرہ۔ ہاں ہے کیوں نہیں۔ لیکن دولھا بھائی ہر ملکے دھر سمے۔

محمود۔ تو یہ بمبئی ہے۔ آگرہ نہیں (اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیتے ہیں) میں ضرور اس وقت گلو بند پہناؤنگا۔ (بلقیس سے) اسے گلو بند پہناؤ۔

زہرہ بیچاری مجبور ہوگئی۔ دونوں ہاتھ محمود پکڑے ہوئے تھے بلقیس نے سر سے اوڑھنی ہٹا کر گلوبند پہنا دیا اور اپنے قریب کرسی پر بٹھا لیا۔

محمود۔ ہاں اب باتیں کرو تمھارے اسکول میں کب جلسہ ہوگا۔ اور کیا کیا

سامان ہین۔ کون تقریر کرے گا جی چاہتا ہے کہ ہم بھی سنتے۔

زہرہ۔ اے ہے پرسون ہی تو ہے سامان تو آپ جانتے ہی ہین کہ کیا ہوتے ہین وہی چار بجے سے پارٹی پھر رات کا کھانا۔ ایکی سنتی ہون کہ سب کھانا لڑکیان ہی پکائین گی۔ کام کاج کرنے والیان مامائین صحلین ہونگی پر کسی دیگچی مین انکو ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ہوگی۔ سرور ی بیگم صاحب ہر چیز کی خود دیکھ بھال کرین گی بڑا مزہ ہوتا ہے چلئے اب کی آپ کو دکھلائین باجی کے کپڑے پہن لیجئے گا۔ مونچھین البتہ منڈانا پڑین گی۔ ہم کہدین گے کہ ہماری باجی کی سہیلی ہین۔ آگرہ سے آئی ہین۔ سرور ی بیگم صاحب سے البتہ دور دور رہیگا۔ وہ مزور پہچان لین گی۔ آپ بھی نکالے جائین گے اور میری بھی درگت بنے گی اب کی تقریر شاید شوکت آرا بیگم صاحب کرین۔ انھین سے اصرار ہے وہ سرور ی بیگم پہ ٹال رہی ہین کوئی بھی کرین دونون خوب بیان کرتی ہین اور بہت لطف آتا ہے۔

محمود۔ مگر تمھاری باجی کو تو کوئی لطف نہین آتا۔ وہ تو اور گھبراتی ہین۔

زہرہ۔ نہین۔ یہ بات نہین ہے۔ آپ کو چھیڑتی اور بناتی ہین بھلا کوئی بھی دنیا مین ایسا ہے کہ جو اچھی باتون سے گھبرائے اونچی اونچی بیگمین آتی ہین۔ ستھرا مذاق رہتا ہے۔ تاش۔ پچیسی۔ بیڈمنٹن۔ ٹینس۔ ہر طرح کے کھیل ہوتے ہین۔ جس کا جی چاہے کھیلے جسکا جی چاہے نہ کھیلے باغ ہی جنت بنا رہا ہے۔ سچ کہون۔ میرا جی وہان بہت لگتا ہے بیچو بیچ مین نہر کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ پھر ہر طرح کے پھول انگریزی بھی ہندوستانی بھی چار دن طرف کھلے ہوے۔ بھینی بھینی خوشبو آتی ہے نگوڑی طبیعت کیسی ہی نڈھال کیون نہ ہو وہان خوش ہوجاتی ہے۔ مجھے تو جب موقعہ ملتا ہے تریشیہ یا

یا سطوت آرا کو لیکر وہاں چلی جاتی ہوں۔ اُن کو فرصت نہ ہوئی تو محمودہ سا تھ ہو جاتی ہیں
محمود۔ تو تم کو مکتب خانہ میں بڑا لطف آگیا۔
زہرہ۔ جی ہاں بات تو یہی ہے مگر بھول گئی ہوں۔ آگرہ ایک مہینہ مجھے اجیرن ہو گیا۔
بلقیس۔ تو بیچاری تر تو جی میں آتا ہے کہتی ہی چلی جاتی ہیں "گھر ہو گئیں" آگرہ اجیرن ہو گیا" دو روز سے بمبئی میں کیا رہنے لگیں کہ ماں باپ کی محبت دل سے جاتی رہی۔
محمود۔ تو اُسے یاد آتی کیوں ہو بچوں کا دل جہاں سامان دلبستگی ہوتا ہے لگتا ہی ہے آگرہ میں کیا دھرا ہے۔ ماں باپ بھائی بہن ضرور ہیں ان سب کی محبت اپنے ٹھکانے ٹھکانے سے ہے اکیلی تو یہاں بھی نہیں تم بہن اور میں بھائی موجود ہی ہوں پھر آگرہ کیوں یاد آئے۔
بلقیس۔ نہیں آدمی کو اونچ نیچ دیکھکر بات کرنا چاہئے دل میں کچھ ہی کیوں نہ ہو ظاہرداری ہی کرے۔
محمود۔ ابھی یہ بھولی ہے جو دل میں ہے وہ زبان پر جب تمھارے سنوں ہونگی تو ظاہرداری کرنے لگے گی۔
بلقیس۔ مجھ سے دو تین ہی برس تو چھوٹی ہیں۔ میں تو ایسی کبھی نہ تھی۔ بات سمجھ بوجھکر کہتی تھی۔ یہ تھوڑی تھا کہ جو زبان پر آیا بکتے چلے گئے۔
غرضکہ اسیطرح کی باتیں دیر تک ہوتی رہیں۔ کھانا ہوا سو سو رہے دو دن یوں ہی اور گذر گئے۔ جمعہ آیا اور پارٹی کا دن۔ زہرہ جمعرات ہی سے اسکول ہی رہیں آنے نہ پائیں شام کو حسب معمول باغ میں ہنگامہ آرائی رہی ہر طرح کے کھیل کود ہوئے۔ دلچسپی رہی۔ بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی بلقیس بھی ہر موقع پر بے تکلفانہ شریک رہیں۔ اب پہلی کی سی شرم و غیرت نہ تھی پارٹی ختم

ہوئی تو جلسہ کی ٹھہری۔ مکتب کا بڑا کمرہ کھچا کھچ بھرا تھا۔ آج مس فلپ صدر بنائی گئیں انھون نے مختصر تقریر مین اسکول کی ترقیون کا ذکر کیا۔ تعلیم و تربیت دونون پہلو دکھلائے۔ سرودی بیگم صاحب کی جانفشانیون اور قابلیت کی داد دی۔ اس کے بعد شوکت آرا بیگم کی تقریر شروع ہوئی جو بجنسہ ذیل مین نقل کیجاتی ہے۔

بچیو اور بیگمات۔ آج عرصے کے بعد مین آپ سب کے سامنے تقریر کرنے کھڑی ہوئی ہون۔ اب پہلی کی سی طبیعت مین اُمنگ نہین اور نہ زبان مین قوت خیالات بٹے رہتے ہین۔ عورت ذات ستر وہند ھے کی آدمی پراگندہ خیالی کی دماغ مین حکومت ہے۔ خیر سے یہ بھی تو نہین سوچا ہے کہ مضمون کونسا ہو اور تم لوگون کی دلچسپی دور از کار باتون مین کیونکر پیدا کیجائے۔ پھر بھی سرودی بیگم صاحب کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری ہے۔ اگر میرے بیان میں جی نہ لگے یا میرا طرز ادا دلپسند نہ ہو تو انھین کو گالیان دینا مجھے معذور ہی رکھنا۔

بیگمات ہم لوگ زن عورتون کے فرائض بہت سے ہین اور ذمہ داریان کثیر ہر فرض اور ذمہ داری سے اگر بحث کیجائے تو کتابین کی کتابین سیاہ ہوجائین اور مطلب ناتمام رہے "والدین کے ساتھ اولاد کے فرائض کیا ہین" "دولھا کے حقوق دولہن پر کون کون سے ہین" ان مضمونون پر شاید پچھلے جلسون مین تقریرین ہوچکی ہین مین خیال کرتی ہون کہ آج کا بحث بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہو تو اچھا ہے وہ کیا ہو؟ مین تمھین ابھی بتائے دیتی ہون۔ لڑکی بیاہ جانے سے قبل والدین کی مرضی پر چلتی ہے۔ اپنی بساط بھر اُن کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے یہ اس کی عمر کا ابتدائی حصہ ہوا یا پہلا دور۔ دوسرا دور اُسوقت شروع ہوا جب وہ والدین کے سایۂ عاطفت سے نکلکر دولھا کے دام محبت مین گرفتار ہوئی اور اُس کی

اطاعت کا بار۔ دولہن کے سر پڑا تھا سب دور کو۔ دور دوئم کا مشکل ترین حصہ سمجھنا چاہیئے وہ اسوقت شروع ہوتا ہے جب خیر سے دولہن ماں بننے والی ہوتی ہے اور اس کا سلسلہ مرتے دم تک قائم رہتا ہے اصلی ذمہ داریاں اسیوقت سے شروع ہوتی ہین۔ ہے ہے دولہن کی جان غضب مین ہو جاتی ہے۔ ایک طرف تو دولھا کی ناز برداریان اور اس کے حقوق کا لحاظ اور دوسری طرف ننھے مہمان کا رکھ رکھاؤ جن کی نزاکت مزاجی اس قیامت کی ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ ایک ذرا سی بے احتیاطی ہوگئی۔ وقت بے وقت سے غذا نہ پہونچی دودھ نکلا سنبھالکر آنانے دلیا ماں نے کوئی چیز ثقیل کھالی غریب کہان تک پتہ مارے۔ تو بس۔ اللہ دے اور بندہ لے۔ پنڈہ پھیکا ہے چھینکین د ہڑا دہڑ چلی آتی ہین کیھے خراب ہو رہے ہین ڈاکٹر بلائے جاتے ہین ڈاکٹرنیان آتی ہین روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ لیکن ننھے میان یا ننھی بی بی کی کل ہے کہ درست ہی نہین ہوتی۔ موسم بدلا تو اونہر اثر۔ گرم ہوا چلی تو وہ کمہلا سے۔ نہ جاڑون مین چین اور نہ گرمیون مین آرام اکثر ایسا ہوتا ہے کہ۔ انھین بے احتیاطیون اور موسمی تغیرات کا شکار ہو جاتے ہین۔ بوریا باندھا اور چلتے ہوئے۔ ماں باپ کے دلونکو داغ دے گئے۔

اس موقعہ پر مین آپ کو یہ بتانا چاہتی ہون کہ بچونکی یہ حالتین ہر گھرانے مین نہین ہوتین۔ امیر خوشحال گھرانے جہان علم و عقل کا سورج نہین چمکتا جہان لڑکیان یا تو سرے سے پڑھی ہی نہین ہوتین یا کچھ یونہی سا شُدبُد جانتی ہین اکثر ان مصیبتون مین مبتلا دیکھی گئی ہین۔ تو وجہ کیا ہے؟ نازون کی پلی لڑکیان احتیاط اس مین سمجھتی ہین کہ بچہ کے لئے انا بھی ہو اور کھلائی بھی۔ سوتے تو پالنے مین پڑا رہے اور جاگے تو گھر بھر کی گود مین اچکتا پھرے۔ رو، کا نہلانا دھلانا کیسا منتون بندے سے پانی

چھو نہ جائے۔ صبح شام کی تازی ہوا بدن مین لگنے نہ پائے۔ ضرورت بیضرورت گرم کرتہ اور گرم ٹوپ بدن اور سر کو ڈہانکے ہوئے ہے اس کا لحاظ نہین کہ آنا کو ہلکی اور قوی غذا دیجائے کہنے کو تو اُسے شوربہ پھلکہ اور خوب گلا خشکہ دیاجاتا ہے لیکن اس کی کافی نگرانی تو نہین ہوتی یا اچھی طرح اس کا پیٹ نہین بھرتا جب اُسے موقعہ ملتا ہے موٹی جھوٹی چیزین جس کی وہ عادی ہو رہی ہے۔ چُرا چھپاکر کھا ہی لیتی ہے۔ خبر کب ہوتی ہے جب بچہ کی جان پر بن آتی ہے جینے کے لالے پڑجاتے ہین۔

دوسری طرف انگریزون کو دیکھئے۔ امیر ہون یا غریب طرز ماندوبود انکا جداگانہ ہے۔ وہ اس مصیبت مین مبتلا نہین ہوتے۔ انکے بچے گلگوتھنا بنے ہوے کیسے تندرست ہوتے ہین۔ گالون سے خون کی سرخی پھوٹی نکلتی ہے صاف ستھرے نظر پڑی اور جی چاہا کہ کلیجہ سے لگالو۔ تین مہینہ کا بچہ ہو یا چھ مہینہ کا شام کو ٹھنڈی سڑک پر ان کی انائین گاڑی پر بٹھائے یا لٹائے ہوے ہوا کھلاتی پھرتی ہین پھر کوئی بھی زمانہ کیون نہ ہو صبح شام کے معمولات مین مجال ہے کہ فرق پڑجائے۔ وقت وقت سے انکی تاک لیجاتی ہے ہر وقت دودھ منھ مین ٹھونسا نہین رہتا مان پلائے یا انّا دیا اسیوقت جائے گا جو مقرر کرلیا گیا ہے اوپر کے دودھ کا بھی یہی حال ہے حکمت سے کوئی بات خالی نہ ہوگی۔ گرمی ہو یا جاڑے یا برسات کوئی بھی موسم کیون نہ ہو۔ بچہ نہائے گا ضرور۔ نہ زکام ہوتا ہے اور نہ پسلی لگتی ہے اور نہ کوئی بیماری ہوتی ہے ہمارے یہان کے بچے ہون تو جانون پر آن بنے ہفتون کیا مہینون بھگتین۔ چل بسین۔ تو بھی کچھ عجب نہین مزاج کا ال بل نہین اور نہ سحر و جادو ہی ہے۔ محض رکھ رکھاؤ کا فرق ہے۔ ہمارے ملک کی بیگمات بھی اگر بچون کو پیدا ہونے کے دوسرے ہی دن سے نہلانے کی عادت ڈالین تو سردی

وغیرہ کی ایک شکایت نہ ہو۔ بمبئی مین توبیسیون ایسے مسلمانون کے گھرانے ہین جسمین
انگریزی ہی معاشرت اختیار کرلی گئی ہے۔ ان کو بچون کے بارہ مین کوئی خاص
تکلیف نہین مین ایسے خاندانون کو سستی کرتی ہون اورمیرا روے سخن انہین
شریف زادیون سے ہے کہ جو اس انیسوین صدی مین بھی لکیر کی فقیر بنی ہوئی
ہین۔ اپنی وضع اس مین شک نہین کہ بہت اچھی چیز ہے۔ ہمارے اجداد بہت
سمجھدار اور ہوشیار تھے جاہل بھی نہ تھے انکی اقبال مندی کا زمانہ معمولی زمانہ
نہ تھا دھ گئے اب ہمیر ادبار ہے کبھی ہم حاکم تھے اب محکوم ہین وضع قطع ہم پرانون
کی ضرور رکھتے ہین لیکن عادات واطوار ہمارے وہ نہین اور نہ اس کا کوئی نمونہ
ہی ہمارے سامنے ہے۔ ایسی حالت مین عقل کا تقاضا یہ ہے کہ اس زمانہ کے
اقبال مندون مین جو بات ہمکو اچھی نظر آئے اُسے ہم اختیار کرلین اور اپنی عادتین
اُس طریقہ پر درست کرین ہین اور سرور دونون ٹھیٹھ ہندوستانی مسلمان ہین
اپنے پرانے طریقون پر قائم ہین پر لکیر کے فقیر نہین جو بات دوسری قومون کی
طبیعت کو بھاتی ہے اُسکو ضرور لے لیتے ہین۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اتنی شریف بی بیان
اور بچیان اس مکتب مین دکھائی دیتی ہین کون نہین کہہ سکتا ہے کہ یہ برائے نام
مسلمان ہین۔ ان عمرون کو دیکھو کھیل کود کے دن لیکن مجال نہین کہ پانچون وقت
کی نماز یا صبح کی تلاوت اُن سے ناغہ ہوجائے نیک کام کرنے کے لئے ہمیشہ دوڑین
گی اور برائی سے کوسون بھاگین گی۔ تو وجہ کیا؟ عادت ہی ان سب کی یون ڈالی
گئی ہے۔ کوئی خاص خصوصیت اس مکتب مین نہین۔ محض اخلاق مذہب کے
مطابق ان سب کے درست کئے گئے ہین۔ درد۔ محبت۔ ملنسار۔ پاسداری
اپنے پرائے کا غم سبھی کچھ تو ان مین ہے کسی مین کم اور کسی مین زیادہ خیر
اس سب بکواس کا مطلب یہ ہے کہ جو باتین اپنے فائدہ کی دوسری قومون مین

نظر آئین انہین اختیار کر لینے مین ہرگز تامل کو دخل نہ دینا چاہیے۔ بچون کی پرورش
و پرداخت بھی ایک نہایت مشکل ذمہ داری عورت کے لئے رکھی گئی ہے اُس کا
کام یہ ہے کہ اپنے گھرانے کے طریقونکا دوسرون کے طریقہ سے مقابلہ کرے
اگر وہ بہتر بچونکی تندرستی کے لئے نظر آئین تو ان کو لے لینے مین پس وپیش نکرے
"متاع نیک ہر دکان کہ باشد"۔ دولتمند مان کا یہ کام نہ ہونا چاہیے کہ بچہ کو انا اور
کھلائی پر چھوڑ دے۔ اس کا یہ فرض ہے کہ بچہ کی ہر ہر ضرورت پر نظر رکھے۔ اوقات
کی پابندی کا لحاظ غذا مین تندرستی قائم رکھنے کے لئے ضروری چیز ہے باغ
مین مالی کو دیکھو نئے پودھے کی کتنی داشت کرتا ہے۔ صبح اُٹھکر پہلے ہی دیکھتا
ہے کہ کہین کمہلایا تو نہین ہے وقت مقررہ پر پانی دیتاہے۔ پھر ہوا اور دھوپ
کے اثرات سے مستفید ہونے کے لئے اپنی حالت پر اُسے چھوڑتا ہے۔ جڑ مین
اگر پانی نہ ہو تو پودھے کی رطوبت آفتاب کی شعاعون کے نذر ہو جاے اور وہ
خشک ہو جائین۔ پانی تھالے مین موجود ہے وہ جڑ کو غذا پہونچاتا ہے اور آفتاب
اُس کی تازگی کو اپنی گرمی سے اڑاتا رہتاہے تراوٹ آئی و گئی اس کا سلسلہ
دن بھر قائم رہتاہے اور اسی وجہ سے قوت نامیہ مین برابر تحریک رہتی ہے اور
نازک و کمزور درخت برابر بڑہتا چلا جاتا ہے مالی پانی بھی دیتاہے اور یہ بھی
دیکھتا رہتاہے کہ جڑ مین کوئی روگ تو نہین لگا کوئی کیڑا تو نہین پیدا ہو گیا۔
اس کے لئے بھی تدبیرین کرتا رہتاہے۔ اسی طرح مان اپنے نونہالون کی مالن ہے
جو مامتا و تعلق اسے ہوگا وہ انا کو نہین ہو سکتا چاہے کتنا ہی روپیہ کیون نہ صرف
کر ڈالے اور سونے ہی سے اُسے کیون نہ لاد دے۔ جب دنیا کا رنگ یہ ٹھہرا
تو مان کی طرف سے غفلت قابل معافی نہین ہو سکتی۔ خدا نے جو ذمہ داری عورتون
کے سر ڈالی ہے اس مین دلچسپی بھی پیدا کر دی ہے۔ مائین ہزار کام چھوڑ کر بچونکی

برداشت کرتی ہیں۔ دن کو دن اور رات کو رات نہیں جانتیں اور پھر خوش رہتی ہیں۔ بچہ کی کسی تکلیف کا باعث جان بوجھکر وہ نہیں ہوتیں جہالت سے بیچاریاں مجبور ہیں کیا کریں وہ بھی تعلیم و تربیت اگر ہوتی رہی تو مٹتے مٹتے مٹ ہی جائے گی۔

لڑکیو! یہ سمجھنے کی بات ہے کہ گرمی سردی ہوا پانی انسان کی زندگی کے لئے کتنی ضروری چیزیں ہیں ہم جوانی و بڑھاپے میں ان خدا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پھر ہمارے بچوں نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ ان چیزوں سے محروم رہیں۔ صبح و شام کی ٹھنڈی ہوائیں تم اس عمارت کے وسیع باغیں باغ میں دوڑ دھوپ کر کھاتی پھرتی ہو۔ سورج ڈوبے لوٹتی ہو تو کتنی جسم میں پھرتی اور روح میں تازگی ہوتی ہے اس تازگی اور اسی پھرتی کی بچوں کو بھی ضرورت ہے۔ ہاں جاڑوں میں انکی جسمانی نزاکت کے خیال سے یہ ضروری ہے کہ سر بدن و پاؤں اونی لباسوں سے محفوظ کر دو۔ تازہ ہوا بلا کھٹکے ناک و منھ کے راستوں سے جانے دو وہ اپنا کام کرے گی اور انکی تندرستی قائم رکھیگی جاڑے گئے تو شروع گرمیوں کی ہوائیں سبحان اللہ انکا کیا کہنا نورٌ علیٰ نور ہیں۔ اسی طرح پانی صفائی کے لئے کتنا ضروری ہے۔ حمام کے بعد گرمی ہوں یا جاڑے جی کیسا خوش ہوتا ہے یہ کونسی عقلمندی ہے کہ تمھارا جی خوش ہو اور بچوں کا نہ ہو۔ اپنے ہی اوپر ان کی بھی تمام ضرورتوں کا قیاس کرو ہاں اس کا خیال رہے کہ افراط و تفریط نہ ہونے پائے کیونکہ تمھارے مقابلہ میں وہ نازک زیادہ ہوتے ہیں۔ ہوشیاری سے کام دوگی تو نتیجہ نہ بیا۔ ہوگا اور نہ کبھی اور تم اس مصیبت سے محفوظ رہوگی جو اس جگہ اکثر ناسمجھ ماؤں کے سروں پر منڈلاتی رہتی ہے۔

یہ تو حفاظت و داشت جسمانی ہوئی جس کی ضرورت تندرستی قائم رکھنے
کے لیے بہت ہے اس سے کہیں بڑھکر روحانی اصلاح ہے جس کی نگہداشت پالنے
ہی سے ہونا چاہئے جاہل مائیں (اس) کا لحاظ ہی نہیں کرتیں وہ سمجھتی ہیں کہ چار
برس چار مہینے کے جب آل [illegible] دن لائے گا تو گھر کے بڑے
بوڑھے بچہ کی بسم اللہ کر دینگے تب میاں جی مار کوٹ کر پہلا سپارہ لا کر
آپ ہی ترتیب قاعدہ ۔ ادب لحاظ سکھلا لینگے ۔ بچہ کی دودھ بڑھائی کی
رسم ہو گئی ۔ اپنے پاؤں چلنے پھرنے لگا ۔ بس وہ سمجھیں کہ انکا فرض ختم ہو گیا
پڑھانا لکھانا باپ کا کام ہے [illegible] ۔ بگڑ لینگے ہم اپنے پالے پوس کر
اتنا بڑا کر دیا اب وہ جانیں اور انکا کام یہ توفیق اتنا نہیں سمجھیں کہ بچپنا ہی
ایسا وقت ہے کہ جس میں تربیت کی تربیت اگر دیجاتی ہے تو پتھر کی لکیر ہو جاتی ہے
عمر بھر مٹائے نہیں مٹتی ہماری ماں اگرچہ پڑھی لکھی تو معمولی ہی تھیں
مگر بڑی سمجھدار تھیں جب میں ضد کرتی تھی تو انا اکثر مجھے ہو ہو اور بلی
بی بی سے ڈرایا کرتی تھیں ۔ اماں نے ایک مرتبہ سن پایا تو اتنا خفا ہوئیں کہ
غریب انا رونے لگیں ۔ انکا یہ قول تھا کہ [illegible] وہمی
ہو جاتے ہیں کہ [illegible] شروع کرتی ہیں اور
بھوت و پریت کی کہانیاں [illegible] باتوں کا اثر
ایسا پڑتا ہے [illegible]
[illegible]
میں ۔ [illegible]
ہوتیں [illegible]
کہ میں چھوٹی [illegible] پاس

لتا کر پھر ان اللہ و رسول کی باتین کیا کرتین۔ نماز یاد کراتین مذہب کے ارکان تبلاتین۔ قران شریف کے قصے کہانیون کی جگہ کہتین۔ محبت۔ ہمدردی سخاوت بنانا یا ایک ایک کرکے سمجھاتی رہتین مین سب باتون کو بہت غور سے سنتی اور جو سمجھ مین نہ آتا اُسے پوچھتی اور سُنتے سُنتے سو جاتی تھی پھر ان باتونکا کچھ ایسا چسکا پڑا کہ روز مغرب کے بعد کہا نا کہا کر اُن کے پلنگ پہ آپ سے جاکر لیٹ رہتی اور اس کی متمنی رہتی کہ وہی باتین شروع ہون اُس وقت کی رتی رتی بات مجھے یاد ہے جب انکا آغوش محبت اور اپنا بچپنا یاد آتا ہے تو پھروں تنہائی مین روتی ہون۔ ہائے ماں باپ کا پہلو بھی کیا چیز ہے اطمینان سرور بے خوفی سب وہان رکھی ملتی تھین۔ جو لذت مجھے وہان ملتی تھی وہ آج تک نہین بھولی ہون افسوس ہے کہ اب اس دنیا مین وہ نہ ملیگی۔

بہنو! ان سب باتون کا نتیجہ کیا ہو۔ یہی کہ مین پانچ ہی برس کی عمر سے بڑی دقاقہ مشہور ہو گئی۔ احمد چچا اور گوکل پرشاد چچا یہ دونون مجھے بہت چاہتے تھے۔ احمد چچا تو مجھے روزانہ اپنی بگھی پہ بٹھال کر گھر لیجایا کرتے۔ اور پھر ون باتین کیا کرتے ... مین امان کی تلائی باتین ایک ایک کرکے سب دہراتی۔ سرور ی بیگم ... مجھے تبھی سے ہوئی ایک کو دوسرے کے دیکھے بغیر چین نہ آتا تھا ... کبھی کبھی روز اور کبھی دوسرے تیسرے امان کے پاس جایا کرتی تھین اور ان کی باتین بڑے شوق سے سنا کرتی تھین۔

ماں باپ کی مین اکلوتی بیٹی تھی ... بھی مجھ سے بہت مانوس تھے جب مین پڑھنے لکھنے لگی ... اور قرآن شریف ختم کر لیا تب وہ بھی دنیا کی باتین قصہ کہانی ... مجھ سے کرنے لگے اُن ... تعلیم کا ان معمولاً

اتوار ہوتا تھا۔ سروری بھی بلائی جاتی تھیں۔ اسلام کے عروج و زوال کی تاریخ لڑائیون کے واقعات بادشاہون کے حالات یہ سب مین نے انکی زبانی سنے انگریزون کی طرز معاشرت اور اسلامی طریقے سب انھون نے مجھے تبلائے جہان جو اچھی باتین انھین معلوم ہوین انکا اظہار خاص کر مجھ سے کیا۔ دس گیارہ برس کی عمر کی لڑکی کیا مال ہوتی ہے لیکن مین [illegible] تھی ہو نہ ہو اس عمر مین بھی میرے معلومات بہت وسیع تھے قسمت مین میری گردشین بہت سی لکھی تھین اس لئے ہر طرح کی پختگی کی ضرورت کم عمری ہی مین تھی۔ بس روز بھی اتفاق وقت سے مجھے ایسی ہی شفیق ملین آزاد خیالی اور یہ سمجھ کہ اللہ کی مخلوق مین میرا بھی ایک وجود ہے دل و دماغ و عقل سب مجھے بھی قدرت نے [illegible] کی ہے اپنی سمجھ سے بھی مجھے کام لینا چاہئے انھین کی بدولت آئی۔ لیکن [illegible] تعلیم کا رنگ ایسا پختہ مجھ پر چڑھ چکا تھا کہ ہر معاملہ مین اعتدال [illegible] نہین دیا ہو تدبیر کی خدا پہ بھروسہ کر کے۔

مختصر یہ ہے کہ مین آپ [illegible] کی ساخت والدین کی نیچے سے تربیت کا ایک زندہ نمونہ ہون۔ میرے [illegible] ہوئی ہے کہ انسان کی زندگی مرتب کرنا ماں کا اصلی کام ہے۔ [illegible] خوش قسمت کامیاب۔ بہادر جری۔ عالم و فاضل۔ سخی۔ سچا [illegible] خدا [illegible] اللہ پہ بھروسہ کرنیوالا۔ باہمت اور خوش خلق بنا سکتی ہے [illegible] اسے بدنصیب ناکام۔ ناکارہ۔ دق العلیج اور ذلیل الا ماشاء اللہ۔

مین سمجھتی ہون کہ میرے ماں باپ نے ان فرائض کو [illegible] کے ساتھ ہوتے ہین خوب سمجھا تھا اور انھین نے اپنے [illegible] اب مین بھی بچون کے ساتھ کرتی ہون۔ اللہ کا دیا میرا [illegible] آنا آتو۔

منگلا لیا [illegible] آپ کی نظر [illegible] مگر میں اپنی اولاد کی نگرانی میں غفلت نہیں کرتی۔ ان کے لئے جو کام ہوتا ہے وہ میرے ہاتھ سے تو نہیں ہوتا پر میری نظر اُس پر رہتی ہے۔ پہلے انائیں اور کھلائیاں کچھ کا کچھ کر دیتی تھیں روز کی [illegible] میں نے تھوڑے ہی دنوں میں انہیں ہوشیار کر دیا۔ اب ایک ڈھرا ہے کہ جب [illegible] ہوا ہے [illegible] مجال نہیں [illegible] ذرہ برابر نہیں ہونا [illegible] مٹھائی کھٹائی سب مراد بیگم کے تخت میں [illegible] مگر [illegible] اپنا [illegible] گرائے مجھ سے زیادہ شائق۔ مجھ سے زیادہ سلیقہ [illegible] اس کو نہیں معلوم کہ میں کس وقت اس کی الماری دیکھنے پہونچ جاؤں [illegible] جس وقت جی چاہے جا کر دیکھ لیجیے۔ ہر چیز تازی صفائی [illegible] ملے گی۔

مختصر یہ ہے کہ [illegible] بچوں کے [illegible] ایک نعمت ہے علم سے آدمی کو اپنے [illegible] معلوم ہوتی ہیں۔ اور تجربہ سے اس کا اندازہ ہوتا ہے [illegible] جنکو علم نہیں یا کم علم ہیں وہ عقل سے کام لیں اور اپنی ہوشیار بہنوں کا رکھ رکھاؤ دیکھیں۔ چند دنوں میں خود ہی ہوشیار ہو جائیں [illegible] زمانہ کا دستور ہے اور یہی وطیرہ ہے جو اچھا ہونا چاہئے۔ صحبت سے آدمی کندن ہو جاتا ہے۔ شیخ سعدی صاحب نے ایسے لوگوں کے لئے کیا خوب فرمایا ہے ؎

گلے خوشبوئے در حمام روزے	رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری	کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم	ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد	وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

ان اشعار پر شوکت آرا بیگم نے اپنی تقریر ختم کر دی۔ اس کے بعد دو ایک تقریریں اسی مضمون پر اور ہوئیں جن کا نقل کرنا اس موقع پر ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ جلسہ برخاست ہوا کھانے وانے کے بعد مہمان بیگمیں اپنے اپنے گھروں کو خوش خوش سدھاریں۔ بلقیس کی گاڑی بھی لگی ہوئی تھی۔ وہ بھی شوکت و سروری سے رخصت ہو کر بارہ بجتے بجتے اپنی کوٹھی پر پہونچ گئیں۔



باب (۲۴)

محمود و بلقیس

رات گذری تھی ہوئی [illegible] پہنے آج خلاف معمول ڈاکٹر صاحب کے یہان نہین گئے اور نہ بلقیس [illegible] نماز ہی پڑھنے آئے بلقیس بھی صبح تڑکے اُٹھنے کی عادی ہو چکی تھین [illegible] اب بلا ناغہ پڑھتی ہین ان سب باتون سے فارغ ہو کر سنگار میز کے سامنے [illegible] مصروف تھین کہ میان کے غنغنانے کی آواز [illegible] اور ساتھ ہی ان کا عکس آئینہ میں پڑا۔ مسکرا کر گردن پھیر کر دروازہ کیطرف دیکھنے لگین۔

بلقیس۔ تم [illegible] اطلاع کئے کس طرح گھر مین کیون گھس آئے۔ معلوم نہین کس وقت کس طرح بیٹھا ہوتا ہے۔

محمود۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ [illegible] زانو بچھی ہین نہین تو مجھ سے یہ حرکت نہ ہوتی [illegible] دیکھنے [illegible] خلاف [illegible] دیکھ کر خاموش ہو گئے [illegible] اسے [illegible] مغلانی آپ بال بنا چکین [illegible] معلوم ہوتی ہے۔

مغلانی سرکار [illegible] ہوتی رہا کرتی ہون۔

محمود۔ بلقیس [illegible] دعوت کیسی رہی اور شوکت آرا بیگم نے کیسی گل افشانیان کین [illegible]

بلقیس۔ جلسہ دعوت کا کیا کہنا ان سبھون کی زندگی بڑے مزے سے گذرتی ہے [illegible] بھی [illegible] قسمت [illegible] بیان ہین [illegible]

جیسی صورت دی ہے ویسے ہی گن ڈھنگ اور عقل بھی عنایت کی ہے۔ مین دن بدن اُن کی گرویدہ ہوتی جاتی ہون۔ بچون کی پرورش تعلیم و تربیت پر ماؤن کی ذمہ داریان بیان کی تھین۔ اصل مین مخاطب ہم ہی تھے۔ پہلے کی سی طبیعت ہوتی تو بگڑ جاتی لیکن انہین کی صحبت کا طفیل ہے کہ اب ایسی نصیحتین ناگوار نہین ہوتین۔ گرہ مین باندھتی ہون اور ان پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرتی ہون۔

محمود۔ شکر ہے کہ اپنا نیک و بد سمجھنے کی تمیز تم کو آئی۔ میری بی بی بنکر تم نے کچھ کھویا نہین۔ اور نہ شاید اب پچھتاتی ہی ہو۔ بمبئی کا قیام بھی تم کو راس آیا کیون نہ؟

بلقیس۔ تمھاری بنکر پچھتائی تو مین کبھی نہ تھی۔ ہان اپنے بچپنے کی عادتون کی بدولت تمھاری نظرون سے گری ضرور۔ اب ایک ایک کرکے ان سب کو چھوڑتی جاتی ہون۔ اللہ تم کو بھی مہربان کردے تو زندگی سوارت ہے۔ (بڑی بڑی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین)

محمود۔ تم میری ہو تو مین تمھارا ہون۔ میری جانب سے اپنا دل میلا نکرو محبت بھی مجھے تمھارے ساتھ روز بروز بڑھتی جاتی ہے محض تمھاری ہی وجہ سے مین لڑائی پر نہین گیا۔ مچھلی کی طرح تڑپتا ہون۔ لیکن تمھارا خیال نہین جانے دیتا۔

بلقیس۔ (آہ سرد بھر کر) میری زندگی بہت تھوڑی ہے۔ جیسے مین دنیا مین نہین ہون تو جان چاہنا جاتا۔ کچھ دنون سے اندر ہی اندر دل بیٹھا جاتا ہے۔ افسردگی آتی جاتی ہے کچھ اچھا معلوم نہین ہوتا۔ موت ہر وقت ہاتھ باندھے سامنے کھڑی رہتی ہے خواب بھی کچھ ایسے ہی بھیانک دیکھتی ہون۔ لاکھ طبیعت کو سمجھاتی ہون مگر وہم دل سے نہین نکلتا۔

محمود۔ یہ سب خبط ہے لاحول پڑھا کرو۔ تمھاری موجودہ حالت کا اقتضا یہی ہے

اس مین شک نہین کہ یہ زمانہ عورتون کے لئے بہت خطرناک ہوتا ہے۔ نئے سرے زندگی ہوتی ہے۔ مگر یہ تو اللہ کے کارخانہ ہین سبھی کے بچہ ہوتے ہین۔ مر مر جایا کرین تو پیدائش کا سلسلہ ہی بند ہوجائے۔ دنیا ختم ہو قیامت آجائے۔ اسیواسطے تو مین چاہتا ہون کہ تمھارا قیام بمبئی ہی مین رہے اور بچہ یہین پیدا ہو۔ مشاق بلا کے ڈاکٹر ہین اور مس فلپ نہایت ذہین اور سمجھدار۔ ان دونون کی نگرانی مین ولادت اگر ہوئی تو مجھے اطمینان رہیگا۔

ہنوز محمود کا سلسلہ کلام ختم نہ ہونے پایا تھا کہ چار آگئی۔ اور میان بی بی ناشتہ کرنے مین مصروف ہوے ماما حاضر تھی اس وجہ سے جو باتین ہو رہی تھین وہ قائم نہین رہین اور اِدھر اُدھر کی ہونے لگین۔ زہرہ رات کو اسکول ہی مین روک لی گئی تھین اس سے یہی دونون ناشتہ کرتے رہے وہ ختم ہوا اور ماما اٹھا تو پھر وہی باتین چھڑ گئین۔

محمود۔ تم ماشاء اللہ سے خود اب سمجھدار ہو گیا ہے مین جو کچھ تو نہین کہتا۔

بلقیس۔ یہ تو ظاہر ہے کہ میرے ہی نفع کے لئے تمھاری یہ رائے ہے اور اپنا دلی اطمینان بھی کرنا چاہتے ہو مین نے بھی اپنے وہم کا اظہار تم سے کر دیا۔ امان ہی آجاتین تو مجھے بہت کچھ ڈھارس ہو جاتی پھر بھی مین کچھ نہین کہتی جو تمھاری مرضی ہو

اتنے مین خدمتگار نے ڈاک لاکر دی اور لفافون کے علاوہ دو خط آگرہ کے بھی تھے ایک مولوی صاحب کا اور دوسرا ان کی بی بی کا بیٹی کے نام۔ مولوی صاحب کا خط جو داماد کے نام تھا اس کا مضمون یہ تھا کہ اپنی سعادتمندی سے بوڑھے ماموں کا کہنا مانو اور تو لیتیسی بلقیس سلمہا کو وطن بھیجا دو۔ ماں اُسکی بہت پریشان ہے گھر سے کبھی قدم باہر نہین نکالا بمبئی کا اتنا دور دراز سفر کیسے کرین اور مجھے کیسے چھوڑین۔ اس عمر مین زوج و زوجہ ایک دوسرے کیلئے

لازم و ملزوم ہو [illegible] ہین - وہ تو ہر گی دیری [illegible] کون دیکھیگا [illegible]
جبر نہین کرتا - التجا تم سے البتہ کرتا ہون - دوسو روپیہ کا منی آڈر راہ خرچ کیلئے
روانہ کرتا ہون - جو زیادہ صرف ہوگا یہان سے لیناؔ

ان کے خط مین بیٹی اور داماد دونون مخاطب تھے - داماد سے خوشامد تھی کہ
بلقیس کو پہونچا جاؤ اور بیٹی کی موجودہ حالت پر اظہار پریشانی تھا -
محمود کا خط بلقیس نے اور بلقیس کا خط محمود نے دیکھا - دونون ساکت ہوگئے
تھوڑی دیر کے بعد محمود نے مہر سکوت توڑی -

محمود - جاہل آدمیون سے ایک زور نہین چلتا - لاکھ سمجھاؤ لاکھ سمجھاؤ لیکن
وہان مرغ کی ایک ہی ٹانگ گھر پھر چلا آتا تو کوئی مضائقہ تھا - میرے ماموں بلاتے
تھے کیا مین دو مہینہ خدمت کرنے کی چیز نہین - پھر اگر داماد ہی کا رشتہ رکھتے
ہین تو علیحدہ مکان لیکر رہین - اپنا کھائین اپنا خرچ کرین مین اسپر بھی راضی
ہون مگر مصلحت تو دیکھین - آگرہ بڑا شہر سہی پر ڈاکٹر مشتاق اور مس غلب
تو وہان نہین ہزارون خرچ کر دین تو بھی اس قاعدہ قرینہ سے علاج
کرنے والا نہ ملیگا -

بلقیس - (جواب مزاج شناس ایک حد تک ہوگئی تھی خاموشی ہی
مصلحت سمجھی - دیر کے بعد بولی توبہ) جاؤ - ڈاکٹر صاحب کے یہان کچھ
دیر دل بہلا آؤ - میری جانب سے اطمینان رکھو - کروں گی وہی جو تمھاری مرضی
ہوگی -

محمود - (خوش ہو کر) اچھی بات ہے مشتاق بھیا بھی دہرہ سے بھی مین
مشورہ کر دونگا - [illegible] نہ ہوگی کیا کہتے ہین دونون ہزار [illegible] بھی لکھوا دونگا -

محمود [illegible] [illegible] [illegible]

ڈاکٹر مشتاق کی کوٹھی پر پہونچے وہاں معلوم ہوا کہ ابھی ابھی ناشتہ کرکے مطب کے مریضوں کو دیکھکر موٹر پر سوار ہو سکتے ہیں کسی جگہ جانا ہے وقت سے پہلے پہونچے شوکت آرا بیگم سے بھی ملنا تھا۔ زنانی ڈیوڑھی پر آواز دی کہ ہم آ سکتے ہیں وہاں سے جواب آیا کہ دو دلی تم سے پردہ کون کرے گا آتے کیوں نہیں ہیں ہاں سروری کے زبان کا یہ فقرہ تھا۔ خوش ہوئے کہ دونوں سے ایک ساتھ نپٹ لیں گے پھر۔ دراتے ہوئے اندر پہونچ گئے۔

محمود - باجی اور بھابی دونوں کو تسلیم۔

سروری - آدمی سمجھدار ہو۔ باجی بعد کو کہتے تو بھی ہیں بے طرح خبر لیتی۔ آؤ ادہر آرام کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ یہ خط ہاتھ میں کیسے اور کس کے ہیں۔

محمود - نئی وہی ہمارے ماموں صاحب اور ممانی صاحبہ کی شفقتیں ہیں۔ انکو پڑھیے اور رائے دیجیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ مشتاق کو کسی وقت ملتے نہیں اور نہ بادشاہ حسن ہی ہیں۔ کوئی اپنا دکھڑا کس سے روئے۔ سروری خط لیکر بہ آواز پڑھتی ہے شوکت سنتی جاتی ہیں۔ پڑھ کر خط واپس دیے۔

شوکت - خود دلھن کی کیا رائے ہے۔ وہ کہاں یہ زمانہ گذارنا چاہتی ہیں۔

محمود - انھوں نے تو میری مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ ڈاک آنے سے قبل تو کہہ رہی تھیں کہ مجھے وہم سا گیا ہے میں زندہ نہ بچوں گی۔ اماں ہی آجائیں تو مجھے ڈھارس ہو جاتا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب واہیات ہے۔ اس قسم کے فاسد خیالات موجودہ حالت کا تقاضہ ہیں۔ لاحول پڑھو۔ اپنا دل بہلاؤ۔ یہاں ولادت ہوتے ہیں یہ مصلحتیں ہیں کہ اسنے میں دو دو خط تھا کہ میرم طرح آن گرے پڑھکر میں جلا یا بھی۔ اندیشہ تو ہوا تھا کہ بگڑ دیں گی۔ لیکن آپ دونوں کی صحبت نے انکی قلب ماہیت کردی ہے۔ ساکت ہی رہیں۔ آپ سب سے مشورہ کرلے جبھی انھیں نے مجھے بھیجا ہے

شوکت۔ مصلحت تو اسی مین تھی کہ بچہ یہین ہوتا۔ ہم زچہ خانہ مین رہتے۔ رنگ ریلیان منانے لکھنؤ سے ڈومنیان بلواتے۔ ناچ گاتے ہوتے۔ بی سمدھن اپنا حق لیتین مگر مان باپ کی یا ماتا وہ بھی مجبور ہین دور اندیشی وہ کیا جانین۔ بیٹی کی سسرال مین کیسے آئین۔ داماد کے گھر کھانا کیسے کھائین اپنے پرائے کیا کہین گے اسلام ان ڈھکوسلون کو کیا جانے۔ ہندوستان مین آن کر مسلمانون نے اپنی مٹی پلید کر دی۔

سمدھن۔ تو اس دہو کہ مین نہ رہیگا بندی اپنا حق ضرور لے گی۔ بچہ چاہے بمبئی مین ہو یا آگرہ مین۔

محمود۔ اجی آپ تو مذاق مین ٹالتی ہین۔ حق دینے سے کسکو انکار ہے۔ آپ ابھی لے لیجئے مگر خدا کے لئے کوئی مشورہ دیجئے کہ کرنا کیا چاہئے کہئے تو بڑے میان کو صاف جواب دیدون کہ اگر آنا ہو تو آئے۔ مین آگرہ نہ بھیجونگا۔ اب اس کا ڈر نہیں کہ جان ضیق مین کر دین گی۔ اللہ کا شکر ہے کہ پرانی عادتین ایک ایک کرکے سب چھوٹ گئین

سمدھن۔ اس کا تو مین مشورہ نہ دونگی۔ دلھن دل پر جبر کرین زبان سے اُف نہ کرین۔ پھر بھی رنج ہونا ضروری ہے۔ ادہر ان کو ادہر مان باپ کو کڑہانا میری نزدیک مناسب نہیں۔ وہ دونون چراغ سحری ہین آج ہین کل نہ ہون گے اپنی عمر پا چکے پھر بلقیس تمھاری تو ہئی ہین۔ اچھی طرح رکھو تو بری طرح رکھو تو عمر تمھارے ہی ساتھ کاٹنا ہے۔ کیون بو شوکت اچھو ٹھ کہتی ہون۔

شوکت۔ تم اور جھوٹھ۔ ہمیشہ یہی ہوگی بات کہتی ہو۔ بسم اللہ کیجئے لکھ بھیجو کہ فلان تاریخ پہونچا جاؤنگا۔ آپ اطمینان رکھئے مجھے یہان اس تقریب کے ہونیکا اصرار مصلحتاً تھا۔ اگر خدا نخواستہ ضرورت ہوئی تو یہان سے بہتر وہان ڈاکٹری امداد نہیں مل سکتی۔ علاوہ برین آپ میرے بزرگ ہین۔ مین ان ہین کچھ سمجھ نہین

سمجھا تھا کہ [illegible] آپ کا اور [illegible] کا قیام بمبئی [illegible] تبدیل آب و ہوا سے صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے [illegible] اور اپنی بدقسمتی کہ آپ مجھے اپنا بھائی [illegible] محض [illegible]

سرور [illegible] [illegible] اثر ہوتے لگ سکے تم عورتوں میں [illegible] نہ مردوں سے کبھی تم کان کاٹتی ہو۔ [illegible] دیکھو [illegible] مدعا ہے شوکت [illegible] بہتر موقعہ و وقت [illegible] ہم [illegible] یہ پوچھو۔

محمود۔ بھابی آپ سب سچ کہتی ہیں [illegible] میں آتا ہے فوراً کہہ بیٹھتا ہوں آپ [illegible]

مسرور [illegible] نہیں ہے۔ [illegible] نہیں تو [illegible] نے تو اس کا دماغ خراب کر دیا ہے۔ [illegible] اپنے مردوں سے عورتیں ہزار درجہ بہتر ہیں۔

محمود۔ اس میں شک نہیں۔ پھر سپاہی تو اور بھی نکمّے ہوتے ہیں۔ کچھ امی سیدھی ان کے خیال ہی میں نہیں آتی۔

سرور [illegible] ۔ ایک جانے بھی دو کون سپاہی، [illegible] کس کے سپاہی۔ ہم نے تو ایک بھی تھا را نکمّا نہ دیکھا [illegible] محمود صاحب کو دیکھو [illegible] سے کہا [illegible] ہوا۔

محمود۔ (سکوت کے بعد) آپ سچ کہتی ہیں۔

سرور [illegible] ۔ [illegible] دیکھو [illegible] کیا [illegible] کہ میں [illegible] ہوں۔ لڑائی اب ختم ہونے کو ہے [illegible] چھوڑ کر چلے ہو [illegible] داری و شائستہ [illegible] کی [illegible]

ہوگا۔

محمود۔ نہین نہین خوش قسمت اور جری لوگ ہمارے مین شریک ہوتے ہین ہمارا نصیب کہان۔ (ٹلاکر) ذرا قلم دوات دکاغذ منگائیے جواب یہین لکھکر آپ لوگون کو سُنا دین۔

قلمدان آیا۔ محمود خط لکھنے مین مصروف ہوے۔ شوکت خاموش تہین دل مین سوچین کہ سروری نے غلطی کی۔ جس کی تلافی اب ممکن نہین۔ سروری ضرور بھی اسی غوطہ مین تھین کہ یہ کیا حرکت ہوئی اور اب کیا کرنا چاہیے۔ مارے ندامت کے عرق عرق ہوگئین۔ محمود جونہی خط لکھکر فارغ ہوئے ان لوگون کو سُنایا اور لفافہ مین بند کرکے جانے کو طیار ہوے کہ سروری ہاتھ جوڑ کر اُنکے سامنے نادم و منفعل کھڑی ہوگئین۔

محمود۔ (گھبراکر دونون ہاتھ پکڑ لیتے ہین اور آنکھوں مین لگاتے ہین) ہین ہین باجی خیر توہے واللہ یہ آپ کیا کرتی ہین۔ مجھ کمبخت کے سامنے آپ ہاتھ جوڑتی ہین۔ مین خدا کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ مین اپنی حقیقی بڑی بہن سے آپ کو کم نہین سمجھتا۔ گو عمر مین آپ مجھ سے بہت چھوٹی ہونگی۔ آپ بڑی بہین اور مین نے بنایا آپکے کہنے سے کبھی انحراف نہ ہوگا۔ آپ اسقدر ڈرتی کیون ہین۔ مین کیا کہین جا رہا ہون۔

سروری۔ دیکھو! محمود۔ سوائے شوکت کے مین نے کسی کے سامنے ہاتھ نہین جوڑے مین جانتی ہون کہ تم رہن کے بچے ہو جری و بہادر بھی ہو۔ بات کی برداشت تم کو نہین میرے اس ذات کے نقرے نے تم کو تیہا دلایا۔ تمھارے تیور کہتے ہین کہ تم کچھ لڑائی جانے کی دل مین ٹھان لی ہے۔ مین قسم کھا کر کہتی ہون کہ جو کچھ مین نے کہا۔ حقن ہنسی مین کہا۔ زبان سے ایک بات نکل گئی۔ اس کے لیے مین مجبور ہون

مین ہی ایک ایسی نہین ہون ۔ دنیا مین مرد و عورت سبھی نا دانستہ ایسی حماقتین دن مین سیکڑون مرتبہ کرتے اور نادم ہوتے ہین زبان کمبختیا کسی کے بس کی نہین بیسیون نقصانات اس کی بدولت ہوتے ہین ہیچھے جی بُرے ہوتے ہین ۔ اسی کے ہاتھون جھگڑے چکتے ہین ۔ دو دل ملتے ہین ۔ اور اسی کے ہاتھون لڑائیان ہوتی ہین ۔ نا اتفاقی کی بنیاد پڑتی ہے ۔ اگر تم میری بات پر چلے گئے تو یاد رکھو کہ مین بھی بات کی دھنی ہون ۔ جان دیدونگی اور خودکشی کرونگی ۔ میرے بچون کا وبال تمھارے اوپر پڑیگا ۔

محمود ۔ مین خدا کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ مین ہندوستان مین ہون تو کیا ہوا لیکن میری جان مجاہدین کے ساتھ ہے ۔ کوئی دن اور کوئی رات ایسی نہین ہوئی کہ جسمین مین طرابلس جانے کا ارادہ نکرتا ہون ۔ ابتدا ، جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے میرا قصد یہی تھا کہ شادی کے بعد ہی فوراً چلا جاؤنگا ۔ مقدرات یون تھے کہ بی بی جاہل ملے اور پست ہمت ہر ایسے ارادہ مین روڑے اٹکائے جان دینے کو طیار ہوجائے ۔ خدا کا شکر ہے کہ اور اعتبار سے آپ لوگون نے ایک حد تک ادسے آدمی بنالیا ہے ۔ مگر اب بھی خیالات مین وہ شستگی نہین اور نہ آسکتی ہے ۔ جو آپ لوگون مین ہے ۔ مشتاق اگر جانے کا ارادہ کرتے یا بادشاہ حسن ایسے سنجلے ہوتے تو نہ بجا بھی روکتین اور نہ آپ ہی ۔ خود طیار ہو جاتین تو عجیب نہ تھا میری بی بی جاہل ہے ۔ وہ ان فرائض کو نہین جانتی کہ جو ایک مسلمان کے بہ اعتبار اخوت دوسرے مسلمانون یا مذہب اسلام کے ساتھ ہین ایسی حالت مین کوئی چارہ کار میرے لئے بجز اس کے نہ تھا کہ چھپ کر چلا جاؤن اس قصد مین مشیت الٰہی بہ تقریب ولادت کی صورت مین حائل ہوئی ۔ مجھے چاہئے یہ تھا کہ جو دل مین آتا کر بیٹھتا ۔ راہ خدا مین چون وچرا کیا معنی لیکن یہی ہندوستانیت غالب ہے

سپاہی کا وہ دل نہین ہونا چاہیے جو میرا ہے۔ اس کو بزدلی کہتے ہین۔ پہلے میرا ارادہ کیا تھا اور اب کیا ہے۔ مجبوراً آپ سے ظاہر کئے دیتا ہون۔ ایک ہفتہ کے بعد جیسے کہ آپ سب کی رائے ہے بلقیس کو آگرہ پہونچا دون گا۔ ولادت بھی آیندہ ماہ مین ہوگی اُس وقت تک قیام کرونگا۔ اس کے بعد بلا ان کی اطلاع کے طرابلس چلتا بنونگا۔ دو مہینہ تک اس خیال مین رہین گی کہ بمبئی ہی مین ہون اور یہی یقین بھی دلا جاؤنگا۔ اس کے بعد بمبئی مین آپ لوگ بلا لیجئے گا۔ مین بھی جلد ہی واپس آجاؤنگا۔ (ہنسکر) اس کا مجھے یقین ہے کہ مین ابھی مرونگا نہین (ہاتھ جوڑکر) خدا کے لئے خدمت اسلام سے مجھے باز نہ رکھئے۔ واللہ جو مین عرض کرتا ہون اس مین سر مو فرق نہین ہے آپ مجھ سے محبت کرتی ہین۔ نعوذ باللہ کیا مین یہ سمجھتا ہون کہ آپ مجھے تان رہی ہین۔ یا آپ کی ہنسی کی بات مجھے ناگوار ہوئی۔

شوکت۔ تو تم اس کا وعدہ کرتے ہو کہ جبتک ولادت سے فراغت نہولیگی نہین جاؤگے اور اگر اسی درمیان مین صلح ہوگئی تو۔

محمود۔ تو میری قسمت۔ پھر کسی آئندہ موقعہ کا منتظر رہون گا۔ جو موجودہ حالات دیکھتے ہوئے دور نہین معلوم ہوتا۔ اب آپ لوگ راضی ہوگئین۔

سروری۔ یہ تو کچھ ہوئی نہین۔ مجھے اس کا یقین آگیا کہ میرے فقرات کا اثر تم نے نہین لیا۔ پھر بھی میرا ضمیر تو مجھے ضرور ہی ملامت کریگا۔ مین سمجھونگی کہ مین ہی اس سفر کی بانی ہوئی۔

محمود۔ اب واللہ آپ کی زبردستی ہے۔ قسم کا تو اعتبار کیجئے۔ آپ اگر ضد کرکے روکین گی تو مین رک ضرور جاؤنگا۔ مگر دنیا میری نظرون مین تیرہ ہوجائیگی خدا کے لئے اصرار نہ کیجئے جو واقعی بات تھی مین نے عرض کردی۔ میرے حباب؛

کو بھی اس کی خبر نہین۔ جو کچھ مین نے عرض کیا ہے اُس پر پھر غور کیجئے کا بہتر تو یہ ہے
اس گفتگو کو ختم کیجئے۔

محمود اس گفت وشنود کے بعد مردانہ مین آئے تو وہان ڈاکٹر مشتاق کو
بیٹھا ہوا پایا۔ ان کے پاس بھی یہی تذکرہ ہوتا رہا اور ان کا بھی یہی مشورہ ہوا
جو شوکت و سروری کا تھا۔ ڈاکٹر مشتاق نے اس کا بھی اطمینان دلایا کہ
اگر خدا نخواستہ ضرورت ہوئی تو وہ ہزار کام چھوڑ کر معہ مس فلپ آگرہ
چلے جائین گی۔ یا مس فلپ فیس طے کر کے ابھی سے ساتھ کر دیجائین گی اور
وہان ولادت کے بعد بلقیس کے ساتھ مقیم رہین گی۔ یہ رائے زیادہ اطمینان
بخش تھی اس وجہ سے محمود کی پریشانیان جو اپنی بی بی کی تنہائی کے متعلق
تھین رفع ہو گئین۔ ماموں کے نام خط انھون نے ڈاک مین ڈلوایا اور خوشی
خوشی گھر آئے۔ یہان بی بلقیس تنہا ایک آرام کرسی پر پڑی اپنے خیالات
مین مستغرق تھین میان کو دیکھا تو اٹھکر بیٹھ گئین چہرہ سے فکر کے آثار نمایان
تھے۔ طبیعت آزادی پسند تھی جو دل مین آئے بلا سوچے سمجھے کر بیٹھو، عادی
اس کی ہو رہی تھین۔ اب زمانہ کے نشیب و فراز اور دنیا کے رکھ رکھاؤ نے
ایک جداگانہ سبق اطاعت شوہر کا دیا تھا جس مین شروع سے آخر تک سوائے
[illegible] کے اور کوئی [illegible] کو [illegible] دل ہی دل مین متین
لیکن [illegible] دوسری قسم کی [illegible] آئی تھین جیسا چاہتی
تھین [illegible] چہرہ
[illegible] ہوتی
پھر بھی [illegible] ضد سے ہٹاتی
[illegible] کا رنگ چھا

اودہر طبیعت متوجہ ہوئی۔

بلقیس (دہیمی آواز سے) ڈاکٹر صاحب کے یہان ہوآئے وہ کیا کہتے ہین۔

محمود۔ (ہنسکر) وہ میان بی بی۔سالی سب اسی کا مشورہ دیتے ہین کہ آگرہ پہونچا آؤن میرا خیال کوئی نہین کرتا تمھارا پاس سب کو ہے مشتاق نے تو یہانتک کہا کہ خدانخواستہ اگر ضرورت ہوئی تو وہ خود سب کام چھوڑ کر جائین گے مس فلپ کو ابھی سے ساتھ کرنے پر آمادہ ہین کہو تمھاری کیا رائے ہے۔

بلقیس۔ تم لوگ اس معاملہ کو ایسا ڈراؤنا اور بہیانک سمجھ رہے ہو تو مین بھی ڈرنے لگی ہون۔ اچھا وہ ساتھ رہین تم کو بھی اطمینان رہیگا اپنی بہن و بھابھی سے کیون نہین اصرار کرتے تمھارا گھر وہان موجود ہی ہے اگر وہ چلکر بیٹھین گے تو پھر ابّا و امان کو اس پر اصرار نہ ہوگا کہ بچہ اُن کے یہان ہو۔

محمود۔ خوب سوجھایا۔ مجھے تو ان معاملات مین بالکل سمجھ ہی نہین ہے۔ اُن سے ضرور اصرار کرونگا اور یقین ہے کہ مان بھی جائین۔ مگر وہ لوگ عین وقت پر پہونچین گے۔ ابھی سے تو اپنا گھر بار چھوڑ کر جائین گی نہین۔

بلقیس۔ اصرار تو ابھی سے چلنے کا کرو۔ پھر جیسی رائے قرار پائے۔

ایک ہی روز کے بعد محمود سامان سفر درست کرتے ہین اور بلقیس تحفہ طائف خریدنے مین مصروف ہوئین۔ میان بی بی دونون نے شوکت و سروری سے آگرہ چلنے کے لئے اصرار کیا بہت ردو قدح کے بعد یہ طے پایا کہ مس فلپ ساتھ جائین مکان درست کرائین۔ بلقیس شوہر ہی کے خرید کردہ مکان مین آگرہ جانے کے دو چار روز بعد اُٹھ جائین۔ جب ولادت کا زمانہ بالکل قریب آجائے تب مس فلپ ان لوگون کو تار دین اور یہ وہان پہونچ جائین۔ مشتاق و بادشاہ حسن کے کچھ یہ رائے پسند نہ آئی اپنی آرام کا خیال ہر شخص کو مقدم ہوتا ہے۔ پھر بھی

محمود کا منہ تھا۔ نہ یہ انکار کر سکے اور نہ وہ۔

مس فلپ ڈاکٹر کے حکم سے طوعاً و کرہاً راضی ہوئیں۔ فیس کیسی اسیر کا ہیکل آمادہ ہوتیں۔ وہ بھی تو اپنے تئیں ان خاندانوں کا ایک رکن سمجھتی تھیں اور رکھا بھی ایسا ہی تھا۔ چلئے اس واقعہ کے دس ہی روز بعد کپتان محمود معہ اپنی اہلیہ سالی کے یاران طریقت کے ساتھ بمبئی کے ریلوے اسٹیشن پر ٹہلتے نظر آئے



باب (۲۵)

درنہ کا میدان جنگ

دل کی لگی بری ہوتی ہے کسی بات پر اچھی ہو تو سبحان اللہ کیا کہنا خیال کا جم جانا بس قیامت ہوتا ہے اسی کی دھن اسی کا تذکرہ ہر وقت کرنے کو جی چاہتا اور اسی میں دلچسپی بھی ہوتی ہے۔ مذہب و ملت انسان کے لئے بڑی چیزیں ہیں۔ ایمان کے نام پر اس طرح لوگ قربان ہوتے ہیں اور ایسی دنیا کی لذتوں اور نعمتوں پر لات مارتے ہیں کہ دیکھنے والوں کا خوف سے پتہ پانی ہوتا ہے مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے اور اس عالم کو جب روح چھوڑتی ہے تو اس عالم میں اسے راحت ہوتی ہے یا تکلیف اس کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر بھی بچپن سے جو خیال دل میں جم جاتا ہے اس پر یقین ایسا یقین نہیں ہوتا کہ اس کو کوئی دلیل یا حجت سے میٹ سکے۔ کوئی بات بھی دھوکے دھڑی سے دلگی ہی میں کسی نے کردی اور اسی سے اپنے یقین کی تائید نظر آئی تو پھر وہ ذہن میں جم جاتی ہے اور اس کے ادھر ادھر ملنے جلنے والوں سے تذکرے ہونے لگتے ہیں۔

کلثوم نے بھیس بدلا شہید مرد بنی فاطمہ تو بچہ تھی ہی ایسے واقعہ روز ہی سنا کرتی تھی اُسے یقین کیوں نہ آتا مگر نہیں ام کلثوم بھی یہی سمجھتی ہیں کہ اس مکان میں کسی شہید کی روح ضرور رہتی ہے۔ اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد تک وہ مبہوت سی بنی ہوئی کھڑی رہیں۔ پھر جب حواس درست ہوئے تو کلثوم کی پکار پڑی وہ اتنی دیر میں مردانہ لباس اتار کر پھر اپنی وضع میں ہوگئی تھی ماں کی پریشانی

پر اسے ہنسی بھی آئی جی مین آیا کہ اصلی واقعہ کہدالے پھر معلوم نہین کیا سوچکر چپ ہو رہی اور خود بھی تصویر حیرت بنکر شہید مرد کا قصہ مان سے بھی اور فاطمہ سے بھی جی لگاکر سُنا کی۔ گھنٹہ ہی بھر کے اندر تمام کیمپ مین یہ خبر مشہور ہوگئی کہ ہسپتال کے کسی بالائی کمرہ مین کسی شہید کی روح رہتی ہے جسے فاطمہ نے بھی دیکھا اور اُم کلثوم نے بھی۔ وہ فوجی لباس مین جنگ کے لئے طیار تھے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل مین کوئی بڑی لڑائی ہونے والی ہے اور وہ مجاہدین کو خبر دینے اس معصوم بچی کے سامنے ظاہر ہوئے تھے جتنے منہ اتنی زبانین واقعہ ذرا سا تھا مگر ہر خیمہ مین اُسپر کچھ نہ کچھ رنگ چڑھا۔ لوگ فاطمہ سے تصدیق کرنے آتے اور اصلیت سنکر چلے جاتے۔ بیچاری فاطمہ سوالون کا جواب دیتے دیتے تھک گئی پھر بھی جو آتا اوس سے کہنا ہی پڑتا۔ پہلے تو کلثوم یہ سوچی تھی کہ تھوڑی دیر مین اصلیت ظاہر کرکے مان کا اطمینان کر دون گی لیکن جب بات کا بتنگڑ بنگیا تو اوسکو مفر اسی مین نظر آیا کہ ساکت ہی رہے نہین تو اس کے ارادہ ظاہر ہو جائین گے اور محمد صالح شاید انور بے سے کہکر اس کی زیادہ نگرانی کرائین اور پہرہ چوکی بٹھلوا دین خیر۔

اس جھوٹے موٹے مصنوعی واقعہ نے مجاہدین کو جو دو تین ہفتہ سے بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے تھے اس کی امید دلائی کہ عنقریب جنگ ہونے والی ہے اور وہ زیادہ مستعدی سے اطالیون کی نقل و حرکت کی ٹوہ مین رہنے لگے۔ دو ہی تین دن مشکل سے گذرے ہون گے فاطمہ صبح کے وقت کسی ضرورت سے کیمپ کی طرف گئی تھی کہ وہان سے خوش خوش دوڑتی ہوئی آئی اور کلثوم و اُم کلثوم سے کہنے لگی کہ لو بندی تو جاتی ہے آج گھمسان لڑائی ہوگی اطالوی اپنی خندقون سے نکلکر آگے کو بڑھ رہے ہین ایک نخلستان مین مورچہ قائم کرین گے۔ رئیس المجاہدین انور بے کو

پہلے سے خبر مل چکی ہے اور انھون نے سپاہیونکو خفیہ حکم دے رکھا ہے کہ جہازی توپون کی زد سے آگے نکل آنے دو پھر ٹوٹ پڑنا پیچھے پیچھے اطالوی ہین اور آگے آگے ہوائی جہاز اُن کے سرون پر حفاظت کی غرض سے فضا مین منڈلا رہی ہین۔ مگر ابھی تک گولون کی بارش نہین شروع کی ہے۔ شاید سمجھتے ہون گے کہ مسلمانون کو خبر نہین ہے ؎

ام کلثوم۔ تو پھر اَب کیا ہوگا۔ تم تو اپنا مشکیزہ سنبھال کر چلتی بنوگی عاقبت بناؤگی ہم نگوڑیان کیا کرین۔

کلثوم۔ مین تو آج جاؤنگی نہین کچھ سر مین درد سا ہوتا ہے۔ فاطمہ تم امان کو ساتھ لئے جاؤ۔ آج ابا ضرور جائین گے یہ ان کی دوا ہی سے دیکھ بھال کرینگی اور تم بھی میری بہن اُنکا خیال رکھنا کیا کہون میرا سر پھٹا پڑتا ہے نہین تو مین سب سے آگے ہوتی (آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین)

ام کلثوم۔ تو رُوگی کیون اور جی نڈھال ہو جائے گا۔ درد سر کم ہوے تو تم بھی برقعہ پہنکر کسی گھوڑہ پر چلی آنا۔

کلثوم۔ ہان یہ اچھا ہے۔ ابا کا ایک گھوڑہ یہان اصطبل مین رہتا ہی ہے اتنی باتین کرکے کلثوم تو آنکھین بند کرکے اپنے خیال مین مستغرق ایک پلنگ پر جالیٹی۔ فاطمہ اور کلثوم لڑائی مین شرکت کی طیاریان کرنے لگین۔ دو گھنٹہ مشکل سے گذرے ہون گے۔ سپاہی سامان کی درستی مین مصروف ہی تھے کہ دفعتاً طیاری کے لئے بگل بجا اور لوگ ادہر سے اودہر دوڑنے لگے اور دم زدن مین سوار و پیادہ قطار در قطار جنبش کرتے نظر آنے لگے۔ ام کلثوم اور فاطمہ بھی نکلین ام کلثوم برقعہ مین لپٹی ہوئی تھین اور فاطمہ ایک چادر سر سے اوڑھے ہوے اور اپنا مشکیزہ کاندھے سے لٹکائے ہوے ساتھ تھی

محمد صالح بھی بی بی اور بیٹی سے رخصت ہوئے خوش خوش آئے تھے اور خدا حافظ لشکر سے چلے گئے ایک خط بیٹی کو لفافہ مین بند دے گئے تھے اور تاکید کر دی تھی کہ اگر مین شہید ہو جاؤن تو اس کو پڑھ کر انور بے کے پاس چلی جانا ان کو دید یا وہ تمھارے رہنے ہر طرح کا سامان کر دین گے۔ اور لڑائی ختم ہونے پر ہندوستان بھیجوا دین گے۔ باتین کرتے تھے اور اطمینان کا یہ عالم تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ معمولی سفر کو جا رہے ہین نہ آنکھون مین نمی اور نہ چہرہ پر اداسی۔ اللہ غنی مذہب کتنی عمدہ چیز ہے اور یقین بھی کیسا عمدہ خدا کا عطیہ ہے بیشک یہی لوگ بلجہ سن اور اللہ کی زمین انہین کی ملک ہے۔ کلثوم پر اثر ضرور تھا ہندوستان ان کا دور آب و ہوا مین پلی اور وہین عورتون کی صحبت مین آنکھ بڑی ہوئی پھر بھی عرب کا خون کوئی چیز ہے۔ پلک مارتے خیالات پر قابو پا لیا مسکراتے ہوئے باپ کو رخصت کیا اور پھر لیٹ رہی۔

ایک گھنٹہ محمد صالح کو گئے ہوئے ہوا ہوگا ہوائی جہازون نے گولہ باری شروع کر دی تھی مگر ابھی تک بندوقون اور توپون کی سامعہ خراش آوازین نہین آئی تھین کہ یہ اپنے بستر سے اٹھی۔ برقعہ پہنا۔ اور باپ کا گھوڑا اصطبل سے کس کر ہسپتال کی پشت کے دروازہ پر لا کر کھڑا کیا خادمہ کو ہدایت کی کہ تم اس پہاڑی پر جاؤ جہان ام کلثوم اور فاطمہ گئی ہین مین بھی گھوڑہ پر دین آتی ہون۔ راستہ دیکھا بھالا ہے اگر مین اتفاق ہے تم لوگون سے نہ آن ملون تو گھبرانا نہین۔ جہان مجھے اچھا موقعہ لڑائی دیکھنے کا ملے گا وہین ٹھہر جاؤنگی باپ کی خبر لینا میرا بھی فرض ہے اور امان کا بھی اسکو انجام دینا ہے کہین سے بھی کیون نہ ہو اللہ حافظ و نگہبان ہر جگہ ہے لا شرق جہاد جتن

کو بھی تھا۔ یہ حکم پاتے ہی ایک تلوار اپنی چادر مین چھپاکر ہوا ہو گئی۔ بی کلثوم کوٹھری مین گئین مردانہ لباس زیب بدن کیا۔ عمامہ کے نیچے سیاہ کاکلین لٹکی ہوئی بہت بھلی معلوم ہوتی تھین کمر سے تلوار لگائی پشت پر بندوق لٹکائی طپنچے کی جوڑی لی۔ کار توسون کی پیٹی گلے مین پہنی اس شان سے دبے پاؤن کوٹھے سے اترین اور گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھکر نیزہ سنبھالا اور ایک طرف کو سرعت کے ساتھ چلتی ہوئین۔

اطالیون کے سوار دشمن کی خبر لگانے آگے بڑھے ہوئے ہین پیدل فوج نئی کھدی ہوئی خندقون مین پہونچگئی ہے تار لگائے جا رہے ہین۔ ہوائی جہاز فضائے آسمان سے گولے برسا رہے ہین۔ جہازی توپین بھی گرج رہی ہین۔ مگر ترکی فوج کا ابھی پتہ نہین۔ اے لو! وہ بندوقون کی باڑہ چلی سامنے کی پہاڑی پر ترکی توپ خانہ بھی ہے اس نے بھی بسم اللہ کی توپ چلی۔ قادر انداز ہین خندقون مین گولے اتار رہے ہین۔ وہ گولہ آیا اور پھٹا پانچ سپاہی تڑپ رہے ہین۔ اطالوی توپ خانہ نے بھی جواب دینا شروع کیا تقریباً دو گھنٹہ تک دونون جانب سے لگاتار گولہ باری ہوتی رہی۔ ہوائی جہازون نے بھی اطالیون کی کمک مین سیکڑون گولے پہاڑیون اور میدانون مین برسا ڈالے منشا تو یہ تھا کہ ترکی توپ خانہ جو خندقون مین برابر گولہ باری کر رہا تھا کسیطرح ساکت کیا جائے مگر وہ ایسے موقعہ ومحل سے قایم کیا گیا تھا کہ کوئی تدبیر کارگر ہوئی جہازی فضائے آسمان مین بوکھلا گئے ایک جہاز کو ترکون نے اپنی توپ کا نشانہ بناکر گرا بھی دیا اس لئے جہان کہین دور بینون سے مجاہدین کی ٹکڑیان دیکھتے یا دو چار گھر نظر آجاتے وہین آتشبازی شروع کر دیتے ادہر ترکی توپ خانہ تو ہنگامہ حشر قائم کئے ہی ہوئے تھا مجاہدین کی فوج نے بھی اسی کی چھاؤن مین

تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع کر دیا۔ گولوں کا خوف ہے اور نہ گولیوں کی باڑھ کی پرواہ اطالوی مورچے نظر پر چڑھے ہوئے ہیں اور انہیں پر یہ یکمارگی تیر تلاغین مانتے بڑھے چلے جاتے ہیں موت کا بازار ان میں بھی گرم ہے یہ گرادہ مرا مگر باشد۔ دشمنوں کی باڑھ کا جواب خود مردانگی سے دے رہے ہیں گرتے اور مرتے ہیں تو مارتے اور گراتے بھی ہیں آفتاب سر و نیزہ ہے تمازت بڑھی ہوئی سپاہیوں کی آنکھیں سرخ ہیں ست و مبہوت کبھی اس ٹیکری کی آڑ پکڑی اور کبھی اُس ٹیکری کی۔ فائر کیا اور چلے اطالوی سپاہی لاکھ سنبھلنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ایک نہیں بن پڑتی۔ ترکی تو تھیں رہی سہی حواس گم کئے ہوئے ہیں جوں جوں مجاہدین قریب آتے جاتے ہیں ان میں پریشانی اور بدحواسی بڑھتی جاتی ہے۔ نہ خندقوں کی حفاظت کام دیتی نظر آتی ہے اور نہ بعض منچلے افسروں کے بڑھاوے "اللہ اکبر" کی خارا شگاف صدائیں تھے پچھاڑے ڈالتی ہیں۔ اے لو۔ وہ افسروں میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔

ایک۔ ارے یہ عرب بھوت ہیں۔ ہر طرف سے اُمنڈتے چلے آتے ہیں۔ اب مورچے محفوظ نہیں۔

دوسرا (دوربین لگا کر) اگر کچھ دیر اور ٹھہر گئے تو بس سب فوج کٹ جائے گی ایسی حالت میں واپسی ہی مناسب ہے نہیں تو اگر زندہ بھی بچ گئے تو کورٹ مارشل میں جواب دیتے نہ بن پڑے گا۔ یہ تو فن جنگ کے بھی خلاف ہے ہوشیاری و مردانگی سے پسپائی ہونا چاہیے۔

لیجیے وہ جھنڈیاں ہلنے لگیں اشارہ۔ دن ہی اشاروں میں احکامات دیدیئے گئے اور خندقیں خالی ہونے لگیں۔ فوج پوری ترتیب کے ساتھ گولیوں اور گولوں کی زد سے بچتی نکل رہی ہے۔ ساحلی جہازوں نے گولہ باری میں اور

سرگرمی کردی ہے اور ہوائی جہاز بھی ترکی فوج کو نقصان پہونچانے اور سراسیمہ
کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہین ۔ مگر مجاہدین بڑھتے ہی چلے آتے ہین ۔ موقعہ ملا
تو آڑ کیڑ لی نہین تو کھلے میدان مین بگولے کی طرح اٹھے اور چلے ۔ سوار پیادہ
فوج کے آگے ہین جہان دشمنون کی زد مین آگئے ٹھہراؤ ہوگیا ۔ اے وہ دیکھیے
مختلف سمتون سے سوار اور پیادہ فوج مرتی کٹتی اطالیون پر حملہ آور ہوہی گئی
نیزے ، ور تلوارین اپنا کام نہایت صفائی سے کر رہی ہین ۔ اطالوی فوج کئی
مقامون پر ترکون اور عربون سے گتھی ہوئی ہے ۔ دلاوری اور شجاعت تو
عربون کا حصہ ہی ہے اور پھر دست بدست جنگ مین لیکن نازکبدن اطالوی
بھی اسوقت جم گئے ہین موت سرون پر کھیل رہی ہے عربون اور ترکون کا یہ
حال ہے کہ پلے پڑتے ہین ایک ایک سنوسی عرب اسوقت ہزارون پر بھاری
ہے ۔ اوہو ! دیکھئے وہ ایک عرب کس دلیری کے ساتھ ایک اطالوی فوجی
جماعت مین تن تنہا گھس گیا ہے ۔ آنکھین سرخ ہین اور تلوار رنگین گھوڑہ
ہے کہ ہوا سے باتین کر رہا ہے ۔ کیون نہ ہو شہید مرد تو کہلاتا ہی ہے وہ بھی اپنی
ٹاپون سے کام لے رہا ہے ۔ دولتیان جھاڑتا چلتا ہے ۔ اور سوار کا تو سبحان
اللہ عالم ہی نرالا ہے ۔ بہادر ہو تو ایسا ہو ۔ آہا ! کیون نہ ہو یہ تو ہمارے دوست محمد
صالح ہین سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے میدان مین آئے ہین اور خدا خیر کرے آج
پہلی ہی لڑائی مین شہید ہوتے ہوئے بھی نظر آتے ہین ۔ اے دیکھئے وہ ایک
اطالوی سوار نے طپنچہ سر کیا واہ رے میرے شیر خوب خالی دیا تلوار اٹھتی
ہے اور غنیم کا سر چشم زدن مین نیچے آتا ہے مگر برے پھنسے ہین کئی سوارون نے
گھیر لیا ہے نیزون سے شیر کا شکار کرنا چاہتے ہین ۔ اے تو وہ ایک دوسرا
عرب گھوڑا سرپٹ چھوڑے محمد صالح کی مدد کو آ رہا ہے ۔ وہ نعرۂ اللہ اکبر

اُس نے بلند کیا اور طپنچہ چلایا گولی گھوڑے کے لگی اور وہ مع سوار زمین پر لوٹ رہا ہے۔ محمد صالح کو موقعہ ملا ایک اُنھون نے اور جیا لیکن پھر بھی نیزہ کے وار اُنپر ہو رہے ہین جہان تک بنتا ہے بچتے ہین اے لیجیے وہ دوسرا عرب آن پہونچا سر پڑے رومال سے ڈھکا ہوا ہے صرف آنکھین کھلی نظر آتی ہین نہایت پھرتی سے دائین بائین حملہ کر رہا ہے ابھی نوعمر معلوم ہوتا ہے مگر بلا کا شہسوار ہے دونون ہاتھون سے کام لے رہا ہے اس کے حملے اُس قیامت کے ہین کہ اطالوی سوار جدھر وہ جھکتا ہے یا تو زخمی ہوتے ہین اور یا بھاگتے ہین محمد صالح کی پشت پر ہے اور اُنکو اس نرغہ سے نکالنا چاہتا ہے۔ بالآخر اُنکے لئے فرشتۂ رحمت ثابت ہوا بہتون کو مار گرایا میدان خالی کیا۔

محمد صالح۔ اے بیٹے تم کون ہو مین شہادت کا جام پینا چاہتا تھا۔ تم نے مجھے نہ پینے دیا۔

سوار۔ کچھ خدمت اسلام بھی تو کر لیجئے اس کے کیا معنے کہ پہلی ہی جنگ مین سر کھو بیٹھے کچھ کر کے جنت مین جائیے آپ مین دیکھتا ہون کہ زخمی ہوگئے ہین اس راستہ سے آیئے تو مین آپ کو نکال لے چلون۔

محمد صالح۔ مین پیاسا بہت ہون پانی پلواؤ۔

سوار۔ ذرا سا اور صبر کیجیے پانی بھی ملا جاتا ہے میرے ساتھ چلے آیئے۔

محمد صالح زخمی بہت ہو چکے تھے کچھ سکت باقی نہ تھی سوار کے ساتھ ہو لئے اور چکر کاٹتے ہوے اب اُس مقام پر پہونچے جہان دست بدست لڑائی کی ابتدا ہوئی تھی میدان لاشون سے پٹا پڑا تھا عرب اور اطالوی سب ایک مقام پر یا تو مردہ پڑے تھے اور یا جان توڑ رہے تھے۔ اس ہولناک منظر کو دیکھے اور فاطمہ کی ننھی سی جان مشکیزہ کاندھے پر ہے اور زخمیون یا دم توڑنے والون کو

بے خوف وخطر پانی پلا رہی ہے۔ اس مرتبہ تنہا نہیں ام کلثوم بھی برقعہ پوش ساتھ ہیں اور وہی ثواب کا کام کر رہی ہیں کہ جو فاطمہ نے اپنے سر لیا ہے گھوڑون کی ٹاپون نے ان دونون نیک بندیون کو ہوشیار کیا ایک تو "محمد صالح" زور سے چیخ اٹھی اور دوسری "وہی شہید" فاطمہ نے "لفظ شہید" زبان سے نکالا ہی تھا کہ وہ سوار گھاٹیون مین غائب ہو گیا۔

میدان صاف ہو گیا تھا۔ اطالوی شدید نقصان کے ساتھ جہازون کی پناہ مین کثیر مال غنیمت کا عربون کو مالک چھوڑ کر پسپا ہو چکے تھے مجاہدین جوق درجوق اپنے اپنے افسرون کی سربراہی مین ہر قسم کے سامان سے لدے ہوے واپس ہو رہے تھے۔ ہر شخص بجائے خود بے انتہا خوش تھا جنکے اعزا شہید ہوے تھے وہ بھی بجاے اس کے کہ ہندوستانیون کی طرح صف ماتم بچھاتے شادان وفرحان ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے تھے۔ بالکل چہ غم نہایت بے پروا۔ تخمینہ کیا گیا تو دو ہزار کی جماعت مجاہدین مین جو آج در تہ این معرکہ رہی صرف دو سو کام آئے اور اسی قدر زخمی بھی ہوے ہون گے۔ عرب ترک شہید ڈیکا دو ایک گھنٹے کے اندر میدان جنگ ہی کی زمین مین مدفن بنا دیا گیا رونے والون مین اگر کوئی تھا تو ہمارا منچلا بہادر غازی انور بے اسی کی آنکھون سے آنسو موتیون کی لڑیان بنکر نکلتے اور مرنیوالون پر نثار ہوتے یہ کیون؟ محض اسوجہ سے کہ وہ اپنے تئین ان ہنگامون کا ذمہ دار اور خدا کو سامنے جوابدہ سمجھتے تھے۔ حق پر تو تھے ہی مگر اللہ کی بے نیازی انجام کے خیال سے آٹھ آٹھ آنسو رلاتی تھی عجیب معجون مرکب یہ شخص بھی ہے۔ یہی وہ ہے جسے روح روان انجمن اتحاد وترقی اگر کہا جائے تو بیجا نہین۔ نوجوان ترکون کا کم عمری ہی مین سرغنا بنا۔ ایسے عالی مرتبہ اور زبردست شاہنشاہ کے جیسے کہ سلطان عبدالحمید خان

تنزل کا باعث ہوا دار الخلافت قسطنطنیہ مین ایک ہنگامہ قائم کر کے اب طرابلس الغرب مین فوجی قابلیت اور ہمہ گیر دماغ کی بلند پروازیان دکھلا رہا ہے یورپ تو یہ سمجھا ہوا تھا کہ مملکت اطالیہ مین طرابلس شامل ہو گیا مگر یہ کسے معلوم تھا کہ وہان کا بچہ بچہ انور بے کی دعوت پر لبیک کہیگا اور مارنے و مرنے کے لئے طیار ہو جائیگا خدا کی شان جسے وہ بنائے اُسے کون بگاڑے اب وہی انور بے ہین کہ سید سنوسی شیخ الشیوخ زاویہ کی صحبت مین بیٹھے خیال کے مسلمان ہو گئے ہین غزوات کی بہادریون اور جانفروشیون کا اگر نمونہ دیکھنا ہو تو انور کو دیکھے میدان جنگ مین جہان گھمسان لڑائی ہوگی وہان سب سے آگے اگر کوئی نظر آئے گا تو یہی۔ گولیون کا نشانہ بھی بنتے ہین نیزون اور تلوارون سے بسم[illegible] بھی ہوتے ہین۔ مگر جب صفون سے نکلتے ہین تو بید[illegible] سچ ہے جسے خدا بچائے اسے کون مار سکتا ہے۔

آج کی لڑائی حسب معمول مسلمانون کی فتح پر ختم ہوئی محمد ما[illegible] انجنگ مین شریک ہوئے تھے لوگ ان کے پاس بیٹھے بعد لگے اور مبارکباد دیتے بارک اللہ اور جزاک اللہ کی صدائین بلند ہوئین ان کی سنئے میدان جنگ ہی مین واپسی کے وقت ام کلثوم نے خود ہاتھ دھلا دیا۔ پانی پلایا۔ زخم دیکھے گئے تو خفیف ہی تھے پھر گھوڑہ پر لدے اور سپتال کی جانب معہ ذبی کے روانہ ہوئے فاطمہ بھی ساتھ ساتھ تھین ان کے والد شیخ عبداللہ شہادت کے شوق مین نہایت درجہ دلیری و بہادری سے لڑ رہے تھے انور بے کے گھوڑے کے برابر ہی برابر انکا گھوڑہ۔ با ہزیمت خوردہ دشمنون کی صفون مین یلغار کرتے ہوئے جاتے اور ایک [illegible] نعرہ برپا کر دیتے قسمت کے دہنی جیسے غازی انور بے تھے ویسا ہی ان کا شان بھی تھا یہی تو ہون کے ثبوت

واپس آئے کسی کے خراش تک تو نہیں لگی۔ فاطمہ بڑی مگن تھی۔ کبھی جوشیلے عربی اشعار پڑھتی اور کبھی قرآن پاک کی آیتیں۔ خدا خدا کرکے ہسپتال کا سفید جھنڈا ہوا میں لہراتا نظر پڑا اور ساتھ ہی ساتھ ایک پہاڑی کے نیچے بی کلثوم اپنے برقعہ میں لپٹی ہوئی محمد صالح کے نظر آئی۔ دور ہی سے اردو میں۔

کلثوم۔ ہاں خیر تو ہے (دوڑ کر محمد صالح کے گھوڑہ کے پاس آجاتی ہے) آپا نڈھال زیادہ نظر آتے ہیں۔ نصیب دشمناں زیادہ کاری زخم تو نہیں آئے

محمد صالح۔ نہیں نہیں میں بالکل اچھا ہوں۔ کچھ یونہی سے زخم آگئے ہیں۔ میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ آج شہید ہو جاؤنگا لیکن کچھ دنوں دنیا کی ہوا کھانا ابھی اور مقدر میں ہے۔ ایک فرشتہ غیبی خدا جانے کدھر سے مدد کے لئے پہونچ گیا تھا اور دشمنوں کو جو مجھے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے یا تو نی النار اور یا زخمی کرکے مجھے نکال لایا اور پھر غائب ہو گیا۔ خدا جانے کون بندہ خدا تھا۔ اور بھی ایسا غائب ہوا کہ مجھے پہچان تک نہ دی۔

فاطمہ۔ (قطع کلام کرکے عربی) بازو میں خدا یا بیٹے تم لوگ کس زبان میں اور کیا باتیں کر رہی ہو میں تو کچھ بھی نہ سمجھی اس ہی زبان میں باتیں کرو تو دوسرا بھی سنے۔

محمد صالح۔ وہی اس نوجوان عرب کا ذکر ہے جو مجھے دشمنوں تک پہونچا کر خود غائب ہو گیا۔ میں کہتا تھا کہ اگر وہ آدمی نہ آتا تو میں اس ہی وقت جنت میں ہوتا میرا جوش دیکھ کر وہ مسکراتا اور کہتا کہ بیٹا ابھی کچھ اسلام کی خدمت کر لو تب مرنے کا ارادہ کرنا۔ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے لیکن آسانی سے نہیں ملتی"

فاطمہ۔ بہن معاذ اللہ میں اس نوجوان کو خوب جانتی ہوں۔ دہ [illegible] شہید تھا جسے میں تم سب [illegible] ہسپتال کی کوٹھری [illegible] خبر لگا

تو اسی نے دی تھی۔ کیوں نا کلثوم

ام کلثوم۔ واللہ یہ لڑکی سچ کہتی ہو میں بالکل بجولی ہوئی تھی تو کیا شہید ہونے کے بعد بھی جہاد میں شریک ہوتے ہیں

فاطمہ۔ یہ کیا کوئی انوکھی بات تھوڑے ہی ہے میں نے انہیں لڑائیوں میں بہتوں کو جو پہلے شہید ہو چکے تھے قتال کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کیا کہوں کلثوم تم نہ تھیں بڑے لطف رہے آج میں نے بہتوں کو پانی پلایا (ام کلثوم کیطرف) اماں بھی برابر میرے ساتھ رہیں تم کو میری آنکھیں ڈھونڈھتی تھیں۔

کلثوم۔ ہاں میں بڑی بدقسمت ہوں۔ ورد میرے سر میں اس قیامت کا اٹھا کہ سر اٹھانا مشکل ہو گیا (جعفر کی طرف اشارہ کرکے) ان کو بھی میں نے رخصت کر دیا تھا۔ یہ غریب چاروں طرف مجھے ڈھونڈھتی پھریں۔ آخر تھک کر گھر لوٹ آئیں تو مجھے پلنگ پر تڑپتے پایا۔

محمد صالح۔ اچھا ہوا تو نہ گئی۔ میدان جنگ کو دیکھکر سہم جاتی۔ مگر میرا محسن بیشک کوئی فرشتہ یا شہید ہی تھا۔ بجلی کی طرح ادھر سے ادھر کوندتا تھا اور کوئی حربہ اس پر اثر نہیں کرتا تھا۔ اللہ غنی کیا کیا بہادریاں اس نے دکھائی ہیں میں تو عش عش کرتا تھا۔

فاطمہ۔ مرنے میں [illegible] ہے۔

کلثوم۔ [illegible] سوچ میں پڑکر) مسلمانوں کی ابتدائی غزوات اور صلیبی جنگوں میں کامیابی کا راز اصل [illegible] فقرہ ہے ہم شوق سے جان دیتے ہیں اور ہمارے دشمن کراہت سے۔ دنیا ہمارے لئے مسافر خانہ ہے اور عقبیٰ ہمارا گھر۔ اسکی ہستیں فانی اور اس کی باقی مسلمان اگر اس خیال پر راسخ ہو جائیں تو ان کو شکست ہو ہی نہیں سکتی۔

محمد صالح۔ بیٹی خدا تیری عمر میں برکت دے تو بالکل سچ کہتی ہے۔ باتوں

ہی باتون مین راستہ آسانی سے کٹ گیا۔ محمد صالح ہسپتال مین باوجود اختلاف کے غازی انور بے کے تحریری حکم سے معہ اور زخمیون کے داخل کر دئے گئے زخم وہوئے گئے۔ مرہم پٹی ہوئی۔ بیٹی اور بی بی کی دن رات خبر گیری سے دو تین روز بخار آنے کے بعد بالکل اچھے ہوگئے اب پھر وہی روز کی قواعد ہے۔ اور دوسری جنگ کا انتظار۔

فاطمہ دن بدن اپنی سہیلی کلثوم اور ان کی ماں ام کلثوم سے مانوس ہوتی جاتی ہے نہ اسکو بغیر ان کے چین ہے اور نہ انکو بغیر اس کے۔



باب (۲۶)

شہنشاہ اکبر کا دارالسلطنت آگرہ

انسان عجائب و غرائب کا شیدائی۔ حیرت و واقعات کا دلدادہ گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے والا کبھی آبادی میں کام فرسا کبھی ویرانوں میں خزانہ ڈھونڈنے والا تفریح کنان باغوں اور مرغزاروں میں جاتا ہے بلبل کی طرح ہرجائی ہے ڈالی ڈالی پھدکتا پھرتا ہے اور ہر پھول کی بوباس لیتا اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھتا پھرتا ہے۔ درندوں کو یہ رام کرے شیر ببر اور چیتوں کا یہ شکار کرے۔ نہ اس سے ڈرتا اور نہ اس سے خوف کرتا ہے سمندر کھلے میدانوں کی طرح اس کا جولان گاہ بنے ہیں۔ اب برق و باد کو قابو میں لا کر آسمان میں تھگلی لگانے کے لئے بیچین ہے خلیفتہ اللہ فی الارض دنیا کی ہر چیز باپ کا سامال سمجھتا اور اپنے کام میں لاتا رہتا ہے شیطنت پر آیا تو خدا کے وجود سے انکار کر بیٹھا۔ روحانیت کی جانب متوجہ ہوا تو ذات باری میں فانی ہو کر کوس لمن الملکی بجانے لگا۔ زندگی میں بھی مرجع خلائق بنا رہا اور مرنے کے بعد بھی بوعلی فلسفی بہ منطقی یہ۔ شاعر یہ مورخ یہ حکیم یہ ادیب یہ۔ ہر ہر چیز میں در آتا ہے اور پھر ہر چیز سے الگ رہتا ہے آج اس سے وابستگی ہے تو کل اس سے ذوق نگر دل نہیں بھی نہیں لگتا مطرب خوش نوا بگو۔ تازہ بہ تازہ نو بہ نو۔ آج رزم ہے تو کل بزم۔ اتقا و پرہیزگاری بھی ہے اور رندی و مستی بھی انسان ہم بھی ہیں طبیعت کو کیا کریں۔ طرابلس کی زمینوں سے جی گھبرا گیا

بیٹھے تو میں بیٹھا جاتا۔ آگرہ کی سیر تو [illegible] ذرا اُنکو بھی دیکھنا چاہتے ہیں
کپتان محمود، بلقیس، زہرا کو لیکر [illegible] وہ سب اپنے خسر مولوی
[illegible] صاحب کے تقریباً ایک ماہ سے مہمان ہیں [illegible] وقت [illegible]
ہو چکی ہے ہنوز روز اول ہے اپنا مکان [illegible] ہر وقت نفیس [illegible] جانا چاہتے ہیں
اگر شوکت [illegible] ساس [illegible] میری [illegible] اکیلی ہے ابھی اس کے
کھیل کود کے دن ہیں نازوں [illegible] اتنے بڑے گھر میں [illegible] چھوڑ کے
گھر میں کون رہیگا [illegible] ایک [illegible] زہرہ [illegible]
بھی [illegible] تم کو [illegible] بلقیس
[illegible] نصیب ہو [illegible] گھر [illegible] لیجانا تھوڑا
دور ہی لگتا ہے چاہئے [illegible] تو آتی رہتی ہے۔

یہ وہ تقریر ہے جو محمد [illegible] صاحبہ نے ان کے اصرار پر کی تھی [illegible]
ساتھ آئی ہیں ان کا زیادہ [illegible] بلقیس کے ساتھ ہی گذرتی ہیں [illegible]
کی [illegible] ان کے [illegible] کا بندوبست سب
وہیں ہے۔ شوکت [illegible] اٹھائے ہیں۔ آگرہ میں
[illegible] بلقیس [illegible] رنگ بمبئی کی بیگمات
کا [illegible] اس وجہ سے ان سے باتیں ہوں
تو کیا خاک [illegible] ماشاء اللہ اور سبحان اللہ ہیں پہلے
تو مس [illegible] کے [illegible] بابا وہ [illegible] گھاٹ گھاٹ
کا پانی پئے ہوئے ہے۔ مرد [illegible] بیٹھنے والی ہماری [illegible]
[illegible] بیٹھنے والیاں [illegible] سیدھی بات
بھی [illegible] آتی [illegible] اپنے [illegible] توبہ!

توبہ توبہ کرو بی بی [illegible] ملکہ بلقیس کہتی ہیں [illegible] سب کیا محسن کی بی بی ایک نہیں [illegible] پھر میں محمود نے سر مغرور کی کھایا آگہ بی وہ مسلمان [illegible] تمھارے دین میں آئی سب پوچھتہ نماز پڑھتی اور [illegible] تلاوت کرتی ہے اب پردہ میں بھی بیٹھتی ہے نیک ہے خوش سلیقہ ہے کسی قسم کی اخلاقی خرابی اس میں نہیں مگر یقین کسکو [illegible] باتیں بناتی ہوئی [illegible] چھوڑے گئے [illegible] رات ہر وقت [illegible] کبھی نماز پڑھا یا اور کبھی قرآن [illegible] یقین [illegible] وسلیقہ سامنے آئے [illegible] طلب [illegible] ادھر ادھر ہوگئیں [illegible] بلقیس [illegible] کو خود تعجب تھا کہ گھر کے ہوتے [illegible] بلقیس [illegible] لگے [illegible] گدی [illegible]

بھی [illegible]

سامنے [illegible] آ [illegible] ہیں

مس فلیپ ہوتی اور [illegible] خود [illegible] کی جوائی اور ہو چکیں [illegible] کے تذکرے شوکت [illegible] گیان [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] قمیص [illegible]

بیگم نہیں احسانات کو [illegible] ہے

کہ سہیلیوں سے بچھڑی ہوئی ہیں جدائی شاق ہے صحبت بالفعل میسر نہیں تو
تذکرہ لواحق صحبت ہے بلقیس بھی اپنے گھر اکثر آتی جاتی ہیں کبھی کبھی رات
کو رہ بھی جاتی ہیں۔ [illegible] عالم ہے کہ اگر [illegible] کتاب میں داخل ہو گئے ہیں۔
تین بیٹے اور [illegible] کرتا لیگا۔ ترکوں اور
عربوں کے واقعات [illegible] سلامی پڑھتا ہے اور تڑپ تڑپ کر
رہجاتا ہے تعیمروں میں ماہر موسیقی یا فن۔ قاضی اگر پہونچ جاتا ہے تو ہر ہر استاد
گنگری اور تان پر تو دبھی آواز ملانے کے لئے منہ کھولدیتا ہے۔ یا اگر ناچ ہندلا
تو خود بھی ناچ سکتے یہی حال آجکل کپتان محمود کا بھی ہے۔ لارڈ رابرٹ کی
آنکھیں دیکھے ہوئے [illegible] کا انداز
[illegible] اور بہادر بھی ہیں ساکت
رہتے ہیں اور [illegible] طرابلس پہونچوں اور شریف جنگ
ہوں [illegible] ایک مرتبہ ڈاکٹر مشتاق کا
خندہ لیا اپنے ہوش [illegible] شوکت آرا کی رائے پوچھی
اور [illegible] تینوں جیوت ایسی ڈانٹ
پڑی کہ [illegible] ساکت ہو
رہتے [illegible] انگریزی
دوکان سے [illegible] تو سنکے خرید لائے اور
[illegible] کسی دوست افغانی
کے نام [illegible] کے ساتھ سے
[illegible] پوچھنے لگے کہ
[illegible] جواب دیا کہ

بندہ پرور میں کپڑے اور انکا روونا کا شوق میں ہوا ... گھبرا گیا ہے آخر کرون تو کیا۔ ایکی چاندنی میں خیال کی ترائی میں شیرہ انکا ... پانوں کا ہم سب جائیں گے بڑا لطف رہیگا زمانہ قریب ... بہت آیا اور ... ہفتہ کے ... تھا لیکن دیکھا چاہیے یہاں ... ایک آسمہ رکنا ... یہاں نہیں لگتا ساحل سمندر یاد آتا ہے اور دریا ... دیکھنے کو دل ترستا ہے اسی شغل میں جی بہلاتا ہوں ... ٹیٹھ کر سمجھ لیتے ہوں گے

یہ ان مشاغل میں ... ایک شب کو بارہ بجے کے عمل میں مولوی ... یہاں سوتا پڑا تھا چونک اٹھا ... اور ...

خدمتگار۔ ارے گھسیٹے ... اطلاع کرو بٹیا آرہی ہیں ان کی طبیعت ... کان پر نہیں کی۔ ابھی ...

گھسیٹے۔ یار تو ... لکھتا تھا ... دوکش ہو رہا ... ابھی کو ... خوب یاد آیا وہ تماشہ ہیں گئے ہیں۔

یہ کہتا ہوا گھسیٹے لپکا اور ڈیوڑھی پر ... غائب ابھی ... گھبرا کر اٹھ بیٹھیں شب خوابی کے لباس ... ڈیوڑھی تک پہونچی ... گھسیٹے ... کمرہ میں جو زچہ خانہ ... تھی۔ پھر بھی مسہری ... بیدم ہو رہے تھے گرم ہونے کے لئے پانی ... تھیں کہ

گاڑی زنانی سواریان لیکر آ گئی مجبور کی خوشدامن انکی سلیج ساماں صیلین غرضکہ سواروا ایک ایک گھر کی بڑی بوڑھیان سب آ گئیں بچون کی نگرانی کے لئے ان کی انائیں اور دسری بہائی خادائیں چھوڑ دی گئیں یہ سواریان اتری ہی تھیں کہ [illegible] ہوئے ٹھوکر بچا سے کے دھنا ہے بایان ہے [illegible] اور بیا علی کہکر قینہ ڈیوڑھی مین رکھدی - [illegible] دولھن کے ساتھ ان کی تیجولی کنبہ کی ایک سیہلی اور [illegible] نے [illegible] ہاتھ [illegible] زچہ خانہ مین پہنچا دیا اب وہ [illegible] کیا دلیان سب اپنے گھیرے بیٹھی ہین چاون چاون [illegible] صاحب کے درگاہ کی خاک لاؤ اس کے [illegible] کہنا ہے کہ درگاہ سے تعویذ بھی منگوا [illegible] دھوپ کرنا چاہیے تھی۔ سب کے آخر [illegible] دولھن کی نانی بیگم آئیں کہ اسے ہے لوگو میری بچی [illegible] مریم بھی لائی ہو نقش ڈالا کٹورہ [illegible] کس چیز کا لحاظ کرون کچھ ہوتا ہی نہیں [illegible] تھا کہ کوئی کسی کی نہیں سنتا تھا [illegible] کہین بچہ جنوانے بلائی گئیں [illegible] صاحب اُس فقرہ کے ساتھ [illegible] حکیم ایسے موقعون پر بلائی گئیں [illegible] مین انگریزی طریقہ [illegible] بڑھیا لوگون کی صحبت رہی مگر [illegible] وہ باہر اپنا

نظر آپ ہی تھا۔ وہ بیچاری یہ کبھی ہوئی تھیں کہ آگرہ میں بھی وہی حالت ہوگی جس گھر میں مقیم ہوئیں اس میں رہتے تھے [illegible] لاکون تھا۔ خوب سعادت تھیں محمود کی سسرال میں بھی۔ مولوی احسن صاحب نہایت صفائی پسند تھے گھر بھر نماز روزہ کا پابند اس درجہ ست باتیں کہ بیٹے کے کمرے دو نوں بٹ ہوئے تھے۔ مس قلپ جاتی۔ روز تھیں ان کی موجودگی کی وجہ سے غل و شور بھی نہیں ہوتا تھا۔ لڑکے بھی سہمے ہوئے تھے۔ مولوی احسن صاحب آئیں یا اُنکے صاحبزادہ مولوی محسن روتے بچے بھی سیٹ کر خاموش ہو جاتے۔ اس وجہ سے اس گھرانے کی شائستگی سے تعلق بھی [illegible] صاحب کا اچھا [illegible] تھا مگر اس وقت کے طرز [illegible] [illegible] اشارہ سے

محسن کی بی بی [illegible]

مس قلپ بیگم صاحب [illegible] دیکھئے کیسا غل شور ہو رہا ہے [illegible] کے دالان و کمرے خالی [illegible] آرام کیجئے بیگم محمود کو میں [illegible]

محسن کی بی بی [illegible] دیتی ہوں [illegible] کیونکر چھوڑ سکتی ہوں

مس قلپ [illegible] تو اچھا بات [illegible]

[illegible]

[illegible]

بوتین اور سب عورتوں کو وہان سے ہٹا دیا مگر نہیں دولھن کی مان وہ خود اور
انکی سہیلی بدستور بیٹھی رہین تقریباً پندرہ منٹ کے بعد مس صاحب لوٹین اسس
دوران مین محمد صاحب بھی آ گئے تھے۔ حال دریافت کرکے باہر کوٹھی مین جا بیٹھے
زیادہ گذر گئی تھی۔ [illegible] سو بھی گئے۔ زچہ خانہ مین سوا رئیس دولھن
کے جو درد کی وجہ سے کبھی اٹھ بیٹھتین اور کبھی لیٹ جاتین اور سب ساکت تھے
باتین بھی ہوتین تو آہستہ آہستہ مس فلپ اس سکوت کو دیکھ کر مطمئن ہوئین تاہم
ان تین چار عورتون کی موجودگی بھی انھین کچھ اچھی نہین معلوم ہوتی تھی مگر تین
کیا جیسا دیس ویسا بھیس رئیس دولھن کے پاس آنکر بیٹھین مقام درد دیکھا
دوا جو طبیار کر لائی تھین وہ پلائی اور منتظر اس کی رہین کہ جلد ولادت ہو جائے
تو اطمینان ہو گمان بھی [illegible] ہی تھا۔ درد بڑھتا جاتا تھا لیکن کسی طرح خلاصی
نہین ہوتی تھی [illegible] یہی حالت رہی اس کے بعد درد مین کمی ہوگئی
[illegible] زچہ کی مان اور [illegible] سبھی مس فلپ
[illegible] وقت تا دیر [illegible] پر امید کرتی رہین پر
سب بے نتیجہ ثابت ہوئین پھر اگر وہ زندہ بچتے بیٹے محمود کو تو شہر کی ڈاکٹر مشتاق
کے نام [illegible] کا تار [illegible] ولادت نہ ہوئی تھین - ۴ بجے
کے بعد درد موقوف ہو گیا [illegible] ہوئی جاتی ہے [illegible] آنے کا انتظام
کر دیں [illegible] کے پاس بھیج دیا کہ سرکاری تار گھر سے فوراً روانہ
کر دیا جائے۔
[illegible] مس فلپ اپنی
[illegible] کر دیا حال سب
[illegible] جلسے مین بادل

مشورہ کرکے آپریشن کرونگی اگر تو [illegible] ورنہ [illegible] کے ضائع
جانے کا اندیشہ ہے [illegible] ان حالات [illegible] ہوئے تھے
گھبرا گئے جھٹ پٹ غسل کرکے کپڑے [illegible] موٹر میں بیٹھ کر بڑی [illegible] کے
بنگلہ پر پہونچ گئے حضور ڈیڑھ گھنٹہ کے [illegible] پانی [illegible]
ان میں اور مس فلپ میں مشورہ ہوتا رہا بالآخر [illegible] کہ بچہ [illegible]
مردے سے نکالا جائے خود رئیس [illegible] حالت ایک [illegible] سی تھی میاں
اس ارادہ کو پورا کرنے کی [illegible] تعین [illegible] کا تار
مضمون کا آیا کہ ہم سب آرہے ہیں [illegible] تار
تار پڑھکر اور اپنے ارادہ میں مستقل ہو گئیں [illegible] بچہ
جاگتا پیدا ہو گیا مبارک [illegible] لیکن
چلتی نہیں مگر جاتے وقت محمود [illegible] کی حالت بہت
زیادہ خطرناک ہے موت زندگی خدا کے ہاتھ ہے۔

محمود تھے اگرچہ [illegible] لیکن [illegible] کو بلا بھیجا
اسے اس خبر کی [illegible] چاہی [illegible] واقف
کہنے لگیں کہ بیگم [illegible] غش [illegible] یہ
راستے [illegible] اتفاق [illegible]
خدا صحت دیگا [illegible]
میں کئی نادر علاج [illegible]
اس قدر سمجھا کر [illegible] کہ
غش کے دورے کسی [illegible]
اور ذہنوں پر ڈنیا [illegible] تو

کسی محمود کا خانساماں بہت ہوشیار تھا اس نے باہر ہی بہت انتظام کر لیا اور وقت وقت سے سبھوں کو کھانا کھلا دیا۔

محمود بہت زیادہ پریشان تھے اچھے اچھے ڈاکٹروں کو بلا کر جمع کر دیا تھا اور برابر نسخے بدلے جا رہے تھے شب اسیطرح پریشانی مین گذری صبح ہوتے پھر محمود نے خبر منگائی ایک نرس آکر کہہ گئی کہ بہت اندیشناک حالت ہے رات آنکھوں مین گذری ہے مس فلپ وہان سے ہٹ نہین سکتین"۔

محمود ۔ (آبدیدہ ہوکر۔ بھرائی ہوئی آواز مین) تو کیا کوئی اُمید باقی نہین رہی

نرس ۔ مین یہ نہین کہہ سکتی مگر بڑی میم صاحب اور مس فلپ دونون نہایت خطرناک حالت سمجھتی ہین رات سے بیہوش جو ہوئی ہین تو اب تک ہوش ہی نہین آیا۔ بخار ایک سو چار سے اوپر ہے۔

محمود ۔ (ایک آہ سرد بھر کر) اللہ کی مرضی جو اس کو منظور ہوگا وہ ہوگا۔

اس کے بعد وہ اپنے کمرہ مین گئے دو گھنٹہ کے بعد وہان سے نکلے گاڑی کی طیاری کا حکم دے چکے تھے وہ دیر سے کھڑی تھی آکے بیٹھے خانساماں کو بلا کر کچھ ہدایتین کین اور گاڑی ہانکنے کا حکم دیا احاطہ سے باہر نکلکر کوچبان نے پوچھا کہ "حضور کہان لے چلون" جواب دیا کہ "اسٹیشن" چند منٹ مین اسٹیشن آ گیا اترے کوچبان کو ہدایت کی کہ سب گاڑیان جب نکلجائین تب جانا اور پھر شام کو لے آنا مین جلد واپس آجاؤنگا۔ دہلی جانیوالی گاڑی کا وقت قریب تھا بیک بینی و دو گوش ٹکٹ لیکر اسپر سوار ہولئے۔ کہان جائین گے؟ اس کا علم خدا کو ہے۔

باب (۲۷)

ڈاکٹر مشتاق آگرہ مین

مشتاق۔ بادشاہ حسن اب آگرہ تو آہی گیا اپنی بی بی رسالی سے کہدو کہ بہی طیار ہوجائین عورتین لاکھ شائستہ ہون مگر پھر بھی اتنا سامان لادلیتی ہین کہ حیرن ہوجاتا ہے اور کوئی چیز چھوٹ گئی تو پھر قیامت ہے۔ اللہ دے اور بندہ لے۔

بادشاہ حسن۔ ابھی آپ ہی کیون نہین کہدیتے ہین ایک ہی تو گاڑی ہے کہین جانا ہے۔

مشتاق۔ مین اخبار دیکھ رہا ہون ورنہ تم سے کیون کہتا آخر کب تک پڑے رہوگے ریل سے اتروگے یا نہین۔

بادشاہ حسن۔ ابھی وقت سے اترین گے۔ کیون اوٹھین نہ اد جھتے ناک مین دم کردیا ہے۔

بادشاہ حسن اس زور سے چیخے کہ پاس کے درجہ مین آواز پہونچی اور ملی سروری بیگم نے سنی۔ جھکر ریالی تختہ کو کہ کہ کھڑکی سے جھانکا تو دیکھا کہ ڈاکٹر اور ان کے شوہر مین گفتگو ہو رہی ہے گاڑی پوری ریزرو کرالی گئی تھی اس لئے ایک کمرہ مین سوا ان دونون کے کوئی تیسرا نہ تھا۔ اور دوسرے کمرہ مین دونون بیگمین۔ تیسری ناظمہ اور دو خادمائین۔

سروری۔ ددی۔ مین کہتی ہون کہ یہ ہے کیا۔ کیا کچھ پینے لگے ہو۔ نا تہ درجہ

کے پاس بلوہ مچایا ہے مین کہین پولیس کو نہ بلاؤن۔ لو صاحب! کچھ تمیز ہی نہین
تم دونون کو کون شریف کہیگا۔ بڑے ہیکڑ خان بنے ہین گالی گلوج کی نوبت آگئی
اب جوتی پیزار کرو۔ بڑی محبت بڑا میل اسی مین تو معلوم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر۔ اجی آپ ہی کے بل بوتے پر مجھے پیرے ڈالتا ہے۔ مین نے تو اتنی بات
کہی تھی کہ بھئی آگرہ قریب ہے ذرا زنانہ مین کہدو کہ اپنے سامان سے چوکس
رہین بس لگا مجھے ڈانٹنے پھر اس پر دہے کہ تم نے بھی سن لیا۔ اور بولتا تو شاید مجھے
گندہ ہی دیتا۔ سچ ہے جس کی بڑھیا اندر اس کا طالع سکندر۔ تمہارا خیال کرتا ہون
کہ میری پرائی وہ ہو۔ بس سمجھ جاؤ یعنی سالی نہین تو مین اسے پیس کر رکھدیتا
یہ مال ہی کیا ہے وہ ہڈیون کا آدمی۔

سروری۔ تو یہ کہیے کہ ہم آپ کی "وہ" ہین ماشاء اللہ طبیعت بہت زورن پر ہے
اسے کہو قسمت کے دھنی ہو بے زبان چاند سی دولھن مل گئی ہے میان صاحب!
مین تمہاری "یہ" یا "وہ" ہوتی تو ایسا سیدھا بناتی کہ پھر چلا چلا کر باتین نہ کرتے اور
اس مردہ کو کیا کہون یہ تو ہمیشہ کا جانگلو ہے۔

بادشاہ حسن۔ تو مین نے کیا کیا۔ اپنے بہنوئی کو نہین کہتین کہ تم لوگون کو مغض گنوار
ہی سمجھا۔ یہ کوئی سمجھانے کی بات ہے کہ سامان درست رہے۔ تم نہین جانتین کہ
ہماری سالی صاحب نہین جانتین وہ ایک چر تر ہین۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی
پیے ہوے انگریزون کے ساتھ نہین رہین کہ پردون کے پاس نہین رہین۔
بڑے بڑے مردون کے تو وہ کان کاٹتی ہین۔

شوکت۔ خدا کی شان ہے یہ بادشاہ حسن صاحب ہماری تعریف کر رہے ہین اور
کسکے سامنے ہماری چھوٹی بہن کے سامنے۔ بہتیا ہم ایسے نہ ہوتے اور ایسی موٹر
بہن تم کو نہ دی ہوتی تو تمھاری کاغذی ناؤ آج بمبئی مین کیسے چلتی۔ پہلے افسر

کیسے بنتے۔ مدراس میں چکلہ داری کرتے ہوتے یا کلکتہ میں گوہر جان کیسا تھا مجیرے بجاتے۔ انگریزون میں بھی ہماری جوتیون کے صدقہ میں رسوخ ہوا اور مسلمان بھی عربون سے ملکر ہماری بدولت ہنے۔

بادشاہ حسن۔ تو مجھے کہو۔ ڈاکٹر صاحب کو کیون کہتی ہو۔ یہ ہماری بجاگوانی ہے کہ تم دونون مجھے ملین جیٹری اور دو۔ دو۔

سروری۔ (ٹیکھی ہوکر) میری جوتیون کا طفیل ہے کہ بات کرنی آگئی

شوکت۔ اور کیسا لونڈہ تھا ٹین ٹین کرتے تھے برسون ریاض کی ہے جب جاکے "نبی جی بھیجو"۔ کہتے ہین اب کی ہمبئی ہوتے تو دو بول اور پڑھائین گے۔

بادشاہ حسن۔ اچھا اب اسٹیشن آگیا اپنا اپنا سامان دیکھو۔

ڈاکٹر۔ جیسا مردود پہلے ہی اتنا کہدیا ہوتا تو اس کی نوبت کیون آتی۔

بادشاہ حسن۔ ابھی طبیعت حاضر بھتی دو گال ہنس لئے بی خوش ہوگیا۔ تم جانو ہم تو جیتے ہی ان دونون کے دم سے ہین۔

ڈاکٹر۔ جابی وقت نہین اور نہ موقعہ ہی ہے۔ نہین تو ہاری بوسے بن پڑتی

بادشاہ حسن۔ وہ تو ندا ہی نے کہا [illegible] کو ہے

مشتاق۔ خدا خیر کرے اسٹیشن پر موذن نظر نہین آتے انکا خاص سامان رزاقی البتہ درجون کو غور سے دیکھ رہا ہے۔ وہ نہین بھی ہین۔

خدا خدا کرکے گاڑی [illegible] کیا نہ نہین درجہ کے برابر لگائی گئین [illegible] اسباب کا اترو ا اور ان کا گاڑیون پر لگانا ڈاکٹر صاحب نے اپنے خدمتگار [illegible] سے مخاطب ہوئے

ڈاکٹر۔ کیون جی تمہارے [illegible] نظر نہین آتے خیر تو ہے بیگم بیسی ہین

رزاق۔ خدا [illegible] بیگم صاحب کی حالت بہت خطرناک [illegible] کیا تھی بے صاحبزادے

کل پیدا ہوئے کوئی امید نہ تھی سب ڈاکٹرین شہر کی جمع تھین بیگم صاحب کو غشی کے دورے ہوتے ہین کبھی جتن ہوئے ہوش مین نہین آتین اللہ ہی رحم کرے اور سرکار تو صبح سے نکلے ہوئے ہین مجھ سے اتنا ہی کہا تھا کہ جلد آجاؤنگا سب باتونکا خیال رکھنا۔ مین سمجھا کہ ہو نہ ہو حضور کو دو تین اسٹیشن آگے لینے جا رہے ہین شام تک لوٹ آئینگے۔

بادشاہ حسن ۔ اس وقت بیگم کی کیا حالت تھی۔

رزاق ۔ اللہ انھین اچھا کرے سب تو یہی کہتے ہین کہ ڈاکٹرون نے جواب دے دیا۔

مشتاق نے پھر کوئی سوال نہین کیا سب سے علیحدہ اتنی دیر ٹہلتے رہے کہ زنانی سواریان گاڑیون پر بیٹھ گئین اور اسباب لدگیا بادشاہ حسن نے جب پکارا ہے تب وہ گاڑی پر آکر بیٹھے اور رزاق کو ہدایت کی کہ کسی بڑے انگریزی دواخانہ کے پاس گاڑی روک لینا چند ہی منٹ کے بعد تعمیل حکم اس نے کی ڈاکٹر صاحب فوراً اتر کر دواخانہ مین گئے وہین دو تین نسخہ لکھے اور اپنے سامنے دوائین دیکھکر طیار کرا کر گاڑی مین بیٹھے اور پھر روانہ ہوئے۔ خدا خدا کر کے محمود کی کوٹھی آئی مرد و عورتین اور مولوی احسن صاحب بھی سراسیمہ ٹہل رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو دیکھتے ہی بے اختیار ہو کر رونے لگے۔

ڈاکٹر مشتاق ۔ (متاثر ہو کر) قبلہ آپ جہاندیدہ و تجربہ کار بزرگ ہین کچھ تردد نہ فرمائیے اللہ مین بڑی قدرت ہے وہ صحت دینے والا ہے مین نے کچھ دوائین راستہ ہی مین گاڑی روک کر طیار کرا لین۔ ذرا پردہ ہو جاتا تو مین بھی مریضہ کو دیکھ لیتا۔

محمد احسن ۔ بھئی یہ تو مین بھی جانتا ہون مگر دل کی لگی کو کیا کرون۔ میری پالی

پوسی لڑکی جا رہی ہے۔ اب اُس مین رہا ہی کیا ہے خیر آپ بھی اپنی تدبیرین کر لیجیے
اتنے مین محسن صاحب پردہ کرا کے باہر آ گئے اور ڈاکٹر صاحب کو لیکر زچہ خانہ مین گئے شوکت آرا بیگم و سروری دونوں سہو نچگئی تھین اور نہایت مستعدی سے تیمارداری کر رہی تھین۔ غل شور ہنگامہ رونا دہونا سب بند ہو چکا تھا ڈاکٹر صاحب مس قلب سے مخاطب ہو کر شروع سے آخر تک سب حال پوچھتے رہے مریضہ کے چہرہ کو بغور دیکھا کیے۔ اس وقت بھی وہ بیہوش تھین۔ نبض پر ہاتھ ڈالا نہایت کمزور چل رہی تھی قلب کو دیکھا اس کی حالت اچھی پائی۔ کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور ایک عرق رومال پر چھڑک کر سونگھانے لگے۔

ڈاکٹر۔ (مسکرا کر اور سروری بیگم سے جو رونا چہرہ بنائے قریب ہی کھڑی تھین) کہئے مزاج شریف کوئی بات اللائچی آپ ڈاکٹرون کی یون ہی خاطر کرتی ہین۔

سروری بیگم۔ (تنک کر) ڈاکٹر تم وقت و موقعہ کچھ نہیں دیکھتے ہر وقت مذاق کو طیار رہتے ہو آدمی کی جان تمھارے نزدیک کوئی چیز ہی نہین یہ ہنسی کا وقت ہے یا اللہ کو یاد کرنے کا تم کو بھی کس نے بلایا جو تدبیرین ہو رہی تھین وہ اچھی تھین۔
اتنے مین بلقیس کو چھینک آئی اور انھون نے آنکھین کھول دین۔ ڈاکٹر نے چپکے سے "الحمدللہ" کہکر دوا پیمانہ مین انڈیلی اور فوراً پلا دی اور گھڑی ہاتھ مین لیکر اس کا اثر دیکھنے لگے۔ ۱۰ منٹ ہو گئے۔ بلقیس بیگم آنکھین کھولے ہر ایک کو آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہین۔

ڈاکٹر (مس قلب سے) کتنے کتنے وقفہ سے یہ بیہوش ہو جاتی ہین۔

مس قلب کتنا وقفہ جب سے بچہ ہوا ہے ہوش ہی نہین آئین اور بیہوش ہو گئین یہی لگا ہوا ہے آپ تو مسیحائی کر رہے ہین دوا عجیب اکسیر معلوم ہوتی ہے۔

ڈاکٹر (سروری سے مخاطب ہوئے) آپ بیجا سے ناحق بگڑ جاتی ہین۔ راستہ بھر

آپ کا شوہر مارنے پر آمادہ رہا اور میان آپ جوتے لئے کھڑی ہین مین جانتا ہون کہ آپ کو ان سے بہت محبت ہے مگر ظاہر داری بھی کوئی چیز ہے اپنے گھر مین بلا کر مہمانون کے ساتھ آپ ایسا ہی سلوک کرتی ہین۔

سروری۔ کس مردی کا گھر ہے اور کون کس کا مہمان۔ یہ تو بیچارے بہت اترا گئے ہین۔ مریضہ کے پاس بیٹھے اٹھکھیلیان کر رہے ہین۔ پریشانی۔ رنج بیماری کوئی چیز ہی نہین ہر وقت چھیڑ خانی سے کام ہے چپ چاپ بیٹھے رہو نہین تو میان بی بی دونون کو کان پکڑ کے نکالدون گی۔

بلقیس جو آنکھین کھولے ہر ایک کو دیکھ رہی تھین سروری کی لڑائی سنکر مسکرا دین ڈاکٹر جو دیکھ اسی طرف رہے تھے اور باتین سروری سے کرتے جاتے تھے کچھ اور مطمئن ہوئے آدھ گھنٹہ ہو چکا تھا ایک خوراک دوا کی اور پلادی تھوڑی دیر کے بعد مس فلپ سے کہا کہ نبض دیکھو۔

مس فلپ (کمال حیرت سے) آپ نے کمال ہی کیا۔ بہت اچھی نبض چل رہی ہے۔

ڈاکٹر۔ تو اب مین باہر جاتا ہون۔ آدھ۔ آدھ گھنٹہ کے بعد یہی عرق دیتی رہو اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔ اگر سو جائین تو جگانا نہین اب بیہوشی نہ ہوگی نیند آئے گی۔ (سروری سے) فیس دلوایئے مذاق نہین ہے۔ نہین تو غیر لوگون کے سامنے آپ کو شرمندہ ہونا پڑے گا۔

سروری۔ (شوکت سے) بہن یہ تو مجھے سڑی بنائے دیتا ہے اور میرے حواس اس وقت غائب ہین کچھ جواب ہی نہین بن پڑتا۔

ڈاکٹر مشتاق سروری کا ہاتھ پکڑ کر ایک انگوٹھی اوتار لیتے ہین اور چلتے ہوتے ہین

سروری۔ جاؤ دیکھا جائیگا بیچارے بہت تیتر ہو گئے ہین۔

بیماری کا گھر تھا سروری اپنی طبیعت سے مجبور حواس باختہ ہورہی تھیں طرح طرح کے برے خیالات دلمین آتے سہمی جاتی تھین نین تو ڈاکٹر مشتاق ان کے نزدیک کس کھیت کی مولی تھے خود ڈاکٹر صاحب کو اپنی تشخیص پر بھروسہ تھا اس کی قوی امید دوا کا فوری اثر دیکھتے ہوئے ہو چکی تھی کہ اگر خدا کو منظور ہے تو معرکہ اپنا ہے مرض کا استیصال ہو جائے گا اسی وجہ سے پھولے نہین سماتے تھے۔ نمود دنیا مین ایسی چیز ہے کہ جس کے پیچھے انسان مرتا ہے اور پھر پیشہ ور آگرہ کے کھاڑہ علاج مین محمود کی بیگم ہی سے ہوقت سبھی نامی ڈاکٹر مرد ہون یا عورت۔ انگریز ہون یا ہندستانی اُترے ہوئے تھے اور اس چار پانچ روز کے عرصہ مین سبھی نے تو ایک ایک کرکے یا باہمی مشورہ سے زور آزمائی کی بس غلبہ ہی کچھ ایسی ویسی ڈاکٹرن نہ تھین ولایت کی اعلیٰ ڈگری پائے ہوئے اور پھر تجربہ کار مریضہ کی طبیعت سے بھی واقف ان کو تو سو مین ننانوے حصہ اپنی کامیابی کا یقین تھا اُن کی بھی پیش رفت نہ گئی جو صورت اختیار کی مرض نے رد کر دکھایا یہ سب حالتین دیکھتے ہوئے ڈاکٹر مشتاق اگر اپنے علاج پر پھولے نہین سماتے تو کچھ بیجا نہین نام ہونا تو یقینی ہے آگرہ مین سبھی لوہا مانین گے اور انکی شہرت کے جھنڈے گڑ جائین گے ان سب طرب انگیز جذبات کا ہیجان تھا کہ بی سروری حالت پریشانی مین انکی پوری خبر نہ لے سکین۔

مریضہ کے چہرہ پر مسکراہٹ آئی تھی اس مرتبہ سبھون نے دیکھا اور خوش ہوئے زہرہ تو جب سے بمبئی کا قافلہ آیا تھا نیچی بیٹھی ہی ہوئی تھی جو ابھی علالت دیکھتی مان۔ معالج وغیرہ سے کہنے دی جاتی ڈاکٹر دسرد۔ ہی کا مذاق بھی ایک ایک لفظ کرکے دہرایا گھونٹنے والیان بنکے دل سے نکی ہوئی تھی تیکھی

ہونیوالی ویکھ لیگی سے بولیں وہ بھی اللہ یہ ہنسی روزی نصیب کرے اور ان سب احسانوں کا بیڑا بھاگ ہو ان ثابت ہو خوشی کے شادیانے اس گھر میں بجیں ۔ اور خدا اور خدا کا رسول چاہیگا تو ایسا ہی ہوگا بلقیس بڑی نعمتوں مرادوں کی لڑکی ہے "

ڈاکٹر صاحب باہر گئے تو سب عزیز بیبیاں ایک ایک کرکے آنے لگیں مگر سروری نے کسی کو زیادہ بیٹھنے نہ دیا ۔ بی بیو تم سر آنکھوں پر تم سب سے تو خون ہی ملا ہے ہم لوگ نگوڑے سسرالی رشتہ دار ہیں لیکن دلھن کی آرام کے خیال سے چاہتے ہیں کہ کمرہ میں بھیڑ نہ لگے ڈاکٹر صاحب بھی حکم بھی دے گئے ہیں ۔ سمجھتے کی بیگم غضب بھاری بھر کم کون نہ سنتا طرارے زبان دیکھی غصہ دکھانا پڑا تھا کسی کو زبان لڑانے کی بھی ہمت نہ پڑی مریضہ سب کو دیکھ رہی تھیں معلوم ہوتا ہے کہ پہچانتی بھی ہیں ۔ پر ضعف اتنا ہے کہ زبان میں قوت بات چیت کرنے کی بالکل نہیں ابھی ابھی سروری نے پوچھا تھا کہ محمود دولھن ہم لوگوں کو پہچانا ؟ جواب زبان سے تو کچھ نہیں دیا آنکھوں سے البتہ ظاہر کر دیا ۔ خیر یہ تو زنانہ کا قصہ ہے ۔ ڈاکٹر صاحب آتنی دیر بیٹھ کر باہر گئے تو مولوی محمد احسن صاحب سے خاص خاص اعزا نے ان سے مریضہ کی کیفیت دریافت کی جواب میں جو کچھ انھوں نے کہا اس سے باپ کو اتنی ڈھارس ہوئی کہ خود سوال کرنے کی جراءت کرسکے ۔

محمد احسن ۔ تو اب ہوش میں ہے ۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے رہ بیٹا ذرہ نوازی ہے (آبدیدہ ہوکر) مجھے اس پیرانہ سالی دو ایسا بڑا داغ نہ دیگا ۔ کیوں ڈاکٹر صاحب آپ کو امید ہے کہ وہ بچ جائیگی ؟

ڈاکٹر مشتاق مجھے اپنی دوا پر تو بھروسہ نہیں جناب کی دعا پر ضرور بھروسہ ہے

باپ اولاد کے لئے بارگاہ خداوندی میں گڑگڑائے پھر بھلا کیسے ممکن ہے کہ بحر رحمت جوش میں نہ آجائے۔ آپ دعا فرماتے رہیں انشاء اللہ ہنہ و شفا ہوگی۔

تھوڑی دیر ڈاکٹر صاحب اور بیٹھے اس کے بعد علیحدہ کمرہ میں اٹھ گئے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ مریضہ کو نیند آگئی ہے۔ بادشاہ حسن بھی کچھ دیر کے بعد یہ کہکر اٹھ گئے کہ ہم لوگ چند منٹ آرام کر لیں تو پھر حاضر ہوتے ہیں اور اسی کمرہ میں چلے گئے جہاں ڈاکٹر مشتاق اپنے خیالات میں مستغرق پڑے ہوئے تھے۔

بادشاہ حسن۔ ارے یار ڈاکٹر تم کچھ متفکر نظر آتے ہو کیا معاملہ ہے مریضہ کی حالت خطرناک تو نہیں۔

ڈاکٹر۔ نہیں ایسا تو نہیں ہے۔ مجھے امید قوی ہے کہ انشاء اللہ صحت ہو جائیگی آج اگر اور کریں کی دوا[illegible] ہو گئی تو پھر کل معاملہ نازک ہو جا[illegible] تاہم جب خطرہ دور ہو جائے تب اطمینان ہو البتہ مجھے محمود کی طرف سے سخت پریشانی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ طرابلس اپنی بی بی کی جانب سے مایوس ہو کر چلے گئے۔ اور پھر بیٹے جانے میں انکو اپنے حقیقی بھائی سے کم نہیں سمجھتا۔ انتظار کی حالت نہایت بری چیز ہے کوئی خط بھی میرے نام نہیں چھوڑا۔ رزاق سے دریافت کروں شاید کچھ اسے معلوم ہو۔ (گھنٹی بجاتے ہیں خدمتگار حاضر ہوتا ہے) رحیم رزاق کو بلاؤ۔

رزاق۔ (حاضر ہو کر) حضور جس چیز کی ضرورت ہو حاضر کروں۔

ڈاکٹر۔ کوئی چیز نہیں چاہئے چار پانچ بجے [illegible] موجود [illegible] یہ بتاؤ کہ محمود [illegible] خط تو میرے [illegible] نہیں [illegible]

رزاق۔ مجھے تو کوئی خط نہیں [illegible] کمرہ میں جانے [illegible] تک [illegible] مجھے میرے خیال سے اتر گیا ابھی جا کر دیکھتا ہوں اور [illegible] ہوتا

ہون۔

رزاق چند منٹ کے بعد ایک سربمہر خط اور ایک بڑا لفافہ جسپر بھی محمود کی مہر تھی لیکر کمرہ مین داخل ہوا اور ڈاکٹر کے سامنے چھوٹی میز پر رکھکر منتظر حکم کھڑا ہو گیا۔

ڈاکٹر۔ اچھا اب جاؤ اور ہر چیز کا انتظام رکھو خرچ کی اگر کمی ہو تو ہم سے کہو یہ ہم تم سے بعد کو بتائینگے کہ تمھارے سرکار کہاں گئے ہین۔

رزاق سلام کرکے چلا گیا اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے نام کا خط پڑھا اور ٹریگم بادشاہ حسن کی طرف یہ کہکر بڑھا دیا کہ میرا خیال ٹھیک نکلا۔ محمود نے بڑی بیوقوفی کی۔ مضمون خط حسب ذیل تھا۔

" بھائی جان! بلقیس بیگم جنھین تم بہت حوصلہ سے بیاہ لے گئے تھے رخصت ہو رہی ہین آگرہ کے سب ڈاکٹر مایوس ہو چکے سول سرجن نے مجھ سے یہانتک کہدیا کہ ۴۸ گھنٹہ سے زیادہ نہین چل سکتین مین بہت مضطرب ہون زندگی و موت پر کسی کا اختیار نہین مجھے اس عورت سے ابتدا ہی سے دلچسپی ہوئی اب مین اپنے قلب کا اندازہ کرتا ہون تو محبت ہے ایسی نہین کہ خودکشی کرلون دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ میرے سامنے ہے " آج وہ کل ہماری باری ہے " ایک۔ ایک دن اپنے لئے بھی یہی پیش آتا ہے۔ اس نے ایڑیان کو رگڑے۔ وہ بیٹری جو پاؤن مین پڑی تھی کٹ رہی ہے تو ان اپنی مشکل آسان کرنے طرابلس کے میدان جنگ مین جاتا ہون۔ براہ کرم جاؤنگا جس بے انتہا رنج ہتا ہے کہ بھابھی اور اپنی پیاری بہن سروری بیگم پر ایک نظر ڈال لیتا آپ سے گلے مل لیتا بادشاہ حسن سے بغلگیر ہوتا سب کو ایک مرتبہ پھر کلیجہ سے لگا لیتا۔ لیکن آپ جانتے یہ سب تعلقات زندگی ہین اور انھین کا نام دنیا ہے ڈرتا ہون کہ اگر شام تک آپ کے

انتظار میں ٹھہر گیا تو پھر نہ جا سکونگا آپ سب مدت تک لینے لگے بلقیس کی جوانا مرگی کچھ دنوں سوگوار رکھے گی موت کے آسرے دنیا سے کنارہ کش ہو رہا ہوں کوشش اس کی کرونگا کہ راہ خدا میں شہید ہو کر ابدی زندگی حاصل کروں۔ اگر وقت آگیا ہے تو کامیابی ہوگی نہیں تو پھر آپ سب سے آن ملونگا اور بقیہ زندگی آپ کے ساتھ بسر کروں گا مجاہی زندگی اور اس کے تعلقات دیکھ لئے طبیعت سیر ہوگئی۔ ہفتہ عیش است غصہ ماسے چند۔ آپ ہجر و وصل کی لذتیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس لئے میری اضطراری حالت کو قابل معافی سمجھیں گے یں پہنچا درست آپ کو تار دونگا۔ در پھر کابل سے خط لکھونگا۔ آپ جانئے کہ ہنگامہ کوئی بھی ہو دلچسپی سے خالی نہیں ہوتا۔ دیکھنے والوں کا قلب جب لذتیں لیتا ہو تو پھر ہنگامہ آرا شخص کا کیا پوچھنا۔ بستر مرگ البتہ بری چیز ہے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں بلقیس غریب کا دل کیا کہتا ہوگا لیکن اسکو ہوش کہاں یہ بھی اچھا ہے۔

اس کا یقین ہے کہ شام کو آپ ضرور معہ زنانی سواریوں کے پہونچ جائیں گے [illegible] آپ کا [illegible] آپ نے جو [illegible] شام آپ منا[illegible] سب کیجئے گا مجھے کسی [illegible] ہدایت کی ضرورت نہیں [illegible] آپ دن بھی [illegible] جس کا [illegible] آپ کو [illegible] تحقیق [illegible] خاندان [illegible] مناسب تھیگا [illegible] [illegible] موجودہ مناسب [illegible] مجھے کسان [illegible]

[illegible]

[illegible]

ڈر بچانا۔ میرا خط بھابھی دباجی کو دکھا دینا اور کہا سنا معاف کرا دینا بچوں کو بہت
بہت پیار کرنا۔ بس بھائی محمود جاتا ہے بادشاہ حسن سے دل بہلاؤ۔

سیر کی خوب چنے پھول بہت شاد رہے
باغباں جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے

"محمود"

بادشاہ حسن بیبی اس خط کو پڑھکر بہت تکلیف ہوئی دل میں آتا ہے کہ خوب دن
ہو تو چلا جاؤں اور پکڑ لاؤں۔ میرا کوئی کام یہاں تو ہے نہیں۔ لگے ہاتھوں پشاور
کی بھی سیر ہو جائے گی۔

مشتاق۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ پشاور میں مل ہی جائیں گے تو میں تم سے کہتا
بیکار تم کو بھیج کر کیا کروں میں رزاق کو ابھی روانہ کئے دیتا ہوں اس کا ان کے
پاس پہنچنا نہایت ضروری ہے شاید اسے ملجائیں صبح وشام کا فرق ہے آدمی سمجھدار
ہے پتہ لگا لے گا۔ نہ بھی ملیں گے تو کابل چلا جائیگا اور وہاں سے طرابلس۔

رزاق نوکر اکبر مشتاق نے اسیوقت بلایا محمود کو اس مضمون کا خط لکھا
تم نے بہت عجلت کی میرا انتظار کر لیتے۔ خدا بھولی باتیں مجھے پسند نہیں بلقیس
میرے زیر علاج ہے میری تشخیص صحیح نکلی بیہوشی دور ہوئی۔ مجھے امید ہے
کہ اگر منظور خدا ہے تو میں تمہیں اچھا کر کے جاؤنگا۔ میرا خط پشاور میں ملے تو
واپس چلے آؤ۔ جہاد کے لئے اٹھے ہو ہو۔ روک کر گنہگار کیوں بنوں ہاں جان
ہتھیلی پر رکھ کر نہ لڑنا۔ اس کا خیال۔ رہے کہ جوان بی بی اور معصوم بچہ تمہاری
ملک ہے اور ایک نالائق بھائی تم سے محبت کرنے والا۔ رزاق کو تمہاری آرام
کے خیال سے روانہ کر رہا ہوں یقین ہے کہ وہ تمہیں کہیں نہ کہیں ڈھونڈھ
نکالے گا۔ تمہاری بہن وبھابھی کو تمہاری فراری کی خبر نہیں اور نہ ابھی یہ خبر سنا

مناسب ہی ہے مریضہ کی حالت ایک ہفتہ تک خدشہ مین رہیگی کسی ایسی بات کی
سُن گُن بھی انکو ملنا نہ چاہیے جس سے دوہرا جانیکا خدشہ ہو بادشاہ حسن موجود ہین
تمھارا خط پڑھکر آبدیدہ ہوگئے۔ وہ تو پیشاور سے تم کو واپس لانے کے لئے طیار ہین
لیکن مجھے خوف ہے کہ تم ایک روز سے زیادہ وہان نہ ٹھہروگے اور یہ دردسری
بیکار ہوگی۔ اللہ سے ہم سب کی ہر وقت دعا رہیگی کہ تم کو بخیر و خوبی جلد واپس لائے
اور مدتون تم اس دنیا مین جیو اور شاد آباد رہو"

رزاق مالک کا جان نثار بجپن کا ملازم تھا۔ ہر جگہ محمود کے ساتھ رہا ہوا وہ
مشتاق کا حکم پاتے ہی طیار ہوگیا اور جو کچھ روپیہ پیسہ اس کی تحویل مین تھا۔
مشتاق کے خانساماں رحیم بخش کے سپرد کرکے رات ہی کی ٹرین سے پیشاور
براہ دہلی روانہ ہوگیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ میان محمود اُسے ملتے بھی ہین یا
نہین اور ملتے ہین تو کب اور کس جگہہ۔

باب (۲۸)

محمود کا سفر

نہ حب وادی غربت میں قیام رکھا تھا
ورنہ کب یاد وطن آئی تھی ہیو بچانیکو

تردد و فکر - بے لبسی و حیرانی - اضطراب و انتشار - پریشانی و بے اطمینانی -
مجبوری و معذوری - دلگرفتگی و شکستہ دلی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کا یا نہیں سے
ایک کا بھی غلبہ قیامت ڈھا دیتا ہے - خودکشی انسان ان کے ہاتھوں کرے
خانہ خراب ان کی بدولت ہو آوارہ گرد ان کی وجہ سے بنے - سراسیمگی انکی
سبب سے آئے - وہمی ان کے باعث بنے - اور پاگل ان کی خاطر کہلائے -

اے انسان اے ضعیف تیری خلقت ضعیف ! قتدار کا تو شیدائی ہے قادر و
توانا بننا چاہتا ہے اختیارات تو چاہتا ہے مگر ظالم یہ تیرے بس کی نہیں لاکھ
دولت دنیا تجھے ملے خدا کی زمین پر اسکی عنایت سے قادر ہو جائے - برق تیرے
قبضہ میں ہو - ہوا پر حکمرانی کرے سمندر تیرے زیر فرمان آ جائیں پھر بھی تو ایک
اعلیٰ ترین ہستی و قوت کا محتاج ہے چیونٹی تجھے مار سکتی ہے اور ادنیٰ مچھر تجھے
ہلاک کر سکتا ہے زندگی پر تو قدرت نہیں پا سکتا موت تیرے بس کی نہیں
ذرا سی فکر تجھے تگنی کا ناچ نچا دیتی ہے تو بولایا پھرتا ہے اور تیرے کئے دھرے
کچھ نہیں بن پڑتا - تو جانتا ہے کہ فکر کیا شے ہے محض اپنی مجبوری کا بچے اور اک
اور اس سے مخلصی کا نہ پانا فکر - نہیں چیزوں کا نام ہے اور یہی بنے ہوا [illegible]

سرگرداں رکھتی ہیں اس کا علاج تیرے پاس ہے اور پھر ایسا کر جسمیں ہزہ
پھٹکری کچھ بھی صرف نہ ہو اور رنگ چوکھا آئے حسن اورکان بہرکے نہیں اگر
تو قارون بھی ہے ہفت اقلیم کی سلطنت بھی تیرے پاس ہے تب بھی تو محتاج
ہے۔ غلہ نہ پیدا ہو تو تیری مرن پانی نہ ملے تو تو تڑپے ہوا نہ چلے تو تو بدحواس
ہو جائے ان میں سے ہر چیز کی بہم رسائی کے لیے دیکھ کہ تو کتنوں کا دست نگر
ہے یہ تو ظاہری چیزیں ہوئیں کہ جن سے تیرا وجود اس دنیا میں وابستہ ہے اپنا
اپنے نظام جسمانی کو دیکھ جن خلطوں سے تیرا جوڑا قائم ہے ان میں اعتدال
و مساوات از حد ضروری ہیں تھوڑی سی بھی کمی زیادتی سے انواع اقسام کے
امراض کا شکار بنا دیتی اور تو طبیبوں اور ڈاکٹروں کی گالیوں تک روا رکھیگا
تو انکا محتاج اور دوا ان کی شہرت دوا ان کے اثر پر موقوف اور اثر خدا کے
ہاتھ میں۔ ایسی حالت میں صراط مستقیم یا سیدھا راستہ تیرے لئے یہی ہے
کہ تو دولت دنیا پر گھمنڈ نہ کر بندہ بنا رہ فرعونیت کو چھوڑ دے مضرت تو اسی میں
اور بہبودی ہے تو اسی میں تدبیر کر لیکن خدا کے بھروسہ پر اگر ناکامی ہو تو صبر و
شکر کے ساتھ برداشت کر اور کوشش کو نہ چھوڑ۔ اسی فی ذلک تمام من اللہ
ابنی نوع انسان کے یادی اعتقاد کہ نہیں مقولہ ہے۔ ور اسی میں دینی و دنیاوی
ترقیوں کا راز مضمر ہے۔

اسی تردد و اضطراب کے ہاتھوں آج محمود خانہ خراب ہو رہے ہیں۔ جب سے
بچہ پیدا ہوا ہے بیگم ہمیں بستر مرگ پر پڑی جاتی ہیں۔ آگرہ کے ڈاکٹروں نے
کہہ دیا اور انہوں نے گردن میں باندھا کہ اب صحت محال ہے ملک الموت سرہانے
بیٹھے ہوئے روح کو بدن عنصری سے جدا کر رہے ہیں جو قربت ہے نا جگہ کہ
انجام کو کیا ہوگا۔ وہ کل کیا ہوئے دانا عقلمند ہر ایک عم کھ جس خدا کو سونپ طبیب و

ڈاکٹر کیا چیز ہیں اندھیری کوٹھری میں مرض ٹٹولتے پھرتے ہیں محض اٹکل پچو خیالی
تشخیص پر نسخہ لکھتے ہیں لگا تو تیر نہیں تکا تو ہئی ہے دیکھو نا بڑے بڑے نامی
گرامی ڈاکٹر جمع ہوئے تھے سیکڑوں روپے فیس میں لے لئے مرض پہچانا ہی نہ تھا علاج
کیا خاک اثر کرتا پھر خفت کیونکر مٹائیں اپنے دل کو سمجھایا کہ مریضہ اچھی ہی نہ ہوگی
اور پھر اس خیال پر اتنا یقین کامل کہ شوہر سے بھی یہی کہدیا وہ ضعیف الاعتقاد
تعلیمات مذہبی سے واجبی ہی واجبی واقف گھر بار چھوڑ کر بھاگا کہ بی بی مرتی ہے
میں بھی ساتھ کیوں نہ چلوں. خودکشی حرام ہے اپنے ہاتھ سے نہ کرونگا لڑ بھڑ کر
مرجاؤنگا خدا کی راہ کا پردہ حائل رہیگا. ہم خرما وہم ثواب ان گندم نما جو فروشوں
نے اُسے دربدر کیا اور اس فکر میں بیٹھے کہ بلقیس بیگم کو گور تک پہونچا کر اُٹھیں گے
مگر یہ معلوم نہ تھا کہ سائیں کے سو کھیل صبح کو مایوسی ہے تو شام کو بھی مایوسی
آس سے بدل جائے گی وہی ہو کر بھی رہا. ڈاکٹر مشتاق محمود کی کوٹھی میں آرام
کرسی پر ٹانگیں پھیلائے پڑا ہے اور اس کا پہلا ہی نسخہ جو مریضہ کو بے دیکھے بھالے
دواخانہ میں بیٹھکر لکھا تھا اکسیر کا کام کر رہا ہے. زنانہ سے گھڑی گھڑی کی خبریں
آتی ہیں اور سب دل خوش کن و اطمینان بخش ہوں اگرچہ چند گھنٹہ اور صبر سے کام
لیتے تو اس بے سرو سامانی سے بھاگنے کی نوبت کاہیکو آتی. دو چار روز اور
ٹھہر جاتے دل کو اطمینان بھی ہو جاتا اور قرینہ سے جاتے مگر وہ اس سے مقدرات
جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے. کرتی کوئی طاقت ہے لیکن بیچ میں
بدنام حضرت انسان ہوتے ہیں ظاہری طور پر اپنے افعال کے مختار و ذمہ دار
بنائے گئے ہیں اس وجہ سے کوئی چوک ہوئی ٹھوڑا انہیں کا دبایا گیا. اب آگے
چلکر دیکھنا ہے کہ اس اضطراری حالت میں فرار کیا رنگ لاتی ہے [illegible]
گرنے کونسی بازی [illegible]

اسٹیشن پر وہ مغموم ٹہل رہے ہین چہرہ زرد ہے آنکھون مین سرخ ڈورے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو سوئے ہین اور نہ کچھ کھایا پیا ہے دیکھئے اب وہ تار گھر جا رہے ہین شاید مشتاق کو دریافت خیریت مین تار دین گے اور جواب کسی دوسرے مقام پر مانگین گے۔ تار لکھا مگر یہ تو مشتاق کے نام کا نہین صوبہ دار میجر اسلام اللہ خان کے نام ہے پیشاور کا پتہ ہے مضمون یہ ہے کہ مین آ رہا ہون اسٹیشن پر ملو اور میری کابل کی روانگی کا ضروری بندوبست کر دو۔ دوسرے روز پچھلے پیشاور بھی پہونچ گئے صوبہ دار صاحب ادھیڑ ڈہرے بدن کے آدمی اسٹیشن پر ٹہلتے ہوئے ملے اور جون ہی محمود پر نظر پڑی دوڑ کر لپٹ گئے

صوبہ دار۔ محمود۔ محمود۔ تم کو برسون کے بعد دیکھا۔ افریقہ کی جنگ مین تم بچے تھے اور مین جوان تم مین کوئی فرق نہین مجھ مین ضرور تغیر ہے اور تم دیکھتے ہو گے تم سے ملکر بہت جی خوش ہوا۔

محمود۔ آپ کا شکریہ کہ آپنے مجھ ناچیز کو یاد رکھا اور تار ملتے ہی فوراً آئے کیا کہون مین پریشان بہت ہون نہین تو چندروز آپکو کھلتا اب فرمائیے کہ میری روانگی کابل کا بھی بندوبست ہے۔

صوبہ دار تو کیا آپ جلد چلے ہی جائین گے اچھا تو ہے کل صبح تک ایک قافلہ جا رہا ہے آپ بھی ساتھ ہو لیجئے احمق کہین کے اتنے دنون کے بعد ملاقات ہوئی ہے مین تمھین ابھی چھوڑتا بھی ہون۔ ہرگز تو جانے نہ دون گا۔

محمود۔ خیر اطمینان سے گھر پر باتین ہونگی میرا سامان آپ نے کابل بھیجدیا ہو گا

صوبہ دار۔ تمھارے بکس مین ایک ہفتہ ہوا کہ ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس کابل بھیج دیا۔ وہان تمھین سر بمہر ملین گے۔

محمود۔ آپ نے بڑی عنایت کی۔

غرضکہ صوبہ دار اسلام اللہ خان اور محمود باتین کرتے ہوے گاڑی پر سوار ہوے انکی کوٹھی اسٹیشن سے دور تھی۔ آدھ گھنٹہ مین مسافت طے ہوئی اس دوران مین اپنی پریشانیون اور بے سروسامانی سے روانگی کا حال محمود نے صوبہ دار سے مفصل بیان کیا وہ بیچارے بہت ہمدردی کرتے رہے۔

صوبہ دار۔ مگر محمود تم کو اس حال مین مریضہ کو چھوڑ کر آنا نہین چاہیے تھا ذرا اطمینان ہو لیتا تب ارادہ کرتے۔

محمود۔ (زہر خند مسکراہٹ سے) صوبہ دار صاحب اطمینان تو ہو ہی گیا تھا نہین تو مین کیون آتا دو ہی صورتین قلبی طمانیت کی ہین یا ادہر یا ادہر یہ معلوم ہی ہے کہ دنیا کی کوئی قوت مریضہ کو بچا نہین سکتی پھر مین کیون تضیع اوقات کرتا۔

صوبہ دار۔ (ترش ہو کر) ہونہہ ابھی صاحبزادے ہو یہ مثل نہین سنی کہ جبتک سانس تب تک آس خوب کہی کہ دنیا کی کوئی قوت بچا نہین سکتی" ارمان دنیا کی قوت بچاتی ہی کب ہے حافظ حقیقی اور شافی مطلق خدا ہے مردے جی جاتے ہین تمھارے ہی بیان کے مطابق اُنکی تو نہ سانس اکھڑی تھی اور نہ نبض ہی غیر منتظم تھی پھر مایوسی کیون؟ ڈاکٹر کہتے تھے بکنے دیتے طبیبون کا علاج کرکے میان صاحبزادے انسان کا کام صرف تدبیر کرنا ہے اور خدا کا کام صحت دینا دنیا کی کوئی طاقت ایک معمولی سے بخار کو بھی دور نہین کر سکتی دماغ لڑ جاتا مرض سمجھ مین آجانا منجانب اللہ ہے دوا مین قرینہ کی بن پڑنا اور اس مین اثر ہونا یہ بھی منجانب اللہ ہے مجھے قوی یقین ہے کہ مین کلام اللہ اٹھاؤن کہ تمھاری بی بی کو صحت ہو اور پھر جو ایک معمولی سا نسخہ کسی ڈاکٹر یا حکیم کا اکسیر کا کام دیجائے گا اور وہ اچھی ہو جائین گی۔ تم سے البتہ شکایت بیجا

ہوجائے گی کہ ان کے ماں باپ پر چھوڑ کر چلے بنے۔

محمود - (ایک آہ سرد کھینچکر) خدا ایسا ہی کرے نیلم صوبہ دار صاحب آپ اس سے خاطر جمع رکھئے میرے بھائی مشتاق میری بھاوج میری بہن اب وہاں پہونچگئے ہونگے اور اب تیمارداری و علاج اس سے بہتر ہوتا ہوگا جیسا کہ میرے سامنے ہوتا تھا۔

صوبہ دار - بندہ اسے ماننے کے لئے طیار نہیں آپ کی خاطر آپ کے منھ بولے بہن بھاوج اپنا عیش تلخ کریں گے آپ نہیں ٹھہرے تو وہ کیوں ٹھہریں گے اُن کو کیا پڑی ہے۔ آپ میدان جنگ میں جا رہے ہیں جہاں سر ہتھیلی پر رکھکر مرنا زیادہ یقینی ہے اور بچنا کم۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں اور وہ بھی یہی سمجھیں گی آپ کو شکایت پیدا ہونے کا موقع ہی نہ ملیگا۔ مردے تیرے اٹھکر گالی تھوڑے کرنے آتے ہیں۔ اب بھی خیر ہے خلقت کے طعنوں اور نفس کی ملامت سے بچئے۔ ٹھنڈے ٹھنڈے گھر واپس جائیے چند دن کی غیر حاضری کوئی چیز نہیں کسیکو معلوم بھی نہ ہوگا۔ کہہ دیجئے گا کہ اجمیر شریف منت ماننے گیا تھا

محمود - (ہنسکر) یہ خوب کہی۔ آپ سپاہی ہیں آپ کی زبان سے یہ مشورہ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ [illegible] صوبہ دار صاحب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوست نہیں ملا آپکو [illegible] دوست [illegible] کے ہوگئے ہیں واللہ آدمی نہیں فرشتہ ہیں [illegible] میرا عیش میری خوشی نہیں [illegible] خوشی ہے [illegible] باطن [illegible] نیک [illegible] اور دوسری [illegible] آپکو تجربہ ہوجائے گا کوئی کوئی میری تلاش میں [illegible] ساتھ جانے کے لئے آئیگا ضرور مشتاق لڑکے [illegible] والے آدمی [illegible] جہاد میں شرکت کیلئے

وہ بھی طیار تھے مین نے ہی سیکڑون قسمین اور واسطے دیکر انھین رد کا اونچ نیچ سمجھایا ہفتون بحث رہی تب بمشکل راضی ہوے میری بی بی کے علاج مین اگر نہ پھنس جاتے تو مجھے ڈھونڈہتے آتے آپنے انھین نہین دیکھا واللہ دیکھئے تو درم ناخریدہ غلام بنجائے زندگی رہی اور لوٹا تو آپ سے ملاؤنگا۔

صوبہ دار۔ خیر ہون گے مجھے اس سے مطلب نہین۔ لیکن مین یہ پھر کہونگا کہ کیا آپنے بہت برا۔

محمود۔ میری سی اضطراری حالت آپ کی ہوتی تو آپ بھی حضرت یہی کرتے۔

صوبہ دار۔ اچھا تار دیکر خیریت تو دریافت کیجئے۔

محمود۔ یہ مانی۔

تار کا فارم آیا اور ایک ارجنٹ تار محمود نے اس مضمون کا لکھا "پشاور آیا کل روانہ ہوجاؤنگا مریضہ کی خیریت فوراً معلوم ہونا چاہیئے" اُسیوقت صوبہ دار صاحب نے تار روانہ کیا۔ ور محمود کی خاطر مدارات مین مصروف ہوئے شام کو جواب تار بھی آگیا لکھا تھا کہ "بُرے چلے گئے ناقابل معافی غلطی کی مریضہ میرے زیر علاج ہے اب بیہوشی نہین حالت بہت بہتر ہے صحت ہوجائیگی بن پڑے تو واپس آؤ پھر چلے جانا"

صوبہ دار صاحب انگریزی آتی جانتے تھے کہ تار کا مضمون سمجھ لیتے۔ محمود سے اصرار شروع کیا کہ فوراً واپس جاؤ مین ہرگز نہ جانے دونگا پھرون۔ کشمکش ہوتی رہی مشکل یہ پیش آئی کہ وہ خود بھی طرابلس کا ارادہ کرچکے تھے اور دوسرے ہی روز قافلہ روانہ ہونے والا تھا۔ انسان ایک حدتک خودغرض واقع ہوا ہے ایسے سفر مین ایک ہمدم ایک ہم نوالہ وہم پیالہ ملجائے تو کیا کہنا ایک زمانہ گذرا کہ محمود کے ساتھ وزرات کی نشست تھی دوش بدوش میدان جنگ مین لڑتے

اور ضرورت کے وقت ایک دوسرے سے برادرانہ ہمدردی کرتے محمود کی ضد ہٹ اور ارادہ مین استقلال بالآخر صوبہ دار صاحب کے سپاہیانہ ادجذبون پر غالب آیا اور وہ خاموش ہو رہے اب تک محمود کو معلوم تھا کہ خود بدولت بھی عازم ہین تھوڑے سے سکوت کے بعد خود ہی کہنے لگے کہ تم نہین مانتے تو مین بھی چلتا ہون تمھاری حفاظت کرون گا جہان تک بن پڑے گا تمھارے اعزہ سے پھر ملاؤن گا نہین تو تمھاری ساتھ خود بھی شہید ہون گا۔"

محمود۔ قبلہ میرے لئے آپ اپنا گھر وبار نہ چھوڑین آپ کو بہت۔ وقعے سرحد پر ثواب کمانے کے حاصل ہوتے رہتے ہین علاوہ اس کے آپ صاحب جائداد ہین بی بی بچے والے روپیہ سے مدد کافی ہے وہ بھیجتے رہئے آپ کو جہاد کا اجر گھر بیٹھے ملجائیگا

صوبہ دار۔ واہ میان محمود صاحب آپ نئی دولھن اور چھ روز کا بچہ چھوڑ کر طرابلس اس کم عمری مین کٹنے مرنے جائین اور مین پچاس برس کا بوڑھا گھر بچاؤن میرا لڑکا احمد اللہ خان بھی ماشاءاللہ جوان ہے بی بی بچون والا مین شہید ہوا تو کو نسا مضایقہ ہے آپ اپنی کہئے آپ کے سر دنیا بھر کے حقوق ہین جن کی پرسش خدا کے یہان تک ہوگی۔

محمود۔ تو حضرت آپ میری وجہ سے نجائے مین بچہ تو ہون نہین چالیس سال کے قریب میری بھی عمر آگئی اپنی حفاظت مین خود کر ونگا اور بے موت ہرگز نہین مرونگا میرا آدمی آتا ہوگا اوسے تہ بند جینگا۔

صوبہ دار۔ ایک آپ ہی مین تو مذہبی جوش ہے۔ آپ ہی تو مسلمان ہین حضرت مین کب کا جا چکا ہوتا اگر آپ کا انتظار نہ ہوتا سامان میرا جا چکا کل بندہ بھی جاتا ہے آپ کو تو نشیب فراز سمجھا کر مین اسپر تلا ہوا تھا کہ گھر روانہ کردون اور خود چلدون آپ نہین مانتے اچھی بات ہے ایک سے دو بھلے یون تو یہان سے کابل تک

بہت سے ہمراہی مل جائینگے - پھر بھی تم اور ہی چیز ہو -

شام کو صوبہ دار اسلام اللہ خان نے محمود کی دہوم دہامی دعوت کی - بہت سے روساء پیشاور مدعو تھے سب سے محمود کا تعارف بھی کرایا بعض بعض لوگون نے دوسرے روز اپنے یہان مدعو کیا مگر عذر سفر کرکے اپنی مجبوری ظاہر کی دوسرے دن صبح ہی سے سفر کی طیاری تھی قافلہ تڑکے ہی روانہ ہوجانے والا تھا مگر پھر بھی دیر ہوگئی اور دس بجے سے پہلے یہ لوگ نہ جاسکے قافلہ مین کل تیس آدمی تھے - کچھ افغانی اور کچھ پیشاوری دس بارہ مجاہد باقی مسافر اکثر گھوڑون اور اُنٹون پر تھے اور بعض پا پیادہ صوبہ دار میجر اسلام اللہ خان اور کپتان محمود عرب گھوڑون پر تھے جو خاصکر اچھے کھیت کے دیکھ کر خود صوبہ دار صاحب نے بارہ بارہ سو کو خریدے تھے - سفر یقیناً بہت دلچسپ ہوتا اگر محمود دلگرفتہ نہ ہوتے اگرچہ اپنے قلبی جذبات کو اُنھون نے بہت کچھ دبا لیا تھا کچھ اپنی کوشش سے اور کچھ ڈاکٹر مشتاق کی اطمینان دہی سے - پھر بھی اکثر اوقات خاموشی محض اس کا پتہ دیتی تھی کہ ہمارا نوجوان مجاہد اس وقت آگرہ مین ہے پیشاور سے کابل تک سفر پانچ روز مین ختم ہوا - یعنی یہ لوگ حکومت امیر حبیب اللہ خان مین پانچوین روز آگئے راستہ مین کوئی واقعہ ایسا نہین ہوا کہ جو قابل بیان ہو بعض بعض مقامات پر شنواریون اور ڈکا ئیلون کی ٹکڑیان آمادۂ فساد نظر آئین مگر جب اونہین اپنے جاسوسون سے اس کا پتہ چلگیا کہ مجاہدون کا غول ہے کابل کی طرف سے طرابلس جائینگے تو پھر وہ ہم پلہ گئے کھانے پینے کی چیزین - دودھ - دہی لاتے اور نہایت خوشامد و اصرار سے دیجاتے - کیون نہ ہو راہ خدا مین سر کٹانے جا رہے ہین - بندگان خدا خاطر تواضع نکرین تو کون کرے روانگی کے ساتوین روز دار السلطنت امیر افغانستان مین پہونچے شاہی

مہمان سرا مین پہلے سب کے سب ٹھہرے پھر امیر صاحب کی خدمت مین کپتان محمود اور صوبہ دار اسلام اللہ خان کی باریابی کے بعد مجاہدین ایک شاہی محل مین اٹھ گئے جہان سب کی نہایت درجہ آؤ بھگت ہوئی اور بہت آرام سے رکھے گئے۔

محمود کی امیر صاحب سے ملاقات بہت خوب ہوئی ہمارا بار بڑے ٹھاٹھ سے ملا نہ رعب ہی مانا اور نہ کچھ خوف ہی طاری ہوا اپنی پوری وردی مین تھا۔ فارسی اس خوبی سے بولتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ شیراز کا بلبل چہک رہا ہے امیر صاحب کا پہلا سوال جو ہوا وہ یہ تھا۔

امیر صاحب۔ کون ہو اور کہان جا رہے ہو؟

محمود۔ بندۂ خدا ہون اور راہ خدا مین مرنے جاتا ہون۔

امیر صاحب۔ ماشاء اللہ۔ شاید بی بی بچہ نہین؟

محمود۔ بی بی ہے۔ پندرہ روز کا بچہ بھی بی بی کو بستر مرگ پر چھوڑ آیا ہون اور بچہ کو خدا پر۔

امیر صاحب۔ مفلس ہوگے عیش دنیا میسر نہین موت کو زندگی پر اسی وجہ سے ترجیح دی ہندوستان کے لوگ بہادر نہین ہوتے۔ الا ماشاء اللہ

محمود۔ میری جائداد کا منافع ایک ہزار ماہوار ہے اور پاس ہزار روپیہ ایک بینک مین اور بیس ہزار ایک تین جمع ہین ہندوستان مین۔ اس آمدنی کا شخص دولتمند سمجھا جاتا ہے۔ اس مین شک نہین کہ ہندوستان کی آب و ہوا اتنی قوی نہین جتنی کہ کوہستانی مقامات کی ہوتی ہے۔ تاہم شجاعت و مردانگی کا تعلق قلب سے ہے جسمانیت سے نہین بندہ کا خیال تو یہی ہے اور ابھی جنگ روس و جاپان مین اس کا تجربہ بھی ہو چکا ہے

امیر صاحب۔ صحیح کہتے ہوگے۔ لیکن ... نانیہ کا تو زعم کیون بن نقد لقانہ ہے؟

محمود ۔ رموز مملکت خویش خسروان دانند برطانیون کے لئے تو یہ کھلی ہوئی وجہ ہے کہ ترک مسلمان ہین اور اطالوی عیسائی پھر بمقابلہ یوروپ و ایشیا سے آن پڑا ہے ظاہر ہے کہ ان کی ہمدردی یوروپ والون کے ساتھ ہوگی نہ کہ ایشیائی قوم کے ساتھ۔

امیر صاحب ۔ انصاف تو اس کا مقتضی نہین اطالویون کی جانب سے مداخلت بیجا ہوئی ہے سلاطین یوروپ کو حق کی طرفداری کرنا چاہئے تھا۔

محمود ۔ "انصاف" "حق" تو وہ چیزین ہین کہ جنکا وجود سیاسیات مین برائے نام ہی ہے حضور اقدس جانتے ہین کہ کھانے کے اور دانت ہوتے ہین اور دکھلانے کے اور یہی غنیمت ہے کہ مجاہدین کے لئے روک ٹوک نہین۔

امیر صاحب ۔ مصر کی جانب سے ترکی فوج کیون نہین گذرنے پائی؟

محمود ۔ مصر کی غیر جانب داری کا اعلان ہو چکا ہے۔

امیر صاحب ۔ مگر وہ مملکت تو ترکون کی سیادت مین ہے اس قدر تو ان کا حق ہی ہے کہ فوجین بیجا سکین۔

محمود ۔ قبضہ سرکار برطانیہ کا ہے ۔ لارڈ کچنر کی مصلحت اسی کی مقتضی ہے کہ نہ گذرنے دین۔

امیر صاحب ۔ سلاطین یوروپ مین بڑی ہمدردی ہے۔

محمود ۔ افسوس ہے کہ مسلمان سلطنتون مین نہین ایک دوسرے کی مدد نہین کرتے امارت افغانستان بھی خاموش ہے۔

امیر صاحب ۔ (آہ سرد کھینچکر اور کچھ سکوت کے بعد) تنعم دنیا مرا انگیخت و نہ دیروم۔

محمود ۔ خدا توفیق نیک دہد حالا بندہ رخصت میشوم۔

امیر صاحب - فی امان اللہ -

اس معنی خیز گفتگو کے بعد محمود اپنی فرودگاہ پر آئے اور دوسرے ہی روز وہاں سے کوچ ہوگیا - سو مجاہدین افغانستان سے بھی محمود وصوبہ دار اسلام اللہ خان کی معیت میں چلے - افغانی جماعت مین امرا و رؤسا زیادہ تھے -

انسانی طبائع کی افتاد قدرت نے عجیب ترکیب سے رکھی ہے خوشی ہو یا غم دونون مین ابتدائی جوش غضب کا ہوتا ہے مگر وہ سوڈے کی بوتل کا ابال ہے آیا اور گیا - اگر چندے قائم رہے تو دنیا کے کام کاج بند ہوجائین یا تو شادی مرگ گلا دابے یا رنج دل کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلادے طبیعت خوگر ہوئی اور رنگ بدلا دن گذر رہے ہین اور محمود کی طبیعت اعتدالی حالت اختیار کرتی جاتی ہے نہ بی بی کی بیماری اور تکلیف اب سوہان روح ہے اور نہ ان کے مرنے جینے کی پروا ! کسی کسی وقت خیال آجاتا ہے تو یہ سوچکر دل کو اطمینان دے لیتے ہین کہ شتاق - شوکت آرا و سرور ہی موجود ہی ہین مین نہین تو وہ صحت کے لئے جان لڑا دین گے روپیہ پیسہ کی کمی نہین پھر اور کیا چاہئے اگر اتنی ہی لکھی ہے تو مجبوری ہے - نہین تو لوٹ پوٹ کے اچھی ہوجائین گی - کھاتے بھی ہین پیتے بھی چاق چوبند ہین ہنسی مذاق بھی ہوتا ہے قافلہ دن بھر اور رات کے دس بجے تک سفر کرتا ہے اور اس کے بعد پڑاو پڑ جاتے ہین کھانے پکتے ہین دعوتین ہوتی ہین جنگل مین منگل رہتا ہے شکار بھی ہوتا ہے اور وہ چلتے فوجی ورزشین بھی - مجاہدین اپنا اپنا نشانہ صاف کرتے ہین - بندوق تلوار سنگینین گولہ بارود سبھی تو بار برداری کے اونٹون پر لدا ہوا ہے سواری کے لئے گاڑیاں بھی تھین اور گھوڑے بھی ایک چھوٹی سی باقاعدہ فوج ہے جسمین توپ خانہ

بھی ہے۔ سوار دن کا رسالہ بھی اور پیدل بھی بڑے مزے کا سفر ہو رہا ہے سب منچلے اور جیوٹ کے سپاہی ہین امید تو یہی ہے کہ میدان جنگ مین داو مردانگی دین گے ایک ایک جان بہت گران قیمت بکے گی۔

ادہر تو یہ ہو ہی رہا ہے ادہر رزاق کو دیکھئے کہ بی بی بچہ بمبئی مین اور خود آگرہ مین مشتاق کا حکم پاتے ہی ایک خط تو لکھکر اپنے لڑکے کے نام اس نے اس مضمون کا ڈالدیا کہ سرکار لام پر گئے ہیں، مین بھی جا رہا ہون رخصت ہونے کا وقت نہین تم لوگون کو خدا کے سپرد کرتا ہون۔ خرچ کی طرف سے مطمئن رہو ایک ایک کی جگہہ دو دو ملین گے۔ جیتا بچا تو پھر تم سب سے اللہ ملائے گا نہین تو قیامت کا دن بھی کچھ دور نہین" اور خود پہلی گاڑی سے پیشاور چلدیا معمولی مسافر گاڑی تھی کئی جگہہ ٹکنا پڑا۔ راستہ بھر اپنی تئین لعنت ملامت کرتا آیا کہ ڈاک پر کیون نہ چلا خدا خدا کر کے پانچوین دن مقام مقصود پر پہونچا۔ اسلام اللہ خان کو اچھی طرح جانتا تھا انھین کی کوٹھی کی راہ لی وہان معلوم ہوا کہ کپتان صاحب وصوبہ دار صاحب دونون دو دن ہوئے ہین کہ کابل روانہ ہوگئے باقی دن اور ایک رات احمد اللہ خان کے سخت اصرار سے اس نے پیشاور مین گذاری دوسرے دن چند مسافرون کے ساتھ خود بھی کابل کی راہ لی وہان پہونچا تو یہ پتہ چلا کہ مجاہدین کی ایک ٹکڑی چار روز ہوئے ہین کہ طرابلس کے ارادہ سے روانہ ہوگئی۔ پھر بھی اس مرد خدا کو ہراس نہ ہوا دو چار دن کابل راہگیرون کے انتظار مین ٹھہرنا پڑا جو اس غریب نے بہت مشکل سے کاٹے ہر وقت اس فکر مین رہتا کہ کسی طرح سرکار تک پہونچون

باب (۲۹)

پھر دو آرنہ کا میدان جنگ

"سر میدان کفن بردوش دارم"

ایک عرب سوار پوری طور سے اسلحۂ جنگ سے آراستہ ابھی ابھی اپنے جیالے مشکی گھوڑے پر یہ مصرعہ پڑھتا ہوا سوار ہوا ہے لباس وہی سبز رنگ کے کپڑہ کا کرتہ نیچا اور ڈھیلا ایک شلوار پہنے ہوئے سبز مخمل کی صدری بھی جس پر سنہری ڈوری کا کام بنا ہوا ہے زیب جسم ہے کمر سفید پٹکہ سے کسی ہوئی اور سب کے اوپر عنابی رنگ کے صوف کی عبا عمامہ سبز رنگ کا ایک جنائی کی گول ٹوپی پر بندھا ہے کا کلین ادہر ادہر لٹک رہی ہین۔ عمامہ پر ایک بڑا ریشمی سرخ رنگ کا رومال بھی پڑا ہوا ہے۔ شاید تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے کھلے میدانون مین یہ رومال نقاب کا کام دیتا ہوگا۔ اس وقت تو بیضاوی چہرہ بالکل کھلا ہوا ہے گالون پر عنفوان شباب کی سرخی ہے اور بڑی بڑی بادامی آنکھون مین گلابی ڈورے بالکل سبزہ آغاز ہے ۱۸ ، ۱۹ سال کی عمر ہوگی اوپر کے ہونٹھ پر مونچھون کی سبزی کچھ یون ہی سے نظر آتی ہے خالی ایک تحریر کی ہے "ایک طرف دیکھکر" مجھے اس سمت بڑھنا چاہئے گولہ باری بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ اللہ غنی! اطالیون کے ہوائی جہاز ہین کہ فضائے آسمان مین چیلین منڈلا رہی ہین آج کا معرکہ کچھ کٹے نظر آتا ہے پورے دو مہینہ کی تیاری کے بعد اطالوی آج بڑھے ہین۔ شاید کوئی نیا نقشہ بنا ہوگا دیکھنا چاہئے آج کتنے موت کے

گھاٹ اوترتے ہین شہادت اچھی چیز ہے اگر نصیب ہوجائے" گھوڑے کو ایڑ لگاکر
اسی جانب سرپٹ جارہا ہے کہ جدھر سے توپون کی آواز مسلسل آرہی ہے دو میل
تک برابر ایک طرح سے گھوڑا اوڑاتا گیا پھر ایک پہاڑی کی آڑ لیکر دوربین
جیب سے نکالی اور کچھ بلندی پر جاکر دیکھنے لگا "ہان بہادرو! شاباش ہمارے
مجاہد نشیب و فراز کی آڑ لیکر دوڑتے ہوئے بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہین اطالوی
اپنی خندقون مین ہین گولہ باری دونون طرف سے جاری ہے بات کیا ہے آج
ترکی توپ خانہ کچھ اچھا کام نہین کر رہا ہے۔ وہ پہاڑی اوس کے لئے موزون
نہ تھی کمان افسر کی کچھ مصلحت ہوگی" دیر تک سکوت کے ساتھ جنگ کا تماشہ
دیکھا کیا آس پاس کوئی بھی نہین کس سے باتین کرے پھر دل ہی دل مین "مجھے
جانا چاہیے یا ابھی نہین جی تو چاہتا ہے کہ مین بھی اسی آگ مین کود پڑون لیکن
مصلحت اس کی مقتضی نہین دست بدست جنگ ہونے دو" اتنے مین ایک
اطالوی ہوائی جہاز نے قریب ہی گولہ گرایا زمین مین دھنسا اور پھٹا کچھ دھول
اوڑی دو چار پتھر جگہ سے بے جگہ ہوئے "سوار سگرٹ کرو لیس اسی قدر" بندوق
اٹھاتا ہے اور جہاز پر فیر کرتا ہے "ایک دو تین" گولیان جہاز مین لگین اوڑ دہ
دو تین چکر کاٹ کر کمان کے تیر کی طرح سمت مخالف کو چلا (دوربین لگاکر)
کچھ نقصان بھی پہونچایا نشانہ خطا کر گیا نہین ضرور پہونچا شاید کوئی زخمی ہوا
ہے بہت دور نکل گیا اپنے حدود مین جارہا ہے" خیر مین نے کچھ تو خدمت کی پھر
دوربین لگاتا ہے "ترکی رسالہ اطالوی رسالہ پر حملہ آور ہوا کوہ شکن حملہ ہے
گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ ریشمی رومال نے پیشانی اور رخسارون کو بہت کچھ
چھپالیا ایڑ لگائی اوڑتا ہوا۔ پھر ایک پہاڑی کی آڑ لیکر رک جاتا ہے "غازی
[illegible] بیٹا چلا گیا نظرون سے [illegible] کی حسرت کرتی ہی رہی [illegible] اوشنا!

خدا خیر کرے اطالوی سواروں کے نرغہ میں ہیں۔ اسٹاف والے اپنے سردار کو بچانے کے لئے جان لڑائے دیتے ہیں شکر ہے تنہا نہیں ہیں۔ یہ دو سوار انکو چپ و راست کون لوگ ہیں۔ اسٹاف والوں سے تو ہیں صورت آشنا ہوں۔ غضب کی داد شجاعت دے رہے ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ یہ خوبصورت جوان شخص انگریزی وردی میں کون ہے کسقدر نڈر ہے خدا خیر کرے وہ مارا حریف خاک و خون میں لوٹ رہا ہے۔ اور دل میں کسی کا نام لیکر" وہ کہاں ہیں کہیں نظر نہیں آتے پھر نہ گھر گئے ہوں مجھے خبر لینا چاہیے اسی غرض سے اور اسی فرض کی ادائیگی کے لئے گھر چھوڑا ہے" یا علی شیر خدا" گھوڑے کے ایڑ لگائی اور نیزہ سیدھا کیا بجلی کوند گئی ایک گرا دو گرے یہ بہادر سوار کا کلیں گلے میں لپیٹے ہوئے جدھر "اللہ اکبر" کا نعرہ مار کر رخ کرتا ہے اطالوی سپاہی کائی کی طرح پھٹتے ہیں۔ طپنچہ بھی چلتا ہے تلوار بھی اور نیزہ بھی ہاتھ۔ دو چپے پڑتے ہیں جو گرتے ہیں زخمی ہو کر یہ عجیب بات ہے کسی کی تلاش میں ہے۔ غازی انور کی ٹکڑی میں ملگیا انگریزی وردی والے۔ وار پر ایک غلط انداز نظر ڈالکر دل میں" آپ بھی آ گئے") حملہ کرتا ہوا بڑھ گیا۔

انور بے یہ منچلا مجاہد اپنی جان خطرہ میں ڈالکر سواروں کے بڑے غول پر حملہ آور ہوا ہے پیا ئیو اسے بچاتا ابھی اس کی عمر شہید ہونے کی نہیں۔

انگریزی وردیوں والے دونوں سپاہی جوان دو ہیں یہ دوش بجیر کپتان محمود صوبہ دار اسلام اللہ خاں ہیں جو جنگ سے ایک روز قبل کئی محاذوں میں ہوتے ہوئے غازی انور بے کے کیمپ میں آئے ہیں اور صرف شب بھر آرام کے بعد صبح سے جنگ میں شریک ہیں غازی موصوف ہی کے مہمان بھی ہیں انسے اور محمود سے خوب نبھنے لگی محمود نظر حیرت سے اس نوجوان عرب کے ملون کو

دیکھ رہے تھے انور بے کا فقرہ یا حکم جو بجلی کے کان مین پڑا اور دونون تیر کی طرح اُدہر چلے اس نوجوان کا حال سنئے کہ پانچ اطالوی سوارون سے ایک ریت کے تودہ کی آڑ پکڑے ہوے جنگ آزما ہے۔ نیزہ اور تلوار سے لڑ رہا ہے وہ پانچون ایک ساتھ تلوارین کھینچکر حملہ آور ہونے کو تھے کہ پیچھے سے نعرۂ اللہ اکبر کی صدا نے لرزہ ان کے جسمون مین ڈالا۔ مڑکر دیکھنے لگے تو چشم زدن مین ایک سوار بہادر عرب کے نیزہ کا شکار ہوکر زمین پر تڑپنے لگا۔ دوسرے کا گھوڑا تلوار سے زخمی ہوا اور وہ اُسے لیکر ایک طرف بھاگا باقی تین صوبہ دار اور محمود کی تلوارون کا نشانہ بنے ادہر سے نجات ملی تو نوجوان عرب نے دوسری طرف حملہ آور ہونیکا ارادہ کیا۔

محمود - (عربی زبان مین) ذرا دم لے لو تم ابھی ناتجربہ کار معلوم ہوتے ہو اسلام کو تمھارے سے فرزندون کی سخت ضرورت ہے اس طرح اپنے تئین خطرہ مین ڈالنا غلطی ہے۔

نوجوان عرب - آپ لوگون کا شکریہ بڑا احسان کیا مین بُری طرح پھنسگیا تھا اصل مین مجھے ایک اپنے معمر عرب دوست کی تلاش ہے جنگ مین وہ بھی ہین خدا جانے زندہ ہین یا شہید ہوے ہین انھین ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرتا ہون لیکن نظر نہین آتے۔

محمود - (دل مین) یہ ابھی بالکل بچہ ہے آواز مین بھی کرختگی نہین معلوم ہوتا ہے کہ کوئی لڑکی باتین کر رہی ہے" اجی مجاہدین ابھی کیا شہید ہوے ہونگے ایسے لوگون کی خدا خود مدد کرتا ہے تم بالکل نہ گھبراؤ۔

نوجوان عرب - ہان یہ سچ ہے مگر میرا تو فرض ہے کہ ان کی خبر لون اور ایک طرف چلدیتا ہے۔

محمود۔ صوبہ دار صاحب یہ نوجوان موت کے منھ مین جا رہا ہے بے دھڑک حملہ کرتا ہے ان اطالوی سوارون نے اسے مار لیا ہوتا اگر ہم لوگ نہ پہونچ جاتے یا کارتوس ان کے پاس ختم نہ ہو گئے ہوتے ایک بہادر مجاہد کی مدد ہم لوگون پر فرض ہے مین تو جاتا ہون آپ کا جی چاہے آئیے یا انور بے کے ساتھ رہئے مین بھی وہین آجاؤنگا۔

جواب کا انتظار کئے بغیر محمود نے گھوڑے کو اسی سمت ڈالدیا جدھر وہ بہادر نوجوان گیا تھا جنگ اس وقت بڑے زور پر تھی بندوق کی باڑھین ختم ہو چکی تھین کوئی قرینہ قاعدہ نہ تھا سوار و پیادہ سب ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے تھے ایک طرف غازی انور بے اپنے رسالہ کو لئے ہوئے بلا لحاظ اس کے کہ روح و روان اسلامی فوج وہی ہین تلوارون کے منھ پر چڑھے جاتے تھے جہان گھمسان لڑائی ہوتی وہان سب کے آگے انہین کا خوبصورت چہرہ دھوپ مین تمتمایا ہوا نظر آتا جدھر جاتے نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوتے اور دشمنون کو ہزیمت ہوتی دوسری طرف شیوخ سنوسی اپنے مجاہدین کو لئے ہوئے بلند قامت گھوڑون پر سوار سر سے پاؤن تک ایک قسم کی سفید چادرون مین لپٹے نیزے سیدھے کئے ہوئے گھوڑون کے سرون پر جھکے حضرت عزرائیل کی قائم مقامی کر رہے تھے۔ داڑھیان نیچی رنگ سیاہ ہیبت انگیز شکلین جس سمت جھک پڑتے قیامت آجاتی گولیون اور گولون کی باڑھ مین تو یہ کمزور سب برابر ہین مگر دست بدست جنگ مین ان زادیہ نشینون سے سر بر ہونا آسان نہین قوت کا نام دیکھئے وہ ایک سنوسی ایک اطالوی قوی ہیکل سوار سے بھڑا ہوا ہے نیزہ و تلوار کسی سے کام نہین لیتا پلٹ پڑتا ہے اسے گھوڑے کی پشت زین سے اٹھا کر سمیٹ لیا اور دور پھینکدیا۔ اللہ غنی یہ قوت پھر افغانیون اور سندھ و ستانیون کو دیکھئے

آج یہ بھی فن سپاہگری میں کسی سے ہیٹے نظر نہیں آتے افغانی تو ہیں ہیں انکا لوہا سبھی مانتے ہیں مگر ان ہندی مجاہدین کو دیکھئے ذرہ برابر بھی تو جان کی پروا نہیں۔ مرتے اور مارتے بڑھتے چلے جاتے ہیں اس میں محمود تو قیامت ہی ڈھا رہا ہے اس قدر نڈر لڑنے والا دو چار کو چھوڑکے اور تو کوئی اس میدان میں معلوم نہیں ہوتا۔ کبھی تو جوان عرب کے پیچھے اور کبھی آگے کبھی یمین میں اور کبھی یسار میں۔ گویا دلی جانباز آپ ہی ہیں وہ بھی جان دینے کے لئے طیار اور آپ بھی شہادت کے لئے بیچین۔ صوبہ دار اسلام اللہ خان تجربہ کار اور جنگ آزمودہ سپاہی ہیں ہوشیاری سے لڑتے ہیں اور جہاں تک بن پڑتا ہے ان دونوں کے بیچ آڑے آتے ہیں گرمیٔ ہنگامہ میں جان تو کوئی چیز ہی نہیں ایک دشمن سے نپٹے تو دوسرے پر جا پڑے محمود معلوم نہیں کس خیال میں غلطان و پیچان لڑتے لڑتے ایک دوسری طرف جھک پڑتے ہیں صوبہ دار صاحب تو ان کے ساتھ ہیں لیکن ہمارا نوجوان عرب گھوڑا اکڑ کڑاتا ہوا ایک دوسرے غول میں جہاں چند عرب برسرپیکار ہیں اپنی دھن میں گھس جاتا ہے (دل میں نیتان بھی نظر نہیں آتے یا اللہ کہاں ڈھونڈھوں حسرت سے کیا شہید ہوگئے نعش کا پتہ لگتا تو کبھی اطمینان ہو جاتا") پھر حملہ آور ہوتا ہے۔ داہنے بائیں تلوار چلاتا ہوا آگے بڑھا جاتا ہے۔ "سن سن"، ایک گولی کان کے پاس سے نکلتی کچھ خیال نہیں تیر کی طرح ایکطرف جا رہا ہے اِدھر یہاں تو محمود گھرے ہوئے ہیں صوبہ دار کے بنائے کچھ نہیں بنتی (بلند آواز سے)" اللہ اکبر۔ اللہ اکبر جل جلالہٗ نعرہ لگایا اور حملہ آور ہوا۔ دو ایک مجاہد اور بھی ملگئے ایک ہی ایڑ میں گھوڑا محمود کے گھوڑے سے ملا کر۔ دشمنوں پر نیزے سے حملہ کیا ایک کو گرایا دوسرے پر تلوار کا ہاتھ دیا اب تیغ بے پناہ نیام سے نکلی ہوئی بجلی کی طرح کوند رہی ہے یہ آئی

وہ گئی۔ دشمنون پر ہیبت طاری محمود و اسلام اللہ خان لگے دندان شکن حملہ کرنے مجاہد عرب کو ان کی جانب سے اطمینان ہوا تو پھر دوسری طرف کی راہ لی ہولایا چارون طرف سر بکف پھر رہا ہے مگر کہین اُس شخص کا پتہ نہین چلتا کہ جس کی تلاش ہے اب میدان جنگ سے علیحدہ ہوکر ایک پہاڑی کے نیچے پہونچتا ہے اور وہین سے مڑکر تماشہ دیکھتا ہے۔ ہان غازی انوجلے بگل بجا رہے ہین۔کیا مطلب ہے سوار و پیادہ سب ان کے گرد اکٹھا ہو رہے ہین۔ محمود و صوبہ دار بھی آگئے کچھ ہدایتین کر رہے ہین۔ مجاہدین کو پانچ حصون مین تقسیم کیا۔ محمود و صوبہ دار صاحب کو بھی ایک ایک جماعت کا افسر بنایا ہے۔ آہا آہا یہ بات جنگ جلد ختم کرنا چاہتے ہین مین بھی جاؤن نہین میرا فرض دوسرا ہے والد کی خبر لینا چاہئے (آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین) وہ یقیناً شہید ہوئے (کچھ سکوت کے بعد) الشہید سلطان کو یہ مرتبہ عنایت فرمائے ہندوستان کی آب و ہوا دل و دماغ کو کمزور کر دیتی ہے میری رگون مین عرب کا خون ہے مجھے جان عزیز نہین ہونا چاہئے قافلہ سالار دنیا ستے وفا گیا (ایک آہ بھر کر) ہمکو بھی اب کمر باندھنا چاہئے ہندوستان جنت نشان تیرا خیال اب بیکار ہے ان لوگون سے اب قیامت مین ملاقات ہوگی نہین شہید تو زندہ رہتے ہین میری روح وہین رہیگی ادہ غریب اور بیچاری کرامت خیر ابھی تو زندہ ہی ہون۔ مگر مسرمیدان کفن بدوش ہون۔ گھوڑے کے ایڑ لگائی اڑ سے او جھل۔ کان مین ایک طرف سے ہوا کی لہر پہونچی یہ الفاظ آ رہے تھے ”بچائیے“ وہی شہید وہی شہید ہوا چاہتے سلطان کی فتح معرکہ تمام ہوا

* *

غازی انور بیگ کی بیمار داری رکھ دو پیرمنشی سرکار طالوی نہایت نقصان

او دھا کر پسپا ہوے کئی توپین مجاہدین کے ہاتھ آئین سنوسیون نے ساحلی گولہ باری کے باوجود سمندر کے کنارہ تک تعاقب کیا اور کتنے ہی اطالوی سوارون کو گھوڑے کی زین سے گھسیٹ گھسیٹ کر پانی مین پھینک پھینک دیا اَللّٰہُ اکبر کے نعرے لگاتے تو توپون کے گولے بھی نشانہ پر نہ پڑتے عجب خدائی شان ہے۔
میدان جنگ کا منظر اس وقت نہایت حسرتناک ہے دنیاوی زندگی کا انجام سامنے ہے۔ عبرت و رنج کا مرقعہ کھلا ہوا ہے جو لوگ ابھی صبح کو خواب استراحت سے اچھے تھا جب بیدار ہوے تھے دلون مین امنگین تھین اور رگون مین خون اسوقت شہابی رنگ مین نہائے خاک و خون مین لتھڑے پڑے ہین سیکڑون تو دنیا وی جھگڑون سے آزاد ہو کر موت کی میٹھی نیند سو رہے ہین نہ زخم کی تکلیف ہے اور نہ اعضا کے کٹنے کی پروا۔ ہزار ہا بعون زخمون کی وجہ سے کراہ رہے ہین۔ یا بیہوش پڑے دم توڑ رہے ہین عرب و اطالوی دونون اپنے دشمنون کو ختم کر کے ایک ہی میدان مین بستر خاک پر آرام کر رہے ہین عداوتین ختم ہو چکین اور جھگڑے تمام ہوے۔ اے ہوس ملک گیری! اے حرص حکومت!! تو نے یہ کیا ستم ڈھایا اگر آج اسپر قناعت ہوتی کہ جو جس کے پاس ہے اسی کی ملک رہے تو کیون اتنے نوجوان موت کے گھاٹ اوترتے خدا کی بستی آباد رہتی زراعت کرتے حرفت و صناعیون مین زندگیان کاٹتے علم و فضل کے ڈنکے بجاتے اپنا بھی دل خوش کرتے دوسرون کے بھی کام آتے آج یہ میدان طرابلس کیا سبق دے رہا ہے اے ضمیر فروشو جاگو۔ انسان پیدا کئے گئے ہو جانور نہ بنو گر نہین تم کو سبق نہین مل سکتا۔ تم اپنے کئے پر شرمسار نہین ہو سکتے تم ننگ انسانیت ہو حرص و ہوا کے بندے شیطان ہو رحمن کیونکر بن سکتے ہو وہی کرو گے جو تمھاری فطرت کا تقاضہ ہے زندگی کا لطف

تم نے بندگان خدا کو نہین اٹھانے دیا خود بھی ہلاک ہوے اور محبان وطن کو بھی ہلاک کیا۔ لیکن تمھارے لئے جہنم کے غار کھلے ہوے ہین اور ان کے لئے عیش دائمی کا دروازہ تم مین بھی کوئی معصوم بچی ہےجو اس وقت فاطمہ کی طرح بیخوف و ہراس مرنے والون کو پانی پلاتی ہو؟ وہ فرشتۂ رحمت ہے اس کا فیض عام ہے دیکھو کس طرح محبت سے مرنے والون کی طرف دوڑتی ہے اور بلا امتیاز قوم و مذہب اپنا مشکیزہ لئے پانی پلا رہی ہے پھر کس حالت مین جبکہ اس کے باپ شیخ عبد اللہ نے اوس کے زانو پر زخمون سے چور ہو کر دم توڑا ہے اور اسکا دوسرا شفیق محمد صالح عرب بھی اپنی بی بی اور اکلوتی بچی کلثوم کو خدا کے سپرد کرکے مکراتا ہوا آخری سانس لے رہا ہے فاطمہ کٹورہ مین پانی محمد صالح کیلئے کلثوم کے پاس چھوڑ آئی ہے اور خود دوسرون کے خشک ہونٹھ تر کرنے کیلئے میدان جنگ مین دوڑتی پھرتی ہے نہ آنکھون مین آنسو ہین اور نہ لب پر آہ نہ ماضی کا خیال اور نہ آئندہ کی پروا خداوندا یہ کیا معاملہ ہے اور یہ کیا ہنگامہ! ایسے عبرتناک مناظر بھی تیرے بندون کو خواب غفلت سے نہین جگاتے اور اُن کو صراط مستقیم نہین دکھاتے تیری مشیت۔ تیری مرضی جائے دم زدن نہین ×

کلثوم پر باپ کی موت بہت شاق ہے بدن سے میٹھی تھر تھر کانپ رہی ہے آنسوون کی لڑیان آنکھون کو ڈھانکے ہوے ہین ہوک کلیجہ سے اٹھتی ہے حلق مین پھندہ بنکر رہ جاتی ہے۔ زبان سے آواز نہین نکلتی کبھی باپ کا منھ دیکھتی ہے اور کبھی حلق تر کرتی ہے سینہ مین گولی کا زخم ہی جو پھیپڑے کو چھلنی [illegible] آنکھین ہمیشہ کے لئے بند ہو رہی ہین۔ ام کلثوم البتہ [illegible] شوہر کی نعش اٹھا کر ہسپتال مین لیجائینگی

فکر مین ہین کیا کرین اور کس سے کہین۔

اسی فکر مین ام کلثوم چارون طرف نظر دوڑا رہی تھین کہ اتنے مین فاطمہ دوڑتی ہوئی آئی۔

فاطمہ۔ (خوشی کے لہجہ مین) معرکہ پھر مجاہدین کے ہاتھ رہا۔ سپاہی کچھ باقاعدہ اور کچھ بے قاعدہ لوٹ رہے ہین بہت سے تو اطالوی مردہ سپاہیون کی وردیان اوتارنے مین مصروف ہین اُن کو برہنہ چھوڑ دیتے ہین اور جو کچھ ان کے جسم پر ہوتا ہے لے لیتے ہین۔ روپیہ۔ اشرفیان۔ گھڑیان۔ انگوٹھیان۔ تصویرین سبھی کچھ ہوتا ہے۔ یہ عورتون کی تصویرین کیون ساتھ لاتے ہین۔ (کلثوم سے مخاطب ہوکر) بہن تم بتا سکتی ہو ا ین ہا تم تو زار زار رو رہی ہو یہ کیون ؟ مین سمجھی شیخ محمد صالح کی موت سے متاثر ہو (ہنسکر) یہ کیسی ناسمجھی کی باتین ہین۔ مجھے دیکھو گھر بھر کو رخصت کر چکی ایک باپ تھے وہ بھی گئے اب میری باری ہے مین تو بڑی بے صبری سے انتظار کر رہی ہون اسے دیکھو میری والد مجھے بلا رہے ہین۔ اپنی نعش کے سرہانے ہی تو کھڑے ہین سبحان اللہ کیا نورانی چہرہ ہے سبز لباس کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ یہ کیا کھڑے ہین تم نہین دیکھتین۔ ان کے ساتھ ہی تو شیخ محمد صالح بھی ہین دونون بہت خوش ہین اور دونون کا یکسان لباس ہے (ام کلثوم سے) اماں کیا تم بھی نہین دیکھتین۔ سوچو تو شہید کہین مرتے ہین وہ میدان جنگ مین پھر آ کر اپنے بھائیون کی مدد کرتے ہین۔

ام کلثوم۔ ہان بہن سچ تو کہتی ہے۔ محمد صالح اور عبداللہ دونون کھڑے ہوئے ہین وہ مجھے بلا رہے ہین اور یہ کلثوم کو دونون نہایت عمدہ لباس مین ہین

کلثوم۔ (زار زار رو کر) مجھے کوئی بھی نہین بلاتا اور نہ مین کسی کو دیکھتی

ہون۔ اچھا ہے تم دونون بھی جاؤ۔ میرے مقدر مین معلوم نہین کیا کیا لکھا ہے اور کس کی ہو کر رہون گی۔

ام کلثوم۔ (کلثوم کے سر پر ہاتھ رکھکر) بیٹی تو اپنا دل کیون میلا کرتی ہے مین تجھے بلاؤن گی اور اگر تیرا وقت ابھی نہین آیا ہے تو اس کو یاد رکھ کہ تو بڑی نصیب کی بی بی ہوگی باپ نے تیرے تجھے دم توڑتے وقت اللہ کے سپرد کیا ہے۔ بھلا یہ بھی ممکن ہے کہ جو اس کی راہ مین شہید ہو اس کی کوئی خواہش پوری ہونے کو رہ جائے۔

فاطمہ۔ دیکھو سردار غازی آرہے ہین کیسے خوش خوش اپنے ساتھیون کو باتین کرتے گھوڑون پر جا رہے ہین ظاہری صورت ایسی بنائے ہوئے ہین ذرا رات کو میرے ساتھ آج ہی آؤ تو تماشہ دیکھو جب سب کے سب تھکے ماندے سو جاتے ہین تو یہ میدان جنگ مین اکیلے ایک بڑی سی عبا پہنے آتے ہین ہاتھ مین ایک لالٹین ہوتی ہے اس کا بٹن دبایا اور وہ روشن ہوئی اپنے مجاہدون کی نعشین دیکھتے پھرتے ہین۔ آیات قرآنی پڑھتے جاتے ہین اور بہت روتے ہین پھر سجدہ مین گر پڑتے ہین اور پہرون رویا کرتے ہین ایک دن رات کو مجھے جنون چڑھا۔ بارہ بجے ہون گے دل نے کہا اے فاطمہ تو سوتی ہے اور کتنے ہی زخمی ایسے ہین جو پیاس سے تڑپ رہے ہین مین سوتے سے اٹھی اور اپنا مشکیزہ اٹھا کر چلتی ہوئی۔ میدان جنگ مین زخمیون کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر پانی پلا رہی تھی کہ مجھے۔ ہم سی روشنی نظر آئی دیکھتی ہون تو آپ ہین پہلے گھڑک کر مجھسے پوچھا تو کیون یہان اس وقت آئی ہے اور کیا کر رہی ہے مین نے جو سچی سچی بات تھی کہدی۔ اور اپنا مشکیزہ دکھا دیا۔ پھر تو وہ مجھسے ایسے خوش ہوئے کہ بیان سے باہر روز بلا بھیجتے ہین مجھے اچھی اچھی چیزین کھلاتے

ہین اور سہیرون پاس بٹھالکر باتین کیاکرتے ہین دیکھو مین ابھی بلاتی ہون (سر سے رومال اوتار کر ہلاتی ہے) وہ گھوڑا ادہر موڑا غور ہین اور ان کے دو ہندوستانی مصاحب۔

ام کلثوم و کلثوم دونو نے نقاب منھ پر ڈال لیا چند ہی منٹ مین تینون سوار آگئے۔

غازی انور بے۔ (گھوڑے سے اوتر کر اور فاطمہ کے سر پر ہاتھ رکھکر) کیون بیٹی مجھے کیون بلایا۔

فاطمہ۔ میرے باپ شیخ عبداللہ بھی آج کی جنگ مین شہید ہوگئے اور شیخ محمد صالح بھی ان کی بیٹی بہت رو رہی ہین مین انھین سمجھاتی ہون یہ نہین سنتین۔ امان البتہ میری ہی طرح خوش ہین۔ سردار صاحب یہ رونیکی بات نہین خوشی کی بات ہے۔ مین اپنے آگے دیکھ رہی ہون دیکھئے وہ کھوڑے مسکرا رہے ہین اور مجھے بلاتے ہین۔

محمود جو دور سے گھوڑے پر بیٹھے اس مکالمہ کو سُن رہے تھے۔ **محمد صالح** کا نام سنکر گھبرائے گہوڑے سے کودے اور ان کی نعش کے سرہانے بیٹھکر آب دیدہ ہوگئے زبان سے کچھ نہین کہتے تھے مگر آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

ام کلثوم۔ آپ کب آئے ہم لوگون کو معلوم ہی نہین ہوا۔ خود محمد صالح کو بھی علم نہ تھا نہین مجھ سے ضرور کہتے اور جو کچھ ان کے دل مین ہوگا آپ پر ظاہر کر جاتے۔ آپ سے بڑھکر اب انکا عزیز کون تھا مین چاہتی ہون کہ نعش اسوقت ہسپتال پہونچ جاتی اسکے بعد سپرد خاک ہوتی۔

محمود۔ (بہت سنبھلکر بھرائی ہوئی آواز مین) مین شب کو آیا مین سمجھتا تھا

کہ محمد صالح کسی دوسرے محاذ پر ہین اسی وجہ سے مین نے غازی انور بے سے
بھی نہین دریافت کیا آج کے معرکہ مین بھی مین نے انہین نہین دیکھا افسوس
صد افسوس ایک اپنا رفیق وہمدرد یہان موجود تھا اور مجھ کمبخت کو خبر نہوئی
خیر ہم سب اسیواسطے یہان آئے ہین مین موجود ہون مجھے اپنا خادم سمجھئے
اور جو کام ہو مجھ سے کہئے اگر زندہ بچا تو آپ لوگون کو پوری آرام کے ساتھ
بمبئی پہونچا دونگا۔ (کلثوم جو نعش کے قریب ہی برقعہ پوش بیٹھی تھی اوس سے
مخاطب ہو کر) مین تمھین کیونکر سمجھاؤن مان باپ : بنا مین بڑی چیز ہوتے
ہین خدا تمھین صبر دے۔ جن لوگون کی صحبت تم نے اوٹھائی اور جن کی
تربیت مین اتنی بڑی ہوئین بڑے مرتبہ کی بیگمین ہین تم کو سوچنا چاہئے
کہ وہ اس موقعہ پر کیا کرتین۔ وہی تم بھی کرو اور مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھو
کوئی بات ایسی نہ ہوگی جو مین تمھارے لئے نہ کر سکون نعش محمد صالح کی
مین ابھی اوٹھواتا ہون۔ اتنے مین انور بے فاطمہ کا ہاتھ پکڑے دونون
نعشون کے پاس کلام مجید کی سورتین آہستہ آہستہ پڑھتے ہوئے آئے اور
محمود سے مخاطب ہوئے

انور بے ۔ کیا تم محمد صالح سے واقف تھے ؟

محمود ۔ واقف ؟ دن رات کی نشست برخاست کا اوٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا ساتھ
ساتھ تھا۔ ڈاکٹر مشتاق احمد کے بڑے رفیقون مین تھے ہر جگہ اُن کے ساتھ
رہتے۔ سولہ سترہ برس کا ساتھ ہے۔ یہ اُن کی صاحبزادی کلثوم ہین ڈاکٹر
نے اپنی اولاد کی طرح ان کی تعلیم و تربیت کی ہے۔ انگریزی۔ فارسی عربی
اردو سبھی زبانون مین طاق ہین۔ والدین کی محبت مین یہ بھی اس جہاد مین
شریک ہوئی ہین ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیگم کی مرضی تھوڑی تھی۔

انور بے کلثوم کے حالات سے کچھ مجھے واقفیت ہے خیر خدا ان کو صبر دے۔ اور (فاطمہ کے سر پر ہاتھ پھیر کر) اس کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت کیجے بڑی بہادر لڑکی ہے۔ زخمیوں کو میدان جنگ میں پانی پلاتا اس نے اپنے سر لیا ہے بارہ بجے رات کو میں نے اسے اپنا فرض انجام دیتے دیکھا ہے یہ عمر دیکھیے شکل سے بارہ برس کی ہوگی۔ یہ کمر، ورنحیف جثہ ملاحظہ کیجئے اور یہ ہمت خدا کی دین ہے۔

محمود - واقعی یہ بچی قابل قدر ہے۔ خدا اپنے حفظ وامن میں اسے رکھے۔ ان دو نعشوں کو یہاں سے لے چلنا چاہیے

انور بے - ابھی ابھی۔

انور بے کو مجاہدین زخمیوں و مردوں کے پاس کھڑا دیکھ کر لوگ ادہر جوق جوق آنے لگے اور اونکا یہ منشا معلوم کر کے کہ محمد صالح اور شیخ عبد اللہ کی نعشوں کو ہسپتال منتقل ہونا چاہیے۔ ہاتھوں ہاتھ چشم زدن میں اٹھائے گئے۔ خود غازی صاحب ؒ و اور صوبہ دار اسلام اللہ خان پا پیادہ عورتوں کے ساتھ چلے۔ تھوڑی دیر میں کیمپ آگیا۔ لوگ ادہر ادہر منتقل ہوے انور بے اور دیگر افسران فوج مستورات کے ساتھ ہسپتال گئے اور دیر تک وہاں بیٹھے رہے۔

رات کٹی صبح ہوئی شہدا دفن ہوے فوجی قدر و منزلت کیساتھ فدائیان وطن ہمیشہ کے لئے دو دو گز زمین کے نیچے میٹھی نیند لینے لگے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

باب (۳)

ساکنان بمبئی

شوکت محل مینہ کی سہ دری ایک آرام کرسی پر پڑی ہوئی پان چبا رہی
ہیں ہنس مکھ خدا نے بنایا ہی ہے چہرہ اور حرکات سکنات سبھی سے زندہ دلی
کی جیتی جاگتی تصویر معلوم ہوتی ہیں وہ اور فکر خدا نکرے پریشان جبھی ہوتی ہیں
جب نصیب دشمنان شوکت یا ان کا بچہ کوئی بیمار کھٹی ہوتا ہے آج کل اللہ کا سب
فضل ہے۔ ابھی چار روز ہوتے ہیں کہ آگرہ سے اپنی بھابھی محمود بیگم اور اپنے
بھتیجے سید محمد کو لیکر پلٹی ہیں پورے پانچ مہینے کے بعد یہ سب قافلہ لوٹا ہے
ڈاکٹر مشتاق برابر آتے جاتے رہے بلقیس خدا کے گھر سے لوٹیں بہت بیماری
اوٹھائی اب بھی ناتوان بہت ہیں۔ مضمحل رہتی ہیں تنہائی میں جی لگتا ہے محمود
طرابلس سدھارے میاں پر فریفتہ بھی ہیں وہ گیہ ہیں لڑائی کا نام برا طرح
طرح کے منصوبے اور برے خیالات ہر وقت گھیرے رہتے ہیں کسی وقت اگر
کچھ جی لگتا ہے تو سید میاں سے جو باپ کی ننھی منی تصویر ہیں نام خدا اب
سسکر لینے اور غوں غاں بھی کرنے لگے ہیں... ورنہ جا بھی کو نہ ان کے اپنے
گھر ہی میں اطمینان ہے اور کہتی بھی ہیں کہ جب تک میرا بھائی اصل خیر سے لوٹ نہ آئیگا
جانے تھوڑی دونگی" بلقیس بھی اب وہ بلقیس نہیں رہیں جو کچھ ہونے سے پہلے
تھیں۔ جٹھانی اور نند کی بیماری میں تیمار داری دیکھی خدمتیں دیکھیں گرویدہ کیسے
ہو جاتیں ان دونوں بیگموں نے بھی تو جان لڑا دی تھی۔ ان کو ان آنکھیں اور ذات کو

رات - اللہ رکھے ماما اصیلین پیش خدمتین مغلانیان کون نہیں تھیں مگر نہیں ہر وقت
تاک بھی لیتین - خبر گیری بھی کرتین - ستی ہو گئین ستی بلقیس پڑی پڑی سب
دیکھا کین - ہوش حواس جب درست ہوے کچھ بولنے چالنے لگین تو تھوڑی
تھوڑی ہوئی جاتی تھین اللہ آپ تکلیف نہ کیجئے - مین نگوڑی خاطر تواضع
تو کچھ کرتی تھین آپ سب کو پریشان کرتی ہون مگر سنتا کون تھا - سرد ری
تو تنگی بھری ہوگئی تھین - اشارون مین باتین کرتین اور اشارہ ہی سے
سیکڑون کونے کا منہ بنا کر پوچھتین کہ کیا کہتی ہو -

خدا خدا کرکے وہ پریشانی کا زمانہ کٹا - اب اپنے گھر آئین تو یہ نہیں ہے
کہ بھابھی کی مہمانداری مین اپنی عادتین چھوڑ دین شوکت محل مکتب خانہ
باغ سبھی مین تو آنا جانا لگا رہتا ہے ان کو بھی اپنے ساتھ اسیطرح دوڑانا
چاہتی ہین - لیکن غریب بلقیس بیگم دلگرفتہ ہین کبھی کبھی ساتھ ہو لین تھین تو طبیعت
سست ہونیکا حیلہ کرکے اپنے کمرہ مین پڑی رہتین - اسوقت بھی سرد ری تنہا
شوکت کے یہان آئی ہین اور ایک آرام کرسی پر پڑی ہوئی چارون طرف
نظرین دوڑا رہی ہین خود شوکت معلوم نہین کس ضرورت سے کسی دوسرے
کمرہ مین گئی ہوئی ہین وہان سے فرصت کرکے آئین تو نئی سرد ری کو موجود پایا
شوکت - اے ہے تم اکیلی پڑی ہو مجھے بلا کیون نہ لیا -

سرد ری - بس اسی مین تو میرے آگ لگتی ہے آئین اور لگین بتانے مجھ
نگوڑی کی کسدن یہ عادت پڑی تھی کہ شوکت آرا بیگم صاحب کے کولے سے
کولہ جوڑے بیٹھی رہون تم ہیرون نہین آتین کیا ہے لکھی اشتیاق کے پاس
بیٹھی تھی مرادی سے کچھ باتین کر رہی تھی ناظمہ کا پنڈا چھپکا تھا اڈھین
دیکھنے گئی تھی ایک ہو تو کہون سیکڑون بہانے کر دیتی ہو مین نصیبون جلی

طبیعت سے مجبور ہوں صبح ہوئی نہیں کہ شوکت کی تصویر سامنے کھڑی ہے نہ اللہ سے کام نہ رسول سے مطلب دیوانی سڑن بھاگی چلی آتی ہوں۔ شوکت ہوں تو واہ۔ واہ اور نہ ہوں تو واہ واہ کمرہ تو ہے ان کی بو تو ہے کبھی کبھی جب حواس درست ہوتے ہیں تو پھر دن سوچا کرتی ہوں کہ یا اللہ میرا حشر کیا ہوتا ہے مری تو اس دل کے کارن سیدھی جہنم چلی جاؤں گی۔ ہے ہے منکر نکیر قبر میں پوچھیں گے "تیرا رب کون" میں جواب دونگی "شوکت"، وہ آنکھیں نکالکر کہیں گے "ہو نہہ" پھر سوال کریں گے تو کس کی امت میں میں کہوں گی "شوکت کی" سو بی بی بھلا۔ اتو کچھ نہ جائیگا۔ ہماری چاند مکھی ہوگی یہاں تم جلاتی ہو وہاں دوزخ جلائیگی ہم اسی کے ہوگئے۔

شوکت۔ تیرا ستیاناس ہو۔ اے اللہ اتنا جھوٹ شاید عمر بھر میں آج پہلا دن ہے کہ میں کہے جاتی ہوں آنکھیں خود صبح ہوتے تم کو ڈھونڈھتی ہیں نماز پڑھی ہو بی بی تمھارے لئے پھول چنے گوندھے اپنی انٹیوں میں اور سینا کی تم کو۔ تم بی بی تو اکثر سوتی ہوتی ہو مکھڑے کی بلائیں لیں اور چلی آئی۔ سہر دری کیوں جھوٹ بولتی ہے منہ میں بو آئیگی میرے سوا کوئی پاس کھڑا ہونیکا روادار نہ ہوگا مردار! اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ پھر تو میرے پاس سے ہٹکر کہیں نہ جائیگی۔

شوکت۔ کمبخت کیا کوستی ہے زبان اللہ کرے تھک جائے بڑی محبت ہے صاحب ہمارے منہ میں بو آنے لگے بکو کوئی اپنے پاس بیٹھنے نہ دے تب سہر دری بیگم صاحب کو چین آئے ان کی پٹی سے ہم لگے بیٹھے رہیں گے اے تجھے کس نے منع کیا ہے خلوت جلوت سبھی میں تو تو ڈنی رہتی ہے شرم حیا سب تیری بدولت ہوں کھائی بادشاہ حسن کو نکال دے جتنی دیر وہ گھر میں

رہتے ہین تو تم سے الگ ہوئی ہے یہ کاہنا بھی کیون رہے

سروری - ایک دن ہونا یہی ہے جادوگرنی مجھے سڑن بنا دیا ہے اچھا یہی ہے کہ مین اپنے دولھا سے بھی نہ ملون اُن کو بھی چھوڑ دون دنیا و دین دونون خراب ہون یا اللہ مین کیا کرون۔

شوکت - تم بیٹھی بیٹھی باندھنو باندھتی چلی جاؤ وہ سنین تو کیسے بھر جی خفا ہون اور جی مین بگڑتے ہی ہونگے کہ کسیوقت گھر مین نہین بیٹھتی ہین جب دیکھو شوکت کے پاس وہ تو کہئے بیچارے آدمی سیدھے سادے ہین کسی بات مین خبر نہین ہوتے۔ دوسرا ہوتا تو بی بی صاحب قدر و عافیت معلوم ہوجاتی۔ دوسری کرلیتا تمپر تھوکتا نہین۔

سروری - مین خوش میرا خدا خوش اللہ ان کو اس کی روزی تو دے مین لونڈی پیشہ تھوڑی کما سکتی ہون اپنے دل کی مالک ہون کچھ گری پڑی نہین دہن دولت مجھے اللہ نے خود کیا کم دیا ہے آج سے نہین ہمیشہ سے اپنا یہی حال ہے۔ مجھے بعض دن دو بجے رات کو ہول اٹھتا ہے اوٹھ بیٹھتی ہون اور بے اختیار جی چاہتا ہے کہ تمھارے پاس آؤن بیچ کے کواڑ کھلے رہتے ہی ہین۔ وہ تو کہو کچھ مشتاق کا خیال آجاتا ہے چپ ہوجاتی ہون اور سُسٹ مار کر لیٹ رہتی ہون وہ اپنا دوسرا نکاح کرلین تو بہت اچھا ہے مین نے کئی دفعہ کہا بھی وہ مردوا کچھ مجھی پر دیوانہ ہے لڑنے کو طیار ہوجاتا ہے کہتا ہے کہ رات تو ہر حال مین میری ہے اب بتاؤ اس کا کیا جواب ہے مین تمپر مرتی ہون اور وہ مجھپر مرتا ہے اور تم اُس سے بگڑتی بھی نہین عجب تماشہ ہے۔ کیون شوکت مرد دو دو یا چار بیاہ کرین تو آخر جلاپا کا ہیکا سوکنون مین لڑائیان کیون ہوتی ہین حسد نین کیون نبجاتی ہین۔

شوکت۔ میری جانے بلا بات کے اندر بات نکالتی جاتی ہے زبان نگوڑی کیا ہے قینچی۔

سروری۔ پہ غضب کیوں نہ ہو میں بے پوچھی رہتی تھوڑی ہوں مچل جاؤں گی یہ تمھارے اور اپنے کپڑے دونوں کے نوچ ڈالونگی۔ اور پھر دوسرے پہننے نہ دونگی تم سے کہتی ہوں میری بات کا جواب دو۔

بلقیس (آجاتی ہیں اور کمرہ کے پاس ہو چکیں) ہم بھی آئیں۔

شوکت۔ سر آنکھوں پر کیا کوئی مردوا یہاں تھوڑے ہی بیٹھا ہے وہی تمھاری سرشن نند ہے۔ میرا ناک میں دم کر دیا ہے بہن تم جیو میں تم کو یاد ہی کر رہی تھی جب اکیلی ہوتی ہے تو مجھکو بوکھلا دیتی ہے۔ رو رو دیتی ہوں۔

سروری۔ (انگلیاں مٹکا کر) ہے ہے میری ننھی بیگم بچاری کو بات کرنا نہیں آتی منہ سے دودھ ٹپکتا ہے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیئے بیٹھی ہے۔ اگر یہ کہوں کہ بدو کہوں کون توم ایسی ہے جو بیگم صاحب کو نہیں جانتی وکیست بہ جیت میں سرکار بند ہیں۔ وہ یہ اتنا دلیل ہے کہ غضب خدا کا ایک موئی ماما کو ساتھ لیا۔ اور حیدرآباد سے چلتی بنیں۔ بمبئی کے سمندر میں ڈوبیں اور ہیرم میں اترائیں وہاں سے غوطہ مارا تو جدہ میں جاکے نکلیں جلیں ہیں باتیں بنانے میں نگوڑی البتہ ان کے پیچھے مرتی۔ دق ہو گئی۔ آدمی سے مردہ بنی سوکھ کے کانٹا ہو گئی۔ باپ کو چھوڑا۔ ان کو چھوڑا۔ یہاں سے کنارہ کیا سب بوکھلائے دوڑے دوڑے پھرتے تھے اور میں سب کو کاٹنے دوڑتی تھی۔ دولھن تمھیں انصاف کرو میرا کچھ اس پر حق ہے کہ نہیں۔ جب سے پیدا ہوئی انکا کلمہ پڑھا اب اللہ رکھو یہ پچون زالی ہوئی ہیں اونہ! میں بھی کیا احمق ہوں وہ نگوڑے کس شمار میں ہیں توبہ توبہ کہتی تھی کیا اور منہ سے نکلا گیا ہاں نکھٹو میاں کو

[illegible] بی بی صاحب کو بے صورت دیکھے جھٹ کر چلدیا تھا کالی کانی جاہل کو اس کی بلا دیکھتی۔ اُسپر جاندتی ہین پرانی جان نثار سے منھ موڑتی ہین سونی بی تو یہ تو نہ ہوگا مین اور ان کو چھوڑدون مرونگی تو بھی بھتنی بنکر گھونٹونگی

شوکت۔ (ہنسکر) اور جو کچھ دل مین ہو کہدڈال اچھی طرح سے بھڑاس نکال لے آگرہ مین زبان بند رکھی۔ یہی احسان کیا اوس کی کسر یہان نکلنا چاہیے

سروری۔ (منھ چڑھا کر) کسر تو اوسی سے نکلتی ہے جس کے فقرہ کچھ اوچھے پڑتے ہون مین نگوڑی سو دفعہ مرون اور پیدا ہون تم سے سر بر نہین ہو سکتی خیر اب لڑائی جانے دو ٹھنڈے جی سے میرے سوال کا جواب دو۔

شوکت۔ پھر وہی شیطان نے اونگلی دکھلائی اری شامتن مین کیا جانون کہ سوکنین ایک دوسرے سے کیون جلتی ہین نہ ڈاکٹر نے دوسری شادی کی اور نہ بادشاہ حسن کو اس کی جرأت ہوئی۔ اپنی بیتی ہوتی یا تیری تو جانتی بھی۔ تجربہ عجب چیز ہے تم ڈاکٹر سے کہو مین بادشاہ حسن سے کہونگی راضی ہوگئے تو ہم تم دونون کو معلوم ہو جائیگا۔

بلقیس۔ (ہنسکر سروری سے) باجی یہ نگوڑا کونسا سوال ہے مین تو یہ جانتی ہون کہ اپنا شریک دار کسیکو بھی نہین بھاتا اسیکا نام سوتیا ڈاہ بھی ہے۔

سروری۔ یہی تو پوچھتی ہون کہ کیون نہین بھاتا۔ مرد سے ہزارون باتین کرتے ہین کرتے دو اپنی آرام مین خلل نہ آنا چاہیے۔ میرا ادالا اگر ایک بی بی اور لے آئے تو مجھے بیری رنج نہ ہو اور اُس سے کام لون حکومت کرنے کے لئے ایک اور مل جائے۔

شوکت۔ اور اگر رشمنون کے کان بہرے بادشاہ حسن اُسی سے زیادہ محبت کرنے لگیں تب

سروری۔ کرین میری جوتی سے مین ان کی محبت کی بھوکی کب ہون ڈانٹنے

مین نہ اب بند ہون نہ تب رہون گی۔

بلقیس۔ باجی آپ کی سی طبیعت تو ہر ایک کی نہین ہوتی۔ بہتیری ہی بیبیان آپ کو ایسی ملین گی جو اپنے شوہرون پر واری پھیری رہتی ہین انکی بات اٹھتی نہین۔ میان کہین دن تو دن ہے میان کہین رات تو رات ہے وہ کیا کرین انکی آنکھون مین تو اپنی محبت کی شریک دار دیکھکر خون اتر یگا زندگی نگوڑی اجیرن ہو جائے گی۔ موت ہر وقت مانگین گی۔

سروری۔ ایسی عورتون کو بھی کچھ سے کام لینا چاہیے میان پیارا ہے تو میان کی پیاری بھی پیاری ہونا چاہیے۔

شوکت۔ نہین ہوتی۔ نگوڑی نطرت کو کیا کرین۔ (ہنسکر) بادشاہ حسن کی جگہ پر تمھاری دولھا مین ہوتی تو تم اب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتین پھر مین ایک بیگم اور لے آتی اوسوقت تم کو رنج ہوتا کہ نہ ہوتا۔

سروری۔ ضرور ہوتا مین اپنی اور تمھاری جان ایک کر دیتی خود بھی سنکھیا کھا لیتی اور تمھین بھی سنکھیا دیکر سُلا رکھتی مگر میری سی محبت بھی تو ہوے مین تمپر عاشق ہون عاشق۔

شوکت۔ عورتین اپنے شوہرون کے ساتھ اوس سے زیادہ محبت کرتی ہین کہ جتنی تم مجھ سے کرتی ہو۔

سروری۔ جھوٹ۔ بالکل جھوٹ ہو ہی نہین سکتا۔ اگر ہو گی بھی تو سو مین ایک کو۔

شوکت تم تو مجھے فقرہ بھی نہین ختم کرنے دیتین۔ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ محبت کرتی ہین ان کی محبت مین نفسانی غرضین بھی شامل ہوتی ہین اس وجہ سے وہ دونی ہو جاتی ہے۔

سروری۔ دلی محبت کا وہاں وجود کہاں محض غرض ہی غرض ہوتی ہے جو عادت ہوتے ہوتے پیار و اخلاص کا رنگ پکڑ لیتی ہے نئی نئی شوہر کو دیکھتی ہے نہیں اور نہ شوہر بی بی کو پہلے سے اگر ایک دوسرے کو دیکھیں تو محبت کا بیج دل میں پڑ سکتا